

وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، قومی اسمبلی، سینٹ صوبائی اسمبلیوں
کے اراکین عدلیہ انتظامیہ کو پیش کی جانے والی

تحقیقی دستاویز

الاحقر العبار
حسن کری

مرکز مطالعات اسلامی پاکستان



پیش لفظ

علامہ اقبالؒ کے خواب کی تعبیر، قائد اعظم کی محنت شاقہ، اکابرین ہند کی جدوجہد اور ہزاروں مسلمان شہداء کے خون کا شروطن عزیز پاکستان کی فضا دیگر گونان گون مساکل کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت کے زہر سے اس قدر مسموم و آلود ہو چکی ہے کہ سانس لینا دشوار ہے۔ ایسا ملک جسے دنیا بھر میں ایک ممتاز و منفرد اسلامی ریاست کا نمونہ ہونا تھا اور جہاں ہر اسلام محمدی کے زیر اصولوں کا نفاذ کر کے دنیا بھر کے مصنوعی اور خود ساختہ نجات دہندہ نظاموں کو یہ باور کرایا جانا تھا کہ ایک مثالی ریاست کا قیام اسلامی نظام کے نفاذ سے ہی ممکن ہے۔ اس ریاست میں مسلمانوں کا آپس میں متصادم ہونا ایسا افسوس ناک امر تھا کہ جس نے ہر درد مند مسلمان اور محب وطن پاکستانی کو تشویش و اضطراب میں مبتلا کر دیا۔ اس سے بھی زیادہ اندوہناک یہ بات تھی کہ یہ تمام تصادم اسلام کے نام پر ہو رہا تھا۔ اسلام میں مختلف مکاتب فکر کی موجودگی اور اختلاف رائے کی تاریخ صدیوں پرانی ہے اور ایک زندہ جاوید و متحرک مذہب ہونے کے ناطے یہ کوئی بعید از امکان بات نہیں ہے کہ کچھ امور پر آراء میں اختلاف وجود میں آئے۔ ان اختلافات کے حوالے سے مذہبی مباحث اور علمی مذاکرات بھی اسلام کی تاریخ کا حصہ ہیں۔ لیکن جس قدر غلیظ اور شراکیزہ مہم اس مرتبہ شروع کی گئی اس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ فقی و فروعی اختلافات کو بنیاد بنا کر گلی کوچوں میں تکفیر کی مہم کا آغاز کیا گیا۔ دیواریں مکروہ و غلیظ عبارتوں سے بھردی گئیں۔ فضائیں ”کافر کافر“ اور ”مارو“ جلاء، پکڑو کی صداؤں سے گونجنے لگیں۔ مسلمانوں کے جان و مال اور عزت سے کھیلنا حلال بلکہ ثواب قرار دے دیا گیا۔ قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور نوبت مذہبی جلسے جلوسوں اور مساجد و امام بارگاہوں پر فائرنگ، دھماکوں اور بے گناہ معصوم انسانوں کے قتل تک جا پہنچی۔

قریب تھا کہ وطن عزیز ایک بھیانک خانہ جنگی کا شکار ہو جاتا اور فرقہ واریت کی آگ سب کو اپنی پلیٹ میں لے لیتی کہ عظیم ملت جعفریہ نے اس فرقہ واریت کے پس پردہ ہونے والی سازش کو بھانپ لیا۔ درحقیقت ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور عالمی سامراج کی شکست نے سامراج کو بوکھلا دیا تھا اور استعمار، انقلاب اسلامی کے ثمرات کو محدود کرنے اور پاکستان سمیت دیگر ممالک میں انقلاب کے اثرات اور ممکنہ اسلامی انقلاب کو روکنے کے لئے ملت السامیہ کو کمزور کرنا چاہتا تھا جو ایک طرف جہاں عرب ریاستوں کی پشت پناہی سے عراق کو ایران پر چڑھ دوڑنے کی شردی گئی وہاں پاکستان میں مختلف اسلامی مکاتب فکر کی موجودگی اور ان میں کچھ موجود فقی و فروعی اختلافات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فرقہ وارانہ فسادات کی سازش تیار کی گئی۔ چنانچہ ملت جعفریہ نے



اس بھیاں سازش کو ناکام بنانے کے لئے اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کیا اور اپنے شہید قائد علامہ عارف حسین الحسینیؒ، ڈاکٹر محمد علی نقوی شہید اور دیگر سینکڑوں مومنین کی مقدس جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے باوجود ملت کے پائے ثبات میں لرزش نہ آئی۔ ملت کی اس عظیم قربانی کا نتیجہ ” ملی یکجہتی کونسل“ کے قیام کی صورت میں سامنے آیا کہ جس میں اسلام کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء اور دینی جماعتوں کے سربراہوں نے متحد ہو کر دنیا بھر پر ثابت کر دیا کہ اس قتل و غارت اور دہشت گردی کا معمولی فقہی اختلافات سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ایک قابل مذمت سازش ہے۔

ملی یکجہتی کونسل کے قیام کے بعد پاکستان بھر میں ایک خوشگوار تبدیلی آئی ملکی فضاء سے بے یقینی اور شکوک و شبہات کے بادل پھٹنے لگے لیکن استعمار بھی چین سے نہ بیٹھا اور اس کی سازشیں جاری رہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ خاموشی کے بعد ایک مرتبہ پھر فرقہ واریت کے لبادے میں ملبوس ہو کر دہشت گردوں نے قتل و غارت کے نئے سلسلے کا آغاز کیا۔ اور ایک بار پھر فرقہ واریت کے نام پر بے گناہوں کا لہو بہلایا جانے لگا۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ملت اسلامیہ کا موقف یہ تھا کہ یہ دہشت گردی ہے اور اس کا اسلام کے کسی فرقے سے کوئی تعلق نہیں۔ جبکہ ایک ٹولے کا اصرار تھا کہ یہ قتل و غارت اس وجہ سے ہے کہ شیعہ اصحاب رسول کو برا بھلا کہتے ہیں اور اصحاب و اہمات المومنین کی توہین کرتے ہیں اپنے اس دعوے کے ثبوت کے طور پر ”تاریخی دستاویز“ کے نام پر ایک عکسی مجموعہ بھی پیش کیا گیا کہ جس میں مختلف شیعہ مصنفین کی کتب کے قابل اعتراض صفحات کے عکس دیئے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی کچھ فتویٰ ساز ملاؤں اور ایک مخصوص گروہ کے افراد نے زر و قلم کے ذریعے سارا زور یہ ثابت کرنے میں صرف کر دیا کہ یہ شیعہ مصنفین کی تحریر کردہ کتب ہی ہیں کہ جن سے معاشرے میں بے چینی، اضطراب اور فرقہ واریت پائی جاتی ہے۔

اسلام کی تاریخ مختلف مکاتب فکر کے درمیان ہونے والے مناظروں اور کتب، جواب الجواب کتب سے بھری پڑی ہے لیکن اس کے باوجود مختلف مکاتب فکر کا وجود ایک دوسرے میں ختم نہ ہو سکا چنانچہ واضح ہے کہ اب بھی مناظروں اور کتب و جواب کتب قسم کے سلسلوں سے کچھ حاصل ہونے کا امکان کم ہی ہے۔ علاوہ ازیں استعمار افاندہ بھی بقول اقبالؒ اسی میں ہے کہ مسلمان ”کتاب اللہ کی تالیفات“ میں اور اپنا ایمان اور دوسروں کا کفر ثابت کرنے میں مصروف رہیں کیونکہ استعمار کسی صورت نہیں چاہتا کہ ”مدینۃ العلم“ اور ”باب العلم“ جیسی مقدس ہستیوں کے پیروکار علوم جدید سائنس و ٹیکنالوجی اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلام کی ترویج و اشاعت کی طرف متوجہ ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ ملت جعفریہ نے یہ مناظروں، مباحثوں اور جواب آن عزل قسم کے سلسلوں سے حتی المقدور اجتناب کیا ہے اور ہمارا اب بھی یہی موقف ہے لیکن جب نوبت یہ اس



جارید کہ اپنی کتب میں موجود اور اپنے اکابرین کے کارنامے ملت تشیع سے منسوب کئے جا رہے ہوں اور پھر ان کی بناء پر تکفیر سازی کے کارخانے کھول دیئے گئے ہوں تو پھر ضروری سمجھا گیا کہ نادان دوستوں کو آئینہ دکھا دیا جائے۔

ہم نے ”ملی یکجہتی کو نسل“ کے اجلاسوں اور حکومت و انتظامیہ کے ساتھ مختلف میٹنگز میں بار بار یہ بات واضح کی کہ جن باتوں کے لئے ملت تشیع کو مطعون قرار دیا جاتا ہے یہ سب کچھ اس ٹولے کے اپنے اکابرین و علماء کی کتب بشمول صحاح ستہ میں موجود ہیں اور بیشتر شیعہ مصنفین محض ناقص روایت کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ہماری اس بات کو در خود اعتنا سمجھا گیا۔

تاریخ کا بے رحم عمل کسی کو معاف نہیں کرتا اور اب اگر بات تاریخی حوالوں اور ”تاریخی دستاویز“ کی آہی گئی ہے تو پھر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملت اہل تشیع پر الزام دھرنے والوں کو ان کے اپنے اکابرین و علمائے سلف کے ”کارناموں“ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ”تحقیقی دستاویز“ پیش خدمت ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اس تشیع کے خلاف جاری ہنگام اور طوفان بدتمیزی میں کمی آئے گی اور طالبان و متلاشیان حق کے لئے تحقیق کی راہیں کھلیں گی۔

ہم ایک مرتبہ پھر ارباب اقتدار اور قارئین گرامی قدر کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے کہ وطن عزیز میں جاری قتل و غارت اور دہشت گردی کا اسلام کے کسی مکتب فکر سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ کوئی فرقہ وارانہ مسئلہ ہے بلکہ یہ صرف دہشت گردی اور لاء اینڈ آرڈر یعنی قانون کے نفاذ اور حصول انصاف کا مسئلہ ہے اور ہم خواہش کرتے ہیں کہ اب قتل و غارت کے ہر واقع کے بعد دینی جماعتوں پر پابندی اور فرقہ واریت کو کچل دینے کے رٹے رٹائے جملوں کی بجائے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔

خداوند متعال کے حضور دعا گو ہیں کہ خدا ہمیں عصر حاضر کی تاریکیوں اور مردستیوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں حق کو سمجھنے پہچاننے اور حق کی پیروی کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور مسلمانان عالم کو متحد و متفق ہو کر عالمی استعمار و سامراج کا مقابلہ کرنے اور عصر حاضر میں اسلام کو استعماری نظاموں کے مد مقابل بہترین متبادل نظام کے طور پر پیش کرنے کی سعادت عنایت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

و ماتو فیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ناچر

ابو مصعب جوادی

تحقیقی دستاویز

5



بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

ان شہداء اسلام کے نام جنہوں نے اپنے سرخ خون سے
شجر اسلام کی آبیاری کی اور جو دشمنان اسلام کے خلاف سیسہ پلائی
دیوار بن کر نبرد آزما ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا مرجاتی ہے مگر
خون شہادت کے ان مقدس قطروں کے لئے جو اپنے اندر حیات
اہیہ کی روح رکھتے ہیں کبھی بھی فنا نہیں ہے۔

ع۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

انا لا احقر

ابو معصب جوادی



ایک وضاحت

اس مجموعہ تحقیقی دستاویز میں اکابرین سپاہ صحابہ کی بنیادی کتب صحاح ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد) کے علاوہ معتبر کتابوں البدایہ والنہایہ، منہاج السنہ، فتح الباری، مسند امام احمد بن حنبل، شرح فقہ اکبر اور کتب تفاسیر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری وغیرہ، دیوبندی مکتب فکر کے جید علماء سید انور شاہ کشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، بانی دیوبند حضرت قاسم نانوتوی اور عصر حاضر کے دیگر علما کی مستند تصانیف کے سرورق اور متعلقہ صفحات کے عکس دیئے گئے ہیں ان معتبر علما اور کتب کہ جن پر دیوبند مکتب فکر کی عمارت کا انحصار ہے، سے انکار ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔

لہذا بہتر ہوگا کہ مذہب شیعہ خیر البریہ پر الزام تراشی اور اتہامات کو ترک کر کے سپاہ صحابہ والے اس حقیقت کا اعتراف کر لے کہ توہین آمیز اور کفریہ کلمات دراصل ان کی اپنی کتب میں موجود ہیں اور سپاہ صحابہ کے اکابرین کو جرات اور فراخ دلی سے تسلیم کر لینا چاہیے کہ ”جو کفریہ عبارات وہ اہل تشیع کی طرف منسوب کرتے ہیں حقیقت میں وہ انہی کے اپنے ہی عقائد ہیں“





ہمارا چیلنج

اگر اس مجموعہ ”تحقیقی دستاویز“ میں کوئی صاحب بھی کسی ایک حوالہ، کسی اقتباس یا کسی عبارت کو جعلی، من گھڑت یا حوالہ کے خلاف ثابت کرے تو ہم پچاس ہزار روپے نقد اس کی خدمت میں پیش کریں گے۔ علاوہ ازیں ہماری اس پیشکش کو پاکستان یا دنیا کی کسی بھی عدالت میں کوئی چیلنج کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی ہمیں تیار پائیں گے۔



سپاہ صحابہ کی تاریخی دستاویز اور اس میں دیئے گئے چیلنج کی حقیقت

سپاہ صحابہ کے سربراہ نے اپنی جماعت کی طرف سے جو تاریخی دستاویز پیش کی ہے اس میں انہوں نے چیلنج کیا ہے کہ

”زیر نظر مجموعہ (تاریخی دستاویز) میں اگر ایک کتاب بھی جعلی ہو یا ایک عبارت بھی من گھڑت ہو یا ایک اشاعت بھی غیر حقیقی ہو یا حوالہ مندرجہ اصلی نہ ہو تو ایک ایک حوالے پر دس دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔“

لیجئے ہم یہاں پر صرف چند حوالے درج کر رہے ہیں کہ جن سے اس تاریخی دستاویز اور سپاہ صحابہ کے چیلنج کی حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے اور فاروقی صاحب کا دجل و فریب اور فراڈ آشکار ہو جاتا ہے۔

(1) تاریخی دستاویز کے صفحہ ۲۹ پر ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کے تاریخ ساز اجلاس کی مکمل کاروائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”جب سے سپاہ صحابہ قائم ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک سپاہ صحابہ کے کسی ایک چھوٹے سے چھوٹے کارکن نے زبان و قلم سے یزید کی تعریف نہیں کی“ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ متعدد ایسی کتب و رسائل موجود ہیں کہ جن میں سپاہ صحابہ اور دیوبند کے اکابرین نے یزید ملعون کی مدح و ستائش کی ہے یقین نہ آئے تو کتاب ”رشید ابن رشید امیر المومنین سیدنا یزید“ اٹھا کر دیکھیں کہ جس کے آخر میں عبد التار تونسوی سمیت ۲۶ دیوبندی مولویوں کے نام موجود ہیں کہ جو یزید کو امیر المومنین سمجھتے ہیں باقی رہا سپاہ صحابہ کے کسی رہنمایا کارکن کی طرف سے یزید کی تعریف کا مسئلہ تو دیوبندی مولوی محمد عظیم الدین صدیقی کی کتاب ”حیات سیدنا یزید“ کے ابتدائی صفحات کا مطالعہ ہی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے کہ جس میں ۱۱ دیگر علمائے دیوبند کے ساتھ ساتھ سپاہ صحابہ کا مرکزی رہنما اور مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد کا خطیب محمد عبد اللہ اپنے اور شیخ القرآن مولوی غلام خان دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے بارے میں لکھتا ہے کہ ”آج ہی شیخ القرآن سے بات کی کتاب ”حیات سیدنا یزید“ ان کو ابھی تک نہیں ملی۔ تبصرہ اور رائے کی درخواست بھی کی انہوں نے قبول فرمایا۔ ویسے وہ بھی حضرت امیر یزید کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ہمارا ہے“

واضح رہے کہ یہ شیخ القرآن جن کا ذکر کیا گیا ہے وہی ہیں جن کی مدح و ستائش میں سپاہ صحابہ کی سپریم کونسل کے چیئرمین مولوی ضیاء القاسمی نے کتاب ”میرے شیخ القرآن“ لکھی ہے اور یہ مولوی محمد عبد اللہ وہ ہے جس کے

بارے میں تاریخی دستاویز میں اسی "۲۸ ستمبر کے تاریخ ساز اجلاس کی مکمل کاروائی" کے عنوان کے تحت صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے کہ "علماء دیوبند اور سپاہ صحابہ کی طرف سے مولانا محمد عبداللہ اسلام آباد، حضرت مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا عبدالرؤف ملک، مولانا محمد ضیاء القاسمی، خادم سپاہ صحابہ مولانا ضیا الرحمن فاروقی،....." اور جس مسجد میں مولوی عبداللہ خطیب ہے اس کے بارے میں ستمبر ۱۹۹۱ء کے خلافت راشدہ میں لکھا ہے کہ "بالآخر یکم جون کو جماعت کا ایک اہم وفد وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین اور میاں شہباز شریف کو ملا۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد جامع مسجد لال (اسلام آباد) کے متعلق کانفرنس کرنے کی اجازت مل گئی۔" علاوہ ازیں سپاہ صحابہ کے پیشتر پروگرام اسی لال مسجد میں ہی منعقد ہوتے ہیں۔

اب آیا اس کے بعد بھی "تاریخی دستاویز" کے مولفین کے کذب و افترا اور فتنہ پردازی میں کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے؟

(۲) تاریخی دستاویز کے صفحہ ۷۱ پر یہ سرفی جمائی گئی ہے کہ "شیعہ کے نزدیک موطا امام مالک، صحیح البخاری اور صحیح مسلم جھوٹ کا پلندہ ہیں" جبکہ اس عنوان کے تحت کتاب "حقیقت فقہ حنفیہ در جواب حقیقت فقہ جعفریہ" کے جس صفحہ (۱۳۶) کا عکس دیا گیا ہے اس میں درج بلا تینوں کتب کا نام تک نہیں اور نہ ہی بین السطور ان کتب کا حوالہ موجود ہے۔

(۳) تاریخی دستاویز کے صفحہ ۷۲ پر ساتویں باب میں "مرد کا مرد سے نکاح جائز ہے" کے عنوان کے تحت کتاب "فرق الشیعہ" کے ایک صفحہ کا عکس دیا گیا ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ فقہ جعفریہ کا عقیدہ ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ کتاب "فرق الشیعہ" کے مولف نے مختلف فرقوں اور اجمالی طور پر ان کے عقائد کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے جس صفحہ کا عکس "تاریخی دستاویز" میں شائع کیا گیا ہے اس میں مولف نے ایک فرقہ نصیریہ یا "نصیریہ" اور ان کے عقائد کا مختصراً ذکر کیا ہے (اور اس فرقہ کا بانی محمد بن نصیر النصیری تھا جو نبوت کا دعویٰ کرتا تھا) یہ فرقہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت امام علی نقی کو رب مانتا تھا اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر چیز حلال ہے اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا (العیاذ باللہ) اسی طرح مرد کا مرد سے نکاح حلال ہے وغیرہ۔

لہذا فقہ جعفری (شیعہ اثنا عشریہ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شیعہ اثنا عشریہ اس مذکورہ فرقے کو کافر خیال کرتے ہیں اور پھر اسی کتاب کے "مقدمہ" میں ہی یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ گمراہ فرقہ عرصہ ہوا ختم ہو چکا ہے لیکن "تاریخی دستاویز" کے مولفین نے اپنی بدنیتی سے اسے ملت جعفریہ کے سر تھوپ دیا جو ان کی بدباطنی کا بین ثبوت ہے۔

(۴) تاریخی دستاویز کے صفحہ ۳۸۳ کے چوتھے باب "شیعہ کی طرف سے اہل بیت اور خاندان نبوت کی

توہین" میں "حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین" کے عنوان سے کتاب "تحفہ حنفیہ در جواب تحفہ جعفریہ" کے جس صفحہ ۶۵ کا عکس دیا گیا ہے اس میں مصنف نے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں لکھا بلکہ دیوبندیوں کی معتبر کتاب تاریخ "حبیب السیر جزو سیوم جلد اول صفحہ ۶۸ سے ایک روایت (بزبان فارسی) نقل کی ہے اور اس کا لفظ بلفظ ترجمہ کر دیا ہے اب اولاً تو اس میں حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ کی توہین کا کوئی پہلو ہی نہیں بلکہ ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ اور پھر اگر توہین کا کوئی پہلو بھی ہے تو اس کے ذمہ دار اہل تشیع نہیں بلکہ خود "حبیب السیر" کا مولف ہے اور کتاب "تحفہ حنفیہ در جواب تحفہ جعفریہ" کا مولف تو محض ناقل ہے۔

(۵) تاریخی دستاویز کے چوتھے باب میں ہی صفحہ ۳۹۶ پر عنوان دیا گیا ہے؟ ازواج مطہرات کی توہین" جبکہ اس عنوان کے تحت کتاب "سیاست راشدہ" کے جس صفحہ ۶۳ کا عکس دیا گیا ہے اس میں ایک بھی جملہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے ازواج مطہرات کی توہین کا کوئی پہلو نکلتا ہو اور نہ ہی بین السطور کوئی ایسی بات ہے

(۶) اسی دستاویز کے چھٹے باب "شیعہ اور صحابہ کرام و خلفاء راشدین" میں صفحات ۵۷۰ اور ۵۷۱ پر "حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں خود ساختہ خن طرازی" اور "حضرت ابوبکر صدیق گالیاں دینے والے تھے" کے عنوانات کے تحت کتاب "شیخ سقیفہ" کے جن دو صفحات (۱۳۷ اور ۱۳۸) کے عکس دیئے گئے ہیں ان میں مولف نے مکتب دیوبند کی معتبر ترین کتب "صحیح بخاری" "کنز العمال" اور "تاریخ الخلفاء" کے حوالے دیئے ہیں اور یہ حوالے بعینہ ان کتب میں موجود ہیں گویا کہ اگر کوئی گستاخی، خن طرازی یا توہین سرزد ہوئی ہے تو دیوبند کی درج بالا معتبر کتب کے مولفین و مصنفین امام بخاری، علی نقی الحدادی اور علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ سے ہوئی ہے۔

(۷) اسی تاریخی دستاویز کے صفحہ ۵۸۶ پر "جناب عمر نبی کے گستاخ تھے" کے تحت کتاب "سم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم" کے صفحہ ۳۳۵ کا جو عکس دیا گیا ہے اس میں روایت کے ساتھ ہی دیوبندیوں کی صحاح ستہ میں سے ایک "صحیح بخاری" کا حوالہ دیا گیا ہے جو کتاب میں لفظ بلفظ موجود ہے اسی طرح صفحہ ۵۸۷ پر "جناب عمر بے وضو نماز پڑھ لیا کرتے تھے" کے تحت کتاب "سم مسموم...." کے جس صفحہ ۳۳۶ کا عکس دیا گیا ہے اس میں بھی روایت کے ساتھ ہی مکتب دیوبند کی ایک مستند کتاب "کنز العمال" کا حوالہ دیا گیا ہے جو کہ اصل کتاب میں انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

علاوہ ازیں صفحات ۵۸۸ اور ۵۸۹ پر "خود ساختہ الزامات ہی الزامات" "اہل تشیع کی طرف سے کذب و افترا پر مبنی حضرت عمر کے لئے قرطاس ایض" اور "حضرت عمر بے ہودہ کلام کرتے تھے" کے عناوین کے تحت "سم مسموم...." نامی کتاب کے جن صفحات کے عکس دیئے گئے ہیں ان میں بھی ہر روایت کے ساتھ اہل سنت کی

معتبر ترین کتب کے حوالے بمعہ جلد نمبر، صفحہ نمبر اور باب درج ہیں
یہی کیفیت اسی تاریخی دستاویز کے صفحات ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۶۱۵، ۶۳۲، ۷۱۵ اور دیگر کئی صفحات میں نظر آتی ہے
کہ جہاں پر ناقلین روایت نے ہر روایت کے ساتھ صحاح ستہ سمیت مکتب دیوبند کی مستند ترین کتب اور جید علماء
کی تصانیف کے حوالے دیئے ہیں اور وہ تمام حوالے مذکورہ کتب میں موجود ہیں لیکن تاریخی دستاویز کے مرتبین
ان کتب اور اپنے ہی اکابرین کے کارناموں کو فقہ جعفریہ کے سرمنڈھنے اور محض ان روایات کو نقل کرنے کے
جرم میں اہل تشیع کے خلاف زہریلے پراپیگنڈے سے ان کو قاتل گردن زدنی قرار دینے کے لئے بے تاب و بے
چین نظر آتے ہیں اور پھر اس پر دعویٰ یہ کہ ”اگر ایک کتب بھی جعلی ہو یا ایک بھی عبارت من گھڑت ہو یا
ایک اشاعت بھی غیر حقیقی ہو یا حوالہ مندرجہ اصل نہ ہو.....“

یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے ہم اسی تاریخی دستاویز کو لوگوں کو دکھائیں اور کہیں کہ دیکھیں جی سپاہ صحابہ نے اپنی
کتاب میں صحابہ و اہل بیت کو کافر کہا ہے اور ان کی توہین کی ہے۔
عالی قدر قارئین!

ہم نے حقیقت کھول کر آپ کے سامنے رکھ دی ہے آپ محض انہی چند مثالوں سے ہی ”تاریخی دستاویز“
نامی کتاب کے پیش کنندگان و مولفین کی عیاری و فریب کاری اور دجل و مکاری کا اندازہ لگا سکتے ہیں
نوٹ

دیانت داری کا تقاضا تو یہ ہے کہ تاریخی دستاویز کے مولفین اپنے چینلج کے مطابق فی حوالہ دس ہزار روپے کے
حساب سے درج بالا تمام حوالوں کا ہرجانہ اپنی پہلی فرصت میں ارسال فرمائیں تاکہ ہم دیگر غلط حوالہ جات کی
دوسری قسط بھی پیش کر دیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆



تشیع کا تعارف

شیعہ مذہب زمانہ پیغمبر اسلام میں موجود تھا جس نے پیغمبر اکرم ﷺ کی تعلیمات کو ان کے اہل بیت سے حاصل کیا جو کہ حصہ ہائے رسالت اور اجزائے نبوت ہیں جو علوم نبوی کے وارث اور شہر علم نبی کے در ہیں۔ لہذا ان کی تعلیمات و ہدایت اور ان کے اقوال و افعال عین تعلیمات رسول اسلام ہیں۔

اہل تشیع کے متعلق غلط گمراہ کن اور باطل خیالات پھیلانے گئے۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے ظالم اور مشدد حکمرانوں نے شیعیان حیدر کرار کو اپنے مظالم کا نشانہ بنائے رکھا ان کی تبلیغ اور مذہبی احکام کی ادائیگی پر پابندی عائد رکھی۔ محبت اہل بیت کا اظہار ناقابل عفو جرم اور ذکر آل رسول ﷺ گردن زنی گناہ تھا لیکن اہل تشیع نے تعلیمات اہل بیت کی مقدس امانت کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھا تلواروں کی بازوؤں پر گردنیں رکھ دیں تیزوں کی انیوں کے آگے جسم پیش کر دیئے اور تیروں کی نوکوں کے سامنے اپنے سینے حاضر کر دیئے مگر مذہب اہل بیت کی تبلیغ سے باز نہ آئے بغداد کی دیواریں، بصرہ کوفہ کے تاریک زندان، گھرے اور اندھیرے کنوؤں کے قید خانے اس قوم کے جذبہ قربانی اور ان کے استقلال و ایثار کی کہانی کے گواہ ہیں۔

شیعہ خیر البریہ تلواروں کے سائے اور قید و بند کے ماحول میں پروان چڑھے استقلال کی ان چٹانوں کو ظلم کے ریلے اپنے مقام سے ہٹانہ سکے نصب العین کی پختگی مذہب کی صداقت اور اصول و فروع کی حقانیت ہر آنے والے مقابل سے مزاحمت کرتی رہی اور رکاوٹوں سے ٹکرا کر آگے بڑھتی رہی اس قوم کے متعلق غلط خیالات پروپیگنڈہ کے ذریعے پھیلانے گئے۔ عبداللہ بن سبا (ایک فرضی شخصیت) کے پیروکار بتلائے گئے فتنہ و فساد پھیلانے کے الزامات لگائے گئے، جابر حکومتوں کے مظالم کے علاوہ ہوا خواہان حکومت اور تعصب و عناد میں مبتلا غریب و صداقت پر پردہ ڈالنے، اہل بیت رسول کے فضائل چھپانے اور مذہب آل محمد کو مٹانے کی کوششیں کرتے رہے مگر گلشن صداقت کا یہ پھول کانٹوں کے زندان میں مہکتا اور دنیا کو معطر کرتا رہا اور حقانیت کا یہ چراغ تیز و تند آندھیوں سے لڑ کر عالم امکان کو منور کرتا رہا۔



شیعہ قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن مجید میں خدا کے ایک عظیم اور اولیٰ العزم پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیعہ کہا گیا ہے چنانچہ ارشاد رب العباد ہے۔

وان من شیعته لا براہیم

(سورہ الصافات آیت ۸۳)

ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ملت ابراہیمی کے پابند ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

قل بل ملة ابراهيم حنيفا

اے رسول ان سے کہہ دو کہ ہم ابراہیم کے طریقہ پر ہیں۔

(سورہ البقرہ آیت ۱۳۲)

شریعت اسلامی کے بانی حضرت نوح علیہ السلام تھے اور اس شریعت کے قبیح کو اللہ تعالیٰ نے شیعہ کہا ہے۔ لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام شریعت جناب نوح علیہ السلام اپنا شیعہ نوح کہلائے۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا ذکر اور قصہ بیان کیا ہے کہ بے شک حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے مذہب پر چلے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے "ان من شیعته لا براہیم" فرمایا یعنی ان کے اہل دین سے تھے اور ان لوگوں سے تھے جنہوں نے اللہ کی طرف توحید کی طرف اس پر ایمان لانے کی طرف بلانے میں بیروی کی ہے۔

فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۳۸۹ طبع مطبع مصطفیٰ مصر

هذا من شيعته وهذا من عدوه فاستغاثه الذي من شيعته

ایک حضرت موسیٰ کا شیعہ تھا اور ایک شیعہ کا دشمن جو موسیٰ کا شیعہ تھا۔ اس نے جناب موسیٰ سے مدد

مانگی۔

(سورہ قصص آیت ۱۵)



اس آیت مبارک میں حضرت موسیٰ کے گروہ کو شیعہ کہا گیا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ شیعہ تھے اور ان کے ماننے والے بحکم قرآن شیعہ تھے۔ یہی معنی مفسرین اہل سنت نے کیے ہیں چنانچہ تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ طبع مصر میں لکھا ہے۔

من شیعته ای شایعہ علی دینہ - ایک ان کا شیعہ تھا یعنی ان کے دین پر تھا۔
علامہ فراء بغوی نے تحریر کیا ہے کہ۔

ہذا مومن و ہذا کافر - یعنی لڑنے والوں میں ایک شیعہ یعنی مومن اور دوسرا کافر تھا۔
(معالم التریل جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ طبع بمبئی)

شیعہ احادیث رسولؐ کی روشنی میں

حضرت علی اور ان کے شیعہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

ارشاد رب العزت ہے۔

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ
بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

(سورہ النبیہ آیت ۷)

محمد بن علی سے روایت ہے کہ

اولئک ہم خیر البریۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انت یا علی و شیعۃک
”وہ لوگ جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے علی وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں“
(تفسیر ابن جریر جلد ۳۳ صفحہ ۱۳۶ طبع المطبعۃ المسمیۃ قاہرہ)

حضرت علیؑ اور شیعہ بروز قیامت کامیاب ہوں گے

حضرت جابر ابن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ۔

قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی
تھی بیدہ ان ہذا و شیعۃ ہم الفائزون یوم القیامۃ و نزلت ان الذین آمنوا و عملوا



الصالحات اولئك هم خير البرية فكان اصحاب النبي اذا قبل علي قالو جاء خير البرية
”ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی تشریف لائے حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اس
ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ
آیت نازل ہوئی۔ ان الذین آمنوا... الخ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو اصحاب رسولؐ ان کو خیر
البریہ کے لقب سے یاد کرتے یعنی کہتے کہ تمام مخلوق سے بہتر آیا ہے۔

(۱) تفسیر الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ طبع مطبعہ مبینہ قاہرہ

(۲) تفسیر فتح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳ طبع مطبعہ العاصمہ مصر

(۳) تفسیر فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۴۷۷ طبع مصطفیٰ البابی الحلبي مصر

حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ بروز محشر خوش و خرم ہوں گے

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ۔

قال لما نزلت ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئك هم خير البرية قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لعلی هو انت و شیععتک یوم القیامة راضین و مرضیین
”جب آیت مبارکہ کہ ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئك هم خير البرية“ نازل ہوئی تو
رسالتاب ﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا۔ اے علی وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں جو بروز قیامت خوش و خرم
ہوں گے۔

(۱) تفسیر الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ طبع مصر

(۲) تفسیر فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۴۷۷ طبع مصر

حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ ہی جنت میں جائیں گے

امام دار قطنیؒ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا۔

یا ابا الحسن امانت و شیععتک فی الجنة

اے ابوالحسن! تو اور تیرے شیعہ ہی داخل جنت ہوں گے۔

(الصواعق المحرقة صفحہ ۱۵۹ طبع مکتبہ القاہرہ مصر)



شیعہ رسول اکرمؐ، علی مرتضیٰؑ اور ائمہ طاہرینؑ کے ساتھ داخل جنت ہوں گے

امام طبرانی نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا۔

قال لعلی اول اربعة يدخلون الجنة انا وانت والحسن والحسين و ذريتنا خلف ظهورنا و ارجنا خلف ذرياتنا و شيعتنا عن ايماننا و شمائلنا

”اے علیؑ چار ہمتیاں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔ میں، آپؐ، حسن اور حسین اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے پیچھے ہوگی اور ہماری ازواج ہماری ذریت کے پیچھے اور ہمارے شیعہ دائیں بائیں ہوں گے۔“

(الصواعق المحرقة صفحہ ۱۵۹ طبع مکتبہ القاہرہ مصر)

حضرت علیؑ اور ان کے شیعوں سے حوض کوثر پر ملاقات کا وعدہ

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ۔

لم تسمع قول الله ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية انت و شيعتك و موعدي و موعدكم الحوض

”کیا آپؐ نے فرمان خدا نہیں سنا ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات ... الخ (اے علیؑ) وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں اور حسب وعدہ میری اور تمہاری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔“

(تفسیر الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ طبع مصر)

صحابہ مہاجرین و انصار شیعہ تھے

شیخ عبد العزیز محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔

اول کسے شیعہ ملقب شد جماعتہ از مہاجرین و انصار و تابعین ایشان اند کہ شایعت و متابع حضرت مرتضیٰ نمودند در وقتیکہ جناب ایشان خلیفہ شدند و ملازمت صحبت ایشان اختیار کردند و محاربین ایشان جنگ نمودند و مطیع اوامر و نواہی ایشان ماندند و ہتھار شیعہ مخلصین گویند

”سب سے پہلے جس جماعت کو شیعہ کہا گیا ہے وہ جماعت صحابہ مہاجرین و انصار اور تابعین ہیں جب حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ بنے تو صحابہ و مہاجرین و انصار نے حضرت علیؑ کو خلیفہ مانا۔ آپؐ کی پیروی کی اور اوامر و

شیعان علیؑ کا تاریخ ساز کردار

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ہر دور میں شیعان حیدر کرار نے اپنی گفتار کی بجائے اپنے کردار سے خود کو منوایا اور ہمیشہ تاریخ ساز انقلابی کردار ادا کیا۔ خلافت کے نام پر قائم ہونے والی ملوکیتیں ہوں، خاندانی شہنشاہیاں اور بادشاہتیں ہوں یا محضی آمرتیں، تشیع نے ہر دور میں ان کے وجود کو چیلنج کیا اور دین اسلام کی عظمت و سر بلندی کے لئے اپنے آئمہ حدیٰ اور علمائے صالحین کی قیادت میں ظالم و جابر حکمرانوں سے نہرو آزما رہے، ان اموی اور عباسی ادوار جبکہ اشاعت دین اسلام محمدی دشوار اور اس کی حقیقی روح پر عمل درآمد ناممکن بنایا جا رہا تھا تو ایسے میں حق پرست شیعان علیؑ ہی تھے کہ جنہوں نے سروں پر کفن باندھ کر اور اپنی جانوں کو ہتھیالوں پر رکھ کر کلمے کلمہ الحق اور تبلیغ اسلام حقیقی کا عظیم دینی فریضہ سر انجام دیا۔

بادشاہی درباروں اور آمروں کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی شریعتوں کے برعکس مذہب تشیع سے کبھی دربار اور اہل دربار کی خوشنودی کو مد نظر نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ رضائے خدا اور خوشنودی محمدؐ و آل محمدؐ کو اپنا شعار بنایا اور یہی وجہ ہے کہ آمروں اور شہنشاہوں نے کبھی تشیع اور شیعان علیؑ کو دل سے قبول نہ کیا بلکہ ان کے ادوار میں ہمیشہ شیعان علیؑ دار و رسن کی آزمائشوں سے گذرتے رہے لیکن کبھی باطل کے ساتھ اصولوں پر سمجھوتہ نہ کیا۔ تاریخ اسلام میں رونما ہونے والے ہر انقلاب میں شیعان حیدر کرار کا عظیم انقلابی کردار رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کبھی باغی اور کبھی رافضی جیسے الفاظ سے بطور طنز یاد کئے جاتے رہے لیکن ہر دور میں شیعان علیؑ نے ان الزامات کو سر کا تاج سمجھ کر قبول کیا یہ اور بات ہے کہ ہر آنے والے مورخ نے (اپنے ہم تر تعصب کے باوجود) اعتراف کیا کہ اگر ملت تشیع اپنی جانوں کے نذرانے پیش نہ کرتی تو آج دین اسلام بادشاہوں کے در کی لونڈی بن چکا ہوتا اور شاید آنے والی نسلوں کو اسلام حقیقی کے خدوخل کا ہی علم نہ ہوتا۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی آمد و اشاعت مسلمانوں کی بیداری اور تحریک پاکستان کا لمحہ لمحہ گواہ ہے کہ شیعان حیدر کرار ہی تھے کہ جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں ایک عظیم نظریاتی اسلامی مملکت کے قیام کو ممکن بنایا۔ سر محمد علی خان مہاراجہ صاحب آف محمود آباد، راجہ امیر احمد خان راجہ صاحب آف محمود آباد راجہ صاحب آف سلیم پور، نواب سرفرح علی خان قزلباش، جنس سید امیر علی، سعید محمد مہدی، خان بہادر سید الہی، راجہ مختار علی خان، سید محمد محسن آف ڈھاکہ، نواب محمد اسماعیل خان پسر سید علی امام، سید رضا علی، ابوالحسن اصفہانی آف ڈھاکہ سمیت لاکھوں شیعہ زعماء راہنماء اور کارکنان نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور مسلمانان برصغیر کے دیرینہ خواب کو عملی تعبیر بخشی۔

ایران میں اسلامی انقلاب سمیت بیسویں صدی کے دیگر تمام انقلابات میں بھی ملت تشیع اور ان کے انقلابی نظریات نے اہم ترین کردار ادا کیا اور ہر اسلامی انقلاب کے قائد نے تسلیم کیا کہ اس نے کربلا اور مکتب کربلا سے درس انقلاب لیا ہے۔ سماجی، معاشرتی اور اسلامی کردار کے ساتھ ساتھ دیگر میدانوں میں بھی اہل تشیع نے اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیے۔ سائنسی اور علمی حوالوں سے دیکھیں تو ایک سرسری سا مطالعہ ہی یہ حقیقت عیاں کرنے کے لئے کافی ہو گا کہ سائنس اور علوم فقہ کی عظیم عمارتیں آج جن بنیادوں پر قائم ہیں وہ مکتب تشیع کے چھٹے امام حضرت جعفر الصادقؑ اور ان کے شاگردوں کے پیش کردہ تجربات و مشاہدات اور نظریات پر رکھی گئی ہیں۔ سائنسی حوالوں سے آج بھی یورپ میں امام جعفر الصادقؑ جابر بن الحیان، ابن الہشیم اور کئی دیگر شیعہ سائنسدانوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور ان کے نظریات کو بنیاد بنا کر ہر تحقیقات، تجربات و ایجادات کا سلسلہ جاری ہے علوم فقہ میں بھی صادق آل محمدؐ کا عظیم کردار کسی سے مخفی نہیں اجتہاد کے زیور سے آراستہ شیعہ مسلمانوں نے دوابی قدامت پرست مولویوں کے برعکس ہمیشہ اسلام کو عصر حاضر کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے اقدامات کئے۔ حکومت، سیاست، صنعت، حرفت، تجارت، ثقافت، معاشرت، بینکنگ غرضیکہ ہر شعبے میں اسلامی نظریات کو متعارف کرایا اور اسلام کو چودہ سو سال پرانا اور عصر حاضر سے مطابقت نہ رکھنے والا دین کہنے والوں کی زبانیں گنگ کر دیں اور یہی وجہ ہے کہ آج تشیع کے علاوہ اسلام کے دیگر قہنوں کے پیروکار بھی اجتہاد کی ضرورت و اہمیت پر زور دے رہے ہیں۔

الغرض تاریخ کا ہر ورق، ہر سطر، ایک ایک لفظ شیطان علیؑ کے باعظمت کردار کی شہادت بن کر سامنے آتی ہے اور ہر دور کا مورخ بھی عظمت تشیع کے ترانے گانے پر مجبور نظر آتا ہے اور اگرچہ ہر دور کے ظالم اور استعماری حکمرانوں نے شیطان حیدر کرار کو مٹانے اور ان کے کردار کو مسخ کرنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی ہر دور میں تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والا ہر شخص یہ کہنے پر مجبور نظر آیا کہ ”ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ میں جب بھی کہیں اسلامی انقلاب برپا ہوا تو ملت تشیع کی طرف سے برپا ہوا۔“

آج ایک بار پھر استعمار کے کچھ ایجنٹ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اور اسلام و پاکستان کو خدا نخواستہ نقصان پہنچانے کے لئے تشیع کے خلاف غلیظ مہم شروع کیے ہوئے ہیں اور تشیع کے عقائد و کردار کو دھندلانے کی مکر وہ سازش اور سعی لاحاصل میں مصروف عمل ہیں لیکن اس مرتبہ بھی اسلام دشمن استعمار کی یہ خواہش شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گی۔ استعمار کو اب بھی ہزیمت و شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہمیشہ کی طرح آج بھی اور آنے والے کل میں بھی مذہب شیعہ اسلام کے ماتھے کا جوہر بن کر جگمگاتا اور اپنے انقلابی کردار سے دنیا کو منور کرتا رہے گا انشاء اللہ العظیم بحاء محمد والہ الاطہارؑ

ملت تشیع پاکستان کی اتحاد اور وحدت کے لئے کوششیں

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اتحاد و وحدت ہی کسی ملک و ملت کا اثاثہ ہوتے ہیں اور زندہ قومیں یہ سمجھتی کو برقرار رکھنے کی ضرورت کو کبھی فراموش نہیں کرتیں۔ پاکستان جیسی عظیم اسلامی ریاست کا قیام بھی مسلم امہ کے اتحاد کا نتیجہ تھا کہ جب برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے اپنے عظیم قائد کی قیادت میں متحد ہو کر مسیحیت کی اور یہود و ہندو کی غلامی سے نجات حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن جس کی نظروں میں پاکستان کا نئے کی طرح چھتا ہے۔ ہمیشہ مسلمانوں کی وحدت کو ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتا ہے اور اس نے کئی مرتبہ مسلمانان پاکستان کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں لیکن ہر مرتبہ باشعور اور بیدار ملت پاکستان نے ان کوششوں کو ناکام بنایا۔

فکری اجتہاد اور فروعی اختلافات کے باوجود متحدہ برصغیر میں اور قیام پاکستان کے بعد بھی اسلام کے تمام مسلک اسلام کی عظمت و سر بلندی کے لئے مل جل کر رہتے چلے آئے ہیں اور جب بھی دشمن نے مسلمانوں کو کسی میں برسرِ پیکار کرنا چاہا شعور و ادراک سے ملا مال علمائے حق نے اپنے اتحاد سے ایسی سازشوں کی بیخ کنی کی اور اتحاد کی ان کوششوں میں ملت تشیع کا کردار سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

۲۳ جنوری ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے ۳۱ جید و سرکردہ علمائے کرام نے باہم مل کر ان ۲۲ متفقہ نکات کی منظوری دی کہ جو آج بھی اتحاد و وحدت کی کوششوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس اجلاس میں ملت تشیع کی نمائندگی مفتی کفایت حسین مرحوم اور مفتی جعفر حسین مرحوم نے کی۔ یہ پاکستان کے قیام کے بعد ایک ایسا دشمن سنگ میل تھا کہ جس نے آئندہ آنے والے برسوں میں بھی مسلمانان پاکستان کے اتحاد میں مثال کروار ادا کیا اور سامانِ سال تک دشمن کو امت مسلمہ کی یکجہتی میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کرنے کی بھی جسارت نہ ہوئی۔

مذکورہ ۲۲ نکات کی منظوری کے ایک عرصہ بعد جب دشمن نے شاید یہ سوچ کر کہ اب تو ان نکات کی منظوری دینے والے بیشتر علماء بھی خالق حقیقی سے جا ملے ہیں اور اس نے ایک بار پھر اپنے کچھ ایجنٹوں کے ذریعے عوام میں دوسے اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوششیں کرنا چاہیں تو ایسے میں ایک بار پھر غیور اور

اتحاد و وحدت کی ضرورت سے آگاہ ملت اسلامیہ کے دو انقلابی رہنماؤں ملت تشیع کے قائد و تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی اور اہل سنت کے ممتاز عالم دین و پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ علامہ ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری نے دس نکاتی متفقہ اعلامیہ وحدت جاری کیا اور دشمن کی سازشوں کو دفن کر دیا۔ اس اعلامیہ وحدت کا پاکستان کے عوام، سیاسی رہنماؤں اور علمائے اسلام کی اکثریت نے پر جوش خیر مقدم کیا اور اس مشترکہ اعلامیے سے ایک بار پھر اتحاد و وحدت کی کوششوں کو تقویت حاصل ہوئی۔

ملت جعفریہ کی انہی کوششوں کا تسلسل ۱۹۹۰ء میں حکومتی سطح پر اتحاد بین المسلمین کمیٹی کی صورت میں سامنے آیا کہ جب (اس وقت کے) وفاقی وزیر مذہبی مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں ایک ۳۰ رکنی کمیٹی قائم کی گئی جس میں اہل تشیع کی نمائندگی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے مرکزی نائب صدر علامہ سید محمد تقی النقیوی، علامہ مرزا یوسف حسین، علامہ ریاض حسین نقوی اور علامہ علی غففر (ع - غ) کراروی نے کی۔ کمیٹی کے مختلف اجلاسوں کے بعد ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کو گورنر پنجاب ہاؤس لاہور میں ایک متفقہ ”ضابطہ اخلاق“ کی منظوری دی جس پر تمام مکاتب فکر کے ۴۱ علماء نے اپنی مہر تصدیق ثبت کی جن میں تحریک جعفریہ کے سیکرٹری جنرل علامہ سید افتخار حسین نقوی اور علامہ یعقوب علی توسلی بھی شامل تھے۔ یہ سرکاری سطح پر ایک اچھی کوشش تھی کہ جس سے ملک کے اندر وحدت و یکجہتی کے فروغ کی راہ ہموار ہوئی تھی تاہم بعد ازاں یہ کمیٹی زیادہ فعل کردار ادا نہ کر سکی۔ حتیٰ کہ ۱۹۹۳ء میں خود حکومت ہی رخصت ہو گئی۔

بعد ازاں ایک بار پھر جب دشمن نے اپنے کچھ ایجنٹوں کے ذریعے تکفیر کا پرانا کھیل دوبارہ کھیلنا چاہا اور گلی کوچوں میں کافر کافر کی غلیظ مہم بازی کے ذریعے بھائی کو بھائی سے لڑانا چاہا اور مذہب کے نام پر تشدد اور قتل و غارت کی بھیانک مہم شروع ہوئی تو ایک بار تحریک جعفریہ پاکستان کے پلیٹ فارم پر متحد ملت جعفریہ نے دشمن کی اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے پوری قوت سے اتحاد کا نعرہ بلند کیا اور وحدت کے علم کو تھام کر دشمن کے عزائم کے سامنے آہنی دیوار بن گئی۔ ۱۹۹۵ء میں تحریک جعفریہ پاکستان کے زیر اہتمام ملی یکجہتی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک کے قریباً تمام مکاتب فکر کے علماء اور سیاسی و مذہبی راہنماؤں نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس بعد ازاں ملت کے اتحاد کا زینہ ثابت ہوئی کہ اس کے بعد ملک کی قابل ذکر اور دینی جماعتوں کے سربراہوں نے اسلام دشمن قوتوں کی ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی سازشوں کے خاتمہ کے لئے مل بیٹھنے کی ضرورت کو محسوس کیا۔ ان علماء کی کئی میٹنگز ہوئیں اور بالآخر ۲۳ مارچ کو اسلام آباد میں ”ملی و قومی یکجہتی کانفرنس“ کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس کانفرنس میں تحریک جعفریہ، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمن گروپ)۔

جمعیت علمائے اسلام (سمیع الحق گروپ) جمعیت علمائے پاکستان (نیازی گروپ) تحریک منہاج القرآن اور جمعیت اہل حدیث پاکستان سمیت ملک کی ۱۱ دینی جماعتوں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ کانفرنس میں ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں اسلامی انقلاب برپا کرنے اور شریعت محمدی کے عملی نفاذ کے لئے مشترکہ جدوجہد کرنے کا عزم کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں انہی ۱۱ دینی جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ایک کونسل بھی قائم کی گئی جسے ملی یکجہتی کونسل (اولاً اس کا نام اسلامی یکجہتی کونسل تجویز کیا گیا تھا) کا نام دیا گیا۔

ملی یکجہتی کونسل کا قیام علماء کے ۲۲ متفقہ نکات کی منظوری کے بعد ایک انتہائی تابناک اقدام تھا کیونکہ علماء کے بعد یہ دوسرا موقع تھا کہ جب تمام مسالک کے جید علماء اور قابل ذکر دینی جماعتوں کے سربراہوں نے ایک بار پھر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی استعماری سازش کا قلع قمع کر دیا تھا اور مسلمانوں کے اتحاد کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا تھا۔ کونسل کے قیام سے واضح ہو گیا کہ اسلام و فرقہ واریت کے نام پر جاری دہشت گردی کا اسلام و مذہب سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اگر مسئلہ فرقہ وارانہ ہوتا تو پھر یہ علماء اس طرح مل کر نہ بیٹھ سکتے۔ ملی یکجہتی کونسل کے قیام اور بعد ازاں ملی یکجہتی کونسل کی ذیلی کمیٹیوں میں تحریک جعفریہ نے انتہائی ٹھوس اور قابل تعریف کردار ادا کیا اور مسلمانان پاکستان کی وحدت و یکجہتی میں اضافے کے لئے مثبت کوششیں کیں۔

ملت تشیع آج بھی اتحاد و وحدت کی تمام کوششوں کا ہراول دستہ بننے کو تیار ہے اور آج بھی مسلمانان پاکستان کی یکجہتی کے لئے کسی قسم کی قربانیوں سے دریغ نہیں کرے گی اور ملت اسلامیہ میں جدائی ڈالنے کی استعماری سازشوں کو ناکام بناتی رہے گی کیونکہ جب تک ملت اسلامیہ متحد ہے استعمار کبھی بھی اپنے گھناؤنے عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔



تمام مکاتب فکر کے ۳۱ سرکردہ علما کرام کے مرتب کردہ ۲۲ متفقہ دستوری نکات

- درج ذیل نکات وہ ہیں جنہیں ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے جید علماء اور تمام مسلم فرقوں کے نمائندگان نے مرتب کردہ دستور پاکستان کی اساس بنانے کے لئے پیش کیا تھا۔
- اصل حاکم تشریعی و حکومتی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔
- ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا۔ اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جاسکے گا۔ نہ کوئی ایسا حکم دیا جاسکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔
- تشریحی نوٹ۔ اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تشریح بھی ضروری ہے کہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر ممنوع یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔
- مملکت کسی جغرافیا کی نسل، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول اور مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔
- اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ کتاب و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شہر اسلام کے احیاء و اعلاء اور متعلقہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔
- اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور سیاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبيت جاہلیتہ کی بنیادوں پر نسل، لسانی علاقائی یا دیگر مادری امتیازات کے پھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔
- مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی ابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور قیام کی کفیل ہوگی، جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں۔ یا عارضی طور پر بے روزگار ہوں، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو، آزادی مذہب و مسلک، آزادی عبادت، آزادی ذات، آزادی اظہار رائے، آزادی نقل و حرکت، آزادی اجتماع، آزادی اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفہی ادارت سے استفادہ کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا، اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ ان کے قاضی یہ فیصلے کریں گے کہ۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود شریعت کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہیں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگان ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے مختلف نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے سکتا ہے۔

۱۵۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلا یا جزواً معطل کر کے شوری کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخابات کی مجاز ہوگی وہ کثرت آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز

- ۱۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہیں ہوگا۔
- ۲۔ ارکان و عمل حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایسا ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔
- ۳۔ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا۔ تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔
- ۴۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مہلوی کے انہدام کا باعث ہوں۔
- ۵۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، نسبی یا قبائلی وحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی۔ جنہیں انتظامی اختیارات کے پیش نظر مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔
- ۶۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہیں ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔
- ۷۔ مندرجہ بالا ۲۲ اسلامی نکات کی ترتیب کے لئے ۱۲، ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں زیر صدارت مولانا محمد سلیمان ندوی مرحوم، درج ذیل علماء و دیگر حضرات کا اجتماع منعقد ہوا تھا۔ اور بالاتفاق مذکورہ بالا ۲۲ نکات طے ہوئے۔
- ان ۲۲ نکات پر دستخط کرنے والوں کے اسمائے گرامی ذیل میں درج ہیں۔
- ۱۔ سید سلیمان ندوی مرحوم
 - ۲۔ مولانا شمس الحق صاحب عثمانی
 - ۳۔ مولانا محمد بدر عالم صاحب مرحوم
 - ۴۔ مولانا محمد عبدالحلیم صاحب قادری بدایونی
 - ۵۔ مولانا محمد لوریس صاحب کاندھلوی
 - ۶۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی
 - ۷۔ مولانا مفتی محمد حسن صاحب مرحوم (جامعہ اشرفیہ لاہور)
 - ۸۔ مولانا خیر محمد صاحب مہتمم خیر المدارس ملتان
 - ۹۔ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری (کراچی)
 - ۱۰۔ پیر محمد امین الحسنات صاحب مرحوم (مانکی شریف)
 - ۱۱۔ مولانا محمد عبد الصمد صاحب سرمازی (بلوچستان)
 - ۱۲۔ حاجی خلوم الاسلام صاحب (خلیفہ حاجی صاحب استونگ زئی)
 - ۱۳۔ مولانا اطہر علی صاحب (مشرقی پاکستان)
 - ۱۴۔ مولانا ابو جعفر محمد صالح صاحب (مشرقی پاکستان)
 - ۱۵۔ مولانا راغب احسن صاحب (ڈھاکہ)

- ۱۷۔ مولانا محمد حبیب الرحمان صاحب مشرق پاکستان
 ۱۸۔ مولانا محمد علی صاحب جالندھر (ملتان)
 ۱۹۔ مولانا داؤد غزنوی صاحب مرحوم
 ۲۰۔ مفتی جعفر حسین صاحب مجتہد شیعہ حضرات میں سے۔
 ۲۱۔ مفتی کفایت حسین مجتہد مرحوم (شیعہ حضرات میں سے)
 ۲۲۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم (گوجرانوالہ الہدیت)
 ۲۳۔ مولانا حبیب اللہ صاحب (ٹھیکری خیرپور)
 ۲۴۔ مولانا احمد علی صاحب (امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور)
 ۲۵۔ مولانا محمد صادق صاحب مرحوم (مدرسہ مظہر العلوم کھنڈہ کراچی)
 ۲۶۔ پروفیسر عبدالحق صاحب ۲۷۔ مولانا شمس الدین صاحب فرید پوری (مشرق پاکستان)
 ۲۸۔ مفتی محمد صاحب دار صاحب (کراچی) ۲۹۔ پیر محمد ہاشم صاحب مجددی (سندھ)
 ۳۰۔ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب موہودی ۳۱۔ مولانا محمد ظفر احمد صاحب انصاری
 اس کنونشن ۲۱ تا ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام کراچی کے بعد مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جو قرار دلو مقاصد
 کنونشن میں بھی شریک تھے نے اپنا وضاحتی بیان یوں دیا کہ۔
 ”ہر اسلامی فرقہ کتاب و سنت کی اس تشریح پر عمل کا پابند ہے جو اس فرقہ کے نزدیک مستند اور معتبر
 ہے۔“

(روزنامہ مساوات لاہور ۲۶ فروری ۱۹۸۷ء)



ضابطہ اخلاق

اتحاد بین المسلمین کمیٹی

مقرر کردہ

وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب محمد نواز شریف صاحب

زیر صدارت

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان

2 جولائی 1992ء اسلام آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”ضابطہ اخلاق“

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی ملک جس کے عمال، افراد، معززین، دانشور اور مذہبی اور سیاسی شخصیات فرقہ واریت، تعصب اور طبقہ واریت کا شکار ہو جائیں کسی شعبہ میں ترقی نہیں کر سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت گونا گوں سیاسی، ثقافتی، معاشی اور سماجی تبدیلیاں آ رہی ہیں اور ہر ملت اپنے حریف کو ذاتی مقاصد کے حصول کی خاطر نیچا دکھانے کے لئے گھٹت میں بیٹھی ہے اور اس مقصد براری کے لئے مختلف ہتھکنڈوں سے کام لے رہی ہے۔

اندریں حالات کسی قوم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے سب سے خطرناک اور کارگر حربہ فرقہ واریت ہے فرقہ واریت اور طبقاتیت دو حقیقی جڑواں خطرے ہیں جن سے کسی قوم کا استحکام اور اجتماعیت تباہ ہو سکتی ہے۔ ان دونوں سے قومی یکجہتی، نظم و ضبط، یکانیت اور برادرانہ تعلقات بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان ہر دو سماجی برائیوں کے قلع قمع کے لئے موثر کئے جائیں اور مسلمانان عالم میں بالعموم اور ملت پاکستان میں بالخصوص اخوت و مودت اور رواداری کے احساسات پیدا کئے جائیں۔ جو قومیں فرقہ واریت کے عفریت کا پامردی، اعلیٰ حکمتی عملی اور مخلصانہ تدبیر سے مقابلہ نہیں کر پاتیں وہ بالآخر انتشار و افتراق کا شکار ہو جاتی ہیں۔

فرقہ واریت کے حملے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ حکومت اور ملک کے تمام شہری، بالخصوص علماء دانشور تمام حضرات سوچ و بچار سے مربوط کوششیں کریں۔

پاکستان میں فرقہ وارانہ مسائل نے عمومی امن و امان کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور فرقہ واریت کا حربہ خاص مقاصد کے حصول کے لئے خاص جماعتیں استعمال کرتی ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے انہیں انسانی جانوں اور ملکی املاک کے اطلاق کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔

پچھلے دنوں ملک میں مقتدر شخصیتوں کے سیاسی قتل ہوئے اور خون مسلم کی ارزانی جس پر موجودہ حکومت کو سخت قلق اور ملال ہے۔ حکومت اس ضمن میں اخلاص مندی اور ایمانداری سے کوشش کر رہی ہے کہ اصل مجرموں کو پکڑ کر کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ لیکن یہ بات قابل افسوس ہے کہ مجرموں کی حامی جماعتیں ان کی

مجاہد امانت اور رہائی کے لئے سیاسی اور غیر قانونی حربے استعمال کرتی ہیں۔ اس لئے ہمیں اس صورتحال سے نجات حاصل کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل طے کرنا ہوگا۔

اگرچہ فرقہ واریت ایک متعدی مرض کی طرح ہمارے پورے معاشرے کو چٹ رہا ہے تاہم یہ ایسا مرض علاج بھی نہیں۔ اس کے لئے البتہ اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہوگی فرقہ واریت اور دینی عصیت کو ختم کرنے کے لئے جہاں اسلام کی زریں تعلیمات کو اجاگر کرنا ہے وہاں ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ ایک واضح قومی سیاسی اختیار کی جائے جس میں ان تمام اقدامات کا احاطہ جو فرقہ واریت کو نیست و نابود کرنے کے لئے لابدی اور ضروری ہے۔ چنانچہ اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب محمد نواز شریف کی ہدایت کی روشنی میں ملک کی تمام مذہبی، سیاسی جماعتوں کے نمائندوں اور نامور علماء مشائخ کا ایک اہم اجلاس ۱۷ جنوری ۱۹۹۹ء کو وفاقی وزیر جناب محمد عبدالستار خان نیازی کی زیر صدارت اسلام آباد میں منعقد ہوا۔

اجلاس میں جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جمعیت اہل حدیث، جماعت اسلامی، جمعیت مشائخ پاکستان، انجمن سپاہ صحابہ، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ، حامد موسوی گروپ و ساجد نقوی گروپ، متحدہ علماء کونسل، جماعت اہل سنت، حزب جہاد اسلامی اور تحریک اخوت اسلامی کے علاوہ نامور علماء و مشائخ نے شرکت کی۔

اجلاس میں ملک میں فرقہ واریت کو ختم کرنے اور مذہبی ہم آہنگی و بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا اور یہ اتفاق رائے ایک ضابطہ اخلاق بھی مرتب کیا گیا۔

بعد ازاں مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر وزیراعظم پاکستان نے وزارت مذہبی امور کو دوبارہ ہدایت فرمائی کہ گورنر ہاؤس پنجاب لاہور میں ۲۸ ستمبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ علماء و مشائخ کے ایک اجتماع کا اہتمام کیا جائے جہاں پر اس میں پورے ملک سے علماء و مشائخ شامل ہوں۔

چنانچہ تعمیل ارشاد میں تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام، مشائخ عظام اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں کا مشترکہ اجلاس حسب پروگرام گورنر ہاؤس پنجاب لاہور میں منعقد ہوا جس کی صدارت وزیراعظم پاکستان نے قبول کی۔ جبکہ اجلاس کی کاروائی وفاقی وزیر مذہبی امور جناب مولانا عبدالستار خان نیازی کی نگرانی میں ہوئی۔

شرکاء اجلاس نے فرقہ واریت کے خاتمہ اور اتحاد بین المسلمین پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور اتحاد بین المسلمین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے متعدد تجاویز پیش کیں۔

مختلہ دیگر امور کے اس اجلاس کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں متفقہ طور پر ایک ”ضابطہ اخلاق“ کی تصدیق و تصدیق کی گئی اور علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ تمہ دل سے اس ضابطہ میں

- مندرج نکات پر پورا پورا عمل کریں گے۔
- ضابطہ اخلاق کے چیدہ چیدہ نکات یہ ہیں۔
- ۱۔ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم کرنا۔
 - ۲۔ مختلف مکاتب فکر کے درمیان صلح، محبت، رواداری اور افہام و تفہیم کی فضا قائم کرنا اور خلوص نیت سے اس پر عمل کرنا۔
 - ۳۔ دوسرے مسالک کے اکابرین کا احترام کرنا۔
 - ۴۔ علماء اور خطباء اور مصنفین کی تقریروں اور تحریروں میں توازن و اعتدال پیدا کرنے کے لئے کوشش کرنا۔
 - ۵۔ ایسے بیانات سے احتراز کرنا جن سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہو۔
 - ۶۔ قول و فعل میں ہم آہنگی اور مطابقت پیدا کرنے کے لئے مل جل کر کام کرنا۔
 - ۷۔ ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے لوگوں کے درمیان اخوت و بھائی چارے کے لئے سعی کرنا۔
 - ۸۔ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کے احترام اور تحفظ کو یقینی بنانا۔ نیز اقلیتی فرقوں کے تحفظ اور ان کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنے کے انتظامات کرنا۔
 - ۹۔ نوجوان اور جدید رجحانات رکھنے والے طبقے اور طلباء و طالبات کے مسائل معلوم کر کے ان کے اسلامی نقطہ نظر سے حل کے لئے تحقیقی بنیادوں پر ایسا لٹریچر مرتب کرنا جس سے وہ مستفید ہو سکیں۔
 - ۱۰۔ وقتاً فوقتاً وزارت مذہبی امور میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا مجتمع ہو کر اپنی کارکردگی کا جائزہ لینا اور آئندہ کے لئے نئے اقدامات تجویز کرنا۔
 - ۱۱۔ ایسی مساعی جیلہ کو عمل میں لانا جس سے عوام الناس میں علماء و مشائخ کا اعتماد بحال ہو۔
 - ۱۲۔ جذباتی نعروں اور دل آزار خطبوں سے پرہیز کرنا۔
 - ۱۳۔ جمعۃ المبارک کے خطبوں میں ایسی تقریریں کرنا جن سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق میں مدد ملے۔
 - ۱۴۔ مسلکی تنازعات کو باہمی مشوروں اور افہام و تفہیم کے اصولوں کی روشنی میں طے کرنا۔
 - ۱۵۔ حکومت کو وقتاً فوقتاً ایسے مشورے دینا جن سے مسلمانوں کے درمیان محبت و یکجہتی پیدا ہو۔
 - ۱۶۔ پبلک پلیٹ فارم سے اپنے مخالفین کے خلاف طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کرنا۔
 - ۱۷۔ اہمات المؤمنین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، اولیائے امت، تابعین اور تمام مسلمانوں کا ادب

و احرام کرنا۔

دوسروں کے حقوق کی پاسداری اور اپنے فرائض کی بجا آوری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔

قومی و ملکی معاملات و حالات میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا کماحقہ متحد رہنا۔

پاکستان کی سالمیت و تحفظ اور اس کی ترقی کے لئے خلوص نیت سے کام کرنا۔

وطن عزیز میں موجودہ فرقہ واریت کشیدگی و افتراق و انتشار کا عفریت اپنے مضرت رسل پنچے گاڑنے میں

صوف عمل ہے جس سے اسلامیہ کی وحدت و اتحاد کو زبردست خطرہ لاحق ہے اور پاکستان دشمن قوتیں اپنے

مہم مقاصد کے حصول کے لئے وطن عزیز کی سالمیت اور آزادی کو داؤ پر لگانا چاہتی ہیں جبکہ دوسری طرف

حضرت اعظم اسلامی جمہوری پاکستان جناب محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت ملک کو مختلف النوع بحرانوں سے نکل

کر ایک حقیقی اسلامی فلاحی مملکت بنا کر اسے اقوام عالم میں ایک ترقی یافتہ ممالک کی صفوں میں کھڑا کرنا چاہتی

ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ تقاضائے وقت بھی کہ ملک میں امن و سلامتی، صلح و آشتی اور اسلامی

تعلیمی کی فضا پیدا ہو اور ملک بھر سے فرقہ واریت، طبقاتی اور گروہی جنگ و جدل کا خاتمہ ہو تاکہ نہ صرف

مملکت بلکہ بیرون ملک بھی قوم و ملک کا وقار بحال ہو اور ملک ترقی و خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے۔

”یہ ضابطہ اخلاق آپ سب کے لئے ایک رہنما کا کام دے گا۔“ اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو اس پر

عمل کرنے کی ترغیب دینا آپ کا اور ہم سب کا قومی اور دینی فریضہ ہے۔

ضابطہ اخلاق کی توثیق جن شرکاء نے اجلاس اور علمائے کرام نے فرمائی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

— سید برکت احمد صاحب، سینیٹر، سینئر نائب صدر جمعیت علمائے پاکستان اسلام آباد

— پروفیسر خورشید احمد صاحب، سینیٹر جماعت اسلامی منصورہ لاہور

— جناب لیاقت بلوچ صاحب، ایم این اے جماعت اسلامی منصورہ لاہور

— مولانا معین الدین لکھوی صاحب، ایم این اے، متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان، اوکاڑہ

— مولانا محمد اعظم طارق صاحب، ایم این اے، نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ جھنگ

— حاجی محمد حنیف طیب صاحب، سابق وفاقی وزیر جمعیت علمائے پاکستان کراچی

— میاں مسعود احمد صاحب، جمعیت علمائے پاکستان لاہور

— انجینئر محمد سلیم اللہ خان صاحب، سیکرٹری جمعیت علمائے پاکستان لاہور

- ۹۔ مولانا محمد اجمل خان صاحب، جمعیت علمائے اسلام صوبہ پنجاب
- ۱۰۔ مولانا سید محمد عبدالقادر آزاد صاحب، چیئرمین مجلس علمائے پاکستان لاہور
- ۱۱۔ مولانا عبدالرحمان اشرفی صاحب، مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور
- ۱۲۔ مولانا ملک عبدالرؤف صاحب، متحدہ علماء کونسل پاکستان
- ۱۳۔ مولانا حافظ عبدالمالک صاحب، جمعیت علمائے پاکستان بلوچستان
- ۱۴۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم صاحب، جمعیت علمائے پاکستان فیصل آباد
- ۱۵۔ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب، جامعہ نعیمیہ لاہور
- ۱۶۔ مولانا امین الحسنات خلیل احمد قادری صاحب، جامع مسجد وزیر خان لاہور
- ۱۷۔ مفتی غلام سرور قادری صاحب، جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور
- ۱۸۔ صاحبزادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی صاحب، جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم راولپنڈی
- ۱۹۔ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب، جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد
- ۲۰۔ جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، دارالعلوم کورنگی کراچی
- ۲۱۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب، دارالعلوم امجدیہ کراچی
- ۲۲۔ مفتی محمد ظفر علی نعمانی صاحب، دارالعلوم امجدیہ کراچی
- ۲۳۔ مولانا غلام محمد سیالوی صاحب، جامعہ رضویہ ناظم آباد کراچی
- ۲۴۔ پروفیسر مولانا فیب الرحمان صاحب، دارالعلوم نعیمیہ کراچی
- ۲۵۔ ابوالخیر سید حسین الدین شاہ جامعہ رضویہ سینٹرائٹ ٹاؤن راولپنڈی
- ۲۶۔ مولانا محمد شریف رضوی صاحب، جامعہ رضویہ جھنگ روڈ بھکر
- ۲۷۔ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب، جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال
- ۲۸۔ مولانا فتح محمد خان باروزئی صاحب، جامعہ فیض العلوم غریب آباد سی بلوچستان
- ۲۹۔ جناب مولانا نور الحق صاحب، خیبر ایجنسی پشاور سرحد
- ۳۰۔ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی صاحب، سرپرست اعلیٰ انجمن سپاہ جھنگ
- ۳۱۔ مولانا عبدالمجید ہزاروی صاحب، مرکزی سیکرٹری اطلاعات انجمن سپاہ راولپنڈی
- ۳۲۔ میاں فضل حق صاحب، متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان لاہور

- پروفیسر ساجد میر صاحب، متحدہ جمعیت اہل حدیث لاہور
- مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور
- مولانا فضل سبحان صاحب، دارالعلوم قادریہ بغدادہ مردان
- علامہ سید ریاض حسین نقوی صاحب، مرکزی جامع مسجد اثنا عشری اسلام آباد
- علامہ سید افتخار حسین نقوی صاحب، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
- علامہ یعقوب علی صاحب، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کوئٹہ
- علامہ علی غففر کراروی صاحب، لیک روڈ لاہور
- مہجر (ریشارڈ) محمد امین منہاس صاحب، تحریک فہم القرآن اسلام آباد
- مولانا محمد وزیر القادری صاحب، جامعہ غوثیہ سلطانیہ ڈھاڈر بلوچستان



اتحاد امت کے لئے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا اعلامیہ وحدت

ملک خدا داد پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کی نبی اکرم ﷺ اور اسلام سے والہانہ محبت و عقیدت کی وجہ سے۔ حصول پاکستان کی جدوجہد میں سب مسلمانوں کے اہداف مشترکہ تھے اور ان کی بے لوث قربانیاں بلا تفریق اور بلا امتیاز مسلک تھیں۔ تحریک پاکستان کے جہاد میں تمام مسلمانوں کا حصہ ان کا سرمایہ افتخار ہے۔ اب اس کی سالمیت تحفظ بقا اور اس میں اسلام کی بلادستی اور قرآن و سنت کی آئینی و قانونی حکمرانی کے نفاذ کے لئے اتحاد مسلمانین اور قومی وحدت و یکا نگت کی اہمیت محتج بیان نہیں۔

اسی طرح عالمی سطح پر امت مسلمہ کے عزت و وقار کی بحالی اور سامراجی قوتوں کے مادی فکری سیاسی اور علمی اثر و نفوذ اور غلبے کے خاتمے کے لئے ملت اسلامیہ کا اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ وقت کی اس اہم ضرورت کی تکمیل کے لئے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ مشترکہ دینی جدوجہد کا آغاز کر رہی ہے۔ اس مرحلہ پر واضح امکانات ہیں کہ اس مثبت انقلابی اقدام اور وسیع تر اتحاد کو نقصان پہنچانے کے لئے مفاد پرست سامراجی اور معاند قوتیں طرح طرح کے فتنے اٹھائیں گی اور اس ابھرتی ہوئی اہم انقلابی قوت کو سبوتاژ کرنے کے لئے اپنے وسائل اور ایجنٹوں کے ذریعے عوام میں طرح طرح کے وسوسے اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سرگود کو ششیں کریں گی۔ ایسے تمام متعصبانہ ہتھکنڈوں مذموم سازشوں اور فتنہ پردازوں کو ناکام بنانے، امت مسلمہ کی وسیع تر وحدت و یکجہتی اور اسلام کی عالمگیر سرپلندی کے لئے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے باہمی اتفاق رائے سے درج ذیل دس نکاتی ”اعلامیہ وحدت“ جاری کرتی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت کے تصدق سے اتحاد کا یہ اعلامیہ پوری امت مسلمہ کے لئے نیک فال ثابت ہوگا۔ اس سے (انشاء اللہ) اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین باہمی رواداری و برادری کے جذبات کو فروغ حاصل ہوگا اور نہ صرف سرزمین پاکستان پر بلکہ عالمی سطح پر مصطفوی انقلاب کی جگہ جہاد کے لئے مستحکم اتحاد اور کامل یکا نگت کی بنیادیں استوار ہوں گی۔ اس متحدہ جدوجہد کے نتیجے میں اسلام کی حقیقی سیاست کا خاتمہ اور مصطفوی و حسینی سیاست کے عظیم دور کا آغاز ہوگا اور بالآخر دنیا کی تمام

استعماری اور طاغوتی طاقتیں اسلام کی عظمت کے سامنے ہمیشہ کے لئے سرگوں ہو جائیں گی۔

۱۔ توحید ملت اسلامیہ کے عقائد کا مرکزی نقطہ اور فکر و عمل کی اولیں اساس ہے۔ یہ نقطہ تمام اسلامی عقائد و اعمال اور جملہ اسلامی تعلیمات کے لئے اصل الاصول کا درجہ رکھتا ہے۔ یہی عقیدہ عالم کفر و طاغوت کے مقابلے میں ہماری ایمانی طاقت کا سرچشمہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی طور پر بھی شرک کا ارتکاب ظلم عظیم ہے۔

۲۔ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت پر ایمان اور آپ کی ذات اقدس سے محبت و اطاعت کی نسبت ہمارے دینی تشخص، اجتماعی بقا اور ملی استحکام کی بنیاد ہے۔ آپ ﷺ کی ختم نبوت پر غیر متزلزل یقین ہمارے ایمان کا ناگزیر جز ہے۔ تحفظ ناموس رسالت ہمارا ایمانی فریضہ ہے۔ حضور ﷺ کی بالواسطہ یا بلا واسطہ ادنیٰ گستاخی کا مرتکب بھی کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔

۳۔ ملت اسلامیہ کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے آخری اور مکمل ضابطہ حیات، سرچشمہ ہدایت اور واجب الاطاعت ہے۔ اس پر کامل یقین ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کا جاودانی معجزہ ہے۔ اس کتاب الہی پر دین و ملت کی اساس قائم ہے۔ یہ سورہ فاتحہ سے والناس تک ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف سے ہمیشہ محفوظ رہا ہے اور رہے گا کیونکہ باری تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون فرما کر خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا شخص خارج از اسلام ہے۔

۴۔ حب اہل بیت کرام و ائمہ اطہار تعلیمات عظیمہ ایمین اساس ایمان اور حضور ﷺ کی محبت کا جزو لا ینفک ہے۔ ان ذوات مقدسہ کا ادب و احترام واجب ہے۔ اہل بیت نبوی ﷺ سے بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام ہے۔ ہر ایسا قول و فعل جس سے ان کی بالواسطہ یا بلاواسطہ تنقیص و اہانت کا پہلو نکلتا ہے صریحاً ضلالت و گمراہی ہے۔

۵۔ حضور اکرم ﷺ کے برگزیدہ صحابہ کرام اور اہل بیت المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ادب و احترام اور تعظیم و تکریم پوری امت مسلمہ کے لئے واجب ہے اور ہر ایسا قول و عمل جس سے ان کی بالواسطہ یا بلا واسطہ تنقیص و اہانت کا پہلو نکلتا ہے حرام ہے۔

۶۔ جملہ ائمہ و مجتہدین امت، اولیاء کرام، صلحاء عظام اور بزرگان دین جن کی مساعی جلیلہ اور توسل سے ہم تک ایمان و اسلام پہنچا ہے۔ ان کا ادب و احترام واجب ہے۔

شعائر دین اور علماء اسلام واجب الاحترام ہیں۔ وہ ہمارے ایمان و عمل میں اخلاص اور ملی استحکام کا ذریعہ ہیں۔ ان کی عزت سے دین کی عزت ہے۔ ان کے وقار کا تحفظ اور ادب و احترام کا فروغ ہمارے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔

جملہ اسلامی مکاتب فکر کی مذہبی رسوم اور خصوصی ایام و مواقع (مثلاً عید میلاد النبی ﷺ اور عشرہ محرم الحرام وغیرہ) پر باہمی احترام اور رواداری تقاضائے دین ہے۔ ایسے مواقع پر بین الممالک کشیدگی اور تفرقہ و انتشار کو ہوا دینا اور منفی طرز عمل اختیار کرنا دین، ملت اور ملک دشمنی کے مترادف ہے۔

ملکی آئین اور تمام قوانین پر قرآن و سنت کی بالادستی مسلم ہوگی۔ کتاب و سنت کی مکمل آئینی حکمرانی، شریعت محمدی ﷺ کا عملی نفاذ اور قومی سطح پر مصطفوی انقلاب برپا کرنا ہمارا مطلوب و مقصود ہے۔ اس کے لئے مشترک اور بھرپور انقلابی جدوجہد تمام مسلمانوں کا اہم ترین دینی فریضہ ہے۔ (قرآن و سنت کی تعبیر ہر مکتب فکر کے لئے اس کے اپنے مسلک کے مطابق ہوگی)

معاشرے سے لادینیت، مادیت فحاشی، عریانی اور غیر اسلامی ثقافت کو ختم کر کے اسلام کی اخلاقی، روحانی، سماجی اور ثقافتی اقدار کے احیاء و فروغ اور تنقید و ترویج کے لئے ہر ممکن جدوجہد ہمارا دینی فریضہ ہے۔ تاکہ پاکستان صحیح معنوں میں قرآنی تعلیمات کا آئینہ دار اور سنت نبوی ﷺ کا ترجمان قرار پائے اور مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلامی طرز زندگی کو اپنا کر سکیں۔ نتیجتاً پاکستان ایک جدید اسلامی فلاحی ریاست بن سکے۔

ہم مذکورہ بالا ”اعلامیہ وحدت“ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عہد کرتے ہیں کہ امت مسلمہ کی صحیح اور اتحاد کو فروغ دینے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔ داخلی اور خارجی سطح پر لادینی، طاغوتی، استحصالی اور سمراتی قوتوں کے خلاف حق کی آخری فتح تک جہاد جاری رکھیں گے تاکہ پاکستان میں مصطفوی انقلاب کی حقیقی اور مسلم کامن ویلتھ کے قیام کی شکل میں اسلام کی عالمگیر بالادستی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔



۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء اسلام آباد میں ہونے والی ملی و قومی یکجہتی کانفرس کا مشترکہ اعلامیہ

وطن عزیز پاکستان اس وقت اندرونی اور بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت
اسلام دشمن قوتیں ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہی ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہی ہیں۔ حکمرانوں
کی بھرتہ فسطوں کی وجہ سے پورے ملک میں عموماً اور کراچی میں بالخصوص دہشت گردی اور قتل و غارت گری
کا پیرا گرم ہے یہاں تک کہ عبادت گاہیں قتل گاہیں بن گئی ہیں۔ ان حالات میں ملک بھر کی دینی جماعتوں کا یہ
اتحادی سرکاری اجلاس ان خطرات کا متحد ہو کر مقابلہ کرنے کے لئے درج ذیل متفقہ فیصلوں کا اعلان کرتا ہے۔

۱۔ ہم پاکستان کے آئین اور تمام ملکی قوانین پر قرآن و سنت کی بلا دستی سے کتاب و سنت کی مکمل آئینی
تعلیق اور شریعت محمدی کے عملی نفاذ اور ایک مکمل اسلامی انقلاب برپا کرنے کو اپنا دینی اور ملی فریضہ سمجھتے ہیں
اور اس کے حصول کے لئے مشترکہ جدوجہد کریں گے۔

۲۔ غیر ملکی اور ملکی سطح پر اسلام اور دینی قوتوں کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کے تحت جو مہم جاری ہے
اس کا سب سے زیادہ خطرہ اور مقابلہ کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

۳۔ یہ اجلاس اسلام کے بنیادی عقائد اور اقدار پر قائم رہنے کو باعث فخر سمجھتا ہے اور وزیراعظم پاکستان کی
حکومت سے اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف امریکی امداد طلب کرنے کو اسلام اور پاکستان کی حاکمیت کے خلاف سمجھتا
ہے اور قیمت اسلامی کے منافی اقدام کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔

۴۔ ہم ملک کے اندر مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو اسلام کے خلاف گردانتے
ہے اور اس کی پرتور مذمت کرتے ہیں۔

۵۔ یہ اجلاس عظمت رسول اکرم ﷺ، عظمت اہل بیت اطہار، عظمت ازواج مطہرات اور عظمت صحابہ
کرام کو صلوات کا جزو سمجھتا ہے اور ان کی تکفیر کرنے والے کو اسلام سے خارج سمجھتا ہے اور ان کی توہین اور
تکفیر کرنے کو حرام سمجھتے ہوئے قابل تعزیر جرم سمجھتا ہے۔

۶۔ یہ اجلاس کسی بھی اسلامی فرقہ کو کافر قرار دینے کو غیر اسلامی اور قابل نفرت فعل سمجھتا ہے۔

○ یہ اجلاس جمعیت علماء اسلام پاکستان کی طرف سے تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں منعقدہ اجلاسوں میں ہونے والے فیصلوں کی توثیق کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت کی ہمت افزائی کی پالیسی ترک کر کے تحفظ ناموس رسالت کی پالیسی کا واضح اعلان کرے اور یہ اجلاس واضح کرتا ہے کہ اگر توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی تو دینی جماعتیں ایسے مذموم اقدام کے خلاف بھرپور اقدام کریں گی۔

○ ملک کے اندر امت مسلمہ کے درمیان اتحاد کی فضاء قائم کرنے کی کشیدگی کو دور کرنے اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے دینی سربراہوں پر مشتمل ایک ”اسلامی یکجہتی کونسل“ کے قیام کا اعلان کرتا ہے اور یہی کونسل دل آزار اور توہین آمیز مواد پر مشتمل لڑیچ کا جائزہ لے کر ضروری اقدام کرے گی اور کونسل اپنے کئے گئے فیصلوں کے عملی نفاذ کی بھی ذمہ دار ہوگی۔ واضح رہے کہ فی الحال یہ کونسل گیارہ دینی جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

اس کونسل کے صدر شاہ احمد نورانی اور سیکرٹری جنرل سینئر مولانا سمیع الحق ہوں گے۔

- | | |
|-----------------------------------|-----------------------------------|
| ○ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب | جمعیت علماء پاکستان ”نورانی گروپ“ |
| ○ مولانا سمیع الحق صاحب | جمعیت علمائے اسلام ”س“ |
| ○ قاضی حسین احمد صاحب | امیر جماعت اسلامی |
| ○ علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب | قائد تحریک جعفریہ پاکستان |
| ○ مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب | جمعیت علمائے پاکستان ”نیازی گروپ“ |
| ○ پروفیسر ساجد میر صاحب | جمعیت اہلحدیث پاکستان |
| ○ مولانا اسفندیار صاحب | سربراہ سولہ اعظم |
| ○ مولانا ضیاء القاسمی صاحب | سپاہ صحابہ پاکستان |
| ○ آغا مرتضیٰ پویا صاحب | سربراہ حزب جہاد پاکستان |
| ○ پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب | تحریک منہاج القرآن |
| ○ مولانا محمد اجمل خان صاحب | جمعیت علمائے اسلام (ف) |



اہل تشیع پر اعتراضات اور ان کا علمی جائزہ

یہ اعتراضات :-

قرآن مجید کے نزدیک یہ قرآن کریم مکمل نہیں بلکہ ان کے بقول اس میں ردوبدل ہوا ہے اور اصل قرآن کریم وہ ہے جس کے پاس ہے۔

یہ شیطان حیدر کرار پر سراسر بہتان ہے اور اصل حقائق سے چشم پوشی ہے شیعہ کے گھروں میں اسی قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور ان کے مدارس میں بھی یہی قرآن پڑھایا جاتا ہے اور شیعہ علماء و فضلاء نے اسی قرآن کی سیکڑوں عربی، فارسی، اردو اور دیگر مختلف زبانوں میں تفسیریں لکھی ہیں اور پوری دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں آتا جس نے شیعہ کے کسی گھریا مدرسہ سے اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن دیکھا ہو۔ شیعہ قرآن مجید کی ہر سورۃ کو قطعی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاودانی معجزہ سمجھتے ہیں جس میں کسی قسم کا شبہ و شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر فتویٰ فروش ملاؤں نے خواہ مخواہ شیعوں پر تحریف قرآن کا الزام تھوپ دیا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہم عدم تحریف قرآن کے اثبات میں فرامین ائمہ اہل بیت، علماء شیعہ کی تصانیف و تخریفات اہل سنت کے فیصلہ کن اقوال ذکر کریں گے۔

قرآن کریم کے بارے میں ائمہ اہل بیت کے فرامین

بہت سی روایات ائمہ اہل بیت سے وارد ہوئی ہیں جو واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ موجودہ قرآن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام پر نازل فرمایا تھا احادیث بہت زیادہ ہیں ہم یہاں صرف دو تین کا تذکرہ کرتے ہیں۔

1۔ حضرت امیر المومنین علیؑ فرماتے ہیں۔

”لَمْ يَحْكَمْ لِرَجُلٍ وَانَمَا حَكَمْنَا الْقُرْآنَ وَهَذَا الْقُرْآنُ انَمَا هُوَ خُطُّ مَسْطُورٍ بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ لَا يَحْكُمُ السَّلَاسِلُ وَلَا يَدْلُهُ مَنْ تَرَجَمَانِ“

اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کو حاکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حاکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مسطور ہے۔ وہ الفاظ سے نہیں بدلتا بلکہ اس کے لئے ترجمان کی ضرورت ہے۔

(نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۷ طبع مطبعہ رحمانیہ مصر)

2۔ حضرت علیؑ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر الصادق سے عرض کیا یا بن رسول اللہ

قرآن کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

تو امام نے فرمایا

قرآن کلام خدا، قول خدا، کتاب خدا اور وحی و تنزیل خدا ہے یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے قریب سے بھی باطل کا گذر نہیں ہے نہ اب، کوئی اس کو باطل قرار دینے والا ہے اور نہ ہی پہلے تھا یہ حکیم و حمید خدا کا نازل شدہ ہے۔

(امالی للشیخ الصدوق صفحہ ۵۴۵ طبع ایران)

(۳) حضرت امام علی نقیؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

اجتمعت الامم قاطبہ لا اختلاف بینہم فی ذالک ان القران حق لا ریب فیہ عند جمیع فرقہا فہم فی حالۃ الاجماع علیہ مصیبون و علی تصدیق ما انزل اللہ مہتدون
تمام امت اس بات پر مجتمع ہو گئی ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق یہ قرآن مجید حق ہے اور امت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات پر اجماع کرنے میں بے شک مصیب اور درست ہیں اور ما انزل اللہ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

(احتجاج طبری صفحہ ۲۳۲ طبع نجف)

آج قرآن مجید کے متعدد قلمی نسخے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے قلم مبارک سے لکھے ہوئے ابھی تک کتابخانہ امام رضا مشہد مقدس ایران میں محفوظ ہیں جن کی ترتیب بعینہ موجودہ متداول قرآن کے عین مطابق ہے اس کے باوجود شیعہ پر تحریف قرآن کا الزام لگانا پرلے درجے کی حماقت ہے۔

تحریف قرآن کی نفی میں علماء شیعہ کی تصریحات

علماء شیعہ نے واضح تصریح فرمائی ہے کہ قرآن حکیم میں کسی قسم کی کمی و بیشی واقع نہیں ہوئی اور انہوں نے عدم تحریف کے اثبات کے لئے مستقل کتابیں لکھیں ہم بطور نمونہ چند اقوال نقل کرتے ہیں۔

(۱) جلیل القدر شیعہ عالم دین شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں۔

اعتقاد نافی القرآن الذی انزلہ اللہ تعالیٰ علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو ما بین الدفتین و ہو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذالک (الی ان قال) و من تسب الینا انا نقول انه اکثر من ذلک فہو کاذب

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جتنا قرآن خدا نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا

تقریباً دو دہائیوں کے درمیان ہے اور وہ امت کے پاس موجود ہے اس سے زیادہ نازل نہیں ہوا اور جو شخص
اس سے ہماری طرف اس بات کی کہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زائد تھا وہ جھوٹا ہے۔

- (۱) اعتقادات شیخ صدوق ۹۳ طبع ایران
(۲) اوائل المقالات صفحہ ۵۵ - ۵۶ طبع نجف
(۳) عقائد الامامیہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ایران

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ فرماتے ہیں

قرآن کے صحیح المتن ہونے میں ہمارا یقین ایسے ہی ہے جیسے کوفہ و بصرہ یا دیگر شہروں کی موجودگی کا یقین، یا
جیسے عجم تاریخی واقعات، مشہور و معروف کتابوں اور عرب شعراء کے کلام کا یقین اور ہمارے اس یقین کا سبب
قرآن مجید سے مسلمانوں کا گہرا لگاؤ اور دوسرے وہ بہت سے محرکات ہیں جو خدا کی اس مقدس کتاب کو ہر قسم کی
تغییر سے محفوظ رکھ کر صحیح طور پر ہماری طرف منتقل کرنے کے متقاضی تھے بلکہ مذکورہ بالا چیزوں کی نسبت
قرآن پاک کو محفوظ رکھنے کے عوامل کہیں زیادہ تھے۔ کیونکہ قرآن حکیم بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
سنت کا حصہ ہونے کے ساتھ ساتھ دینی احکام اور شرعی علوم کا ماخذ بھی تھا یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام نے اس کی
حفاظت فرمائی یہاں تک کہ قرآن حکیم کے اعراب، قرأت، حروف اور آیات جن میں قدرے اختلاف پایا
جاتا تھا ان کی مکمل جان پہچان کی۔ صحت نقل کے بارے میں ہمارا یقین ایسے ہی ہے جیسے اس کے کلام خدا
ہونے کا یقین قرآن جس صورت میں اب ہے اسی صورت میں رسول خدا کے زمانہ ہی میں جمع اور تالیف ہو چکا
تھا۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۱ صفحہ ۱۵ طبع ایران)

سید محمد باقر طوسی اپنی تفسیر کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

اس کتاب کا مقصد قرآن کے معانی اور اس کے اغراض و مقاصد سے آگاہی حاصل کرنا ہے اور جہاں تک قرآن
میں کمی و زیادتی کے واقع ہونے کا تعلق ہے تو یہ بحث نہ ہوگی کیونکہ قرآن حکیم میں زیادتی کے عدم وقوع پر
علم قائم ہے اور قرآن میں کمی و زیادتی واقع نہیں ہوئی نیز جو کچھ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے فرمایا ہے۔ روایات
میں اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

میں نے شیخ نور اللہ سنت کی کتب میں ایسی روایات دیکھی ہیں جو قرآن میں کمی کے واقع ہونے یا آیات کی
یک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی پر دلالت کرتی ہیں مگر یہ تمام روایات خبر واحد ہیں جو نہ ہی موجب علم ہیں اور نہ
بہت قوی۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ ان میں وقت ضائع کیے بغیر ان سے روگردانی کر لی جائے اور پھر ان روایات
کی تحقیق بھی ہو سکتی ہے اگر فرض کر بھی لیں کہ یہ اخبار صحیح ہیں تو بھی یہ موجودہ قرآن پر کسی طعن کا موجب

نہیں بنتیں کیونکہ قرآن کے صحیح ہونے کا علم اور یقین ہے نیز امت نے نہ ہی قرآن پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ ہی اسکا انکار کیا ہے۔

(البیان فی تفسیر القرآن جلد ۱ صفحہ ۳ طبع نجف)

(۴) علامہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء فرماتے ہیں۔

لوگوں کے ہاں اس وقت موجود قرآن بعینہ وہی قرآن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ لوگوں کو ڈرانے احکام کی تعلیم دینے اور حلال و حرام میں تمیز پیدا کرنے کے لئے نازل کیا تھا اس میں نہ تحریف واقع ہوئی اور نہ ہی کمی و زیادتی۔ اس نظریے اور رائے پر عام علماء کا اجماع ہے نیز وہ علماء یا فرتے جو تحریف یا قرآن میں کمی و زیادتی کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں اور ان کے اس نظریے کو یہ نص قرآنی مسترد کرتی ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون نیز وہ روایات جو تحریف پر دلالت کرتی ہیں چاہے اہل تشیع نے نقل کی ہوں یا اہل سنت نے وہ تمام ضعیف اور شاذ ہیں اور خبر واحد ہیں جو نہ ہی علم کا فائدہ دیتی ہیں اور نہ ہی عمل کا اور یا ان روایات کی معتبر طریقوں پر تاویل کی جائے وگرنہ انہیں دیوار پر مار دیا جائے۔

(اصل الشیعہ و اصولها صفحہ ۱۰۱ - ۱۰۲ طبع نجف)

(۵) علامہ شیخ جعفر کاشف الغطاء فرماتے ہیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کے مالک خدا کی حفاظت کے سبب قرآن ہر قسم کے نقصان اور کمی سے محفوظ ہے اور اس مطلب پر آیات قرآنیہ واضح طور پر دلالت کرتی ہیں اور تمام زبانوں میں اس مطلب پر علماء کرام کا اجماع رہا ہے اور اگر کوئی نادر نظریہ قرآن کی کمی کے بارے میں ہے تو وہ معتبر نہیں ہے نیز بدایتہ معلوم ہے کہ وہ روایات جو تحریف قرآن کے بارے میں ہیں ان کے طواہر اور ظاری معانی پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

(کشف الغطاء فی الفقہ صفحہ ۳۱۵ طبع ایران)

(۶) مفسر قرآن سرکار علامہ محمد حسین طباطبائیؒ اپنی شہرہ آفاق تفسیر المیزان جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ ایران میں رقمطراز ہیں۔

ان القرآن الذی انزلہ اللہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و صفہ بانہ ذکر محفوظ علی ما انزل مصون بصیانة الہیة عن الزیادة و النقصیة والتغیر وہ قرآن جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر نازل فرمایا اور جسے ذکر سے موصوف فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے زیادتی و کمی سے محفوظ ہے۔

سرکار علامہ موصوف ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں۔

فالحق ان روایات التحریف المروية من طرق الفريقین و کذا الروایات المروية نسخ تلاوته

حصہ لایات القرانیة مخالفة للكتاب مخالفة قطعية

آئی ہے کہ روایات تحریف جو سنی و شیعہ علماء نے وارد کی ہیں اور اسی طرح وہ روایات جو بعض آیات قرآنی کے متضاد ہونے کے بارے میں مروی ہیں قرآن حکیم کے قطعی خلاف ہیں۔

(تفسیر المیزان جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ ایران)

ان کے علاوہ بہت سے علماء شیعہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں بڑے شدد سے آیات قرآن کریم، احادیث رسولؐ اور روایات ائمہ علیہم السلام کی روشنی میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ موجودہ قرآن مکمل ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تحریف اور تغیر واقع نہیں ہوا۔ سے تحریف قرآن کی نفی فرمائی ہے۔

علماء اہل سنت کا اعتراف حقیقت

شیعہ علی کا ایمان بالقرآن ایک ایسی ناقابل انکار حقیقت ہے جس کا اہل سنت کے منصف مزاج علماء نے بھی اقرار کیا ہے چنانچہ مصر کے جلیل القدر اہل سنت کے محقق علامہ شیخ محمد غزالی شافعی مصری اپنی کتب میں شیعہ پر تحریف قرآن کی جھوٹی شہادت لگانے والوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

الشی آسف لان بعض من یرسلون الکلام علی عواہنه لا بل بعض من یسوقون التہم جزافا غیر مباین بعواقبھا دخلوا فی میدان الفکر الاسلامی بھذہ الاخلاق المعلولة فاساء والی الاسلام ولتمہ شراسة سمعت واحدا من هؤلاء من یقول فی مجلس علم ان للشیعة قرانا آخر یرید و ینقص عن قرانا المعروف فقلت له ان هذا القران؟ ان العالم الاسلامی الذی تحت رقعته فی ثلاث قارات ظل من بعثة محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا هذا بعد ان سلخ من عمر الزمن اربعة عشر قرنا لا یعرف الا مصحفا واحدا مضبوط البدایة والنهاية سورہ السور والایات والالفاظ فاین هذا القرآن الآخر؟ ولما ذالم یطلع الانس والجن علی نسخة منہ خلال هذا الدهر الطویل؟ لماذا یساق هذا الافتراء؟ ولحساب من تفتعل هذه الاساعات و تلقی بین الاغرار لیسوء ظنهم باخوانهم و قد یسوء ظنهم بکتابهم؟ ان المصحف واحد یطبع فی القاهرة فیقدسه الشیعة فی النجف او فی طهران ویتداولون نسخة ینیدهم و فی بیوتهم دون ان یخطر ببالهم شیء بته الا توقیر الکتاب و منزله جل شرفه و یبلغه صلی اللہ علیہ وسلم فلم الکذب علی الناس و علی الوحی؟

میں نے ایک محفل میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شیعہوں کا ایک اور قرآن ہے، جو ہمارے سورت قرآن سے کم و بیش ہے میں نے اس سے کہا، وہ قرآن کہاں ہے؟ عالم اسلام تین برا عظموں پر پھیلا ہوا

ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر آج تک چودہ صدیاں گزر چکی ہیں اور لوگوں کو صرف ایک ہی قرآن کا علم ہے جس کا آغاز و اختتام اور سور و آیات کی تعداد معلوم ہے۔ یہ دوسرا قرآن کہاں ہے؟ اس طویل عرصے میں کسی انسان اور جن کو اس کے کسی ایک نسخے پر بھی اطلاع یا آگاہی کیوں نہیں ہوئی؟ اس سے اپنے بھائیوں اور اپنی کتاب کے بارے میں بدگمانیاں پھیلتی ہیں۔ قرآن ایک ہی ہے جو اگر قاہرہ میں چھپتا ہے تو اسے نجف اشرف اور تہران میں بھی مقدس سمجھا جاتا ہے اور اس کے نسخے ان کے ہاتھوں اور گھروں میں ہوتے ہیں۔ اس کتاب کو نازل کرنے والے اور اس کے مبلغ کے بارے میں سوائے عزت و توقیر کے کوئی اور بات ان کے ذہن میں نہیں آتی پھر ایسے بہتان کیوں لوگوں اور وحی پر باندھے جاتے ہیں۔

(دفاع عن العقيدة والشریعة صفحہ ۲۶۶ تا صفحہ ۲۶۵ طبع دارالکتب الحدیثہ مصر ۱۹۷۵ء)

علامہ رحمت اللہ ہندی دہلوی عثمانی کا فیصلہ

(۲) اہل سنت کے عالم محقق علامہ رحمت اللہ ہندی دہلوی عثمانی شیعہ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔
ان القرآن المجید عند جمهور علماء الشيعة الامامية الاثني عشرية محفوظ عن التغير والتبديل و من قال منهم بوقوع النقصان فيه فقولہ مردود غير مقبول عندهم
قرآن مجید جمہور علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک تغیر اور تبدیلی سے محفوظ ہے۔ جو شخص شیعوں کی طرف تحریف قرآن کی نسبت دیتا ہے اس کی بات علماء امامیہ کے نزدیک مردود اور ناقابل قبول ہے۔
اس کے بعد عدم تحریف کے سلسلہ میں شیعہ کے جلیل القدر اور نامور علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد بطور نتیجہ کلام لکھتے ہیں۔

فظهر ان المذهب المحقق عند علماء الفرقة الامامية الاثنا عشرية ان القرآن الذي انزلہ اللہ علی نبیہ ہو ما بین الدفتین و هو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلك و انه کان مجموعاً مولفاً فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حفظہ و نقلہ الوقف من الصحابة و جماعة من الصحابة کعبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب و غیرہما ختموا القرآن علی النبی عہد ختمات و یظهر القرآن و بشہر بہنا الترتیب عند ظهور الامام الثانی عشر رضی اللہ عنہ والشرزمة القليلة التي قالت بوقوع التغير فقولہم مردود الی ان قال و قد قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون فی تفسیر الصراط المستقیم الذین ہو تفسیر معتبر عند علماء الشيعة ای و انا لحافظون له من التحريف والتبديل والزيادة والنقصان
”اس سے معلوم ہوا کہ وہ مسلک جو علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک ثابت ہے وہ یہی ہے کہ قرآن

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا تھا وہ یہی ہے جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس سے زیادہ نہیں ہے۔ اللہ نے رسول خداؐ کے زمانے میں خود ان اہتمام سے جمع کیا چاچکا تھا اور مرتب ہو گیا تھا اسے عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب کے علاوہ ۱۱ اعداد صحابہ جنہوں نے رسول اللہؐ کے سامنے کئی مرتبہ ختم قرآن کیا، حفظ اور نقل کیا۔ آج کی ترتیب کے ساتھ بارہویں امام کے ظہور کے وقت نمایاں اور مشہور ہو گا وہ (شیعہ) اس پر زور دیتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا ہم نے قرآن اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں تفسیر صراط المستقیم میں جو نسخوں کے ہیں معتبر تفسیر ہے لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم قرآن کو تحریف و تغیر اور کمی و بیشی سے محفوظ رکھنے والے ہیں۔“

(اظہار الحق جلد ۲ صفحہ ۸۹ تا صفحہ ۹۰ طبع مطبعہ عامرہ استنبول)

علامہ شیخ محمد المدنی کا موقف

علامہ شیخ محمد المدنی کے شعبہ کلیتہ شریعت کے پرنسپل علامہ شیخ محمد المدنی لکھتے ہیں

بعض الامامية يعتقدون نقص القرآن فمعاذ الله وانما هي روايات رويت في كتبهم كما روى صاحب كتابنا واهل التحقيق من الفريقين قد زيفوها وبينوا بطلانها وليس في الشيعة الامامية والزيدية من يعتقد ذلك كما انه ليس في السنة من يعتقدده ويستطيع من شاء ان يرجع الى مثل كتاب "الاتقان" للسيوطي السني ليري فيه امثال هذه الروايات التي ضرب عنها صفحا وقد الف احد المصريين في سنة ۱۹۳۸ء كتابا اسمه "الفرقان" حشاها بكسر من امثال هذه الروايات السقيمة المدخولة المفروضة ناقلا لها عن الكتب المصادر على اهل السنة الى ان قال افيقال ان اهل السنة ينكرون قداسة القرآن او يعتقدون نقص القرآن لرواية رواها فلان او لكتاب الفه فلان؟ فكذلك الشيعة الامامية انما هي روايات في كتبهم كالروايات التي في بعض كتبنا

شیعہ امامیہ کے بارے میں یہ کہنا کہ معاذ اللہ شیعہ قرآن میں کمی کے قائل ہیں تو ان روایتوں کی بناء پر ہے جو ان کے پاس ہیں موجود ہیں جیسا کہ ہماری کتابوں میں بھی موجود ہیں لیکن شیعہ سنی دونوں محققین نے ان روایتوں کو رد کر دیا ہے بطلان کو واضح کیا ہے شیعہ امامیہ اور زیدیہ میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہو جیسا کہ اہل سنت میں بھی کوئی ایسا نہیں جس کا عقیدہ قرآن میں تحریف کا ہو۔ شیعہ پر تحریف کی انتہا لکھنے والوں کو علامہ سیوطی کی تفسیر اتقان جیسی کتاب کو پڑھنا چاہئے کہ اس میں تحریف پر دلالت کرنے والی روایت کو دیکھیں اگرچہ ہم اس قسم کی روایات کو تسلیم نہیں کرتے۔ ایک مصری عالم نے ۱۹۳۸ء میں

”الفرقان“ نام کی کتاب لکھی ہے جس میں اس قسم کی بہت سی روایات کو اہل سنت کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔۔۔ تو کیا اس بنا پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اہل سنت قرآن کے تقدس کے منکر ہیں؟ یا ان روایات کی بنا پر جسے فلاں نے نقل کیا ہے یا فلاں کتاب جسے فلاں نے لکھا ہے۔ اہل سنت نقص قرآن کے قائل ہو گئے؟ یہی بات شیعوں کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے اس لئے جیسے ہماری بعض کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں اسی طرح شیعوں کی بھی بعض کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں۔“

(رسالۃ الاسلام جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۲ و صفحہ ۳۸۳ شمارہ نمبر ۴)

علامہ نجم الغنی کی رائے

(۴) علامہ نجم الغنی خان رامپوری لکھتے ہیں

”اثنا عشریہ کی ویشی کے قائل نہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے دس پارے قرآن مجید کے گم کر دیئے اور بعض شیعہ سورہ حسنین اور سورہ فاطمہ، سورہ علی پڑھا کرتے ہیں یہ جھٹلائی گپ ہے آج تک سلف خلف تک کوئی محقق اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔“

چنانچہ علامہ اثنا عشری اس خیال کی برات اپنی کتابوں میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ اپنے رسالہ عقائد میں کہتے ہیں کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ اب لوگوں کے پاس موجود ہے نہ اس میں کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ تفسیر مجمع البیان میں کہ جو اثنا عشریوں کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام میں تھا وہی اب بھی ہے بلا تفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب میں کہتے ہیں کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن میں تغیر و تبدل کے قائل ہیں سو یہ غلطی ہے محققین شیعہ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں اور جو کوئی کہے تو اس کا کیا اعتبار ہے علامہ صادق شرح کافی کلینی میں لکھتے ہیں کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہے گا محمد بن الحسن آملی کہتے ہیں کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کرے گا یقینی طور پر جان جائے گا کہ قرآن میں پختہ وجوہات کی زیادتی ناممکن ہے۔“

(۱) (مذہب الاسلام صفحہ ۴۴۸ مطبع نو کشور لکھنؤ)

(۲) (منزل الفواشی شرح اصول الشاشی صفحہ ۹ طبع کراچی)

علامہ حافظ محمد اسلم جیرا جپوری کا فیصلہ

(۵) جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ کے تاریخ اور دیگر علوم اسلامیہ کے استاد علامہ محمد اسلم جیرا جپوری عدم تحریف قرآن کے سلسلہ میں علماء شیعہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

یہ ان علماء امامیہ کے اقوال ہیں جو اہل تشیع میں مقبول اور مستند ہیں اور ان اقوال میں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں نے تقیہ سے کہا ہے کیونکہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے علماء اہل سنت کی تردید میں رسائل لکھے ہیں ان کی نسبت تقیہ کا گمان نہیں کیا جاسکتا اور ابو جعفر قمی کی کتاب "تفسیر صافی" اور ملاحسن کی "تفسیر صافی" یہ دونوں کتابیں شیعہ کے نصاب درس میں داخل ہیں اس لئے یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے عقیدہ کے خلاف اپنے فرقہ کو تعلیم دیں گے۔

(تاریخ القرآن صفحہ ۶۲ تا صفحہ ۶۷ طبع کراچی)

علامہ شمس الحق افغانی کا موقف

شیخ حسنین دارالعلوم دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل حضرت علامہ شمس الحق افغانی اپنی کتاب میں "تفسیر اور تحریف قرآن" کے تحت رقمطراز ہیں۔

محققین جب ہر طرح قرآن کی تحریف ثابت کرنے سے عاجز آ گئے تو برے زور شور سے یہ لکھ دیا کہ اسلام کا یہ فرقہ تحریف قرآن کا قائل ہے اور وہ شیعہ ہے اور اس انداز سے لکھا کہ گویا تحریف قرآن شیعوں کا مسلم عقیدہ ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے شیعوں کا مذہب وہی ہے جو سینوں کا ہے کہ قرآن مکمل طور پر محفوظ ہے اس میں ایک کی کمی بیشی نہیں ہوئی جس کے لئے شیعوں کی متعدد کتابوں کے حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

اس کے بعد علماء شیعہ کے اقوال نقل کئے اور پھر تحریر کیا کہ ان کے حوالہ جات شیعہ کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ شیعہ میں چند ناقابل اعتبار افراد کے سوا کوئی بھی تحریف یا قرآن میں کمی و بیشی ہونے کا قائل نہیں مزید تفصیل نعمان آلوسی کی کتاب "الجواب النسیج لما نفقہ" میں ملاحظہ کی جائے۔ قرآن حکیم تحریری اور دماغی دونوں طرح محفوظ ہے اور الفاظ قرآن اور مطالب قرآن یکساں ہیں۔

(علوم القرآن صفحہ ۱۳۴ تا صفحہ ۱۳۶ طبع لاہور)

علامہ عبدالحق حقانی دہلوی کی رائے

علامہ عبدالحق حقانی دہلوی لکھتے ہیں کہ اگر خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ (کہ قرآن میں کمی و زیادتی و تحریف) نہیں رکھتا چنانچہ علماء شیعہ اس خیال کی برات اپنی کتابوں میں بڑی شدد سے کرتے ہیں۔

(تفسیر حقانی جلد ۱ صفحہ ۶۳ طبع لاہور)

علامہ سالم النہانی مصری کا بیان

(۸) عالم اہل سنت اخوان المسلمین کے عظیم مفکر علامہ استاد سالم النہانی مصری تحریر کرتے ہیں۔
ان المصحف الموجود بین اهل السنة هو نفسه الموجود فی مساجد و بیوت الشیعة
جو قرآن ہم اہل سنت کے پاس موجود ہے بالکل وہی شیعہ مساجد اور گھروں میں موجود ہے۔
(السنة المقرری علیہا صفحہ ۶۰ طبع مصر)

پھر صفحہ ۲۶۳ پر لکھتے ہیں۔

ان الشيعة الجعفرية (الاثنى عشرية) يرون كفر من حرف القرآن الذي اجمعت عليه الامة
منذ صدر الاسلام
”نقد جعفریہ اثنا عشریہ اس قرآن مجید میں تحریف کے قائل کو کافر سمجھتے ہیں جن کے بارے میں صدر اسلام سے
لے کر آج تک امت کا اجماع ہے۔“

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

(۹) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی شیعہ کی عدم تحریف کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

پس در جمیع روایات امامیہ موجود است کہ ہمہ اہل بیت ہمیں قرآن رومی خوانند و بعام
و خاص و دیگر وجوہ نظم و تمسک می کردند و بطریق اشتہاد می آوردند و آیات اورا
تفسیر می کردند تفسیرے کہ منسوب است بہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کہ
بمیں قرآن است لفظ بہ لفظ و صبیان و جوانی و خدم و اہل و عیال خود را ہمیں قرآن
می فرمودند بخواندن در نماز امری کردند و بنا برین امور شیخ ابن بابویہ در اعتقادات
خود ازین عقیدہ کاذبہ دست بردار شدہ و فارغ خطی دادہ ازین جہت اگر اورا صدوق نامند
بجاست

پس تمام روایات امامیہ میں موجود ہے کہ تمام اہل بیت اسی قرآن کو پڑھتے تھے اسی کے عام و خاص اور وجوہ نظم
سے تمسک فرماتے اور اسی قرآن مجید سے اشتہاد لاتے اور اسی قرآن مجید کی تفسیر فرماتے اور جو تفسیر شیعہ امام
حسن عسکریؑ کی جانب منسوب ہے وہ فقط اسی قرآن کی تفسیر ہے اور اپنے بچے اور بچوں، غلاموں اور اہل و
عیال کو اسی قرآن کی تعلیم فرماتے۔ نماز میں اسی کے پڑھنے کا حکم دیا ہے انہیں امور کی بناء پر شیخ ابن بابویہؒ اپنی
کتاب ”الاعتقادات“ میں تحریف قرآن کے عقیدہ کاذبہ سے دستبردار ہوئے اور اسے فارغ خطی دے دی اسی بناء
پر اگر انہیں صدوق کہا جائے تو درست اور بجا ہے۔“
(تحفہ اثنا عشریہ، صفحہ ۲۸۱ طبع استنبول)

علامہ شبلی نعمانی کی رائے

علامہ شبلی نعمانی اخبار النبیاء لاہور ۹ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں اپنے ایک مضمون ”قرآن کا خدا حافظ ہے ترتیب قرآنی“ کے تحت لکھتے ہیں۔

”یہ ہے کہ شبلی نے کہا کہ قرآن کی حفاظت کا علم ایسا ہی ہے جیسا کہ شہروں کا علم بڑے بڑے واقعات اور مشہور کتابوں اور عرب کے مدونہ کے علم کیونکہ قرآن کی نقل و حفاظت کے اسباب غایت کثرت سے تھے اور اس حد تک پہنچے تھے کہ اور کسی کے لئے نہیں گئے اس لئے کہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور علماء اسلام نے اس کی حفاظت اور جماعت میں انتہا درجہ کی کوشش کی یہاں تک کہ قرآن کے اعراب قرات حروف آیات کے حفاظت تک انہوں نے محفوظ رکھے اس لئے کیونکر قیاس ہو سکتا ہے کہ اس احتیاط شدید کے ہوتے اس سے نقصان یا تغیر آنے پائے۔ سید مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن مجید آنحضرت کے زمانہ میں ایسا ہی مکتوب تھا جیسا اب ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ قرآن اس زمانہ میں پڑھا جاتا تھا اور لوگ اس کو حفظ کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ کو سناتے تھے۔“

علامہ شبلی کے اخبار النبیاء لاہور کے صفحہ ۶ کالم نمبر ۱ میں لکھتے ہیں۔

”قرآن کے محفوظ چلے آنے کے متعلق تمام اہل اسلام کی روایتیں پہلے نقل ہو چکی ہیں اہل تشیع کے حفاظت کی تشریح بھی گذشتہ نمبر میں ان کی سب سے مشہور تفسیر (مجمع البیان علامہ طبری) کے حوالہ سے ہو چکی ہے۔“

”یہ ہے کہ علامہ شبلی نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قطعی طور پر قائل

- (۱) احمد ابراہیم بیگ استاد شیخ ثلثت در ”علم اصول الفقہ“ صفحہ ۲۱ طبع مصر
- (۲) علامہ سمیع عاطف الدین در ”المسلمون من ہم“ صفحہ ۹۸ طبع مصر
- (۳) علامہ محمد علی ایم اے لاہور در ”جامع القرآن“ صفحہ ۱۱ طبع لاہور
- (۴) مولانا غلام دھنگیر آنجمانی در ”امامت البرہان“ صفحہ ۵ طبع لاہور
- (۵) غلام احمد پرویز در ”مذہب عالم کی آسمانی کتابیں“ صفحہ ۱۳۴ طبع لاہور
- (۶) لہم ابو زہرہ مصری در ”الامام الصلوٰۃ“ صفحہ ۲۰۶ طبع مصر

ایک نظر ادھر بھی

آخر میں ہم اس نکتہ کی وضاحت بھی کرتے چلیں کہ وہ لوگ جو خود تحریف قرآن کے قائل تھے یا جن کے اسلاف سے یہ غلطی شعوری یا غیر شعوری طور پر سرزد ہوئی تھی انہوں نے اپنے آپ کو الزام سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کا الزام شیعہ مکتب پر تھوپ دیا کاش وہ لوگ اہل تشیع پر تحریف قرآن کا بے بنیاد الزام عائد کرنے سے پہلے اپنے اکابر و اسلاف کی کتب کا مطالعہ فرما لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ تحریف قرآن کا قائل کون ہے؟ اس ضمن میں سینکڑوں روایات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم صرف چند حوالہ جات نقل کر رہے ہیں تاکہ بات واضح ہو سکے۔

(۱) امام بخاری ابن عباس سے نقل روایت کرتے ہیں

لما نزلت والذکر عشیرونک الاقربین ورهطک منهم المخلصین
لیکن جمہور نے اس آیت کو نہیں پڑھا مصحف عثمانی میں نہیں لکھی گئی۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تبت ید اصفہ ۳)

(۲) ابراہیم ابن علقمہ کہتے ہیں کہ

جب میں عبداللہ کے اصحاب کے پاس شام پہنچا اور ابو درداء کو خبر ہوئی تو وہ ہمارے پاس آئے اور کہا کیا تم میں کوئی قرآن پڑھنے والا ہے؟ ہم نے کہا ”ہاں“ تو ابو درداء نے کہا ”وہ کون ہے“ تو لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا۔ ابو درداء نے کہا ”پڑھو“ میں نے پڑھا ”واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی“ ابو درداء نے کہا کیا تم نے پیغمبر کے دہن مبارک سے اسے سنا ہے؟ میں نے کہا ”جی ہاں“ تو ابو درداء نے کہا میں نے بھی آنحضرتؐ کے دہن اقدس سے اس کو سنا ہے لیکن یہ لوگ میری بات کا انکار کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ جلد ۶ صفحہ ۲۱۱ جلد ۵ صفحہ ۳۵)

(۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

آیت ”رجم“ اور آیت ”رضاع کبیر“ نازل ہوئی تھیں میرے تکیہ کے نیچے ایک کانغذ میں لکھی ہوئی رکھی تھیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب ہم لوگ اس مصیبت میں مبتلا ہوئے تو ایک بکری آئی اور ان کو کھا گئی۔

(۱) سنن ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳۹ طبع کراچی

(۲) مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ طبع بیروت

(۳) تاویل مختلف الحدیث صفحہ ۳۱۰ طبع بیروت

(۴) انور شاہ کشمیری دیوبندی تحریف قرآن کے بارے میں اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں۔

مَدَى تَحْقُق عِنْدِي اِنْ التَّحْرِيفُ فِيهِ لَفْظِي اَيْضًا اَمَّا اَنْهُ عَنْ عَمْدٍ اَوْ لِمَغْلَطَةٍ
رَبِّهِ نَزْدِيكَ يَهْ چيز تحقيق سے ثابت ہے کہ قرآن میں لفظی تحریف بھی ہے اور یہ یا تو (اصحاب) نے جان بوجھ
کی ہے یا غلطی سے۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۵ طبع ڈاحیل)

(عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ

يَقُولُن اَحَدَكُمْ قَدْ اخَذَتِ الْقُرْآنَ كُلَّهُ وَمَا يَدْرِيهِ مَا كُلُّهُ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ قُرْآنٌ كَثِيرًا
میں سے کوئی شخص یہ دعویٰ نہ کرے کہ میں نے تمام قرآن کو حاصل کیا ہے ہرگز تمام قرآن حاصل نہیں کیا
ونکہ زیادہ قرآن تو ضائع ہو گیا ہے۔

(۱) تفسیر در منشور جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ طبع مبینہ مصر

(۲) اتقان فی علوم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۵ طبع لاہور

(۱) ابی بن کعب سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے مصحف میں ”سورة الخلع“ اور سورة الحنفہ“ بھی درج کی
اس کی آیتیں یہ ہیں اللهم انا نستعينك و نستغفرك و نشني عليك و لا نكفرک و نخلع و
رك من يفجرک اللهم اياك نعبد و لك نصلي و نسجد و اليك نسعى و نحفد نرجو
حمتك و نخشى عذابك ان عذابك بالكافرين ملحق

(۱) (مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۱۵۷ طبع مصر)

(۲) (اتقان فی علوم القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۶ طبع لاہور)

(۳) (روح المعانی آلوسی بغدادی جلد ۱ صفحہ ۲۵ مصر)

(علامہ جلال الدین سیوطی تحریر کرتے ہیں کہ۔

هـ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے قرآن کی موجودہ غلطیوں کے متعلق سوال کیا جو ان آیات
میں ہیں۔

هـ هذا الساحران والمقيمین الصلوة والموتون الزکوة ان الذین امنوا والذین هادوا او الصائبون
حضرت عائشہ نے فرمایا اے فرزند خواہر یہ کاتبوں کی غلطیاں ہیں انہوں نے کتابت میں غلطیاں کیں۔

(اتقان فی علوم القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۸۳-۱۸۴ طبع مصر لاہور)

(الفرقان لابن الخطیب صفحہ ۴۱ باب لحن الکتاب فی المصحف)

(حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قرآن مجید کے تین حروف کاتبوں کی غلطیوں کا نشانہ بنے۔

ان هذان لساحران

(۲) ان الذین امنوا والذین هادوا الصائبون

(۳) والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکاة

(تاویل مشکل القرآن صفحہ ۳۷ طبع دار احیاء الکتب العربیہ مصر)

(۹) ابن مسعود سے روایت ہے کہ

”نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہم صحابہ ایت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیہ من ربک کے بعد
”ان علیا مولی المومنین“ پڑھا کرتے تھے“

(۱) تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۵۷ طبع مصطفی البانی مصر

(۲) تفسیر در منشور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ طبع المطبعہ المیمیہ قاہرہ

دوسرا اعتراض :-

اہل تشیع کے نزدیک اہل بیت کے سوا باقی لوگ (صحابہ کرامؓ) لائق اعتبار نہیں بلکہ انہیں اہل ایمان میں شامل کرنا بھی درست نہیں۔

صحابہ کرام کا احترام کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ اس میں الجھایا جائے اور امت مسلمہ میں اختلافات کا بیج بویا جائے اصحاب رسول کے متعلق تشیع اور اہل سنت کے درمیان بعض امور میں اختلافات کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ شیعہ اصحاب رسول کے قائل نہیں۔ بلکہ شیعہ کتب اصحاب رسول کے فضائل و مناقب سے بھری پڑی ہیں البتہ شیعہ کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ یونہی آنکھیں بند کر کے کسی کی اقتداء و تاسی نہ کی جائے بلکہ کتاب و سنت کو مد نظر رکھ کر کسی کی پیروی کی جائے۔ شیعہ اصحاب رسول کی قربانیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ ہاں شیعہ صحابیت کی کسوٹی کو پرکھنے کے لئے قرآن و سنت کو معیار قرار دیتے ہیں۔ تشیع اور اہل سنت دونوں کا صحابہ کرام کے بارے میں ایک ہی مسلک ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک فریق علمی اور اخلاقی پہلو کو ترجیح دیتا ہے جبکہ دوسرا فریق اس کے برعکس بعض دوسرے پہلوؤں کو برتری دیتا ہے۔ مشہور عالم علامہ وحید الزمان حیدر آبادی نہایت اچھے انداز میں اس بات کی یوں وضاحت کرتے ہیں۔

”یحسن صحابتنی میری صحبت کا حق اچھی طرح سے ادا کرے وہی در حقیقت آنحضرت کا صحابی ہے جو آپ سے اور آپ کے اہل بیت کرام سے سچی محبت اور الفت رکھتا ہو ورنہ صرف نام کی صحبت کافی نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ کے چند غلام ہوں جو بادشاہ کی محبت کی وجہ سے آپس میں بھی ایک دوسرے

سے محبت رکھتے ہوں پھر ایک غلام ان میں سے اپنے بادشاہ سے باغی ہو جاوے اس کی آل اولاد عزیز و اقرباء
دوستوں کو قتل کرے ان کا دشمن بن جائے تو کیا اس کے بعد بھی اس غلام سے محبت رکھیں گے صرف اس وجہ
سے کہ وہ اس بادشاہ کا غلام تھا؟

(انوار اللغتہ پارہ ۱۳ صفحہ ۲۰ طبع بنگلور)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

جو آیتیں یا حدیثیں صحابہ کی فضیلت میں وارد ہیں ان سے مراد وہی صحابہ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلعم کے
مقوق صحبت کو ادا کیا آپ کے اقربہ اور اہل بیت سے محبت رکھی ان کی حمایت اور امداد کی۔“

(انوار اللغتہ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۰)

علامہ سید اسد حیدر اصحاب رسول کے متعلق شیعہ عقیدہ ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔
شیعہ اہل بیت حضور نبی کریم کے اصحاب کا احترام کرتے ہیں اور ان کی عزت میں کوئی کمی نہیں کرتے لیکن وہ
صحابہ کے متعلق آنحضرت کی سیرت مبارک کی پیروی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ شرعی احکام صحابہ اور غیر صحابہ
سب کے لئے یکساں ہیں ہر صحابی کا مرتبہ اور مقام اس کے اعمال اور کردار کے مطابق ہے۔“

(الصحابتہ فی نظر الشیعہ صفحہ ۳۲ طبع مصر)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اصحاب رسول کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔
”اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے اصحاب میں سے ایک گروہ کو منتخب فرمایا ان کو بہت عزت عطا کی اور تائید و
صرت سے آراستہ کیا اور آنحضرت کی زبان مبارک پر ان کے فضائل و مناقب اور کرامات جاری فرمائے تم ان
سے محبت کے ساتھ اعتقاد رکھو اور ان کی فضیلت کا ذکر کرو اور اہل بدعت سے اجتناب کرو کیونکہ ان کی صحبت
لوں میں کفر و ضلالت پیدا کرتی ہے۔“

(مصلح الشریعہ صفحہ ۶۷ طبع ایران)

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد جنگ صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کی معیت میں معاویہ سے
جنگ لڑ رہی تھی حضرت علی مرتضیٰ کے لشکر میں اڑھائی سو وہ اصحاب رسول موجود تھے جنہوں نے بیعت شجرہ کا
شراف حاصل کیا تھا جبکہ آپ کے ہمراہ کل صحابہ کی تعداد اٹھ سو تھی جو معاویہ کے خلاف برسرِ پیکار رہی۔ تاریخ
شاہد ہے کہ حضرت علی کی ہمراہی میں تین سو ساٹھ صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں ۸۰ بدری صحابہ
بھی تھے۔

شیعہ پر بے جا الزام

اصحاب رسول کے بارے میں شیعہ موقف سابقہ اوراق پر بیان کیا جا چکا ہے مگر اس کے باوجود شیعوں پر

تہمت لگائی جاتی ہے کہ وہ صحابہ کو مرتد اور منافق سمجھتے ہیں۔

گذشتہ اوراق پر صحابہ کرام کے متعلق شیعہ موقف کی وضاحت کے بعد اس مفروضہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ صرف مسلمانوں کے مابین باہمی تصادم اور جھگڑا برپا کرنے کا استعماری نسخہ ہے جو بنی امیہ اور بنی عباس کی ظالم و جابر حکومتوں کے تاریک اور متعصب دور میں بھی استعمال کیا جاتا رہا۔ چنانچہ علامہ سید اسد حیدر رقمطراز ہیں۔

کانت الحكومة اذا ارادت ان تعاقب شيعيا لمذهبه لم تذكر اسم علي بل يجعل سبب العقوبة انه شتم ابابكر و عمر

”حکومت جب کسی شیعہ مسلمان کو اس کے مذہب کی وجہ سے تعاقب کرتی تو حضرت علیؑ کا نام لینے کی بجائے سزا دینے کا سبب یہ بیان کیا جاتا تھا کہ یہ شخص حضرت ابوبکر و عمر کی توہین کرتا ہے۔“

(الصحابۃ فی نظر الشیعہ صفحہ ۶۲ طبع مصر)

لہذا شیعیان حیدر کرار کے خلاف اس قسم کے الزامات سے عوام الناس کے دلوں میں نفرت اور اشتعال کی

آگ بھڑکانے کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

ایک شبہ کا علمی ازالہ

بعض ناظم حضرات کی جانب سے عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ روضہ کافی کی روایت میں ہے کہ تین صحابہ کے سوا باقی سب مرتد ہو گئے تھے۔

یہ اعتراض چند وجوہ کی بناء پر ناقابل اعتبار ہے۔

اولاً۔۔۔ یہ مسئلہ امر ہے کہ آنکھیں بند کر کے ہر روایت کو تسلیم کر لینا اہل علم کے لئے شایان شان نہیں ہے چونکہ مذکورہ روایت اصول روایت کے معیار پر پوری نہیں اترتی کیونکہ اس کا ایک راوی حنان بن سدید واقعی المذہب ہے۔

ملاحظہ فرمائیں (رجال کشی صفحہ ۴۶۵ مطبوعہ کربلا معلیٰ)

واقفی مذہب کے متعلق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ۔

واقفی المذہب لوگ زندیق ہو کر مرتے ہیں اور یہ لوگ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔

دوسری روایت میں امام رضاؑ فرماتے ہیں۔

الواقف عائد عن الحق و مقیم علی سیئۃ ان مات بہا کانت جہنم مشواہ

واقفی مذہب والا شخص حق کا مخالف ہے اور ایسی بدکاری پر قائم ہے اگر اس کو اسی پر موت آجائے تو اس کا

جہنم ہوگا۔

(مقیاس الدراية في علم الرواية صفحہ ۸۳ طبع ایران)

یہ ایک دو روایات پر پورے مذہب کی بنیاد استوار نہیں کی جاسکتی۔

اگر اس روایت کو تسلیم کر ہی لیا جائے تو اس سے کوئی سقم نہیں پیدا ہوتا کیونکہ یہی مفہوم احادیث میں موجود ہے چنانچہ احادیث رسول سے یہ واضح طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد بہت سے باب جادہ حق سے ہٹ گئے تھے۔

احادیث رسول اکرم ﷺ

(۱)

یہ امت کے کچھ لوگوں کو اس حالت میں پکڑ کر لایا جائے گا کہ نامہ ہائے اعمال ان کے بائیں ہاتھوں میں لگے ہیں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ مجھے کہا جائے گا تم نہیں جانتے ہو انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟ وہی بات کہوں گا جو بندہ صالح (حضرت عیسیٰ) نہ کہی تھی کہ میں تو اس وقت تک ان پر نگران تھا جب تک کہ درمیان موجود تھا تب مجھ سے کہا جائے گا کہ تمہاری وفات کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے دین سے پھر تھے۔

۱۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۹ طبع مصر

۲۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۳ طبع دہلی

(۲)

روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا۔

تم سے پہلے حوض کوثر پر موجود ہوں گا جو وہاں آئے گا اس سے پیئے گا وہ کبھی پیسا نہ ہوگا اس اثناء میں سے پاس کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے کہ اچانک میرے اور کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا میں کہوں گا یہ تو میری جماعت میں سے ہیں۔ کہا جائے گا۔ تم نہیں جانتے ہو انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا عمل کئے اس وقت میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس کے لئے جس نے میرے بعد حالت بدل لی۔

(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ طبع دہلی)

(۳)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ حوض کوثر پر وارد ہوں گے لیکن میرے قریب آئیں گے تو پیچھے دھکیل دیئے جائیں گے میں کہوں گا۔ اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ آواز آئے گی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا بدعت کیں۔

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۷۴ کتاب الرقاق)

(۴)

کچھ اصحاب ایسے بھی ہیں جنہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے چنانچہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ”حضورؐ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کچھ ایسے بھی ہیں کہ میں انہیں دیکھنا نہیں چاہتا اور میری وفات کے بعد وہ مجھے نہ دیکھ پائیں گے۔“

۱۔ (استیعاب جلد ۳ صفحہ ۳۹۰ طبع حیدر آباد دکن)

۲۔ (کنز العمال کتاب الفتن جلد ۶ صفحہ ۶۷ طبع حیدر آباد)

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر فاضل دیوبند مندرجہ احادیث رسول کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے سامنے کلمہ پڑھا اور بعد کو مرتد ہو گئے یا بعد کو قیامت تک آنے والے برائے نام امتی ہوں جو مرتد ہو گئے ہوں یا ان کے علاوہ کوئی اور اہل بدعت ہوں۔ الفاظ ان سب کو شامل ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ لکھنؤ)

(ازالہ الرائب صفحہ ۳۹۸ طبع گوجرانوالہ)

مزید حوالہ جات

(۱) سنن نسائی جلد ۴ صفحہ ۱۱۴ طبع مجبائی دہلی (۲) مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۸۷ - ۲۸۸ طبع اصح المطابع دہلی (۳) تفسیر خازن جلد ۷ صفحہ ۲۵۱ طبع بیروت (۴) تفسیر فتح القدیر جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ طبع مصر (۵) تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۰ طبع مصر (۶) تفسیر روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۲۴۴ طبع مصر۔

ان مندرجہ بالا احادیث رسولؐ کو امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں تقریباً سات مقالات پر درج کیا ہے۔

مرتد کا مفہوم

واضح رہے کہ مرتد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مرتد عن الاسلام سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام سے مرتد ہو جائیں اور صاف طور پر اسلام کا انکار کر دیں۔

مرتد عن الاستقامۃ سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو اسلام سے مرتد نہ ہوں بلکہ صراطِ مستقیم سے دور اور اعمال سے محروم ہو جائیں۔

م نووی فرماتے ہیں کہ یہ احادیث مرتد کی دونوں قسموں کو شامل ہیں۔ اور علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ بدعت اور ظالم لوگ ان احادیث کے معنی میں داخل ہیں۔

علامہ سعد الدین تفتازانی کا فیصلہ

سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں۔

تنگ و جدال اور فتنہ و فسادات صحابہ کے درمیان واقع ہوئے جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں معتبر راویوں کی مروہ مستند اسناد کے ساتھ مذکور ہے بظاہر اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ جاوہِ حق سے ہٹ کر ظلم کی حد تک پہنچ گئے تھے اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں بغض و عناد اور کینہ بھر گیا تھا۔ انہیں ریاست کی لالچ تھی اور لذات و خواہشات کی طرف ان کا دھیان تھا کیونکہ ہر صحابی گناہوں سے نہیں اور ہر وہ شخص جس نے آنحضرت صلعم سے ملاقات کی نیکی و بھلائی سے مزین نہیں۔
(شرح مقاصد بحث ۶ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ طبع استنبول)

علامہ شبلی نعمانی کا اعتراف

تحقیق کا اعتراف علامہ شبلی نعمانی نے بھی ان الفاظ میں کیا ہے کہ

حضرتؑ نے جب وفات پائی تو مدینہ منافقوں سے بھرا پڑا تھا۔ جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسولؐ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں۔

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۳۴ مطبع قدیمی دہلی)

اکثر روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سانحہ رحلت کے بعد منافقوں کی حالت بد سے ہو گئی تھی چنانچہ حضرت حذیفہ یثربیؓ فرماتے ہیں کہ۔

منافقین الیوم شرمہم علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یومئذ یسرون والیوم

یسرون منافقوں کی حالت عہد نبوی سے بدتر ہے کیونکہ اس وقت یہ لوگ خفیہ ریشہ دوئیاں کرتے تھے مگر آج کھلم

اعتماد کر رہے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۴۱ طبع دارالکتب العربیہ مصر)

مقام صحابہ کے متعلق سنی شیعہ موقف پر محاکمانہ نظر

اس مقام پر مناسب ہو گا کہ ہم مقام صحابہ کے موضوع پر اہل سنت کے ممتاز سکالر، علامہ ڈاکٹر خالد داؤد حنفی سابق پروفیسر جامعہ عین الشمس مصر و حال پروفیسر الجزائر یونیورسٹی الجزائر کے ایک مقالے ”مقام صحابہ کے متعلق سنی شیعہ موقف پر محاکمانہ نظر“ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔

علوم عقیدہ و شریعت کے موضوعات میں عدالت صحابہ کا موضوع ایک نہایت ہی نازک اور مشکل موضوع ہے، بلکہ یہ مسائل کی ایک ایسی پر خار داوی ہے، جس میں علماء کوئی فیصلہ صادر کرنے سے ہمیشہ گریزاں رہے۔

مجھے اس نازک موضوع پر لکھنے کی جسارت اس وقت ہوئی جب میرے ایک عراقی شیعہ دوست نے اس موضوع پر کتاب لکھ کر مجھ سے دیباچہ لکھنے کی استدعا کی اور چونکہ ہمیشہ میری یہی کوشش رہی کہ ”اہل قبلہ واحدہ“ اہل السنۃ و شیعہ، برادران کے مابین باہمی غلط فہمیاں دور کروں اور ان کو آپس میں قریب تر لاؤں اور یہ ایک دوسرے کے موقف کو جذبات سے بالا تر ہو کر سمجھیں۔ کیونکہ استعماری قوتیں ہی ان دونوں کے درمیان تفریقات پیدا کر کے اپنے سیاسی مقاصد کی برآوری کے لئے کوشاں ہیں۔

اہل السنۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کل کے کل عادل ہیں اور عدالت میں سب برابر کے حصہ دار ہیں، اگرچہ درجات عدالت میں ان کے مابین باہمی تفاوت موجود ہے، صحابی کو کافر قرار دینے والا خود کافر ہے، اور صحابی کو فاسق کہنے والا خود فاسق ہے، صحابی پر طعن و تشنیع کرنے والا خود رسول پر تشنیع کرنے والا ہے، جو کہ کفر و زندیق کے مترادف ہے۔

اکابر علماء اہل السنۃ کی رائے ہے کہ حضرت علیؑ اور معاویہ کے مابین مشہور تاریخی معرکوں کے متعلق بھی لب کشائی نہ کی جائے، کیونکہ کچھ صحابہ ایسے ہیں، جنہوں نے اجتہاد کیا اور درست کارنامے انجام دیئے، مثلاً حضرت علیؑ اور ان کے انصار و تابعین اور کچھ ایسے تھے، جنہوں نے اجتہاد کیا اور خطا کی مثلاً معاویہ اور حضرت عائشہ۔ اہل سنت کی نظر میں ان واقعات اور ان شخصیات پر کوئی علم لگانے کی بجائے توقف اختیار کیا جائے اور کسی کی برائی نہ کی جائے، اسی وجہ سے ان کے نزدیک معاویہ پر سب کرنا بھی منع ہے، محض اس لئے کہ وہ صحابی تھے، اور اس سے بھی زیادہ حضرت عائشہ کے خلاف لب کشائی کرنا منع ہے، کیونکہ وہ حضرت خدیجہؓ کے بعد دوسری ام المومنین اور آنحضرتؐ کی اہلیہ تھیں، اور ایسے تمام واقعات میں کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیا جائے۔

اس سلسلہ میں حسن بصری کا قول مشہور ہے ”یہ ایسے خون تھے جن سے اللہ نے تمہارے ہاتھوں کو ملوث ہونے سے محفوظ رکھا، تو ہمیں اپنی زبانوں کو بھی ملوث کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔“

شیعہ حضرات کی رائے یہ ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد قیامت تک آنے والے مسلمانوں میں کوئی

یاز نہیں ہے، کیونکہ سب کے لئے عدالت کا ترازو برابر ہے، جہاں جہاں عدالت پائی جائے گی، وہاں مدح
گی، کیونکہ صحابیت بذات خود کوئی منقبت نہیں ہے، جب تک کہ صاحب صحابیت میں اس منقبت کی اہلیت
ورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام شریعت کی تبلیغ کی استعداد بھی نہ رکھتا ہو۔
اس لئے کچھ ان میں معصوم بھی تھے جیسے حضرت علیؑ اور حسنین شریفینؑ اور کچھ عدول بھی تھے، جیسے وہ
مقام جو آنحضرتؐ کے وصال کے بعد حضرت علیؑ سے وابستہ رہے اور کچھ درست کار مجتہد تھے تو کچھ خطا
تھے فاسق بھی تھے اور کچھ زندیق اور کچھ وہ بھی تھے جنہوں نے اپنے نفاق سے توبہ نہ کی اور اسلام کے بعد
و گئے۔

اہل تشیع جو اہل قبلہ کا ایک عظیم حصہ ہیں، عدالت کے اعتبار سے ان کے نزدیک صحابی، تابعی اور متاخر
قی طور پر کوئی فرق نہیں ہے، جو عدالت کا ملکہ و صفت رکھے گا، وہی عادل ہو گا، چاہے صحابی ہو یا تابعی۔
گویا ان کے نزدیک صحابیت خود کوئی ایسا قلعہ نہیں ہے، جو کسی غلطی سے تحفظ کا ذریعہ ہو، اسی مضبوط بنیاد
جس سے ان کے نزدیک صحابہ اور ان کی عدالت وغیرہ پر تنقید کرنا مباح ہے۔ خصوصاً وہ ایسے صحابہ کی
تائید نہیں کرتے جنہوں نے بعد میں صحابیت کے شرف کی رعایت نہیں کی، اور آل محمدؑ کی محبت سے منحرف
ہوئے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ رسول اعظمؐ کا ارشاد ہے کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر
ان دونوں سے تمسک کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوں گے اللہ کی کتاب اور میری عترت و اہل بیت اور یہ آپس
میں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر کے مقام پر وارد ہوں۔

اس حدیث کی اساس پر ان کا خیال ہے، کہ بہت سے صحابہ نے آل محمدؑ پر ظلم کر کے ارشاد رسولؐ کی
تائید کی اور کچھ نے آل رسولؐ پر (معاذ اللہ) لعنت کی، لہذا ایسی صورت میں ان کے لئے شرف صحابیت کیونکر
تھا رہ سکتا ہے؟ یہ صحابہ کے بارے میں شیعہ عقیدہ کا خلاصہ ہے۔

یہ بحیثیت شخص پر یہ حقیقت واضح ہے کہ صحابہ کے بارے میں سنی شیعہ موقف میں اگر کوئی فرق ہے تو
اصلی اور اخلاقی منہج پر ہے۔ اہلسنت بھی صحابہ کے بارے میں عصمت کے قائل نہیں ہیں، بلکہ عدالت
کا مطلب صرف اخلاقی منہج ہے، اسی وجہ سے وہ ان کے معاملات اللہ کے سپرد کرنے کے قائل ہیں، اور
صحابی کے متعلق تنقیص کے قائل نہیں ہیں اور میرے خیال میں ان کے اس عقیدہ کی بنیاد خود آنحضرتؐ کا
خبر ہے، جب عبد اللہ بن سلول منافق کو قتل کرنے کے لئے اس کے بیٹے نے آنحضرتؐ سے اجازت
لی تو حضور اکرمؐ راضی نہ ہوئے اور فرمایا ایسا مت کرو کیونکہ کہا جائے گا کہ محمدؑ اپنے اصحاب کو قتل کرا
تے ہیں اور میرے خیال میں شیعہ مسلک مضبوط علمی منہج پر قائم ہے، وہ صحابہ کا معاملہ اللہ کے سپرد کرنے پر
مستعد عدالت کو مقدم سمجھتے ہیں، اور میرے خیال میں ان کے موقف پر خود کلام رسولؐ بطور حجت موجود

ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے فرمایا۔

”اے فاطمہ بنت محمدؐ تم عمل کرو میں بغیر عمل کے تمہیں اللہ سے کوئی فائدہ نہیں دلا سکتا۔“ دیکھئے یہاں آنحضرتؐ نے عمل کو حضرت فاطمہؑ کے لئے صحبت و قربت سے مقدم قرار دیا اور آنحضرتؐ کا یہ کلام بھی عمومی حیثیت رکھتا ہے، ورنہ حضرت فاطمہؑ کی جلالت و منزلت آنحضرتؐ سے ان کی قربت و شدت تمسک میں کس کو شک ہو سکتا ہے؟

اسی طرح جب ایک بنی مخزوم کی خاتون چوری کرتی ہے اور اسامہ بن زید اس کی سفارش کرتے ہیں، تو وہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بخدا اگر میری دختر فاطمہ طاہرہ ایسا کرتی تو میں فاطمہ الزہراءؑ پر بھی قانون الہی نافذ کرتا۔

گویا آنحضرتؐ نے یہاں بھی اپنی دختر کی مثال دے کر جہاں ان کی جلالت و منزلت کو اجاگر کیا وہاں یہ بھی ثابت کر دیا کہ صحابیت ہو یا قربت اس کی آڑ میں کسی کو بھی غیر شرعی جرم کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ تو تبلیغ ہے جب کہ احادیث و قرآنی آیات تصریح کے طور پر یہ ثابت کرتی ہیں کہ بعض صحابہ صحبت کے معنی سے نکل گئے۔ سورہ تو یہ منافقین کے ذکر سے پر ہے اور بہت سے منافقین تھے جو دعوت اسلامیہ کے مرکز میں آنحضرتؐ کے ساتھ مدینہ میں زندگی بسر کر رہے تھے، قرآن نے خود کہا ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ
”اور تمہارے ارد گرد اعراب میں منافق لوگ ہیں اور اہل مدینہ میں بھی جو منافقت میں سرکشی رکھتے ہیں ان کو تم نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں۔“

بعض کو قرآن نے کفر کی صفت سے بھی روشناس کرایا ہے اور فرمایا ہے کہ

”اللہ نے منافقین و منافقات اور کافروں سے جہنم کی آتش کا وعدہ کیا ہے، جو ان کے لئے کافی ہے اور ان پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان کے لئے نہ ختم ہونے والا عذاب ہے۔“

اگر اللہ اپنی مخلوق پر رحیم نہ ہوتا اور سزا نہ ہوتا تو قرآن کریم میں ایک ایک منافق کا نام لے کر بتا دیتا اور ان کے دلوں میں جو کفر اور مخفی گناہ تھے ان سے پردہ اٹھا دیتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن ہی کا مسلک اختیار فرمایا اور منافقین کی صفات بیان کرنے پر اکتفا فرمایا، کیونکہ وہ بھی اللہ کے اخلاق سے آراستہ رؤف و رحیم نبی تھے، جنہوں نے اس دین کے استحکام کے لئے حلم، شفقت، مہربانی اور صبر کی صفات کا مظاہرہ فرمایا، بہت ہی کم ایسا ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے کسی منافق کا

لے کر رسوا کیا ہو، جیسا کہ مروان بن حکم کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

ہم ایسے نامزد اور نام برہ منافقین کو مفہوم صحابیت سے نکال سکتے ہیں، اور مزید برآں اہل سنت و شیعہ سب بات پر متفق بھی ہیں کہ منافقین صحابہ میں شامل نہیں ہیں۔

باوجود اس کے کہ میں سنی العقیدہ مسلمان ہوں میں اس لحاظ سے صحابہ کے متعلق علمی منہج کو اخلاقی منہج ترجیح دے سکتا ہوں، کیونکہ ہماری کتب سنن میں ایسے عجیب و غریب احادیث بھی صحابہ کے حوالے سے آگئی ہیں جو خلاف عقل و ذوق ہیں اور وہ نور نبوت سے محروم ہیں، بلکہ دشمنان اسلام کے سامنے ہمارے لئے باعثِ شرف نہیں ہیں، مثلاً نبات لبید کے آنحضرتؐ پر جادو کرنے کی حدیث جو حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے۔

میں حدیث کا ہر پہلو ماننے پر تیار ہوں، مگر یہ ہرگز نہیں مان سکتا کہ جادو نے آنحضرتؐ کی عقل پر اثر کیا، بلکہ میں تو اس پر عقیدہ رکھنے والے کو کافر سمجھتا ہوں کیونکہ انبیاء و مرسلین پر سحرِ شیطانی کا اثر کرنا مقامِ وحی سے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا، حالانکہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے اور صحیحین میں موجود ہے اس طرح اس کی اور بھی مثالیں موجود ہیں۔

یہ منہج علمی جس پر شیعہ گامزن ہیں یہ صدر اول اسلام سے بھی جاری ہے اور آئمہ اہل بیتؑ کا مسلک ہے۔

شیعہ ہمیشہ مظلوم رہے ہیں اور بے بنیاد تہمتوں کا شکار رہے ہیں۔ میرے عقیدہ کے مطابق معتدل شیعوں دفاع کرنا چاہئے، جو کہ شیعہ امامیہ کے سوا اعظم ہیں، کیونکہ میرے نزدیک معتدل شیعہ اور معتدل سنی میں کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ یہ فرق ایسے ہی ہے جیسے آنکھ کی سفیدی اور سیاهی کا فرق ہے، بحیثیتِ اتصال کے اگر محمدؐ کی محبت پر شیعہ فخر و مباہات کرتا ہے تو سنی بھی اس محبت کو باعثِ فخر سمجھتا ہے، درحقیقت سنی و شیعہ اختلافات کی تشویر عباسی حکمرانوں کی سیاسی ضرورت تھی، اس لئے امتِ اسلامیہ علماء شیعہ اور مذہب شیعہ کی بیویوں سے بے خبر رہی، اور ان پر تکفیر یسین کی تہمت لگا کر اس کو ہوا دی گئی ورنہ میں بھی جانتا ہوں کہ معتدل شیعہ امامیہ اس کے قائل نہیں اگرچہ وہ حضرت علیؑ کی افضلیت کے قائل ہیں ہاں تنقید کرنا تکفیر کرنے کے مترادف نہیں ہے۔

مذہب جعفری کے پیروکار جو معتدل شیعہ ہیں، وہ صحابہ کی تکفیر نہیں کرتے، اور نہ ہی اہل بیتؑ کی بیعت کے قائل ہیں نہ ہی وہ تحریفِ کلام اللہ کے معتقد ہیں اور نہ ہی انہوں نے اسلام کے مفہیم سے جدا کسی مفہوم کو ایجاد کیا ہے، کیونکہ ان کے فقہی اصول و عبادات ان کی احادیث امام جعفر بن محمد الصادقؑ سے ماخوذ ہیں اور آخر میں یہ کہیں گے کہ اے اہل قبلہ ایسے کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمن پر فتح دے گا اور تفرقہ و استعمار کے مقاصد کا تحفظ کرنے والوں کی مکاریوں سے

محفوظ رکھے گا۔

اے علماء اہل قبلہ:-

آپ ہی کا حق ہے کہ مسلمانوں کو صف بہ صف کریں، عقائد کی تصحیح کریں کیونکہ اسلام اس بات کی ہر اجازت نہیں دیتا کہ ہم دین کے حساب پر سیاست کی تجارت کریں اور قرون گذشتہ کی طرح ہمارے مابین اختلاف پیدا ہو دین کا مقام و مرتبہ سیاست سے بلند و بالا تر ہے۔

سیاست دین کی طرف بلندی کی محتاج ہے، مگر دین سیاست کی طرف پستی اختیار کرنے کا محتاج نہیں ہے۔ وہ دن دور نہیں جس دن تمام اسلامی مذاہب خمسہ، جعفری، حنفی، مالکی شافعی اور حنبلی یک زبان ہوں گے، سب کی صفوں میں وحدت ہوگی، سب کے نظریاتی مقاصد یکساں ہوں گے، سب کے ضمیر پاکیزہ ہوں گے اور اللہ کا دین ہی غالب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے دلوں سے پرانے زنگ صاف کر دے گا اور نفرت و بغض مٹ جائیں گے۔ وہ دن قریب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(فخر اہل سنت) علامہ ڈاکٹر حامد حنفی

سابق پروفیسر جامعہ عین الشمس مصر

حال پروفیسر الجزائر یونیورسٹی الجزائر

تیسرا اعتراض :-

شیعہ لفظی طور پر ختم نبوت کے قائل ہیں اور آنحضرتؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں لیکن انہوں نے نبوت محمدیہ کے مقابل میں متوازی نظام عقیدہ امامت کے نام سے وضع کیا ہوا ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ شیعان حیدر کرار آنحضرتؐ صلعم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو صرف کافر ہی نہیں کہتے بلکہ ایسے شخص کو واجب القتل سمجھتے ہیں چنانچہ امام علی رضاؑ ارشاد فرماتے ہیں

شریعہ محمد الی یوم القیامہ ولا نبی بعدہ الی یوم القیامہ فمن ادعی بعدہ نبوة اواتی بعد القرآن بکتاب فدمہ مباح لکل من سمع منه

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت قیامت تک باقی ہے اور ان کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب کو الہامی طور پر پیش کرے تو ہر اس شخص کے لئے

محفوظ رکھے گا۔

اے علماء اہل قبلہ:-

آپ ہی کا حق ہے کہ مسلمانوں کو صف بہ صف کریں، عقائد کی تصحیح کریں کیونکہ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم دین کے حساب پر سیاست کی تجارت کریں اور قرون گذشتہ کی طرح ہمارے مابین تفرق پیدا ہو دین کا مقام و مرتبہ سیاست سے بلند و بالا تر ہے۔

سیاست دین کی طرف بلندی کی محتاج ہے، مگر دین سیاست کی طرف پستی اختیار کرنے کا محتاج نہیں ہے۔ وہ دن دور نہیں جس دن تمام اسلامی مذاہب خمسہ، جعفری، حنفی، مالکی شافعی اور حنبلی یک زبان ہوں گے، سب کی صفوں میں وحدت ہوگی، سب کے نظریاتی مقاصد یکساں ہوں گے، سب کے ضمیر پاکیزہ ہوں گے اور اللہ کا دین ہی غالب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے دلوں سے پرانے زنگ صاف کر دے گا اور نفرت و بغض مٹ جائیں گے اور وہ دن قریب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(نخراہل سنت) علامہ ڈاکٹر حامد حنفی صاحب
سابق پروفیسر جامعہ عین الشمس مصر
حال پروفیسر الجزائر یونیورسٹی الجزائر

تیسرا اعتراض :-

شیعہ لفظی طور پر ختم نبوت کے قائل ہیں اور آنحضرت کو خاتم النبیین مانتے ہیں لیکن انہوں نے نبوت محمدیہ کے مقابل میں متوازی نظام عقیدہ امامت کے نام سے وضع کیا ہوا ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ شیعان حیدر کرار آنحضرت صلعم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو صرف کافر ہی نہیں کہتے بلکہ ایسے شخص کو واجب القتل سمجھتے ہیں چنانچہ امام علی رضا ارشاد فرماتے ہیں

شریعہ محمد الی یوم القیامہ ولا نبی بعدہ الی یوم القیامہ فمن ادعی بعدہ نبوة لواتی بعد القرآن بکتاب فدمہ مباح لكل من سمع منه

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت قیامت تک باقی ہے اور ان کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا جو ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب کو الہامی طور پر پیش کرے تو ہر اس شخص کے لئے

ن کا خون حلال ہے جو اس سے سن لے۔

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۰۱ طبع ایران)

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اللہ ختم نبیکم النبیین فلا نبی بعدہ ابداً و ختم بکتابکم الکتب فلا کتاب بعدہ ابداً
اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر انبیاء کو ختم کر دیا اور ان کے بعد ہمیشہ کے لئے کوئی الہامی کتاب نہ ہوگی۔

(اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ طبع ایران)

بعد کسی امام کو نبی نہیں کہتے بلکہ اسے ختم نبوت کے منافی سمجھتے ہیں اور جو شخص کسی امام کو انبیاء میں سے
مجھے خود ائمہ اطہار نے ایسے شخص پر کفر اور قتل کا حکم لگایا ہے۔

(بحار سالیح صفحہ ۲۶۳ طبع کپانی)

مذاہب عقیدہ امامت کو کسی طرح بھی نبوت سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ نبوت آنحضرتؐ پر
روحی الہی کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے۔

جہاں تک ائمہ اہل بیت کو انبیاء کرام سے زیادہ درجہ دینے کی بات ہے تو خود آپ کے اکابر علماء تو اس
سے بھی بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ (جو کہ تمام اسلامی مسالک کے نزدیک غیر معصوم ہیں کیونکہ کوئی مسلک بھی صحابہ کی
صحت کا قائل نہیں) کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم انبیاء سے افضل و
میں قرار دیتے ہیں جیسا کہ سپاہ صحابہ کے ممدوح اور صحیح بخاری کے مترجم مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے کہ

ایک ابوبکر کل انبیاء کا خلاصہ موجود ہے نہ موسیٰ اس کی برابری کر سکتے ہیں نہ عیسیٰ خداوند قدوس نے خود اس
سے باتیں کیں اور مصیبت و تکلیف میں اس کی تسکین فرمائی اور جب صحابہ کی طرف سے اصرار ہو تو چند
توسلے پر قناعت کرنا، غرض دنیا نے یا تو آنکھ کھول کر محمد بن عبداللہ کو کامل اور عظیم الشان انسان دیکھا یا ابوبکر کو
مردیہ جلوہ فاروقی اپنی جگہ خوب چکا اور اس نے بھی بنی اسرائیل کے انبیاء کی بہت سی روشنیوں کو ماند کر دیا۔

(کتاب الشہادت صفحہ ۱۳، ۱۵ طبع مکتبہ جاء الحق کراچی)

اسی طرح علامہ شہاب الدین قسطلانی حضرت ابوبکر کو رسول اللہ ﷺ سے بھی پہلے معراج پر جانے
کا قول دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

حضرت کریمؐ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج مقام ”قاب قوسین“ تک پہنچا تو مجھ کو وہاں وحشت محسوس ہوئی
اس وقت میں نے ابوبکر کی آواز سنی کہ اے محمد ٹھہرا جاؤ آپ کے رب نماز پڑھ رہے ہیں۔

(مواہب اللدنیہ صفحہ ۲۲۱ طبع مصر)

”سب قوسین“ جہاں آنحضرت ﷺ کے علاوہ کوئی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل نہ پہنچ سکے وہاں حضرت

ابوبکر پہلے پہنچ گئے مگر اس کے باوجود عقیدہ ختم نبوت محفوظ رہا اور اس پر کوئی حرف نہ آیا لیکن شیعہ جب اہل بیت کے مرتبہ و مقام کو بیان کریں تو یہ ختم نبوت کے منافی کیسے ہو سکتا ہے؟

☆☆☆☆☆

انجمن سپاہ صحابہ (A.S.S) کے سرپرست اعلیٰ ضیاء الرحمن فاروقی اپنی تصنیف ”گستاخ صحابہ کی شرعی سرحد“ صفحہ ۱۱ پر امام کسائی کی کتاب ”قصص الانبیاء“ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ۔

”حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا ٹکڑا کھا جاتا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کی جناب میں اس کا شکوہ کیا۔ اللہ نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔ جناب نوحؑ نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ تو اللہ نے فرمایا وہ میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نے اصحاب ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔“

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یوں مخاطب کیا۔

وان من شیعته لابراہیم

”اور بے شک یقیناً نوح کے پیروکاروں میں سے ابراہیم بھی تھے۔“

(سورۃ الصفۃ آیت نمبر ۸۳)

گویا مقام اور مرتبہ میں حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی برتر اور اعلیٰ تھے۔ اب منظر ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسا الواعزم پیغمبر ایک مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اللہ سے مدد طلب کرتا ہے اور جواب میں اللہ (اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے) انہیں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے نام لکھنے کا مشورہ دیتا ہے۔

بات اگر خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک محدود رہتی تو قابل فہم اور قابل قبول ہوتی کہ ان کا افضل الانبیاء ہونا ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ لیکن نوحؑ جیسے الواعزم پیغمبر کو خلفائے راشدین کے تعویذ کا محتاج بنا دینا کیا انبیاء علیہم السلام کی توہین نہیں؟

چوتھا اعتراض

”شیعہ تقیہ کے قائل ہیں جس کے معنی جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا کے ہیں؟“

تقیہ کا معنی ”جھوٹ“ اور ”دھوکہ“ کرنا جہالت مرکب ہے اور قرآن و سنت سے ناواقف پر مبنی ہے بلکہ

مراد یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے اظہار کفر پر مجبور کیا جائے مگر اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ بالفاظ
تقیہ دراصل حفاظت خود اختیاری کو کہا جاتا ہے جس میں حفاظت جان، حفظ مال، حفظ آبرو اور حفظ ایمان
شامل ہیں اور شرعی نقطہ نظر سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ جب انسان کے لئے دو ضرر موجود ہوں
تو ایک کا برداشت کرنا ناگزیر ہو تو بڑے ضرر سے بچنے کے لئے تھوڑے ضرر کو برداشت کر لینا بہتر
پانچ علامہ فخر الدین رازی بڑی صراحت سے لکھتے ہیں کہ۔

تد تعارض الضررين يجب تحتل الاولى لدفع الاعلى فهذا هو الاصل المعتبر
و ضرر کا سامنا ہو تو بڑے ضرر سے تحفظ کی خاطر چھوٹے ضرر کا برداشت کرنا واجب ہے۔ یہ معتبر
ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۷۵۰ - ۷۶۱ طبع استنبول)

تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۳۶ طبع دار البیضاء استنبول میں رقمطراز ہیں۔

عوف عن الحسن انه قال التقية جائزة للمؤمنين الى يوم القيامة و هذا القول اولى لان
الضرر عن النفس واجب بقدر الامكان

تقیہ مؤمنین کے لئے قیامت تک جائز ہے اور یہ قول بہتر ہے۔ چونکہ نفس سے بقدر امکان ضرر کا دفع
واجب ہے۔ یہی روایت لباب التاویل جلد اول صفحہ ۲۸۳ مطبع التقدم قاہرہ میں بھی موجود ہے۔

ہمیں جب راست گوئی سے عزت و آبرو یا جان عزیز ضائع ہوتی ہو یا ناقابل تلافی مالی نقصان ہوتا ہو تو
تقدیر کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے تحفظ کے لئے خلاف واقع بات کا اظہار نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات
مستحب بھی ہے۔ دین اسلام، دین فطرت ہونے کا علمبردار ہے جو انسانی اقدار کی بلندی کے پیش نظر جان بچانے
کا ہر محاذ پر اور خنزیر کے گوشت کو بقدر ضرورت کھانا جائز قرار دیتا ہے تاکہ انسانی جان بچ جائے۔ فمن
طعم عسیر باع ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم جو ناچار ہو جائے (اور) حد سے بڑھ جائے
تو اس پر (ان چیزوں میں سے کسی چیز کے کھا لینے کا) گناہ نہیں ہے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

(سورۃ بقرہ آیت ۱۷۳)

تقیہ کا جواز قرآن و سنت کی روشنی میں

حقیقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ تقیہ کا جواز قرآن حکیم، احادیث سید المرسلین میں ناقابل انکار
حقیقت سے ثابت ہے۔ انبیاء مرسلین، سلف صالحین اور دیگر جلیل القدر آئمہ دین کا بعض موارد میں

تقیہ کرنا مذکور ہے۔ ذیل میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی آیت۔ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکره و قلبه مطمئن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدرا فعليه غضب من الله ولهم عذاب عظيم
جو شخص (کفر پر) مجبور کیا جائے مگر اس کا دل ایمان کی طرف مطمئن ہو (اس سے کچھ مواخذہ نہیں) لیکن جو شخص ایمان لائے اور کفر بھی کرے تو دل کھول کر تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے بڑا (سخت) عذاب ہے۔

(سورۃ نحل آیت ۱۰۶)

مفسرین اسلام کا اتفاق ہے کہ یہ آیت جناب عمار بن یاسر کے واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔
اخذ المشركون عمار بن الیاسر فلم يتركوه حتى سب النبي صلى الله عليه وآله وسلم و ذكر الهتهم بخير ثم تركوه فلما اتى رسول الله قال ذكرت الهتهم بخير قال كيف تجد قلبك قال مطمئن بالايمان قال ان عادوا فعد فنزلت الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان
ایک بار مشرکین نے جناب عمار بن یاسر کو پکڑ لیا اور ان کو اپنے معبود ان باطل کی تعریف اور پیغمبر اسلام پر سب و شتم کرنے پر مجبور کیا حتی کہ وہ ایسا کر گذرے۔ اس کے بعد جب وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا بیان کیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا اپنے دل کو کیسے پاتے ہو؟ غرض کیا وہ تو پوری طرح ایمان پر مطمئن ہے فرمایا اگر کفار دوبارہ یہی کلمات کہلوائیں تو کہہ دینا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی الا من اکره و قلبه مطمئن بالايمان

(تفسیر در مشور جلد ۴ صفحہ ۱۳۲ طبع المطبعة المیمنیہ قاہرہ)

بلکہ بعض کتب تفاسیر میں یوں لکھا ہے کہ

جب جناب عمارؓ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تو بارگاہ نبوی میں عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ان عمار اکفر فقال کلا ان عمار ملئ ایمانا من قرنه الی قدمه واحتلط الايمان بالحمة ودمه فاتی عمار رسول اللہ و هو بیکی فجعل رسول اللہ یمسح عینیہ و قال مالک ان عادوا لک فعدلهم بما قلت یا رسول اللہ! عمار کافر ہو گیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا عمار تو سر سے پاؤں تک ایمان سے لبریز ہے اور اس کے گوشت و پوست میں ایمان مخلوط ہے بعد ازاں جناب عمارؓ روتے ہوئے بزم رسالت میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرمؐ نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا تجھے کیا ہے؟ اگر کفار

کلمات دوبارہ کہلوانا چاہیں تو بے شک کہہ دینا۔

یہ واقعہ لکھنے کے بعد قاضی بیضاوی اس طرح رقمطراز ہیں۔

هو دليل جواز التكلم بالكفر عند الاكراه يعني یہ آیت مبارکہ جبر و اکراه کے وقت کلمہ کفر کہنے کے جواز کی قطعی دلیل ہے۔

(تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۴۵۳ طبع نو کشور لکھنؤ)

اس آیت کے ذیل میں علامہ ابو حسین فراء البغوی نے یہاں تک تحریر کیا ہے کہ واجمع العلماء علی من اكره علی كلمة الكفر يجوز له ان يقول بلسانه

یعنی جبر و اکراه کے وقت زبان سے کلمہ کفر کہنے کے جواز پر پوری امت مسلمہ کے علماء کا اجماع ہے۔

(تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ طبع بمبئی)

علامہ رازی تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۵۲۴ مطبوعہ استنبول میں فرماتے ہیں۔

جمعوا علی انه عند ذکر كلمة الكفر يجب علیه ان یبری قلبه من الرضاء به و ان یقتصر علی التعریضات مثل ان یقول ان محمدا كذاب و یعنی عند الکفار او یعنی به محمداً آخر ذکر علی نية الاستفهام بمعنی الانکار

اس پر اجماع قائم ہے کہ کلمہ کفر کہنے کے وقت اس پر واجب ہے کہ دل سے اس پر راضی نہ ہو اور یہ کہ تعریضات کہنے پر اکتفاء کرے مثلاً ایسا کہ (معاذ اللہ) محمد جھوٹا ہے اور مراد یہ ہو کہ کافروں کے نزدیک یا کوئی اور محمد نام دل میں ٹھان لے اور یا استفہام انکاری کے طور پر ایسا کہے۔

علامہ خازن نے لباب التاویل جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ مصر میں اس آیت کی تفسیر میں ان روایتوں کو جو کتاب عمار وغیرہ کے متعلق ہیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

ان الایة عامة فی کل من اكره علی الكفر و قلبه مطمئن بالایمان و ان كان السبب خاصا یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کے متعلق جو کفر بولنے یا قبول کرنے پر مجبور کر دیا جائے مگر اس کا دل ایمان کی طرف سے پورا پورا مطمئن ہو اگرچہ اس کا سبب کوئی خاص بات ہی ہو۔

دوسری آیت۔ ارشاد قدرت ہے۔

لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین و من یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا ان یتقوا منهم تقاة و یحذر کم اللہ نفسه و الی اللہ المصیر

”مومنوں کو چاہئے کہ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا تو اس سے اللہ سے کچھ سروکار نہیں مگر (اس تدبیر سے) کسی طرح ان کی شرارت سے بچنا چاہو (تو خیر) اور اللہ تم کو اپنے (جلال) سے ڈراتا ہے اور (آخر کار) اللہ کی طرف جاتا ہے۔“

(سورہ آل عمران آیت ۲۸)

علامہ جابر اللہ زمخشری تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۱۹۷ مطبوعہ کلکتہ میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

رخص لهم في موالا تهم اذا اخاف هم والمراد بتلك المولاة مخالفة و معاشرة ظاهرة و القلب مطمئن بالعداوة والبغضاء۔

ان مومنوں کو اجازت دی ہے کہ دشمنان دین سے دوستی اور محبت کریں جبکہ ان سے ڈرتے ہوں اور اس موالات سے مراد مخالفت بھی ہے اور معاشرت ظاہری بھی اس حال میں کہ ان سے بغض اور عداوت پر دل مطمئن ہو۔

تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ نو کشور میں مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں یوں تحریر ہے۔

و قراء يعقوب تقية منع عن موالا تهم ظاهرا و باطنا في الاوقات كلها الاوقات المخالفة فان اظهار المولاة حنيئذ جائز۔

يعقوب قاری نے تقیہ کو تقیہ پڑھا ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو کفار کے ساتھ ہر قسم کی ظاہری و باطنی دوستی کرنے سے سوائے حالت خوف کے باقی تمام اوقات و حالات میں ممانعت فرمائی ہے البتہ بوقت خوف ان سے دوستی ظاہر کرنا جائز ہے۔

ان التقية انما تجوز اذا كان الرجل في قوم كفار و يخاف منهم على نفسه و ماله فيداريهم باللسان و ذلك بان لا يظهر العداوة باللسان بل يجوز ايضا ان يظهر الكلام الموهم للحجة و المولاة و لكن بشرط ان يضمم خلافه و ان يعرض في كل ما يقول فان التقية تائيد هافي الظاهره في احوال القلوب۔

بے شک تقیہ کرنا جائز ہے جبکہ کوئی مومن کافروں کے درمیان پھنس جائے اور اپنے جان اور مال کا خوف ان سے رکھتا ہو ان کی دشمنی کو زبان سے ظاہر نہ کرے بلکہ ایسی حالت میں کافروں کے ساتھ تقیہ سے بات چیت کرے جس سے محبت کی بو آتی ہو بشرطیکہ ضمیر اور دل میں ان کی مخالفت ہو اور جو بات کہے اس سے اعراض کرتا جائے کیونکہ تقیہ کا اثر ظاہر میں ہوتا ہے نہ دلوں کے اندر۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۳۶ طبع استنبول)

سری آیت

راوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

قال رجل مومن من آل فرعون يكتُم ايمانه اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله
فرعون کے لوگوں میں سے ایک شخص جو ایماندار تھا اور اپنے ایمان کو چھپاتا تھا بولا کیا تم صرف اتنی بات پر کہ وہ
تہ ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔

(سورہ المومن آیت ۲۸)

اور ظاہر ہے کہ وہ شخص اپنے ایمان کو اسی وجہ سے چھپاتا تھا کہ فرعون کو معلوم ہو جائے گا تو اس کو قتل
دے گا غرضیکہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے اور فرعون کے قتل کے ڈر ہی سے وہ شخص اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا
اور یہی تقیہ ہے۔

اس آیت میں مومن آل فرعون کے اخفا ایمان کا ذکر کیا ہے جن کا شمار صدیقین میں تھا جیسا کہ علامہ فخر
بن الرازی نے تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے الصديقون ثلاثة حبيب النجار و
من آل فرعون حيث قال اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله والثالث على ابن ابى طالب و
وافضلهم

تین صدیق تو بس تین ہی شخص ہیں ایک حبیب نجار - دوسرے آل فرعون کا مومن جس نے فرعون سے کہا تھا
کیا تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ تیسرے علی بن ابی طالب اور یہ
س میں افضل ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۳۱۷ طبع استنبول)

تاریخ اسلام کا سرسری مطالعہ کرنے سے پیغمبر اسلام کے قول اور ان کے عمل و فعل سے تقیہ کا جواز ثابت
ہوتا ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔

ما زال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستخفیا سنین لا یظهر شیئا مما انزل اللہ علیہ حتی
لے فاصدع بما توامر

کئی برس (۳ سال) تک نبی اکرم ﷺ نے اپنے امر نبوت کو پوشیدہ رکھا جو کچھ خدا ان پر نازل کرتا
اسے ظاہر نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آیت مبارکہ فاصدع بما توامر نازل ہوئی۔

(۱) تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۱۹ طبع دارالطباعة استنبول

(۲) تفسیر معالم التریل جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ طبع بمبئی

تحقیقی رستاویز

75

تیسری آیت

خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ
تمہیں کے لوگوں میں سے ایک شخص جو ایماندار تھا اور اپنے ایمان کو چھپاتا تھا بولا کیا تم صرف اتنی بات پر کہ وہ
کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔

(سورہ المؤمن آیت ۲۸)

پور ظاہر ہے کہ وہ شخص اپنے ایمان کو اسی وجہ سے چھپاتا تھا کہ فرعون کو معلوم ہو جائے گا تو اس کو قتل
کرتے گا غرضیکہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے اور فرعون کے قتل کے ڈر ہی سے وہ شخص اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا
تھا اور یہی تھی۔

اس آیت میں مؤمن آل فرعون کے اخفا ایمان کا ذکر کیا ہے جن کا شمار صدیقین میں تھا جیسا کہ علامہ فخر
الرحمن الرازی نے تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے الصديقون ثلاثة حبيب النجار و
موسى آل فرعون حيث قال اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله والثالث على ابن ابى طالب و
هو افضلهم

یعنی صدیق تو بس تین ہی شخص ہیں ایک حبیب نجار۔ دوسرے آل فرعون کا مؤمن جس نے فرعون سے کہا تھا
کہ کیا تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ تیسرے علی بن ابی طالب اور یہ
تین میں افضل ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۳۱۷ طبع استنبول)

تاریخ اسلام کا سرسری مطالعہ کرنے سے پیغمبر اسلام کے قول اور ان کے عمل و فعل سے تقیہ کا جواز ثابت
ہوتا ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔

ما نزل لى صلى الله عليه وسلم مستخفيا سنين لا يظهر شيئا مما انزل الله عليه حتى
يرتفع فاصدع بما تومر

گئی ۳ سال) تک نبی اکرم ﷺ نے اپنے امر نبوت کو پوشیدہ رکھا جو کچھ خدا ان پر نازل کرتا
تھا اسے ظاہر نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آیت مبارکہ فاصدع بما تومر نازل ہوئی۔

(۱) تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۱۹ طبع دارالطبائع استنبول

(۲) تفسیر معالم التریل جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ طبع بمبئی

(۳) تفسیر در مشور جلد ۴ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷ طبع مبینہ قاہرہ

حضرت رسالت ماب ﷺ نے اپنے صحابی جناب ابوذرؓ کو کتمان دین کا حکم صادر فرمایا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر میں موجود ہے کہ جب جناب ابوذرؓ اواکل اسلام میں اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا۔

یا ابا ذر! اکتُم هذا الامر وارجع الی بلدک فاذا بلغک ظہور نا... فاقبل الخ
اے ابوذرؓ ابھی اس امر اسلام کو چھپائے رکھو اور اپنے شریعت جاؤ ہاں جب ہمارے غلبہ و ظہور کی اطلاع ملے تو ہمارے پاس چلے آنا۔

انہی حالات کے مد نظر آنحضرت ﷺ نے جناب معاذؓ کو اظہار حدیث سے منع فرمایا جیسا کہ خود حضرت معاذ سے منقول ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا۔

ما من احد يشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله صدقا من قلبه الا حرمه الله على النار
قال فان اخبرت به الناس فيستبشرون قال اذا يتكلمون و اخبر بها معاذ عند موته تاثما

”کہ جو شخص صدق دل سے کلمہ شہادتین پڑھ لے تو خدا اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام قرار دے دیتا ہے۔ معاذؓ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا میں لوگوں کو یہ حدیث سنا دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔ جناب معاذؓ نے اپنی موت کے وقت محض اس خیال کے پیش نظر کہ کتمان حدیث کر کے گنہگار نہ ہوں۔ یہ حدیث بیان کی“

آج وہی لوگ جو تقیہ کو جھوٹ کا نام دے کر اہل حق پر زبان درازی کرتے ہیں ان کے اپنے مذہب میں ضرورت کے وقت جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ امام نووی لکھتے ہیں۔

قد اتفق الفقهاء على انه لو جاء ظالم يطلب انسانا مختفيا ليقتله او يطلب و دية لانسان
ليأخذها غصبا و سئل عن ذلك و جب على من علم ذلك اخفائه و انكاره العلم به و هذا كذب
جائز بل واجب لكونه في دفع الظلم... الخ

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی چھپے ہوئے آدمی کو قتل کرنے آئے یا کسی کے پاس محفوظ امامت کو غصب کرنا چاہے اور آکر دریافت کرے تو جن لوگوں کو اس کا علم ہے ان پر اس کا پوشیدہ رکھنا اور اپنے علم کا انکار کرنا واجب ہے اور یہ جھوٹ نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے کیونکہ یہ ایک مظلوم کو ظالم کے پنجہ ظلم سے بچانے کے لئے ہے۔

شرح مسلم نووی۔ ج ۲۔ ص ۱۰۶۔ ۲۶۶۔ طبع۔ لکھنؤ

انہی حقائق کی بناء پر بعض انصاف پسند علماء اہل سنت نے واشگاف الفاظ میں تقیہ کے جواز کا اعتراف کر لیا ہے۔

چنانچہ علامہ فاضل عقیلی لکھتے ہیں۔

قلت اتفق اصحابنا علی جواز الکذب عند الضرورة بل و للمصلحة و هو عين التقية لكن
ان عرت بلفظ التقية منعه كثير منهم لكونه من تعبيرات الشيعة فالخلاف فيما يظهر
لنبي واللہ اعلم

میں کہتا ہوں ہمارے علماء (اہل سنت) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضرورت بلکہ مصلحت کے وقت کذب بولنا جائز ہے اور یہ بعینہ تقیہ ہی ہے البتہ اگر اس بات کو لفظ ”تقیہ“ سے تعبیر کیا جائے تو بہت سے علماء نے اس کی ممانعت کی ہے کیونکہ یہ تعبیر اہل تشیع کی ہے بنا بریں یہ (شیعہ سنی اختلاف) صرف لفظی اختلاف ہے۔
المصالح الکافیہ - ص ۱۰۹ - طبع - بمبئی

شیخ احمد فنی مصری حاشیہ الملل والنحل جلد اول صفحہ ۱۹۵ طبع قاہرہ میں رقمطراز ہیں
التقية جائزة في الدين عند الحوف على النفس وقال الطبري قال اصحابنا انها جائزة في
الاحوال كلها عند الضرورة وربما وجبت فيها بصري من التلييف والاستصلاح و ظاهر
الروايات تدل على انها واجبة
”تقیہ دین میں خوف نفس کے وقت واجب ہے اور طبری نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ تقیہ
مصلحت کے وقت تمام حالات میں جائز ہے بلکہ بعض حالات میں از روئے لطف و صلاح واجب ہو جاتا ہے اور
طبرانی روایات و جوب پر دلالت کرتی ہیں۔“

چنانچہ اہل اعتراض

”متعہ ایک خلاف شرعی فعل ہے“

یہ کہتے ہیں کہ اس اعتراض کی حقیقت کیا ہے؟ دراصل یہ اعتراض اس بات سے عدم آگاہی کی بدولت کیا جاتا ہے کہ اسلام میں
نکاح دو قسمیں ہیں۔ (۱) نکاح دائمی (۲) نکاح منقطع جو نکاح متعہ کے نام سے موسوم ہے۔ تمام شرائط اور احکام جو نکاح دائمی کیلئے
مقرر ہیں انہی میں وہ سب نکاح متعہ میں بھی ضروری ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس میں مرد و عورت کی باہمی رضامندی سے مدت

معین کی جاتی ہے اگر مدت نہ ہوگی تو وہ نکاح دائمی متصور ہو گا اور یہ نکاح متعہ قرآن حکیم حدیث رسول کے علاوہ عمل صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے پہلے قرآن حکیم سے اس کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے ارشاد باری ہے۔

فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فربضه ولما جناح عليكم فيما تراضيتهن به من بعد الفربضه ان الله كان عليهما
حکیم

”جن عورتوں سے تم متعہ کر لو تو انہیں جو مہر معین کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد اگر آپس میں (کم و بیش پر) راضی ہو جاؤ تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے بیشک اللہ تعالیٰ (ہر چیز سے) واقف اور مصلحتوں کا جاننے والا ہے“

(سورۃ النساء آیت ۲۴)

مفسرین اہل سنت نے تسلیم کیا ہے کہ یہ آیت تصریحاً جواز متعہ پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی بھی اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

المواد بالاستمتاع عقد المتعته وهي عقد يراد به اسلك البضعة الى سدة معيته بمهر معين بانتهاء المواع بعد انقضاء
تلك المدة بمطابق

”مراد اس استمتاع سے نکاح متعہ ہے اور یہ ایسا نکاح ہے کہ جس کے سبب انسان زن مستوعہ کی شرمگاہ کا ایک مدت معین تک مہر معین کے معاوضہ میں مالک ہو جاتا ہے اور وہ عورت مدت (معینہ) پوری ہو جانے پر بغیر طلاق کے خود بخود بابتہ ہو جاتی ہے“

(تفسیر مظہری ج ۲ صفحہ ۷۷ طبع دہلی)

علامہ بیضاوی بھی اسی طرح تحریر کرتے ہیں کہ

نزلت البابت فی المتعته ”کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

(تفسیر بیضاوی ج ۱ صفحہ ۱۸۲۔ طبع مصر)

حلت نکاح متعہ پر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس بارے میں نبی اکرم سے بکثرت احادیث موجود ہیں چنانچہ جابر بن عبد اللہ اور سلمہ بن اکوع دونوں صحابیوں کا بیان ہے کہ

☆ کنافی جیش فاتنا ذار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قد اذن لكم ان تستمتعوا فاستمتعوا

”ہم ایک لشکر میں جنگ کے محاذ پر تھے کہ حضور اکرم کا فرستادہ شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم متعہ کرو پس تم متعہ کر سکتے ہو“

(صحیح البخاری ج ۲ صفحہ ۷۷ طبع دہلی)

☆ قال عبد اللہ کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وليس لنا شئ فقلنا اننا نستخصي فنهانا عن ذلك
ثم رخص لنا ان ننكح المرأة بالنوب

”عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں پر جایا کرتے تھے اور ہمارے لئے کوئی سامان نہ ہوتا تھا تو ہم نے کہا کہ ہم اپنے اعضاء شمولی کو قطع نہ کرادیں تو آنحضرت نے ہم کو اس کی ممانعت فرمائی پھر ہم کو اجازت دی کہ عورت سے کچھ لباس وغیرہ کے عوض متعہ کر لیا کریں“

(صحیح البخاری ج ۲ صفحہ ۷۷ طبع دہلی)

یہی حدیث جمع الفوائد للشيخ محمد سوسى مغربى مالکى نزیل حرمین ج ۱ صفحہ ۲۲۲ مطبع میرٹھ، مسند امام ابی عبد اللہ محمد بن ادریس شاہی ص ۱۳۵ مطبوعہ مصر، کنز العمال علی متقی الہندی ج ۸ صفحہ ۳۹۵ مطبوعہ حیدرآباد میں بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۵۱

صحابہ حیدر آباد دکن میں چھ عدد احادیث، سلمہ بن اکوع، سہرہ جہنمی، اور سہرہ بن معبد سے موجود ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح متعہ کا حکم صادر فرمایا بلکہ امام احمد بن حنبل نے تو اس طرح لکھا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی اکرم نے خود متعہ کیا تھا

(مسند الامام احمد ج ۱ صفحہ ۳۳ طبع مصر)

نکاح متعہ اور صحابہ و تابعین کا عمل

تدوین اسلام پر سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نکاح متعہ نبی اکرم کی زندگی میں اور بعد میں بھی صحابہ کرام سے بھی جاری رہا مگر فقہاء کرتے رہے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی رقم طراز ہیں۔

وروی تعبہا عن جماعۃ من الصحابۃ

اس (نکاح متعہ) کا حلال ہونا صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے۔ عبد اللہ بن عباس، جابر بن عبد اللہ، سلمہ بن اکوع، معاویہ بن مسعود، معاویہ بن ابی سفیان، سلمہ بن امیہ، سعید بن امیہ، ان صحابہ کے بیانات نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں

قال العاصم بن عقیل بن جریج وطائوس وعطاء واصحاب ابن عباس وسعید بن جبیر وفقہاء مکہ

”عاصم بن جریج عسقلانی نے کہا کہ متعہ کے حلال ہونے پر فتویٰ تابعین میں سے ابن جریج، طاؤس، عطاء، ابن عباس اور سعید بن جبیر اور فقہاء مکہ نے بھی دیا ہے۔“

(تفسیر مظہری ج ۲ صفحہ ۷۵-۷۴ طبع دہلی)

ابھی صحابہ کرام ہمیشہ نکاح متعہ کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن مسعود، ابو سعید، معاویہ، اسماء بنت ابی بکر، عبد اللہ بن عباس، عمرو بن حویرث اور سلمہ بن اکوع اور ایک جماعت تابعین میں سے بھی جواز کی قائل ہوئی ہے ملاحظہ

(موطا امام مالک مترجم ج ۲ صفحہ ۳۴ طبع کراچی)

ابن عباس اصحاب ابن عباس بن اہل مکہ والیمن علی اباحتہا قال (ابن حزم) ومن التابعین طائوس وسعید بن جبیر وعطاء وسانر وفقہاء مکہ

ابھی صحابہ نے کہا ہے کہ ابن عباس کے تمام اصحاب جو اہل مکہ و یمن سے تھے جواز متعہ کے قائل تھے ابن حزم نے کہا کہ تابعین میں سے طائوس، سعید بن جبیر اور عطاء اور تمام فقہائے مکہ اس کو جائز سمجھتے تھے۔“

(فتح الباری ج ۹ صفحہ ۱۳۸ طبع بولاق مصر)

ابن حجر عسقلانی جلد چہارم صفحہ ۴۴ میں بھی مندرجہ بالا کے علاوہ ابن جریج فقہ مکہ کا اسم گرامی بھی درج ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر کا متعہ

ابن حجر عسقلانی کی رو سے جائز نہ ہوتا تو صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت اور حضرت ابو بکر کی صاحبزادی اسماء اس فعل کا

تصدیق کیوں کرتی ہیں

عن اسماء بنت ابی بکر قالت فعلنہا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(تفسیر مظہری ج ۲ صفحہ ۷۴ طبع دہلی)

(مسند ابو داؤد الطہالسی ج ۱ صفحہ ۳۰۹ طبع حیدر آباد دکن)

تحقیق دستاویز

عبداللہ بن زبیر کے ساتھ نکاح متعہ کے موضوع پر ابن عباسؓ کی گفتگو مشہور ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن عباسؓ کو حضرت عروہ بن زبیر نے سرزنش کے انداز میں کہا کہ

الْبَاتِلَةُ لِمَا تَرَى خَصَّ فِي الْمَتْعَةِ
 ”اے عبداللہ بن عباسؓ تجھے خدا کا خوف نہیں کہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہو“
 تو اس کا جواب حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عروہ کو یوں دیا
 سَلَامُكَ يَا عَرُوةُ
 ”اے عروہ متعہ کی رخصت کا یہ مسئلہ میری بجائے اپنی ماں سے جا کر پوچھ“

(زاد المعاد ابن تیمیہ ج ۱ صفحہ ۲۱۹ طبع مصر)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

مَا كَانَتْ الْمَتْعَةُ إِلَّا رَحْمَةً وَحَمْلًا بِهَا هَذِهِ الْأُمَّةُ وَلَوْلَا نَهْيُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهَا لَمَا زَالَا الْبَشَرُ
 نکاح متعہ خدا کی رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحمت کیا ہے اور اگر عمر بن خطابؓ متعہ سے ممانعت نہ کرتے تو سوائے بد بخت کے کوئی بھی زندہ نہ کرتا۔

(شرح معانی الآثار ج ۲ صفحہ ۴۱ طبع مصطفائی لاہور)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی وضاحت

”متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے کا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سینوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث اور مناظرے نے بے جا شدت پیدا کر دی ہے ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ انسان کو بہا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زانیہ متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں زانیہ بہ نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بستے ہوئے ایک ایسے سمنان جزیرہ میں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی نہ ہو وہ ایک ساتھ رہنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے ایسی حالت میں ان کیلئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کیلئے عارضی نکاح کر لیں جب تک وہ آبادی میں پہنچ جائیں یا آبادی ان تک پہنچ جائے کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں متعہ اسی قسم کی اضطراری حالتوں کیلئے ہے“

(ترجمہ القرآن اگست ۱۹۵۴ء جلد ۳)

ثابت ہوا کہ شرعی نقطہ نظر سے متعہ ایک نکاح ہے جس کی شارع علیہ السلام نے زنا سے بچنے کیلئے اجازت مرحمت فرمائی ہے۔



چند اشتباہات اور ان کا ازالہ

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرامؓ و اہمات المؤمنینؓ لائق تعظیم ہیں اور ہر مسلمان دین اسلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار صحابہ کرامؓ کی عزت و تکریم کا قائل ہے لیکن اس کے باوجود بعض حلقوں کی جانب سے گستاخ صحابہ، منکرین خلافت شیعیین اور توہین اہمات المؤمنین جیسے اختلافی مسائل پر سزائے موت اور تکفیر کا مطالبہ ایک ایسا فعل ہے کہ جس کا کوئی شرعی جواز موجود نہیں۔ سپاہ صحابہ کی طرف سے قوی اسمعی میں پیش کئے جانے والے ”ناموس صحابہ بل“ (جسے بعد ازاں ناموس صحابہ و اہل بیت بل کے نام سے موسوم کیا گیا تھا) اور حل ہی میں پیش کی جانے والی ”تاریخی دستاویز“ میں متذکرہ بالا وجوہ کی بناء پر سزائے موت اور کافر قرار دینے کے مطالبات پیش کئے گئے ہیں۔ ذیل میں ہم کتب احادیث، صحاح ستہ اور دیوبند کے اکابر علماء اور ان کی مستند تصانیف کے اقتباسات دے رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث، صحابہ کرامؓ، ائمہ اربعہ اور سپاہ صحابہ کے اکابرین کبھی بھی ان مطالبات کے قائل نہیں رہے اور یہ مطالبات، اشتباہات سے نوازا حیثیت نہیں رکھتے۔ اگرچہ خود یہ بات بھی محل بحث ہے کہ آیا اہل تشیع متذکرہ بالا امور کے قائل بھی ہیں؟ یا نہیں۔ لیکن ہم یہاں اسے زیر بحث نہیں لانا چاہتے اور ان اشتباہات کی شرعی حیثیت کے جائزے تک قی خود کو محدود رکھنا چاہتے ہیں تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ آیا فقہی اور شرعی نقطہ نظر سے (اگر کوئی ان امور کا مرتکب ہو تب بھی) اس کے لئے سزائے موت یا تکفیر کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے؟

پیشکش

”توہین صحابہ و اہمات المؤمنین کی سزا موت یا عمر قید یا ۸۰ کوڑے ہیں؟ یا تعزیر؟“

قرآن پاک میں توہین صحابی پر سزائے موت کا قطعاً کوئی حکم نہیں پایا جاتا۔ اور نہ ہی سنت پیغمبرؐ میں ایسا کوئی تصور موجود ہے۔ صحاح ستہ کے علاوہ بھی کسی حدیث یا سیرت و تاریخ کی کتب سے ایسی کوئی صحیح السند اور مستند الدلائل حدیث میں یہ ہرگز موجود نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے توہین صحابہ کا ارتکاب کرنے والے کے لئے سزائے موت قرار دی ہو یا توہین صحابہ کے مرتکب کسی شخص کے قتل کا حکم جاری فرمایا ہو۔ یا اسے

کوئی اور سزا دی ہو لہذا کسی غیر معصوم کے اقدامات پر رائے زنی کرنے والے کے لئے سزا موت قرار دینا کتاب و سنت کے سراسر خلاف ہے۔ حالانکہ ایسے کئی ایک مواقع آئے کہ جب خود رسول اکرم ﷺ کے روبرو صحابہ کرام کی توہین کی گئی۔ لیکن ایسا قانون نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے دور حکومت میں بنایا اور نہ ہی بعد والے حکمرانوں نے۔ اس سلسلہ میں کئی ناقابل انکار تاریخی واقعات موجود ہیں۔ مثلاً انس ابن مالک سے روایت ہے کہ

قيل للنبي صلى الله عليه وسلم لو اتيت عبدالله بن ابي فانطلق اليه النبي صلى الله عليه وسلم وركب حمارا فانطلق المسلمون يمشون معه وهي ارض سبخة فلما اتاه النبي صلى الله عليه وسلم قال اليك عنى والله لقد اذا نين تن حمارك فقال رجل من الانصار منهم والله لحمار رسول الله صلى الله عليه وسلم اطيب ريحا منك فغضب لعبد الله رجل من قومه فشتما فغضب لكل واحد منهما اصحابه فكان بينهما ضرب بالجريد والايدي والنعال

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا کہ وہ عبداللہ ابن ابی کے پاس تشریف لے جائیں پس حضور گدھے پر سوار ہو کر صحابہ کے ساتھ اس کے پاس پہنچے تو اس منافق نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ مجھ سے دور ہو جائیے بخدا آپ کے گدھے کی بدبو نے مجھے اذیت دی ہے۔ ایک انصاری صحابی نے اس کو کہا حضور کے گدھے کی خوشبو تجھ سے زیادہ پاکیزہ ہے اس پر ایک صحابی نے ہم قوم ہونے کی بناء پر عبداللہ ابن ابی کی حمایت میں غصہ دکھایا اس سے ان کی آپس میں لڑائی ہو گئی اور چھڑیوں، تھپڑوں اور جوتیوں سے ایک دوسرے کو مارا پیٹا گیا تو حضور نے ان کے درمیان صلح کرا دی۔“

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۱، صفحہ ۷۰ طبع دہلی)

مزید حوالہ جات

- (۱) صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ طبع دہلی، (۲) تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۹۰ طبع بیروت، (۳) اسباب النزول صفحہ ۲۶۳ طبع دار نشر لاہور، (۴) لباب النقول صفحہ ۹۷ مطبعہ المشهد الحسینی قاہرہ، (۵) تفسیر القرطبی جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۷ طبع قاہرہ، (۶) بیان القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۴۴ مطبع اشرف المطابع قحانہ بھون، (۷) التعلیق المجد علی موطا محمد صفحہ ۳۰۷ طبع مکتبہ رحیمیہ دیوبند، (۸) الروتہ الندیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۸ طبع دار المعرفہ بیروت۔

☆ ☆ ☆

امام احمد بن حنبل نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ

ان رجلا شتم ابابکر والنبي صلى الله عليه وسلم جالس فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يعجب ويتبسم فلما اكثر رد عليه بعض قوله فغضب النبي صلى الله عليه وسلم وقام ملحقه

ابوبکر فقال يا رسول الله كان يشتمني وانت جالس فلما رددت عليه بعض قوله غضبت و
قمت قال انه كان معك ملكا ردعك فلما رددت عليه بعض قوله وقع الشيطان فلم اكن لا قعد
مع الشيطان

”ایک شخص حضرت ابوبکر کو گالیاں دیتا رہا اور آنحضرت ﷺ بیٹھ کر خوش ہوتے رہے اور مسکراتے
رہے۔ جب اس شخص کی زبان درازی بڑھ گئی تو حضرت ابوبکر نے اس کی رد کر دی۔ اس پر آنحضرتؐ اٹھ
کھڑے ہوئے اور چل دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا حضورؐ جب تک وہ مجھے گالیاں دیتا رہا آپ بیٹھے رہے
اور جب میں نے اس کی رد کی تو آپ ناراض ہو گئے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ اے ابوبکر جب وہ تمہیں گالیاں دے رہا
تھا تو ایک فرشتہ تمہاری طرف سے اس کی رد کر رہا تھا اور جب تو نے خود رد کر دی تو شیطان آگیا میں شیطان
کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔“

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۴۳۶ طبع المینہ مصر)

اسی طرح مندرجہ بالا روایت مشکوٰۃ المصابیح باب الرفق صفحہ ۴۳۲ مطبوعہ اصح الطابع دہلی میں بھی موجود ہے۔



صحابی رسول ﷺ حضرت عمار بن یاسر اور خالد بن ولید نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک
سے کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہا مگر حضورؐ نے کسی کے قتل کا حکم جاری نہیں فرمایا چنانچہ۔

کن بنی و بین عمار بن یاسر کلام فاغلظت له فی القول فانطلق عمار یشکونی الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فجاء خالد و هو یشکوه الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فجعل
یخط له ولا یزید الا غلظة والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت لا یتکلم فبکی عمار و قال یا
رسول اللہ الانراہ فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راسه و قال من عادى عمارا عاده الله و
من بعض عمارا بغضه الله تعالى

حکامہ بن ولید سے روایت ہے کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی اور میں نے اسے گالیاں
دییں اور آنحضرتؐ کے پاس میری شکایت کرنے کے لئے گئے اور میں عمار کی شکایت کرنے کے لئے گیا۔ ہم حضورؐ
نے کلمہ کے سامنے سب و شتم کے سوا کوئی بات نہ کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے کوئی بات نہ کر رہے تھے۔
جب عمار رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ رسول
اللہ ﷺ نے اپنا سر بلند کیا اور فرمایا کہ جو عمار سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھے گا۔“

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۸۹-۹۰)

علامہ علی متقی برہان پوری حنفی اسی واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

”خالد اور عمار بن یاسر کے درمیان جھگڑا ہوا اور ان دونوں نے ایک دوسرے کو سب و شتم کیا جب یہ دونوں رسول اللہ کے پاس گئے تو وہاں بھی ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے خالد نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ غلام آپ کے سامنے مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ بخدا اگر آپ نہ ہوتے تو یہ مجھے گالیاں نہ دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خالد عمار سے باز رہو جو عمار سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے۔“

(کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۴۲)

مزید حوالہ جات

- (۱) اسباب النزول صفحہ ۹۱۔ طبع دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور (۲) مسند ابو داؤد طیالسی جز خامس صفحہ ۱۵۸ طبع حیدر آباد دکن (۳) اصحابہ فی تیز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ مطبع سعادہ مصر (۴) تفسیر در مشور جلد ۲ صفحہ ۱۷۶ طبع مہدیہ مصر (۵) لباب النقول صفحہ ۳۲ مطبع المشمد الحسینی قاہرہ (۶) مستدرک علی الصحیحین جلد ۳ صفحہ ۳۸۹، ۳۹۰ طبع حیدر آباد دکن (۷) مشکل الآثار جلد ۴ صفحہ ۲۵۵ طبع حیدر آباد دکن (۸) مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸۰ طبع اصح المطابع دہلی (۹) مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۹۳ طبع مکتبہ القدسی قاہرہ (۱۰) تاریخ بغداد جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ طبع سعادہ مصر (۱۱) در الصحابہ فی مناقب القرابہ والصحابہ صفحہ ۳۶۱ طبع دمشق۔

واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بات پر خاموشی بھی شریعت میں اس کے جواز کی قطعی دلیل ہے اور اس کو فی اصطلاح میں حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆

حضرت ابو ہریرہ اسلمی سے منقول ہے کہ

اغلظ رجل لا بی بکر الصدیق فقلت اقبله فانتھر نی و قال لیس هذا لا حد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

”ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے سخت کلامی کی تو میں نے پوچھا کہ اس شخص کو قتل کر دو؟ انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور کہا کہ سزائے قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کے علاوہ کسی اور توہین پر نہیں دی جاسکتی۔“ (سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۷۰ طبع دہلی)

کتاب مسند ابی بکر الصدیق تالیف علامہ ابوبکر مروزی کے فاضل عثی علامہ شعیب الارنؤوط نے اس روایت کی توثیق ان الفاظ میں کی ہے۔

اسنادہ صحیح

”اس روایت کی سند صحیح ہے“

(حاشیہ مسند ابی بکر الصدیق صفحہ ۱۰۸ طبع بیروت)

مزید حوالہ جات

(۱) مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۹ طبع مصر (۲) سنن ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ طبع مصر (۳) التعلیق المحمود علی سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ طبع کراچی (۴) الشفا جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ طبع بریلی (۵) مسند حمیدی جلد ۱ صفحہ ۵ طبع حیدر آباد دکن (۶) اخبار القضاة جلد ۲ صفحہ ۵۷ طبع قاہرہ (۷) مغل ابن حزم جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۰ طبع منیرہ مصر (۸) افتاح ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۵۸۳ طبع حلب (۹) سلالۃ الرسالہ صفحہ ۱۷ طبع اردن (۱۰) مسند ابی بکر الصدیق صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰ طبع بیروت۔

☆ ☆ ☆

ابوہریرہ اور ابان بن سعید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رویہ ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور آپس میں توہین آمیز الفاظ استعمال کئے امام بخاری تحریر کرتے ہیں
”خیر کے دن ابوہریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو ابان بن سعید نے کہا
”یا رسول اللہ ابوہریرہ کو کچھ نہ دیجئے۔“

ابوہریرہ نے کہا

”یا رسول اللہ ابان نے تو جنگ احد میں

نعمان قوئل صحابی کو قتل کیا تھا۔“

ابان یہ سن کر غصے میں آگئے اور کہنے لگے

”واہ واہ (تمہاری شکل میں) ضان کے

جنگل میں سے کتنا خوب بلا نیچے اتر

ہے۔“

ابان نے کہا

”واہ واہ تمہیں بھی باتیں آگئیں۔ ارے

بلے تو ابھی ابھی ضان کے پہاڑ سے یا

جنگل بیری سے اتر کر آیا ہے اور ابھی

سے ایسی باتیں“

(صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۰۰ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

صحیح بخاری کے اسی صفحہ پر حاشیہ نمبر ۴ میں لکھا ہے

ابان بن سعید نے ابوہریرہ کی تحقیر کی کہ ابھی ابھی تو پہاڑ سے اتر کر آیا ہے اور دخل در معقولات بھی کرنے

☆ ☆ ☆

حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی توہین ان کے اپنے دربار میں کی گئی توہین کے مرتکب کو نہ انہوں نے سزا دی اور نہ ہی ان کے حواریوں نے ان سے کسی قسم کی سزا کا مطالبہ کیا اگرچہ یہ روایتیں نوک قلم پر لانے کے قابل نہیں ہیں لیکن ”نقل کفر کفر نہ باشد“ کے اصول پر صرف بطور دلیل پیش کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ عقائد کی مشہور کتاب نبراس علی شرح العقائد کے فاضل محشی ملا بر خوردار ملتانی لکھتے ہیں۔

دخل شريك بن الاعور على معاوية و كان ذميما فقال له معاوية انك لنميم والجميل خير من النميم و انك شريك و ما لله من شريك و ان اباك الاعور والصحيح خير من الاعور فكيف سدت قوما فقال انك معاوية و ما معاوية الاكلبة عوت فاستعوت الكلاب و انك ابن صخر والسهل خير من الصخر و انك لابن حرب والسلم خير من الحرب و انك ابن امية و ما امية الا امة صغرت فكيف صرت امير المؤمنين

”شريك بن اعور معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ کرمہ المنظر تھا معاویہ نے اس کو کہا تو کرمہ المنظر ہے اور خوش منظر، کرمہ المنظر سے اچھا ہوتا ہے اور تو شريك ہے خدا کا کوئی شريك نہیں ہے اور تیرا باب امور ہے اور صحیح، اعور سے اچھا ہوتا ہے تو پھر تو کس طرح اپنی قوم میں سردار بن گیا ہے شريك نے معاویہ سے کہا تو معاویہ ہے اور معاویہ اس کتیا کا نام ہے جو اپنے پیچھے کتوں کو بلاتی ہے اور تو بیٹا ہے سحر کا اور سحر سے بہتر ہے اور تو بیٹا ہے حرب کا اور صلح حرب سے بہتر ہوتی ہے اور تو بیٹا ہے امیہ کا اور وہ تصغیر ہے امتہ (لوئڈی) کی پس تو کیونکر امیر المؤمنين ہو گیا ہے۔“

(حاشیہ نبراس علی شرح العقائد صفحہ ۵۱۰ طبع مطبع ہاشمی میرٹھ)

(المستطرف فی کل فن مستطرف جلد ۱ صفحہ ۸۲ طبع دار الکتب العربیہ مصر)

کچھ معمولی تغیر الفاظ کے ساتھ یہی واقعہ تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۱۳۹ طبع مجیدی کانپور میں جاریہ بن قدامہ السعدی سے بھی مروی ہے۔

☆ ☆ ☆

ابن حجر کی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر کے فرزند عبداللہ بن عمر نے صحابی رسول حضرت مقداد بن اسود کو گالی دی تو انہوں نے بیٹے کی زبان کٹ دینے کی دھمکی تو دی مگر بعد میں اسے چھوڑ دیا۔

(صواعق محرقة صفحہ ۲۵۸ طبع مکتبہ القاہرہ مصر)

☆ ☆ ☆

معروف حنفی عالم شیخ محمد بن قاسم الحنفی اپنی تالیف روض الاخیار المنتخب میں ربیع الابرار صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ

مصر میں تحریر کرتے ہیں۔

كان معاوية رضي الله عنه معروفا بالحلم فلم يغضبه احد فادعى واحد ان يغضبه فدخل عليه وقال اطلب منك ان تزوجني والدتك فان بها دبرا كبير ا فقال ذلك سبب حب ابى لها ثم قال للخازن اعطيه الف دينار يشتري بها جارية

”معاویہ بن ابی سفیان بردباری میں مشہور تھا کہ کوئی شخص اسے غصہ نہ دلا سکتا تھا پس ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ معاویہ کو میں غضبناک کروں گا وہ شخص معاویہ کے پاس داخل ہوا اور کہنے لگا میں تم سے اس بات کا خواہشمند ہوں کہ اپنی والدہ کا مجھ سے نکاح کر دے کیونکہ اس کے چوتڑے بڑے اور موٹے ہیں۔ (العیاذ باللہ) معاویہ نے کہا اس لئے تو میرے والد ان سے محبت کرتے تھے پھر معاویہ نے خزانچی کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہزار اشرفی دے دے تاکہ یہ ان سے کنیز خرید سکے۔“

☆ ☆ ☆

ان کے علاوہ اس قسم کے درجنوں واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ہوئے۔ مثلاً حضرت عمرؓ نے صحابی رسول حاطب بدریؓ کو منافق کہا۔

قال عمر يا رسول الله دعني اضرب عنق هذا المنافق

”حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس (حاطب بدریؓ) منافق کی گردن اڑانے دیجئے۔“

حوالہ جات

(۱) صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۶ جلد ۳ صفحہ ۳۷ طبع مصر (۲) عمدہ القاری شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۴۴ طبع قاہرہ (۳) تیسیر الباری شرح بخاری پارہ ۱۲ صفحہ ۲۲ پارہ ۱۷ صفحہ ۳۴ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور

☆ ☆ ☆

حدیث الاکف میں اسید بن خفیر نے صحابی رسول حضرت سعد بن عبادہ انصاری بدریؓ کو کاذب اور منافق کہا۔ چنانچہ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔

فقال لسعد ابن عبادہ کذبت لعمر الله لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافق فشار الحیان الاوس والخزرج حتی هموا ان يقتتلوا و رسول الله قائم على المنبر فلم يزل رسول الله يخفضهم حتی سکتوا و سکت

”اللہ کی قسم تو جھوٹ کہہ رہا ہے ہم ضرور اسے قتل کریں گے تو خود منافق ہے اور منافقوں کی طرفداری میں جھگڑ رہا ہے (اس گفتگو پر) دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک اٹھے اور قریب تھا کہ آپس میں قتل و غارت ہو جائے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے آنحضرت ﷺ بھی خاموش ہو رہے۔“ (صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۲۵ طبع مصر)

سقیفہ بنی ساعدہ میں جب صحابہ کرام کی آپس میں سخت جھڑپیں ہوئیں تو اس وقت حضرت عمر بن الخطاب کی سعد ابن عبادہ سے تلخ کلامی ہاتھ پائی اور دائرہ نوچنے نچوانے تک نوبت پہنچی اور حضرت عمر نے لٹکار کر کہا

اقتلوه قتلہ اللہ فانہ صاحب فتنۃ

”اے قتل کرو خدا اسے مارے یہ فتنہ پرداز ہے“

(عقد الفرید جلد ۳ صفحہ ۶۳ طبع دار الفکر بیروت)

بلکہ تاریخ طبری کے الفاظ تو یہ ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ نے کہا

قتلہ اللہ انہ منافق

”خدا اسے مارے یہ منافق ہے“

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ طبع مصر)

معاذ بن جبل نے ایک صحابی کو جس نے نماز کو مختصر پڑھا تھا منافق کہا۔

(تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۵۱ طبع لاہور)

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والے کو نہ سزائے موت دی اور نہ ہی کوئی دوسری سزا تجویز فرمائی۔

اکابرین امت کی تصریحات

(۱) حضرت عمر بن عبد العزیز

کوفہ سے ان کے عامل نے لکھا کہ

مجھے ایک ایسے شخص کے بارے میں مشورہ دیں جس نے حضرت عمر بن الخطاب کو گالیاں دی ہیں کیا میں اس کو قتل کروں؟

تو انہوں نے جواب میں یوں لکھا کہ۔

انہ لا یحل قتل امری مسلم بسب احد من الناس الا رجلا سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن سبه فقد حل دمه

”کسی بھی مسلمان شخص کو کسی کو گالی دینے کی بناء پر قتل کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس شخص کے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی ہو۔ پس جس نے نبی کو گالی دی اس کا خون مباح ہے۔“

(۱) الشفا بتعريف حقوق المصطفى جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ طبع بریلی

(۲) سلالہ الرسالہ لملا علی القاری صفحہ ۱۸ طبع اردن

(۳) البقات الکبری جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ طبع جدید بیروت

(۲) امام مالک

حضرت امام مالک کا موقف یہ ہے کہ۔

”من شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل و من شتم اصحابہ ادب
”جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی اس کو قتل کیا جائے گا اور جس نے صحابہ کو گالی دی اس
کو ادب سکھایا جائے گا“

(۱) الشفاء قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ مطبع صدیقی بریلی

(۲) (الصارم المسلول صفحہ ۵۶۹ بحوالہ دفع ابوہریرہ صفحہ ۲۶ طبع پشاور)

شرح نہراس اس کے فاضل محشی ملا یزید خوردار ملتانی لکھتے ہیں۔

”امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس میں اجتہاد ہے لہذا ایسے شخص کو ادب سکھایا جائے۔“

(نہراس علی شرح العقائد صفحہ ۵۵۰ حاشیہ نمبر ۴ طبع میرٹھ)

امام مالک کی یہی رائے صواعق محرقہ صفحہ ۲۵۹ طبع مکتبہ القاہرہ مصر اور نسیم الریاض شرح الشفاء القاضی عیاض
جلد ۴ صفحہ ۵۶۵ طبع مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ میں بھی موجود ہے۔

(۳) امام نووی الشافعی

امام محی الدین النووی الشافعی جمہور علماء اہل سنت کا اتفاق رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”جمہور آئمہ اور فقہائے اہل سنت کا متفقہ مسلک ہے کہ صحابہ کرام کو گالی دینا حرام اور فواحش محرمات

میں سے ہے مگر اس کی سزا قتل نہیں۔“

(النووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ طبع دہلی)

(۴) ملا علی قاری حنفی

فقہ حنفیہ کے ترجمان ملا علی القاری الحنفی صحابہ کی توہین کے سلسلہ میں اپنی رائے یوں پیش فرماتے ہیں۔

”فلم یرد عن الصحابة ولا عن التابعین ان من سب الشیخین کفر“ ولا ثبت عنہم قتل من

شہادۃ اهل الاهواء من الخوارج والروافض مقبولة الاخطابية

”ابوبکر و عمر کی توہین کرنے والے کو کافر کہنا اور اسے قتل کرنا نہ صحابہ سے ثابت ہے اور نہ ہی تابعین

سے۔ اور ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام محمد اور امام ابو یوسف اس بات پر متفق ہیں کہ توہین شیخین کرنے والا نہ تو کافر ہے اور نہ ہی واجب القتل۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تو ایسے شخص کی گواہی بھی قاتل قبول ہے۔“

(سلاطین الرسائلہ صفحہ ۱۹ طبع اردن)

اسی حقیقت کو مزید بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری حنفی امام ابو حنیفہ کی کتاب ”فقہ اکبر“ کی شرح میں ”سب الشیخین و قتلہما لیس بکفر“ پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

ثم فی بسط الامام الکلام فی نفی تکفیر ارباب الاثام من اهل القبلة ولو من اهل بدعة دلالة علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححه ابو شکور السلمي فی تمهیده و ذلک لعدم ثبوت مبناه و عدم تحقق معناه فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت و حینذ یتسوی الشیخان و غیرهما فی هذا حکم وانه لو فرض ان احدا قتل الشیخین بل والختین بوصف الجمع لا یخرج عن کونه مسلما عندا هل السنة والجماعة و من المعلوم ان السب دون القتل

”پھر امام (ابو حنیفہ) کا اہل قبلہ سے خواہ وہ اہل بدعت ہی کیوں نہ ہوں گناہوں کی بدولت عدم کفر کی وضاحت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر کو سب و شتم کرنے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا جیسا کہ ابو شکور سالی نے اپنی کتاب ”تمہید“ میں اس قول کو صحیح قرار دیا ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں کیونکہ ہر ایک مسلمان کو سب و شتم کرنا گناہ ہے جیسا کہ حدیث رسول میں ثابت ہے اور اس حکم کے ماتحت حضرت ابو بکر و عمر اور دیگر مسلمان سب برابر ہیں۔ اور اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ کسی شخص نے شیخین (ابو بکر و عمر) بلکہ ان کے ساتھ تین (حضرت علی و عثمان) کو بھی قتل کر دیا ہے تب بھی ایسا شخص اہل سنت و جماعت کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہوگا، یہ بات تو واضح ہی ہے کہ سب و شتم کا درجہ قتل سے کم تر ہے۔“

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۶ طبع مطبع قیومی کانپور)

محترم قارئین!

سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ قتل تو انتہائی سنگین جرم ہے جب اس کا ارتکاب کرنے کے باوجود کوئی شخص خارج از اسلام نہیں ہے لہذا محض سب و شتم کرنے سے کوئی شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے؟

(۵) امام حافظ ابن تیمیہ الدمشقی

امام ابن تیمیہ الدمشقی اپنی کتاب الصارم المسلول صفحہ ۵۷۹ طبع اولی مطبع سعادہ مصر میں توہین صحابہ کے مرتکب کے عدم کفر پر دلیلیں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و مطلق السب لغير الانبياء لا يستلزم الكفر لان بعض من كان على عهد النبي عليه الصلوة والسلام كان ربما سب بعضهم بعضا فلم يكفر احد بذلك
 ”انبياء كرام کے علاوہ کسی کو سب و شتم کرنے سے ہرگز کفر لازم نہیں آتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ ایک دوسرے کو سب و شتم کرتے رہے اور کوئی ان کے کفر کا قائل نہیں۔“

(۶) علامہ ابن حجر البیتنی المکی

مصر کے مشہور محدث علامہ شہاب الدین احمد بن حجر البیتنی تحریر کرتے ہیں۔

ولم اجد فی کلام احد من العلماء ان سب الصحابی یوجب القتل الا ما یاتی من اطلاق الکفر من بعض اصحابنا واصحاب ابی حنیفہ ولم یصر حوا بالقتل وقد قال ابن المنذر لا اعلم احدا یوجب القتل بمن سب من بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور میں نے کسی اہل علم کے کلام میں یہ بات نہیں پائی کہ صحابی کو گالی دینا قتل کو واجب کرتا ہے سوائے اس کے جو ہمارے بعض اصحاب اور اصحاب ابو حنیفہ کے اطلاق کفر کے متعلق آتا ہے مگر انہوں نے بھی قتل کی تصریح نہیں کی اور ابن المنذر کہتے ہیں کہ میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو گالی دینے والے کا قتل واجب قرار دیتا ہو۔

(صواعق محرقة صفحہ ۲۵۵ طبع مکتبہ القاہرہ مصر)

(۷) علامہ علاء الدین الحسینی الحنفی

حنفی فقہ کے مشہور امام علامہ محمد علاء الدین الحسینی الحنفی اپنی کتاب در المختار باب الامامت صفحہ ۷۲ مطبوعہ احمدی دہلی میں رقمطراز ہیں۔

و کل من کان من قبلتنا لایکفر بها حتی الخوارج الذین یستحلون دماء ناوا موالنا وسب اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ینکرون صفاته تعالیٰ وجواز رویتہ لکونہ عن تاویل و شبهة بدلیل قبول شہادتہم الا الخطابیہ

اور جتنے لوگ جو ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں وہ کافر نہیں ہوتے حتیٰ کہ خارجی بھی کافر نہیں جو ہماری جان و مال کو حلال جانتے ہیں اور وہ لوگ جو صحابہ کرام کو سب کرنا جائز سمجھتے ہیں اور صفات باری تعالیٰ اور خدا کے دیدار کے جواز کے منکر ہیں یہ لوگ کافر نہیں کیونکہ ان کا یہ اعتقاد تاویل اور شبہ پر مبنی ہے اور ان کے کافر نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ان کی گواہی مقبول ہے (یعنی اگر کافر ہوتے تو ان کی گواہی مسلمان پر مقبول نہ ہوتی حالانکہ ان کی گواہی مقبول ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں۔

(۸) علامہ عبدالحی لکھنوی

برصغیر کے مشہور حنفی فقہی عالم علامہ عبدالحی لکھنوی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ مفتی بہ واضح عدم تکفیر شان است و سب شیخین موجب کفر نمی شود و ہمیں مذہب موافق قول امام اعظم است و آنچہ در کتب فتاویٰ حکم کفر مرقوم ست از دائرہ تحقیق خارج است

”مفتی بہ اور صحیح ترین قول شیعہ کی عدم تکفیر کا ہے اور حضرت ابو بکر و عمر کو سب کرنا موجب کفر نہیں ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہے اور جو فتاویٰ کی کتابوں میں کفر کا حکم مرقوم ہے وہ دائرہ تحقیق سے خارج ہے“

اور اس کے بعد ابو شکور السالمی کی کتاب ”التعمید فی بیان التوحید“ کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں۔

و اما الذین یکون بدعة ولا یکون کفرا فهو قولهم ان علیا کان افضل الشیخین و منهم من قال يجب اللعن علی من خالف علیا لعائشة و معاویة و هذا کله و ماشبهة بدعته لیس بکفر لا نه صادر عن تاویل انتی ملخصا الحاصل حکم کفر شیعہ بسبب سب شیخین خلاف مذہب محققین ست

”اور وہ جو بدعت ہیں لیکن کفر نہیں ہے ان کا قول علی افضل ہیں شیخین سے اور ان میں بعض کہتے ہیں کہ مخالف علی پر مثل حضرت عائشہ و حضرت امیر معاویہ کے لعنت بھیجنا واجب ہے یہ (سب) بدعت ہے کفر نہیں ہے کیونکہ یہ تاویل سے صادر ہوا ہے۔ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کو سب کرنے کی وجہ سے شیعہ کو کافر کہنا محققین کے مذہب کے سراسر خلاف ہے۔“

(مجموعہ الفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۳-۴ مطبع یوسفی فرنگی علی لکھنوی)

(۹) مولانا رشید احمد گنگوہی

ان کے نزدیک صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے والا سنت و جماعت سے خارج نہیں ہوتا سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال - صحابہ کرام کو مردود و ملعون کہنے والا... اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب - وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(ملخصاً از فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰-۱۳۱ طبع دہلی)

مولانا محمد رفیق اثری مدرس دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان لکھتے ہیں۔

”صحیح یہ ہے کہ سزا قتل صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر بیہودہ گوئی پر ہی دی جاسکتی ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا جبکہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق پر تنقید کرنے والے کے بارہ میں اجازت مانگی۔ ابوبکر صدیق سے کہ میں اسے قتل کروں؟ ابوبکر صدیق نے فرمایا رسول اللہ کے بعد کسی کے لئے یہ استحقاق نہیں ہے کہ اس پر تنقید کی وجہ سے ناقد کو قتل کر دیا جائے۔ (سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۷ باب فیمن سب النبی)
(السیف المسلول مترجم صفحہ ۵۲۰ حاشیہ نمبر ۲ مطبوعہ ملتان)

اہل حدیث کے نامور عالم علامہ حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی بحوالہ صارم المسلول لکھتے ہیں
”کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کی سزا قتل ہے لیکن کسی امیر المومنین کو گالی دینے والے کو محض اس بناء پر قتل نہیں کر سکتے“

(احیاء المیت مع ترویج الابصار صفحہ ۳۶ طبع لاہور)

(۱۰) جسٹس ملک غلام علی

”میں کہتا ہوں کہ سب و شتم کا آغاز اور اس کے جواب میں سب و شتم جس نے بھی کیا بہت برا کیا ہے آج بھی جو ایسا کرتا ہے بہت برا کرتا ہے لیکن یہ جرم بغاوت کے مترادف نہیں نہ اس کی سزا قتل ہے بعض علمائے سلف اس بات کے قائل تو ہوئے ہیں کہ شتم رسول واجب القتل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے سوا کسی دوسرے کی بدگوئی کرنا یا اسے گالی بھی دے دینا اسلام میں ہرگز موجب قتل نہیں۔“

(خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ صفحہ ۲۷۲ طبع لاہور)

مندرجہ بالا بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اگر شریعت مقدسہ میں توہین صحابہ پر سزائے موت یا کوئی اور سزا موجود ہوتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس کو جاری فرماتے۔ درحقیقت اس قسم کے تاریخی واقعات کو بیان کرنا صحابہ کی توہین بھی نہیں ہے ورنہ سب سے پہلے ان کتابوں کو دریا برد کرنا پڑے گا جن میں ایسے واقعات موجود ہیں۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ آج جتنا اسلام ہمارے پاس موجود ہے اس کا تقریباً ۸۰ فیصد انہی کتابوں ہی سے اخذ کیا گیا ہے۔

تاہم مذکورہ الصدر تحقیقات کی روشنی میں اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

- ۱۔ قرآن حکیم میں توہین صحابہ پر سزائے موت کا کوئی حکم یا اشارہ موجود نہیں۔
- ۲۔ حضرت محمد ﷺ کے کسی قول یا کسی فعل سے ثابت نہیں ہوتا کہ توہین صحابہ پر موت کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۳۔ صحابہ کرام، ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل) کا موقف بھی یہی ہے کہ توہین صحابہ کے مرتکب شخص کو سزائے موت نہیں دی جاسکتی۔

۴۔ تمام اسلامی مکتب فکر کے فقہاء اور اکابرین کا فیصلہ ہے کہ صحابہ کرام کی توہین پر موت کی سزا نہیں دی جا سکتی۔

دوسرا شبہ

جو مسلمان حضرت عائشہ صدیقہؓ کو برے اعمال یا افعال کا ذمہ دار گردانتا ہے، ان کے ایمان کا منکر ہے، ان کو غیر مومنہ تصور کرتا ہے اور حد کا سزاوار جانتا ہے اسے مرتد قرار دے کر سزائے موت دی جائے۔ ازواج رسولؐ واقعی قابل احترام ہیں لیکن تاریخی واقعات سے انکار کرنا کیسے ممکن ہے۔ علاوہ بریں یہ تکرار کہ امات المؤمنین کی شان میں گستاخی اور ان سے غلط روایات منسوب کرنے والا بھی سزائے موت کا مستحق اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، ناقابل فہم اور غیر ضروری ہے۔ بد قسمتی تو یہ ہے کہ تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ یہ صحابہ ہی تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر بدی کی تہمت لگائی جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں واقعہ افک کے ذیل میں آئے گی۔ ”توہین“ اور ”گستاخی“ کی تشریح اور ان کا تعین از حد ضروری ہے کیونکہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ واقعات کے بیان کرنے کو تہمت یا گستاخی قرار نہیں دیا جاسکتا اور صلح کو نیک اور فاسق و فاجر کو برے الفاظ سے یاد کرنا انسانی فطرت ہے اور کسی غیر معصوم کے اقدامات پر رائے زنی کرنے کو توہین یا گستاخی نہیں کہا جاسکتا ایسی ہی ناقابل تردید صداقتوں کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) قرآن مجید امات المؤمنین کے اعمال اور افعال کے بارے میں جب کئی ایک مقلات پر ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے اور گناہ سے دور رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ کیا ایسی آیات کی تلاوت و تفسیر پر بھی سزائے موت کا مطالبہ کیا جائے گا؟

جیسا کہ سورہ تحریم کی آیت ۴ اور ۵ میں ارشاد ہوتا ہے

ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما و ان تظهرا عليه فان الله هو موليه و جبريل و صالح المومنين والملائك بعد ذالك ظهير ○ عسى ربه ان طلقكن ان يبدلهن ازواجا خيرا منكن مسلمات مومنات قانتات ثابتات عابدات سائحات ثيبات وابكارا

”(اے نبی کی) دونوں بیویو اگر تم اللہ سے توبہ کرو (تو بہتر ہے) کیونکہ بیشک تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے اگر تم دونوں نبی پر غلبہ کرو گی تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایماندار (بھی) اور سب فرشتے بھی اس کے بعد مددگار ہیں عنقریب اگر وہ تم کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار ان کو (تمہارے) بدلہ

میں تم سے اچھی بیسیاں عنایت کرے گا جو مسلمان ہوں گی، ایماندار، دعا کرنے والی، توبہ کرنے والی عبادت گزار بیانی ہوئی (بھی) اور کنواری (بھی)۔“

(سورہ تحریم آیت ۳-۵ مترجم مرزا حیرت دہلوی)

جبکہ امام محمد بن اسماعیل بخاری اپنی معتبر کتاب صحیح بخاری میں ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ مجھے مدت سے یہ خیال تھا کہ حضرت عمر بن خطاب سے پوچھوں کہ وہ دونوں عورتیں جن کے دل ٹیڑھے ہو گئے کون ہیں جو حضور پر غلبہ کرنا چاہتیں اور آپ کی مخالفت کرتی تھیں لیکن موقع نہیں ملتا تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ حج کے سفر میں ان کا ساتھ ہو گیا جب وہ بیت الخلاء کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔ واپسی پر جب میں نے اس بارے میں پوچھا تو حضرت عمر نے جواب دیا اے ابن عباس تجھ پر تعجب ہے اس سے مراد حضرت عائشہ اور حفصہ ہیں۔“

(صحیح بخاری مترجم جلد ۲ صفحہ ۵۷۲ طبع لاہور)

(ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ ۳۱۶ طبع نول کشور)

قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیات سے یہ مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جن ازواج کا ذکر اس سورہ مبارکہ میں آیا ہے ان سے بہتر عبادت گزار اطاعت و تقویٰ کی پابند خواتین بھی تھیں جو حضور کے عقد میں آنے کی بہتر مستحق تھیں۔ کیونکہ قرآن خود گواہی دیتا ہے کہ اگر رسول تم سے بیزاری فرمائیں اور طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیویاں عطا کرے۔

(۲) کیا واقعہ مغافیر کو بیان کرنا بھی گستاخی ہے جبکہ یہ واقعہ قرآن مجید سورہ تحریم کی پہلی آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک نبتغی مرضات ازواجک کی تفسیر میں موجود ہے یعنی حضرت عائشہ و حفصہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک غلط الزام لگایا کہ آپ نے مغافیر (ایک بدبودار گوند) پیا ہے۔ آپ کے منہ سے بدبو آرہی ہے آپ بار بار فرماتے تھے کہ میں نے زینب کے ہاں شہد پیا ہے لیکن یہ نہیں مانتی تھیں۔

(صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۷ طبع مصر)

(ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ ۳۳۳ طبع نو کشور)

(۳) حضرت عائشہ کا خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰ کے خلاف آمادہ بہ جنگ ہونا اور عملاً اس میں شامل ہونا اور جب اس واقعہ کو یاد کر کے یہ آیت ”و قرن فی بیوتکن“ (اے نبی کی بیویاں! اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) پڑھتیں تو اتنا روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔ کو بیان کرنا بھی، کیا ان کی شان میں گستاخی اور ان پر تمہت یا ان کے مومنہ ہونے پر شک کرنے کی سعی ہے۔ اور جنگ جمل میں جناب عائشہ کے خلاف نبرد آزما ہونے والے حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے لشکر میں شامل دیگر جلیل القدر اصحاب رسول سزائے موت کے

مستوجب ٹھہرتے ہیں۔

(۴) کیا ”صحیح بخاری“ کی درس و تدریس اور نشر و اشاعت کرنا بھی توہین کے زمرے میں آتا ہے جبکہ اس میں اہمات المؤمنین کے ایمان و اخلاق کے حوالے سے انتہائی چونکا دینے والی روایات جا بجا ملتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز خطبہ پڑھتے وقت حضرت عائشہؓ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا تھا۔

”یہی فتنہ کے ظہور کی جگہ ہے جہاں سے شیطانی سینگ ابھریں گے۔“

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۷ باب ماجاء فی بیوت النبی)

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۳ طبع مصر)

یہ تو بات تھی تمہت اور کروار کشی کے حوالے سے اور اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ آیا رسول خداؐ اور آپؐ کے بعد دور خلافت میں بھی ایسی سزا و جزا کا اہتمام تھا؟

حضرت عائشہؓ پر تمہت کس نے لگائی

حدیث اقل یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پر زنا کی تمہت لگانے والوں میں حضرت ابو بکر کے بھانجے اور صحابی رسولؐ مسطح بن اثاثہ بدری، دربار رسالت کے شاعر حسان بن ثابت انصاری اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی اور ام المؤمنین حضرت زینب کی بہن حمہ بنت حش بھی شامل ہیں۔

کان ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد رموا عائشۃ بالقبیح و افشوا ذالک و تکلموا فیہا

حضرت عائشہؓ پر تمہت بد لگانے، اسے افشا کرنے اور لوگوں میں پھیلانے والے صحابہ ہی میں سے تھے۔

(تفسیر فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۱۸ طبع قاہرہ)

ان کی تمہت کے سبب حضورؐ حضرت عائشہؓ سے بد ظن ہوئے اور حضرت عائشہؓ سے قطع تعلق فرمایا اور نوبت طلاق تک جا پہنچی۔ اور خود حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ

”اس دن میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی نہ مجھے نیند آئی اور نہ میرے آنسو تھے اور میں روتی ہی رہی۔ میرے والدین خیال کر رہے کہ رونا میرے جگر کا ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

اما زینب بنت جحش فعصمها اللہ بدینہا فلم نقل الاخیرا و اما اختها حمہ ففهلکت فیمن هلاک و کان الذی یتکلم فیہ مسطح حسان بن ثابت

زینب بن حش کو اللہ نے ان کی دینداری کی وجہ سے بچا لیا۔ انہوں نے میری نسبت اچھی ہی بات کہی البتہ اور لوگوں کے ساتھ جو تباہ ہوئے ان کی بہن حمہ بنت حش بھی تباہ ہوئی اور اس تمہت کا چرچا دو شخص

مسطح بن امیہ اور حسان بن ثابت کرتے تھے۔

- (۱) صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۲۴-۲۶ طبع دار لکتب العربیہ مصر
- (۲) الاستیعاب جلد ۱ ص ۲۹۴ طبع مطبعہ السادہ مصر
- (۳) الوسائل الی مسامرة الاوائل صفحہ ۷۵ طبع مکتبہ المثنیٰ بغداد
- (۴) محاضرة الاوائل صفحہ ۱۶۹ طبع مطبعہ المیریہ بولاق مصر
- (۵) اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۶ جلد ۵ صفحہ ۱۵۶ طبع دار الشعب قاہرہ
- (۶) کتاب المعارف لابن قتیبة صفحہ ۱۳۳ طبع مطبعہ حنیہ مصر
- (۷) تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۶ صفحہ ۳۵ طبع دار البیضاء العامہ استنبول
- (۸) مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۶۰ طبع المطبعہ المسمیہ مصر

جبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس نے جن کا مشہور اکابر اور فاضل صحابہ میں شمار ہوتا ہے نہایت ثقہ اور معتمد بزرگ ہیں حضرت عائشہؓ پر تہمت بد لگانے والوں کی مندرجہ ذیل الفاظ میں نشاندہی کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ان الذین افتروا علی عائشہ حسان و مسطح و حمنة و عبد اللہ بن ابی بن لوگوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت بد لگائی وہ حسان بن ثابت، حضرت ابوبکر کے بھانجے مسطح بن امیہ، حمہ بنت محض اور عبداللہ بن ابی تھے۔“

(تفسیر در منشور جلد ۳ صفحہ ۳۲ طبع بیروت)

لیکن اس کے باوجود حضور کریمؐ نے ان صحابہ کو سزائے موت نہیں دی۔

حضرت عمرؓ کی دخل اندازی

”نبی کریمؐ کے نجی معاملات میں حضرت عمرؓ کی دخل اندازی کا ایک اور واقعہ ہے جو شاید نہ ہوتا اگر ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ امہات المومنین میں شامل نہ ہوتیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ازواج مطہرات نے زینب بنت محض کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ان سے انصاف نہیں کیا جاتا۔ عائشہؓ کی محبت میں ان پر زیادتی ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب حضرت ماریہ کے ہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازراہ محبت بچے سے شفقت فرمانے لگے تو حضرت حفصہ، حضرت عائشہؓ اور ان کی دیکھا دیکھی تمام امہات المومنین نے شکایت کی یہاں تک کہ حضورؐ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لینے کی تہدید کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت ابن عباس سے ایک صحیح روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا۔ امہات المومنین میں سے وہ دو کون تھیں جنہوں نے یہ شکایت کی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ حفصہ اور عائشہؓ! اس کے بعد کہا، واللہ! ہم جاہلیت میں عورتوں کی کوئی حیثیت نہ سمجھتے

تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کے بارے میں جو نازل کرنا تھا کیا اور جو حصہ انہیں دلوانا تھا دلویا۔ ایک دفعہ مجھے کوئی معاملہ درپیش آیا۔ میری بیوی نے آکر کہا ”آپ ایسا کیوں نہیں کر لیتے؟“ میں نے کہا۔ ”تم کون ہوتی ہو؟ تم سے اس معاملے میں دخل دینے کو کس نے کہا ہے؟“ وہ بولی۔ ”ابن خطاب! تعجب ہے۔ تم میری ذرا سی دخل اندازی برداشت نہیں کر سکتے اور تمہاری بیٹی رسول اللہؐ کو ایسا جواب دیتی ہے کہ حضورؐ دن بھر غضب ناک رہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یہ سنتے ہی میں نے چادر اٹھائی اور گھر سے نکل کر سیدھا حفصہ کے پاس پہنچا اور اس سے کہا ”بیٹی! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جواب دیتی ہو کہ حضورؐ دن بھر غضب ناک رہتے ہیں؟ حضرت حفصہؓ نے کہا ”ہاں! خدا کی قسم! ہم آپؐ کو جواب دیتے ہیں۔“ میں نے کہا ”دیکھو! میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسولؐ کے غضب سے ڈراتا ہوں۔ بیٹی! اپنے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔ اس (عائشہ) کو تو اس کے حسن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نے نازاں کر دیا ہے۔“ یہ کہہ کر میں وہاں سے نکلا اور ام سلمہ کے پاس پہنچا جو میری رشتہ دار تھیں۔ جب اس سلسلے میں ان سے بات ہوئی تو ام سلمہ نے کہا ابن خطاب! حیرت ہے تم ہر بات میں دخل دیتے دیتے اب یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہؐ اور آپؐ کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دینے لگو! حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ ان کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں جو آگے کہنا چاہتا تھا نہ کہہ سکا اور ان کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا۔ ایک انصاری میرے دوست تھے۔ ہم میں سے کسی ایک کی غیر موجودگی میں جو باتیں ہوتیں وہ ہم ایک دوسرے کو سنا دیا کرتے تھے۔ ان دنوں ہم غسان کے ایک بادشاہ سے خوف زدہ تھے اس کے متعلق سننے میں آیا تھا کہ وہ ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور ہمارے دل ہر وقت اس متوقع حملے کے خیالات سے لبریز رہتے تھے۔ ایک دن میرے انصاری دوست نے زور زور سے کندی کھٹکھٹائی اور کہا ”دروازہ کھولو! دروازہ کھولو! میں نے گھبرا کر پوچھا۔ ”کیا غسانی آگیا؟“ بولے ”نہیں! اس سے بھی بڑا حادثہ پیش آگیا ہے۔ رسول اللہؐ نے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار فرمائی ہے۔“ میں نے کہا ”برا ہوا! حفصہ اور عائشہ کا!“

(عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل مترجم حبیب اشعر صفحہ ۸۶، ۸۷ طبع لاہور)

امام بخاری نے اسی واقعہ کو ان الفاظ میں لکھا ہے

”حضرت عمرؓ کی زوجہ نے کہا خطاب کے بیٹے تم پر تعجب آتا ہے میں نے اگر تم سے دو باتیں کیں تو برائی ہوئی تمہاری بیٹی حفصہؓ تو آنحضرتؐ سے ایسی باتیں کرتی ہے۔ بڑھ بڑھ کر جواب دیتی ہے کہ حضور نبی کریمؐ سارا دن اس پر غصے رہتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا ہاں یہ بات ہے یہ سنتے ہی اپنی چادر سنبھالی اور سیدھے حفصہ کے پاس گئے ان سے کہنے لگے اے بیٹی یہ کیا بات ہے تو آنحضرتؐ سے بڑھ بڑھ کر باتیں بناتی ہے۔ سوال جواب کرتی ہے۔ آپؐ سارا دن تجھ پر غصے رہتے ہیں۔ حفصہ نے کہا بے شک ہم تو خدا کی قسم ایسا کیا کرتے رہتے ہیں۔“

حضرت عمرؓ نے کہا دیکھ یاد رکھ میں تجھ کو اللہ اور اللہ کے عذاب اور اس کے رسولؐ کے غصے سے ڈراتا ہوں۔
تجھے یہ عورت (عائشہ) کہیں دھوکے میں نہ ڈالے جس کے حسن و جمال نے پیغمبرؐ کو دیوانہ بنا رکھا ہے مراد اس
”عورت“ سے عائشہ تھی۔“

(صحیح بخاری مترجم جلد ۲ صفحہ ۵۷۳ بعد نعمانی کتب خانہ لاہور)

ایک دفعہ امام شہاب الدین زہری نے حضرت عائشہ کو سب و شتم کرنے والے شخص کے قتل کا فتویٰ دیا تو
وہ شخص با آواز بلند کہنے لگا۔

یا زہری ما حجتک عند اللہ اتقتلون رجلاً یقول ربی اللہ و محمد رسول نبی
”اے زہری! تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا جواب دے گا کیا تو اس شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے جو اقرار کرتا ہے کہ اللہ
میرا رب ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول اور نبی ہیں۔“

شیخ الاسلام سراج الدین مخزومی کہتے ہیں کہ
فکان الزہری بعد ذلک لا یزال بذک قوله و یشکی و یقول انی اخاف من قتل ذلک الرجل ان
یواخذنی اللہ بہ یوم القیامۃ

”امام زہری اپنے اس (غلط) فیصلے کو یاد کر کے ہمیشہ بہت روتے اور کہتے تھے کہ مجھے خوف ہے کہ اس شخص کے
قتل پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے حساب لیں گے۔“

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ مطبع مجازی مصر)

تیسرا شبہ

”جس نے ابوبکر صدیق کی خلافت یا حضرت عمر کی خلافت کے حق ہونے سے انکار کیا وہ کافر سمجھا جائے گا۔“
متذکرہ بالا رائے رکھنے والے کو جاننا چاہئے کہ کفر کے اس فتویٰ کی لپیٹ میں وہ بہت سے صحابہ کرام
آجاتے ہیں جنہوں نے شیخین کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔
علاوہ ازیں خلافت شیخین کے منکر کے لئے سزا کا مطالبہ بھی بلا سوچے سمجھے کیا گیا کیونکہ اس جرم کی
پاداش میں کئی ایک صحابہ کو بھی قید اور کوڑوں کی سزا کا مستحق ماننا پڑے گا جو بذات خود صحابہ کی توہین ہے۔

کتب احادیث و تواریخ کے سرسری مطالعے ہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مہاجرین و انصار میں سے بڑے بڑے جلیل القدر بدری صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا لیکن حکومت وقت کی طرف سے ان کے خلاف نہ کوئی شرعی حد جاری کی گئی اور نہ ہی کوئی تعزیری کارروائی عمل میں لائی گئی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کا انکار نہ تو کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کوئی جرم۔

حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ

۱۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں۔ ”سعد بن عبادہ انصاری نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم ہی نہ کیا جبکہ ابان بن عثمان نے حضرت علی مرتضیٰ کی بیعت نہیں کی۔“

(فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مجتہبی دہلی)

۲۔ حافظ امام ابن تیمیہ الحنبلی کہتے ہیں کہ

”سعد بن عبادہ کے ساتھ حضرت حباب بن منذر صحابی بھی خلافت ابوبکر کے منکر تھے۔“

(منہاج السنہ جلد ۳ صفحہ ۲۲ مطبع الامیریہ بولاق مصر)

۳۔ حضرت ملا علی قاری الحنفی ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

ثم کلهم بايعوا ابابكر الاسعد بن عبادة لكونه هو الذي كان يطلب الولاية

”تمام نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی مگر حضرت سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی چونکہ یہ خود ہی خلافت کے طلبگار تھے۔“

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۵ طبع مجتہبی دہلی)

۴۔ علامہ جمال الدین محدث ارقام فرماتے ہیں۔

”اس کے بعد انصار نے ابوبکر کی بیعت کر لی مگر انصار کے ایک گروہ نے کہا کہ کسی کی بیعت نہیں کرتے بلکہ ہم تو علی بن ابی طالب کی ہی بیعت کریں گے۔“

(روئے الاحباب جلد ۲ صفحہ ۲۳ طبع تیج بہادر لکھنؤ)

۵۔ علامہ حافظ ابن عبدالبر قرطبی لکھتے ہیں

ان سعد (ابن عبادة) ابی یبایع اباکر حتی لقی اللہ تعالیٰ

”حضرت سعد نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے سے انکار کیا حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔“

(استیعاب بر حاشیہ اصالبہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ طبع مطبع سعادہ مصر)

۶۔ علامہ کمال الدین دیمیری یوں رقمطراز ہیں

مما اشتهر ان سعد بن عبادة رضى الله عنه لما لم يبایعه الناس و بايعوا ابابكر سار الى الشام فنزل حولان و اقام بها الى ان مات في سنة خمس عشرة (الى ان قال) ووقع في صحيح

مسلم ان سعدا شہد بدرا

”یہ بات مشہور ہے کہ جس وقت لوگ حضرت ابوبکر کی بیعت کر رہے تھے تو سعد بن عبادہ اس وقت شام کی طرف چلے گئے اور شام کے شہر حوران میں اقامت اختیار کی۔ یہاں تک کہ وہاں ہی ۱۵ھ میں وفات پائی اور صحیح مسلم میں ہے کہ سعد بن عبادہ جنگ بدر میں شریک تھے۔“

(حیات الحيوان جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ طبع مطبعہ الحلبي واولاده مصر)

۷۔ قاضی القضاۃ علامہ ابن قتیبہ دینوری نے اس قضیہ کو عنوان ”تخلف سعد بن عبادہ عن البیعة“ کے تحت ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔

فکان سعد لا یصلی بصلاتهم ولا یجتمع بجمعتهم ولا یفیض بافاضتهم ولو یجد علیهم اعوانا لصال بهم ولو بیایعه احد علی قتالهم لقاتلهم فلم یزل كذلك حتی توفي ابوبکر وولی عمر بن الخطاب فخرج الی الشام فمات بها ولم یبایع لاحد رحمة الله

”سعد بن عبادہ نے بھی ابوبکر کی بیعت نہ کی اور سعد بن عبادہ ان لوگوں کے ساتھ جو بیعت ابوبکر کرنے، کرانے والے تھے، نہ نماز پڑھتے نہ جمعہ ان کے ساتھ پڑھتے اور نہ ان کی نقل و حرکت میں اتفاق کرتے تھے۔ اگر کوئی مددگار پالیتے تو ضرور حملہ کر دیتے۔ سعد اپنی اس بات پر قائم رہے تاہیکہ حضرت ابوبکر وفات پا گئے اور حضرت عمر والی بنے تو حضرت سعد بن عبادہ شام کی طرف چلے گئے اور وہاں ہی واصل تھے اور کسی کی بیعت نہ کی۔ بنی ہاشم بیعت انصار کے وقت علی بن ابی طالب کے پاس جمع ہو گئے اور زبیر بن عوام بھی ان کے ساتھ تھے۔“

(الامامت والسیاست جلد ۱ صفحہ ۱۱ طبع مطبعہ فتوح الادبیہ مصر)

۸۔ علم عرب کی مشہور لغت المنجد فی الاعلام جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ دارالمشرق بیروت میں لکھا ہے۔

”سعد بن عبادہ صحابی انصاری قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور بیعت عقبہ میں حاضر ہونے والے نقیبوں میں سے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے شیخین یعنی ابوبکر و عمر کی مرتے دم تک بیعت نہ کی۔“

۹۔ علامہ محمد عنایت اللہ حنفی فرنگی علی کہتے ہیں کہ

”حضرت سعد بن عبادہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت کے خلاف تھے بلکہ وہ خود اپنے کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور ترک سکونت کر کے حوران جو شام کے قریب ایک مقام ہے چلے گئے اور وہی ۱۵ھ میں یا کچھ بعد دفعہ ”وفات پائی۔“

(الهدیہ الزجاہ لقراء المشکواہ صفحہ ۶۳ طبع لکھنؤ)

۱۰۔ حکومت مصر کے سابق وزیر تعلیم محمد حسین ہیکل عنوان ”سعد بن عبادہ کا انکار بیعت“ کے تحت لکھتے ہیں۔

”سعد بن عبادہ سے کہا گیا کہ آپ بھی بیعت کر لیجئے کیونکہ تمام مسلمانوں اور خود آپ کی قوم نے بیعت کر لی ہے لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہا۔ اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا جب تک میرے ترکش کا آخری تیر تم پر وار کرنے میں ختم نہ ہو جائے میرے نیزے کا پھل تمہارے خون سے سرخ نہ ہو جائے میری تلوار کے جوہر نمایاں نہ ہو جائیں اور میں اپنے اہل خاندان اور پیروکاروں کے ساتھ تم سے جنگ نہ کر لوں....“

سعد نے ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور نہ ان کے ساتھ شامل ہو کر حج کے ارکان بجالاتے ابوبکر کی وفات تک ان کی یہی حالت رہی۔“

(سیرت ابوبکر صفحہ ۱۱۳ - ۱۱۵ طبع مکتبہ جدید لاہور)

۱۱۔ اسی طرح نبراس کے فاضل عثمانی ملا محمد برخوردار ملتانی نے بھی اس واقعہ کو تحریر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

”سعد بن عبادہ نے ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ان کے ساتھ کسی پروگرام میں شامل ہوتے نہ ان کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتے نہ ان کو سلام دیتے تھے جب حضرت عمر خلیفہ بنے تو اس وقت ان کو بیعت کرنے کے متعلق کہا گیا تو صاف انکار کر دیا یہاں تک ۱۵ ہجری کو شام میں وفات پا گئے۔“

(حاشیہ نبراس علی شرح العقائد صفحہ ۴۹۴ طبع میرٹھ)

مزید حوالہ جات

- (۱) تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲ طبع مصر (۲) عقد الفرید جلد ۴ صفحہ ۲۵۹-۲۶۰ و جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ طبع مصر (۳) مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۳۰۱ طبع مطبعہ سعادہ مصر (۴) تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۳۳۱ طبع مطبعہ الحللی مصر (۵) اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ جلد ۳ صفحہ ۲۲۲-۲۲۳ طبع مبینہ مصر (۶) شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۲ صفحہ ۳ جلد ۶ صفحہ ۱۱-۱۰ طبع مبینہ مصر (۷) الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۳۰ طبع سعادہ مصر (۸) الطبقات الکبری لابن سعد جلد ۴ صفحہ ۱۵۴ طبع بیروت (۹) سیر انصار جلد ۲ صفحہ ۲۹ طبع اعظم گڑھ (۱۰) انساب الاشراف جلد ۱ صفحہ ۵۸۹ طبع دار المعارف مصر (۱۱) عصر الخلفاء الراشدین جلد ۱ صفحہ ۳۷ طبع مکتبہ الانجلا المصریہ قاہرہ (۱۲) الریاض المستطابہ صفحہ ۲۴۹- طبع موسسہ المعارف بیروت (۱۳) سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۹۶ طبع ازہریہ مصر (۱۴) تاریخ اسلام للذہبی جلد ۲ صفحہ ۱۴ طبع مکتبہ القدسی قاہرہ۔

حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ کا مرتبہ اور مقام

سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ خزرجی، خاندانی طور پر انتہائی نخی اور فیاض تھے۔ آپ انصار کے مشہور قبیلہ خزرج کے ایک معتبر اور اعلیٰ صفت سردار تھے۔ آپ کی کنیت ابو ثابت اور ابو قیس ہے۔ عقبہ ثانیہ کے تحت اسلام قبول کرنے والوں میں آپ بھی شامل تھے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ اصحاب میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی علمی قابلیت اور فضیلت کسب اصحاب رسولؐ اعتراف کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری میں آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ ”اسلام میں آپ کا مرتبہ اور پایہ بہت بلند تھا“۔ صحیح مسلم میں تحریر ہے کہ سعد بن عبادہ کو جنگ بدر میں شامل ہونے کا شرف حاصل تھا۔ امام ابن تیمیہ منہاج السنہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۶ میں لکھتے ہیں کہ ”سعد بن عبادہ جنتی اور سابقین اولین میں سے ہیں“۔ غزوہ احد کے موقع پر آپ کو حضرت رسول خداؐ کے مکان کی حفاظت کی ذمہ داری سپرد کی گئی اور غزوہ خندق میں انصار کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ علاوہ ازیں آپ غزوہ بدر، حدیبیہ اور بیعت رضوان اور دیگر تمام غزوات میں بھی شریک رہے۔ آپ نے اس دار فانی سے ۱۵ ہجری میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ ☆ ☆

حضرت علی بن ابی طالبؓ

”حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ ان کی زوجہ حضرت فاطمہؓ حلقہ بیعت میں حاضر نہ ہوئے“

(صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۱ طبع دارالکتب العربیہ مصر)

مصر کے مشہور عالم استاد عبدالوہاب التجار لکھتے ہیں

حضرت علی مرتضیٰؓ فاطمہ زہرا اور سعد بن عبادہ انصاری نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔

(المخلفاء الراشدون صفحہ ۲۶ طبع بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر کرتے ہیں کہ

”زبیر اور جماعت بنی ہاشم حضرت فاطمہ زہرا کے گھر میں جمع ہو کر ابوبکرؓ کی خلافت کو توڑنے کے بارے میں مشورے کرتے تھے۔“

(ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۹ طبع صدیقی بریلی)

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں

”بنو ہاشم ہمیشہ استعجاب کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ ان کے ہوتے تبی اور عدی خلافت پر کیونکر قبضہ کر بیٹھے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں تو اعلانیہ نقض خلافت کے مشورے ہوتے رہے۔“

(الفاروق جلد ۲ صفحہ ۸۳ مطبع قدیمی دہلی)

حضرت سلمان فارسی حضرت عمر کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ درج ذیل روایت سے واضح ہے۔
 ”حضرت سلمان سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ حضرت سلمان نے کہا آپ تو خراج جمع کرتے ہیں اور پھر غیر ضروری طور پر اسے صرف کرتے ہیں۔ لہذا آپ بادشاہ ہو سکتے ہیں نہ کہ خلیفہ۔“

(ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۴۶۳ فصل ششم طبع کراچی)

جناب ابو سفیان بن حرب

جناب ابو سفیان بن حرب نہ صرف حضرت ابوبکر کی خلافت کے منکر تھے بلکہ وہ حضرت ابوبکر کو انتہائی گھٹیا لفظوں سے یاد کرتے تھے اور حضرت ابوبکر کے مسند خلافت پر بیٹھنے کی خبر سننے کے بعد وہ آپ سے باہر ہو گئے اور ہر طرف مختلف شہروں میں شور مچاتے رہے اور خلافت ابوبکر کا برملا انکار کرتے رہے۔
 چنانچہ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

جاء ابو سفیان بن حرب الی علی فقال ما بال هذه الامر فی اقل قریش قلة واذلها ذلای یعنی ابابکر واللہ لئن شئت لاملأها علیہ خیلاً ورجلاً
 ”ابو سفیان بن حرب حضرت علی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس خلافت کی کیا گت بن گئی جو قلت اور ذلت دونوں اعتبار سے قریش کے سب سے چھوٹے اور سب سے ذلیل ترین شخص یعنی ابوبکر کے سپرد کی گئی خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو سواروں اور پیادوں کو اس کے خلاف لے کر آجاؤں۔“

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۹ طبع مجیدی کانپور)

علامہ محمد بن جریر الطبری نے بھی اس واقعہ کو تین سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

”جناب ابو سفیان ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ کے پاس پہنچے اور فوراً کہنے لگے ما بال هذا الامر فی اقل حسی من قریش اس خلافت کی کیا حالت ہو گئی ہے کہ جو قریش کے سب سے گھٹیا قبیلے کو دے دی گئی۔“
 اور ایک دفعہ آکر یہ کہنے لگے

مالنا لابی فصیل انما ہی بنو عبد مناف

”ہمیں اس اونٹ یا گائے کے بچے والے (ابوبکر) سے کیا سروکار یہ (خلافت) تو عبد مناف میں رہنی چاہئے۔“

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۰۲ طبع حنیہ مصر)

علامہ علی متقی برہان پوری حنفی نے اس روایت کو حضرت امام زین العابدین سے بحوالہ ابو احمد الدہقان اور سوید ابن غفلہ بحوالہ ابن عساکر دمشق ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

ان ابا سفیان جاء الى على فقال يا على بايعوا رجلا اذل قریش قبيله
 ”ابو سفیان حضرت علی کے پاس آئے اور کہا اے علی کیا ان لوگوں نے ایسے شخص کی بیعت کر لی جو قریش
 کے سب سے زیادہ ذلیل قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔“

(کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ طبع حیدر آباد دکن)

(انساب الاشراف جلد ۱ صفحہ ۸۸ طبع دار المعارف مصر)

علامہ احمد ابن حجر مہتمی امام دار قطنی کے حوالے سے لکھتے ہیں

انخرجه الدار قطنی ان ابا سفیان بن حرف رضی اللہ عنہ قال لعلى باعلى صوتہ لما بیع
 الناس ابابکر رضی اللہ عنہ یا علی غلبکم علی هذا الامر اذل بیت فی قریش اما واللہ لا
 ملائھا علیہ خیلا ورجلا ان شئت

جب لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی تو ابو سفیان بن حرب نے بلند آواز سے حضرت علی سے کہا۔
 اے علی اس معاملہ میں قریش کا ذلیل ترین گھرانہ آپ پر غالب آگیا ہے اگر آپ چاہیں تو رب کعبہ کی
 قسم سواروں اور پیادوں کو اس کے خلاف لے کر آجاؤں۔“

(صواعق محرقة صفحہ ۳۷ طبع مہینہ مصر)

(تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۱۲۳ طبع بیروت)

علامہ کمال الدین جہری اسی واقعہ کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔

سفیان بن حرب در وقتیکہ مردم بابو بکر بیعت می کرد باواز بلند با حضرت علی
 گفت ای علی فرود ترین اہل قریش درین امر خلافت شد بر شما بخدائی سو گندآگر
 خوابی پر سازم مدینہ را از سوار و پیادہ

”جس وقت لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی تو ابو سفیان نے با آواز بلند کہا اے علی اس خلافت میں
 قریش کا ذلیل ترین طبقہ آپ پر غالب آگیا ہے۔ خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو ان کے خلاف مدینہ
 سواروں اور پیادوں سے بھر دوں۔“

(براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۶ طبع مطبع محمدی لاہور)

ابو سفیان نے ایک اور موقع پر حضرت ابوبکر کو کہا

”سب سے زیادہ ذلیل شخص“

(استیعاب جلد ۱ صفحہ ۳۴۵ طبع حیدر آباد دکن)

بلکہ مدینہ شہر کی گلی اور کوچوں میں گشت لگاتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے

بنی ہاشم لا تطمعوا الناس فيكم ولا سيما تيم بن مرة اوعدي
فما الامر الا فيكم واليكم وليس لكها الا ابو حسن علي
اے بنو ہاشم تمہاری موجودگی میں کسی کو امر خلافت کا لالچ نہ کرنا چاہئے اور خصوصاً "بنو تيم اور بنو
تيم اور بنو عدی کو" پس خلافت تمہارے لئے ہے اور تم خلافت کے لئے ہو اور اس کے لئے کوئی زیبا
نہیں مگر علی مرتضیٰ۔

(الاخبار الموقیات صفحہ ۵۷۷ طبع مکتبہ العالی بغداد)

ابو سفیان کے اس عمل (حضرت ابوبکر کی خلافت تسلیم نہ کرنے) کو حسب ذیل علماء نے بھی اپنی
تالیفات میں تحریر کیا ہے۔

(۱) علامہ محب الدین طبری شافعی، الریاض النضرہ جلد اول صفحہ ۱۹۷ مطبعہ دارالتالیف مصر ۱۹۵۳ء (۲)
علامہ عبدالرزاق، المصنف جلد ۵ صفحہ ۴۵۱ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی (۳) ڈاکٹر عبدالحمید،
عصر الخلفاء الراشدین صفحہ ۳۹ طبع مکتبہ الانجیلو قاہرہ (۴) امام ابن تیمیہ، منہاج السنہ (۵) امام ابن
خلدون، تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۲۲۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔
بلکہ امام ابن تیمیہ انجیل نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ

فالعباس بن عبدالمطلب اکبر بنی ہاشم وابو سفیان بن حرب اکبر بنی امیہ وکلاهما کانا
یمیلان الی علی رضی اللہ عنہ
"ہاشمیوں میں سب سے بڑے حضرت عباس بن عبدالمطلب اور بنو امیہ میں سب سے بڑے ابو سفیان بن
حرب دونوں کا جھکاؤ علی بن ابی طالب کی طرف تھا۔"
(منہاج السنہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ مطبعہ المیریہ بولاق، مصر)

دیگر صحابہ کرام جنہوں نے خلافت ابوبکر کو تسلیم نہیں کیا

مشہور مورخ علامہ ابوالفداء متوفی ۷۳۲ھ اور حلب شہر کے قاضی الحنفیہ علامہ محب الدین محمد ابن
شحنہ حنفی متوفی ۸۱۷ھ دونوں نے ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی تحریر فرمائے ہیں جنہوں نے حضرت
ابوبکر کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ لکھتے ہیں۔

حضرت عمر نے ابوبکر سے بیعت کر لی بعد ازاں دوسرے لوگ بھی بیعت کرنے لگے مگر جماعت بنی
ہاشم اور صحابہ کرام سے ایک جم غفیر نے خلافت ابوبکر سے انکار کر دیا جنہوں نے انکار کیا ان میں سے
بعض کے نام یہ ہیں۔ زبیر بن العوام، عتبہ بن ابی لہب، خالد بن سعید بن عاص، مقداد بن اسود، سلمان

فارسی، ابوذر غفاری، عمار بن یاسر، براء بن عازب، ابی بن کعب اور معاویہ کے والد ابو سفیان بن حرب۔ یہ سب حضرت علی مرتضیٰ کے ہمراہ ہو گئے اور خلافت ابوبکر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ عقبہ بن ابی لہب نے اپنے نظریہ کو ان اشعار میں بیان فرمایا ہے۔

ما كنت احسب ان الامر منصرف عن هاشم ثم منهم عن ابى حسن
عن اول الناس ايماناً و سابقاً و اعلم الناس بالقرآن والسنن
و آخر الناس عهداً بالنبى و من جبريل عون له فى الغسل والكفن
من فيه مما فيهم لا يمترون به و ليس فى القوم ما فيه من الحسن
”میں نہیں جانتا تھا کہ خلافت اور حکومت اولاد ہاشم سے جاتی رہے گی اور ابوالحسن علی المرتضیٰ جو سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور قرآن و سنت کو اچھی طرح جانتے تھے اور جس نے آخر وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور حسرت جبریل نے ان کی غسل اور کفن دینے میں مدد کی۔ ان کو بھی خلافت نہ ملے گی اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں چلے جائے گی۔“

(۱) (تاریخ ابوالفداء جلد ۲ صفحہ ۶۳ طبع دار صادر بیروت)

(۲) (روضۃ المناظر بر حاشیہ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۶۴ طبع مصر)

(۳) (تاریخ الیعقوبی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ طبع دار صادر بیروت)

مصر کے مشہور سکالر علامہ محمد رضا مصری تحریر کرتے ہیں۔

و ممن تخلف عن بيعة ابى بكر عتبة بن ابى لهب و خالد بن سعيد والمقداد بن عمرو
سلمان الفارسی و ابو ذر و عمار بن یاسر و البراء بن عازب و ابی بن کعب و مالو امع علی و
تخلف ایضاً ابو سفیان من بنی امیة

جن صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا ان کے میں سے عقبہ بن ابی لہب، خالد بن سعید، مقداد بن عمرو، سلمان فارسی، ابوذر، عمار بن یاسر، براء بن عازب، ابی بن کعب اور خاندان بنو امیہ سے ابو سفیان۔ یہ سب علی بن ابی طالب کی طرف مائل تھے۔

(ابوبکر الصدیق صفحہ ۳۵ طبع بیروت)

اس مختصر سی بحث سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ بے شمار صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر کی خلافت کا انکار کیا جن میں سے درج ذیل نام تواتر سے کتب میں نقل کئے گئے ہیں:-

(۱) حضرت علی مرتضیٰ بیع بنی ہاشم (۲) سعد بن عبادہ (۳) زبیر ابن العوام (۴) عقبہ بن ابی لہب (۵) خالد بن سعید بن العاص (۶) مقداد بن اسود (۷) سلمان الفارسی (۸) ابوذر غفاری (۹) عمار بن یاسر (۱۰) براء

بن عازب (۱۱) ابی بن کعب (۱۲) ابو سفیان بن حرب (۱۳) حباب بن منذر
وفاقی شرعی عدالت کے سابق جسٹس مولانا ملک غلام علی اپنی کتاب خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ
صفحہ ۲۷۱ طبع لاہور میں لکھتے ہیں:

”حضرت سعد بن عبادہ نے آخر دم تک حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی اور وہ انصار کو مستحق خلافت سمجھتے
تھے۔ یہ مشہور تاریخی واقعہ ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر کے پیچھے نماز
پنجگانہ اور جمعہ نہیں پڑھتے تھے نہ ان کی قیادت میں حج کرتے تھے اگر انہیں ساتھی مل جاتے تو وہ ان
سے جنگ آزما ہونے میں بھی تامل نہ کرتے۔ لیکن کسی نے انہیں باغی قرار دے کر نہ قید کیا نہ قتل کیا۔
دوسرا مشہور تاریخی واقعہ حضرت امیر معاویہ کے والد ماجد حضرت ابو سفیان کا ہے جسے استیباب اور دوسری
کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ جب حضرت ابوبکر کی بیعت ہوئی تو ابو سفیان حضرت علی کے پاس آکر کہنے
لگے کہ ”یہ کیا ہوا کہ قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے نے خلافت پر قبضہ کر لیا؟ اے علی اگر تم پسند کرو
تو خدا کی قسم میں اس وادی کو پیادوں اور سواروں سے بھر سکتا ہوں۔“

اک حرف ناصحانہ

علامہ ابو الحسنات عبدالحی کفٹوی بحوالہ شرح مسلم یوں رقم طراز ہیں۔

المحققون من الحنفیة والمتکلمین ذہبوا الی عدم تکفیر الروافض بانکارهم خلافة ابی
بکر و عمر (الی ان قال) حتی قبلوا شهادتهم و ما وقع فی الخلاصة و غیرها من الفتاوی من
صریح الکفر لم ینقل عن ابی حنیفة و إنما هو من تفریعا المشائخ کالفاظ التکفیر
المنقولة فی الفتاوی کیف و قد نص الامام ابو حنیفة والشافعی رحمهما الله لعدم تکفیر احد
من اهل القبلة لکونه علی تاویل فاحفظ ولا تسرع فی تکفیر فرق الاسلام
حنفی محققین اور متکلمین علماء حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت کے انکار کی وجہ سے روافض کو کافر نہیں

سمجھتے حتی کہ ان کی گواہی کو قبول کرتے ہیں اور جو خلاصہ اور دوسرے فتاویٰ میں ان کی کفر کی تصریح
ہے وہ امام ابو حنیفہ سے منقول نہیں ہے بلکہ مشائخ کی تفریعات سے ہے جیسا کہ الفاظ کفر جو عموماً فتاویٰ
میں نقل ہوئے ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کی اہل قبلہ کے کافر نہ ہونے پر نص موجود ہے
کیونکہ ان کے افعال کسی نہ کسی تاویل پر مبنی ہوتے ہیں اسے خوب یاد رکھو اور اسلامی فرقوں کو کافر بنا
دینے میں جلدی نہ کرو۔

(مجموعہ فتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۴ مطبع یوسفی فرنگی محل کفٹوی)

خلافت راشدہ کی تقسیم

علاوہ بریں سزا کو شیخین کی خلافت کے انکار تک محدود کرنا بھی بلا جواز ہے دیگر خلفاء کی خلافت میں وہ کوئی کمزوری ہے جس کی بناء پر انہیں نظر انداز کر دیا گیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ صرف شیخین کی خلافت کا اقرار اور حضرت عثمان و حضرت علی کی خلافت کا انکار اہل سنت کا عقیدہ نہیں بلکہ خوارج کا نظریہ ہے اور خلافت کو حضرت ابوبکر و عمر تک محدود کرنے والے بھی اسی نظریے کے حامل ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی خارجیوں کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”خارجی صرف حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کی خلافت کو درست مانتے تھے مگر حضرت عثمان ان کے نزدیک اپنی خلافت کے آخر زمانہ میں عدل اور حق سے منحرف ہو گئے تھے اور قتل یا عزل کے مستحق تھے۔ ان کے خیال میں حضرت علی نے بھی جب غیر اللہ کو حکم بنایا تو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔“

(خلافت و ملوکیت صفحہ ۲۱۳)

گویا یہ عقیدہ کہ صرف حضرت ابوبکر و عمرؓ کی خلافت صحیح تھی اور حضرت عثمان و علی خلیفہ راشد نہ تھے، خوارج کا نظریہ ہے جسے اہل سنت اور اہل تشیع تسلیم نہیں کرتے۔ خوارج کا یہی عقیدہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(الفرق بین الفرق مطبوعہ المعارف مصر صفحات ۵۵، ۶۱، ۶۳، ۶۴، ۶۷، ۶۸، ۸۲، ۸۳)

(الملل والنحل جلد ۱ صفحات ۸۷، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۰۰)

(مقالات الاسلامین جلد ۱ صفحات ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۸۹، ۱۹۰)

چوتھا شبہ

”غیر صحابی کو صحابی پر تنقید کا حق نہیں ہے“

اگرچہ اس ضمن میں قرآن کے اسلوب کو جاننے اور علماء و محققین کی واضح تصریحات کی موجودگی میں بات طے شدہ سمجھی جاتی ہے کہ صحابہ پر تنقید ہو سکتی ہے مگر پھر بھی عام طور پر بعض کوتاہ اندیش حضرات کی طرف سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ غیر صحابی کو صحابی پر کسی قسم کی تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ واضح ہو کہ یہ خیال سراسر باطل اور جہالت کا حیرت ناک مظاہرہ ہے لیکن درج ذیل دلائل کی بناء پر یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے۔

اولاً۔ اہل سنت و الجماعت صحابہ کی عصمت کے قائل نہیں ہیں۔

ثانیاً۔ یہ اصول علماء اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے کہ غیر صحابی، صحابی پر تنقید کر سکتا۔

ثالثاً۔ تاریخ اسلام میں سے کسی ایسے دور کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی کہ جس میں اہل علم نے اس مسلک کو قبول کر لیا ہو کہ غیر صحابی، صحابی پر تنقید نہیں کر سکتا۔

رابعاً۔ ائمہ دین، محدثین اور فقہا کرام نے خود صحابہ کرام پر تنقید اور جرح کی ہے مثلاً امام ابو حنیفہ نے تین صحابہ کرام حضرت ابو ہریرہ، انس بن مالک اور سمہ بن جندب پر زبردست تنقید کی ہے اور ان کی روایت کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

(۱) رونتہ العلماء صفحہ ۸۲ طبع اشرف المطابع دہلی

(۲) کتاب اعلام الاخیار صفحہ ۲۱۳ مخطوط

اور امام شافعی نے کہا ہے کہ لا یقبل شہادۃ اربعہ من الصحابة و ہم معاویہ و عمر و بن العاص و المغیرہ و زیاد چار صحابیوں کی گواہی قبول نہ کی جائے اور وہ چار صحابہ یہ ہیں، معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور زیاد۔

(رونتہ المناظر فی علم الاوائل والاواخر جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۳ طبع مصر)

عصر حاضر کے دیوبندی عالم مولانا محمد حسین نیلوی شیخ الحدیث جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا حضرت ابو ہریرہ پر تنقید کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

پھر بیہقی کو صرف تمام لاکھ سے زائد صحابہ میں سے جن میں معروف بالاجتہاد وافقہ بھی تھے ایسی اہم اور ضروری حدیث جس کا انکار موجب فسق و ضلال ہے صرف ایک صحابی غیر المعروف الفقه والعدالت یعنی حضرت ابی ہریرہ ہی سے روایت ملی جس کی روایت عموم قرآنی اور عام قاعدہ کے خلاف ہو تو مسترد کر دی جاتی ہے جسے ان کی مصراۃ والی روایت کو احناف نے رد فرما دیا ہے کہ خلاف قرآن ہے۔

(ندائے حق ۱۳۵ طبع اول، مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا)

اور اس کے علاوہ عہد حاضر کے نامور عالم سید ابو الاعلیٰ مودودی نے بھی بہت سے صحابہ پر تنقید کی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کو شہرہ آفاق کتاب خلافت و ملوکیت دیکھی جاسکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ غیر صحابی کی طرف سے صحابی پر تنقید و جرح کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور ”غیر صحابی کو صحابی پر تنقید کا کوئی حق نہیں“ والا نظریہ خود ساختہ ہے علماء اہل سنت نے کبھی بھی صحابہ کو معصوم نہیں سمجھا اس لئے انہوں نے بعض صحابہ کے بعض افعال پر کھل کر اور تنقید اور تنقیص کی ہے۔

پانچواں شبہ

”پاکستان سنی سٹیٹ ہے لہذا نفاذ فقہ جعفریہ کا مطالبہ ناجائز ہے؟“

یہ دعویٰ کہ پاکستان میں سنی اکثریت میں ہیں سراسر غلط ہے کیونکہ پاکستان میں مختلف مسالک موجود ہیں۔ ہر ایک کے اعتقادات و اعمال الگ الگ ہیں یہاں اہل حدیث بھی ہیں، دیوبند بھی ہیں۔ بریلوی اور شیعہ بھی ہیں اور دیگر کئی ایک مسالک کے پیروکار بھی موجود ہیں۔ جن کا وجود ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا دوسروں سے فقہی اختلاف موجود ہے وگرنہ یہ علیحدہ سے کوئی فرقہ یا گروہ ہوتے ہی نہ، مزید برآں پاکستان میں اس وقت تک فقہی بنیادوں پر ایسے اعداد و شمار بھی دستیاب نہیں ہیں کہ جن کی بنیادوں پر تعین ہو سکے کہ کون سی فقہ کے لوگ اکثریت میں ہیں اور پھر ”سنی“ کی اصطلاح بھی مبہم ہے کیونکہ خود ”سنی“ کے مختلف فرقوں بریلوی، دیوبندی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ میں اس قدر اختلاف موجود ہیں کہ باہم ایک دوسرے پر تکفیر تک کے فتوے تاریخ کا حصہ ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ اکثریت، اقلیت پر مسلط نہیں کی جاسکتی چنانچہ ڈھاکہ سے کراچی تک کے ۳۱ ممتاز علماء کرام جن میں شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مکاتب فکر کے علماء عظام شامل تھے ان کا ایک کنونشن ۲۱ تا ۲۳ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام کراچی منعقد ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر بایس بنیادی اصول طے پائے جن پر ایک اسلامی مملکت کا آئین بنی ہونا چاہئے جن میں دوسرا اصول یہ تھا کہ

”ہر اسلامی فرقہ کتاب و سنت کی اس تشریح پر عمل کا پابند ہے جو اس فرقہ کے نزدیک مستند اور معتبر ہے“

جب بعض اطراف سے اقلیت اور اکثریت کی لائینی بحث شروع ہوئی تو مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جو قرار داد مقاصد کنونشن میں بھی شریک تھے انہیں یہ وضاحتی بیان دینا پڑا۔

”کراچی ۲۵ فروری (نمائندہ مساوات) ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے کہ اقلیت اور اکثریت کی اصطلاح ایک خالص سیاسی اصطلاح ہے جو سیاسی حقوق کے تعاون اور سیاسی مسائل کو طے کرنے میں ترازو کا کام دیتی ہے مگر اسلامی فرقوں کے مذہبی حقوق کے بارے میں اقلیت و اکثریت کو معیار بنانے سے ایسے فتوؤں کو سر اٹھانے کا سنگین خطرہ ہے جس کا صحیح اندازہ اقلیت و اکثریت کے الفاظ بولنے والوں کو نہیں ہے مولانا نے کہا کہ ہر مسلمہ اسلامی فرقہ، ایک اسلامی فرقہ ہے یہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر مکتب فکر کے مشاہیر علماء کے تاریخی اجتماع میں یہ اصول اور حق تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر اسلامی فرقہ کتاب و سنت کی اس تشریح پر عمل کا پابند ہے جو اس فرقہ کے نزدیک مستند اور معتبر ہے۔ مولانا نے کہا کہ مفتی جعفر حسین مجتہد، حافظ کفایت حسین مجتہد، سید ابو الاعلیٰ مودودی اور ظفر احمد انصاری پر مشتمل ایک سب کمیٹی نے بھی یہ فیصلہ کیا تھا جو میرے پاس محفوظ ہے اور

اس فیصلہ پر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مفتی محمد حسن صاحب کے دستخط ہیں۔ اس فیصلہ والے اجلاس میں مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی محمد شفیع، مولانا عبدالحامد بدایونی، پیر ہاشم جان مجددی مفتی صاحب داد، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی شریک تھے۔ انہوں نے کہا کہ آج فریقین میں جو لوگ غیر علمی اور غیر تعمیری انداز میں بیان دے کر مذہبی فرقہ واریت کی خلیج وسیع کر رہے ہیں وہ نہ صرف پاکستان کی قسمت سے کھیل رہے ہیں بلکہ دوسری قوموں کو اسلام کے بارے میں یہ تصور دے رہے ہیں کہ اس دور میں اسلامی نظام کے قیام کا تجربہ ناکام ہو گیا ہے۔

(روزنامہ مساوات لاہور ۲۶ فروری ۱۹۷۸ء)

قرار داد مقاصد کے اصول نمبر ۲ اور اس کی وضاحت جو جملہ اسلامی مکاتب فکر کے جید علماء کرام نے فرمائی ہے جسے ہم ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کے مندرجہ بالا بیان سے پیش کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود اس قسم کے مسائل کو اچھالنا فرقہ واریت کو مزید ہوا دینے کے مترادف نہیں تو کیا ہے؟

علاوہ ازیں آئین پاکستان کے پارٹ نمبر ۱ تعارف کے ذیل میں آرٹیکل نمبر ۱ میں یہ کہا گیا ہے کہ

”پاکستان ایک مسلم ری پبلک سٹیٹ کے نام سے موسوم ہوگی“

۲ آئین کی شق نمبر ۱ میں کہا گیا ہے کہ۔ ”پاکستان کا سٹیٹ ریلیجن اسلام ہوگا“

پاکستان میں اکثریت و اقلیت کا کوئی تصور نہیں بلکہ آئین پاکستان تو اقلیتوں اور غیر مسلموں تک کو آزادی دیتا ہے جبکہ شیعہ ایک عظیم اسلامی فرقہ ہے۔ آئین کی بعض دیگر دفعات میں بھی مسلمانوں کو اپنی زندگی قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھالنے کا پابند کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں دیگر کئی اسلامی ممالک میں بھی اکثریت و اقلیت کی بے بنیاد اصطلاح کا نام و نشان تک موجود نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ”طرابلس“ میں مالکیوں کی اکثریت اور حنفیوں کی اقلیت ہے مگر اس کے باوجود قوانین کی تشکیل میں فقہ حنفیہ کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور مفتی اعظم کا تعلق حنفی فقہ سے ہے۔

(۲) جامعہ زیتونیہ کا قانون یہ ہے کہ آدھے مدرس حنفی اور آدھے مالکی ہیں۔

(۳) مصر میں اکثریت شافعی مسلک کی ہے لیکن حکومت حنفیوں کے ہاتھ میں ہے۔

(۴) عراق میں اکثریت اہل تشیع کی ہے لیکن حکومت اہل تسنن کی ہے۔

(۵) اور سعودی عرب میں شافعی، حنبلی، حنفی، مالکی، جعفری سب موجود ہیں۔ لیکن حکومت حنبلی مسلک والوں کے ہاتھ میں ہے۔

ان کے علاوہ کئی مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں کہ جہاں پر اکثریت کا قانون نافذ نہیں ہے اور (جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے) اسلام بھی اکثریت کو اقلیت پر مسلط ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔

لہذا ملت جعفریہ کا پبلک لاء کے طور پر اپنے لئے فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ غیر آئینی اور ناجائز نہیں کیونکہ دنیا کا کوئی قانون ایسا نہیں جو ایک پوری ملت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر دے۔

چھٹا شبہ

افسانہ عبداللہ بن سبا

”تاریخی دستاویز“ کے صفحہ ۴۸ پر عبداللہ بن سبا کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کو کبھی شیعہ کی امامت و خلاف کا موجد اور کبھی مذہب شیعہ کا سربراہ اور بانی قرار دینے کی مذموم جسارت کی گئی ہے۔ جس عبداللہ بن سبا کو اچھلا جاتا ہے اس کا اہل تشیع سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اہل تشیع کو اس کی طرف منسوب کرنا ایک فاش غلطی ہے اور علماء و محققین کے نزدیک ابن سبا ایک فرضی اور خیالی شخصیت ہے دنیا عالم میں اس کا کبھی وجود ہی نہ تھا صرف بنی امیہ اور بنی عباس کی ظالم حکومتوں اور دیگر مفسد اور فتنہ انگیز افراد نے اپنے دنیاوی اور سیاسی اغراض کی وجہ سے شیعہ کو بدنام کرنے کے لئے ایک فرضی اور خیالی انسان کو جنم دے دیا اور پھر اسلام میں تمام تر خرابیوں کا ذمہ دار اسے قرار دے دیا گیا۔ اور اس طرح یہ اپنے کندھوں پر تمام دنیا والوں کے گناہ لادے ہوئے ہے۔ اگر ابن سبا واقعی کوئی شخصیت ہوتی تو آخر ان عائد کئے ہوئے الزامات کی تردید یا کوئی شکایت کرتا؟ عصر حاضر کے عظیم فلسفی اور مفکر ڈاکٹر طہ حسین المصری لکھتے ہیں۔

ابن سبا بالکل فرضی اور من گھڑت چیز ہے اور جب فرقہ شیعہ اور دیگر اسلامی فرقوں میں جھگڑے چل رہے تھے تو اس وقت اسے جنم دیا گیا۔ شیعوں کے دشمنوں کا مقصد یہ تھا کہ شیعوں کے اصول مذہب میں یہودی عنصر داخل کر دیا جائے۔ اور امویوں اور عباسیوں کے دور حکومت میں شیعوں کے دشمنوں نے عبداللہ بن سبا کے معاملہ میں بہت مبالغہ آمیزی سے کام لیا اس کے حالات بہت پردھا چڑھا کر بیان کئے۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ تھا کہ حضرت عثمان اور ان کے عمال حکومت کی طرف جن خرابیوں کی نسبت دی جاتی ہے اور ناپسندیدہ امور جو ان کے متعلق مشہور ہیں کو سن کر لوگ شک و شبہ میں پڑ جائیں۔ دوسرا فائدہ یہ کہ علی مرتضیٰ اور ان کے شیعہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہوں۔ نہ معلوم شیعوں کے مخالفین سے شیعوں پر کتنے غلط الزامات لگائے اور نہ جانے شیعوں نے کتنی غلط باتیں اپنے دشمنوں کی طرف سے حضرت عثمان وغیرہ کے معاملہ میں منسوب کیں۔“

(الفتنہ الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر)

اگر اس امر کو تسلیم کر ہی لیا جائے کہ ابن سبا نامی شخصیت موجود تھی تو یہ بات ہر ایک پر عیان ہے کہ ہر

مذہب والے اپنے مذہب کے بانیوں اور سربراہوں کا تذکرہ بڑی شان و شوکت سے کرتے ہیں مگر شیعہ کتب رجال کا مطالعہ کیا جائے کسی جگہ بھی عبداللہ بن سباء کی مداح نہیں کی گئی بلکہ ہر جگہ اس کی مذمت کی گئی ہے۔ علماء شیعہ نے ہلکی سے ہلکی عبارت بھی اس کے متعلق یہ لکھی ہے۔

ان عبداللہ بن سبا العن من ان يذكر

عبداللہ بن سباء کے بارے میں جتنا کہا جاسکے اس سے زیادہ ملعون ہے۔

(اصل الشیعہ و اصولھا صفحہ ۵۷ مطبوعہ نجف اشرف)

اس کے علاوہ رجال کشی صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر بھی اس کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے کہ یہ شخص محض فرضی تھا چنانچہ لکھا ہے کہ۔

ان هذا الرجل لم یکن له وجود خارجي اصلا" و انما هو اسطورة خيالية ذکرھا الطبری بواسطه صانعھا سیف بن عمر

”بلاشبہ اس شخص کا خارج میں اصلا“ وجود ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک اسطورہ وہمی و خیالی تھا جسے طبری نے اپنی ”تاریخ طبری“ میں اس قصہ کے صانع سیف بن عمر سے نقل کر دیا ہے“

(رجال کشی صفحہ ۹۹ بر حاشیہ طبع ایران)

اس ڈرامے کا اولین کہانی نویس سیف بن عمر ہے جس سے رواۃ کے ذریعہ طبری نے اپنی تاریخ میں ۳۵ ہجری کے واقعات میں اسے درج کیا ہے۔

فیما کتب الی السری عن شعیب عن سیف عن عطیة عن یزید الققععی قال کان عبداللہ بن سبا یہودیاً من اهل صنعاء امه سوداء فاسلم زمان عثمان

جو کچھ سری نے میرے پاس لکھ کر بھیجا اس کے مطابق شعیب سے اور شعیب نے سیف بن عمر سے اور سیف نے عطیہ عوفی سے اور عطیہ نے یزید ققععی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سباء صنعاء کا رہنے والا یہودی تھا جس کی ماں سیاہ فام تھی پس زمانہ حضرت عثمان میں اسلام لایا“

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۲۰ مطبوعہ مصر)

اس کے سلسلہ رواۃ میں پہلا نام ”سری“ کا آیا ہے بعض مقامات پر طبری نے اسے بغیر ولدیت ہی ذکر کیا ہے تاہم بعض مقامات پر اس کو ”سری بن یحییٰ ظاہر کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال جلد ۲ صفحہ ۱۷ تا ۱۸ مطبوعہ مصر پر ”سری“ نام کے سات افراد کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں ”سری بن یحییٰ ابو الیثم“ وہ ہے جو طبری کی ولادت سے ۵۷ سال پہلے ہی مرچکا تھا اس کے علاوہ ”سری“ نام کا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے باپ کا نام ”یحییٰ“ ہو۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ہجری نے اپنی کتاب ”لسان المیران“ میں ”سری بن یحییٰ“ کا کوئی ذکر نہیں کیا البتہ انہوں نے اپنی دوسری کتاب ”تہذیب التہذیب“ میں ابن جریر طبری کے راوی کا ذکر یوں کیا ہے کہ

”سری بن اسماعیل الہمدانی الکوفی ابن عم الشعبی روی عنہ ابن جریر وغیرہ

”سری بن اسماعیل ہمدانی کوئی جو شعی کا ابن عم تھا“ ابن جریر وغیرہ نے اس سے روایت کی ہے۔

(جلد ۳ صفحہ ۴۵۹، ۴۶۰ طبع حیدر آباد دکن)

واضح ہو کہ سری بن اسماعیل غیر معتبر آدمی ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

”یحییٰ بن سعد نے کہا کہ ایک ہی نشست میں مجھ پر اس کا جھوٹ کھل گیا یحییٰ بن سعید اس سے ہرگز روایت نہیں کرتے تھے عمرو بن علی نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن کو کبھی اس کا ذکر کرتے نہیں سنا حسن بن عیسیٰ نے کہا میں نے ابن مبارک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جرید بن عبد الحمید کی کوئی حدیث جو سری بن اسماعیل سے مروی ہو نہیں لکھنی چاہئے صالح بن احمد بن ضبل نے اپنے والد سے روایت کی ہے سری بن اسماعیل کے بارے میں کہ وہ قوی نہیں ہے غرضیکہ اسی ذیل میں ابن معین، ابو حاتم، جو زجانی، ابو داؤد، نسائی، ابن عدی اور ابن حبان ہر ایک نے اس ”سری“ کو ناقابل اعتبار ٹھہرایا ہے جو ابن جریر طبری کا راوی ہے۔

(تفصیل کے لئے تہذیب التہذیب جلد ۳ صفحہ ۴۵۹، ۴۶۰ ملاحظہ فرمائیں)

طبری کے سلسلہ سند کا دوسرے راوی ”شعیب بن ابراہیم سے شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ ہجری لکھتے

ہیں۔

”شعیب بن ابراہیم الکوفی راویۃ کتب سیف عنہ فیہ جہالۃ“

”شعیب بن ابراہیم کوئی جو کہ سیف کی کتابوں کا راوی ہے اس میں جہالت پائی جاتی ہے“

(میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ طبع مصر)

ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

لیس بالمعروف وله احادیث و اخبار و فیہ بعض النکرة و فیہا ما فیہ تحامل علی السلف

وہ غیر معروف شخص ہے اس کی روایت کردہ کچھ احادیث و اخبار میں بزرگوں پر حملہ ہے۔

(لسان المیزان جلد ۳ صفحہ ۱۴۳ طبع حیدر آباد دکن)

اس کے بعد اب اس روایت کا تیسرا راوی سیف بن عمر ہے جس کو علماء رجال نے ایک جھوٹا افسانہ نگار

قرار دیا ہے چنانچہ علامہ ذہبی نے لکھا ہے۔

”عباس نے محدث یحییٰ سے بیان کیا ہے کہ سیف ضعیف ہے مٹین نے یحییٰ سے بیان کیا ہے کہ اس

سے کوڑی بھی بستر ہے ابو داؤد نے کہا کہ یہ خاک بھی نہیں ابو حاتم نے کہا متروک الحدیث ہے اور ابن حبان نے فرمایا سیف بن عمر متسم بالزندقة ہے ابن عدی نے کہا عام طور پر اس کی روایتیں منکر ہیں۔ یہ جھوٹی روایتیں گھڑتا ہے یہ زندیق ہے“

(۱- میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۵۶-۱۵۵ طبع مصر)

(۲- تقریب التہذیب صفحہ ۱۲۲ طبع لکھنؤ)

علامہ محمد طاہر بن علی المندی نے اپنی کتاب ”قانون الموضوعات“ صفحہ ۲۶۲ طبع بمبئی میں تحریر کیا ہے۔

سیف بن عمر متروک انہم بالوضع والزندقة وکان وضاعاً

”سیف بن عمر متروک ہے اس پر جعلی روایتیں گھڑنے اور زندیق ہونے کا اہتمام لگایا گیا ہے۔“

ساتواں شبہ

اصحابی کالنجوم یاہم اقتدیتم اہتدیتم

”میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے“

یہ شبہ چند وجوہات کی بناء پر ناقابل اعتبار ہے۔

اولاً:- یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ صحابہ ”کا بزار تہ ہے لیکن یہ کہنا کہ ہر صحابی فرداً فرداً بلا لحاظ عمل و تقویٰ قابل پیروی ہے۔ صحابیت کے تصور کو حدود سے آگے بڑھانا اور اسلام کے مسلہ اصول سے تجاوز ہے اور یہ مسلہ امر ہے کہ کسی صحابی کی تشہید اور پیروی اور یا ان کے احترام کا مدار تقویٰ اور اعمال حسہ پر ہے۔ لہذا ہر صحابی کو محض صحابیت کی بنیاد پر قیادت کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ صحابیت کے اس غلط تصور کو مضبوط بنانے کیلئے لوگوں نے مختلف قسم کی احادیث گھڑ لی ہیں۔ انہی میں سے یہ حدیث ”اصحابی کالنجوم یاہم اقتدیتم اہتدیتم“ (میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے) بھی ہے۔

ثانیاً: اکثر و بیشتر محدثین اور ائمہ حدیث کا اس کے ضعیف بلکہ من گھڑت ہونے پر اتفاق ہے چنانچہ امام ابن تیمیہ الحارانی الدمشقی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

واما قولہ اصحابی کالنجوم یاہم اقتدیتم اہتدیتم فہذا الحدیث ضعیفہ اہل الحدیث قال البزاز ہذا حدیث

لایصحیح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس ہو فی کتب الحدیث المعتمدۃ

مخلص یہ ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم ضعیف ہے۔ ائمہ حدیث نے اسے ضعیف شمار کیا ہے امام بزاز نے کہا ہے کہ اس حدیث کا

آنحضرتؐ سے منقول ہونا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی حدیث کی معتبر و معتمد کتب میں اس کا وجود ہے۔

(منہاج السنہ ج ۴ صفحہ ۲۳۹ طبع مطبعہ المہدیہ بولاق مصر)

☆ امام ابو حیان اندلسی اس حدیث کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لم یقل ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو حديث موضوع لا يصح بوجه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال ابن حزم هذا خبر مكذوب

حدیث اصحابی کالجوم حضور نبی کریمؐ سے مروی نہیں ہے یہ حدیث من گھڑت ہے کسی صورت میں بھی اس کا نبی اکرمؐ سے منقول ہونا صحیح نہیں ہے امام ابن حزم اندلسی نے اسے جھوٹی خبر کہا ہے۔

(تفسیر البحر المحیط ج ۵ صفحہ ۵۲۸-۵۲۷ طبع دار المعرفہ بیروت)

☆ علامہ حافظ ابن قیم الجوزیہ رقم طراز ہیں۔

الحديث المشهور اصحابي كالجوم... الخ فجوابه قد روى من طرق لا يثبت شئ منها قال ابن عبد البر بسند اني البزاز

قال لا يصح هذا الكلام عن النبي صلى الله عليه وسلم

مشہور حدیث اصحابی کالجوم کے سلسلہ اسناد میں سے کوئی ایک بھی ثابت نہیں ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے بزاز کے حوالے سے کہا ہے کہ اس روایت کا آنحضرتؐ سے مروی ہونا صحیح نہیں ہے۔

(اعلام الموقعین صفحہ ۳۶۳ طبع دہلی)

☆ علامہ قاضی محب اللہ بہاری اپنی کتاب مسلم الثبوت صفحہ ۵۱۰ طبع نولکسٹور لکسٹور میں اجماع شیخین کی عدم حجیت پر طویل

بحث کرتے ہوئے حجیت شیخین کے قائلین و مشتبہین کے قول کو بڑے احسن طریقے سے رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قالوا اقتدوا بالذين من بعدي ابى بكر وعمر وعلمكم بسنتي الحديث قلنا خطاب للمقلدين وبيان لاهليه التاباع لان

المجتهدين كانوا يخالفونهم والمقلدين قد يقلدون غيرهم واسا معارضه كالجوم وخذوا شطر دينكم عن الحميراء

كما في المختصر فتدفع بانهم اضعفان

کچھ لوگ شیخین کے اجماع کی حجیت کو ثابت کرنے کیلئے ان احادیث کا سہارا لیتے ہیں جسے اقتدوا بالذین من بعدی... الخ ”میرے

بعد ابو بکر و عمر کی اقتداء کرو“ اور ”علیکم بسنتی“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب مقلدین کیلئے اور پیروی کی اہلیت کے متعلق ہے کیونکہ

مجتہدین اپنی آراء میں ان کی مخالفت کیا کرتے تھے اور مقلدین ان کے علاوہ دوسروں کی تقلید کیا کرتے تھے اور جہاں تک حدیث

”اصحابی کالجوم“ اور ”خذوا شطر دینکم عن الحمیراء“ کا تعلق ہے تو یہ دونوں حدیثیں ضعیف اور جھوٹی ہیں۔

☆ وفاقی شرعی عدالت کے سابق جسٹس ملک غلام علی اس روایت کے متعلق یوں لکھتے ہیں۔

”اس روایت (اصحابی کالجوم) اور اس سے ملنے جلتے الفاظ پر مشتمل بعض دیگر روایات جو صحابہ و اہل بیت کے حق میں مروی ہیں

ان کے متعلق جو اولین اور ضروری بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ محدثین اور فہم رجال کے ماہرین کے نزدیک ان سب کی سند نہایت

کنزور ہے اس لئے عقائد و احکام کی بحث میں ان سے استدلال جائز نہیں ہے بلکہ فضائل و مناقب کے سلسلے میں بھی ان کے ضعف کی صراحت کے بغیر ان کا بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔ صحاح ستہ یا حدیث کی کسی دو سری مستند کتاب میں ان کی تخریج نہیں کی گئی حافظ عبد البر نے جامع بیان العلم میں روایت مذکورہ بالا کی سند کو نقل کر کے لکھا ہے ”هذا اسناد لا تقوم به حجة“ ایسی سند ہے جس کے بل پر کوئی حجت قائم نہیں ہوتی ابن حزم نے احکام میں اس کے راویوں پر جرح کرنے کے بعد لکھا ہے ”هذا رواہ ساقط خبره مكذوب موضوع اصل لم يصح قط“ یعنی یہ پایہ اعتبار سے گری ہوئی روایت ہے ایک جھوٹی اور موضوع و باطل خبر ہے جو صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”تغریج کشاف“ میں اس روایت اور دیگر متقارب الالفاظ روایات کی ساری سندوں کا ذکر کر کے انہیں ضعیف اور راہی قرار دیا ہے۔

(خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ صفحہ ۳۹۹ طبع لاہور)

علامہ حافظ ابن حزم اندلسی کی تصریح کہ ”ہر صحابی کی اقتداء ناجائز ہے“

اپنی مشہور کتاب ”المحکم فی اصول الاحکام ج ۴ صفحہ ۴۱۱ باب ابطال التقليد میں یوں رقم طراز ہیں۔

فمن المحال ان يامر رسول الله صلى الله عليه وسلم باتباع كل قائل من الصحابة رضي الله عنهم وفيهم من يحل الشئ وغيره منهم يحرمه ولو كان ذلك لكان بيع الخمر حلالا اقتداء بسمرة بن جندب ولكن اكل البرد لصلانم

حلالا اقتداء بابي طلحة وحراسا اقتداء بغيره منهم

یہ محال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں سے ہر ایک صحابی کی بات کو ماننے کا حکم دیں جبکہ ان میں سے بعض صحابہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے ہیں تو بعض دوسرے صحابہ اسی چیز کو حرام کہتے ہیں اگر ہر ایک صحابی کی اقتداء ہر حال میں ضروری ہوتی تو حضرت سمرہ بن جندب کی اقتداء کرتے ہوئے شراب فروشی جائز ہوتی اور حضرت ابو طلحہ کی اقتداء میں روزہ دار کیلئے اولے کا کھانا حلال ہوتا جبکہ دوسروں کے نزدیک یہ حرام ہے۔

یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ یہ روایت ہمارے اصول علم حدیث صحیح السند نہیں ہے اور نہ ہی علم روایت کے اصولوں پر پوری اترتی ہے اس لئے قابل اعتماد نہیں ہے۔





اہل تشیع کے متعلق علماء و اکابرین اہل سنت کے فتاویٰ جات

یہ حقیقت واضح اور عیاں ہے کہ مذہب اہل بیت فقہ جعفریہ اپنی حقانیت و آفاقیت کے ثبوت کے لئے کسی فتویٰ یا گواہی کا محتاج نہیں بلکہ ”آفتاب آمد دلیل آفتاب“ کے مصداق مذہب آل محمد خود ہی انہی حقانیت کی سب سے واضح اور مستحکم دلیل ہے لیکن آج کل چونکہ استعمار کے کچھ ایجنٹ فتویٰ سازی کے ذریعے اہل اسلام کی تکفیر کے گھناؤنے کاروبار میں مصروف ہیں اور جھوٹے سچے سوالات کے حاصل کردہ فتاویٰ جات کے ذریعے حکومت و سادہ لوح عوام کے اذہان کو آلودہ مسموم کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا اتمام حجت اور اہل اسلام کے درد مند اور مخلص علماء کی ملت مسلمہ کے اتحاد و وحدت کے لئے سرانجام دی جانے والی خدمات سے متعارف کرانے کے لئے مفتی اعظم دیوبند و چیف محکمہ عدالیہ شرعیہ دارالقضاء وقف دارالعلوم دیوبند اور ریسنسان جامعہ الازھر قاہرہ (مصر) سمیت متعدد علماء و اکابرین اہل سنت کے فتاویٰ جات پیش کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی استعماری سازش کو ناکام بنایا جائے اور ساتھ ہی ساتھ اہل اسلام کی تکفیر و تدلیل کے گھناؤنے کاروبار سے اپنی دکانوں کو چمکانے اور تجوریوں کو بھرنے والے یہود و ہنود کے ایجنٹوں کی اصلیت سب پر واضح ہو جائے۔

شیعہ ایک اسلامی فرقہ ہے

میرسید شریف جرجانی کا بیان

الفرقة الثانية من كبار الفرق الاسلامية الشيعة الذين شايعوا عليا رضي الله تعالى عنه قالوا انه الامام بعد رسول الله بالنص اما جليا واما خفيا واعتقدوا ان الامامة لا تخرج عنه وعن اولاده ”اسلام کے بڑے فرقوں میں سے دوسرا اسلامی فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ کی پیروی کرتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ بعد رسالت حضرت علی منصوص من اللہ امام برحق ہیں خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی اور ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ امامت و خلافت حضرت علی اور ان کی اولاد سے باہر نہیں جاسکتی۔ (شرح مواقف صفحہ ۷۵۲ طبع لکھنؤ)

فقہ جعفریہ عالمی طور پر پانچویں اسلامی فرقہ ہے

امام اہل سنت ابو سعادت مبارک ابن اثیر جزیری نے اپنی کتاب ”جامع الاصول فی احادیث الرسول“ (جس میں موطاء، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، نسائی اور جامع ترمذی کی احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے۔) میں لکھتے ہیں۔

و نحن نذكر الآن المذاهب المشهورة في الاسلام التي عليها مدار المسلمين في اقطار الارض و هي مذهب الشافعي و ابي حنيفة و مالک و احمد رضي الله عنهم و مذهب الامامية هم يهاون اب اسلام کے ان مشہور مذاہب کا ذکر کرتے ہیں جن پر زمین کے تمام اطراف میں مسلمانوں کا دارومدار ہے اور وہ مذہب یہ ہیں ”مذہب شافعی“، ”مذہب ابو حنیفہ“، ”مذہب مالک“، ”مذہب احمد“ اور ”مذہب امامیہ“

(جامع الاصول من احادیث الرسول جلد ۲ صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱ طبع انصار السنہ الحمدیہ مصر)

فقہ جعفریہ پر عمل کرنا ہر مسلمان کا دینی حق ہے

شیخ جامعہ الازھر محمود شتوت کا بیان

اسلام کی عالمی اور قدیمی دینی مرکزی درسگاہ الازھر یونیورسٹی مصر کے شیخ اکبر علامہ شیخ محمود شتوت اپنے دفتر سے جاری کردہ فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ان مذہب الجعفریۃ المعروف بمذہب الشیعہ الامامیۃ الاثنا عشریۃ مذہب یجوز التعبد به شرعاً کسائر مذہب اهل السنة فینبغی للمسلمین ان یعرفو ذلك و ان یتخلصوا من العصبیۃ بغیر الحق لمذہب معینۃ فما کان دین الله و ما کانت شریعة بتابعۃ لمذہب او مقصورۃ علی مذہب

”تحقیق مذہب جعفریہ جو کہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کے نام سے مشہور ہے اس کے مطابق عبادت کرنا اسی طرح شرعاً صحیح ہے جس طرح کہ باقی مذاہب اہلسنت کے مطابق صحیح ہے مسلمانوں کو یہ بات جاننا چاہئے اور ناحق تعصب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے کیونکہ اللہ کا دین اور اس کی شریعت کسی خاص مذہب کی تابع اور پابند نہیں ہے“

فقہ جعفریہ دیگر اسلامی تقہوں کی نسبت مدلل اور مقاصد شریعت کے مطابق ہے

شیخ الازھر کا بیان

دار التقریب بین المذہب الاسلامیہ مصر کے آرگن سالنہ الاسلام قاہرہ العدد ۲ السنہ ۱۱ صفحہ ۲۱۷ پر شیخ الازھر کا جو انٹرویو شائع ہوا تھا اس میں انہوں نے مذہب شیعہ، فقہ جعفریہ کے متعلق مندرجہ ذیل ریمارک پیش کیے۔



كلنا مسلمون و مذهبنا جميعا تنبثق من اصل واحد و هو رسالة محمد كتاب الله و سنة رسوله و نزاع ماسنة و الشيعة من عصبية انتهرها الاعداء و المستمعون للتفريق بين المشعوب الاسلامية الواحدة و ان الاستعمار يحاول ان يجد تقوبا فيفذ منها الى وحدة المسلمين لقدر حجت مذهب الشيعة خصوصا القوة الدليل في كثير من مسائل المسلمين و ان الباحث المتوعب سيجد في مذهب الشيعة ما يقوى دليله و يلتو مع اهداف الشريعة من صلاح الاسرة و المجتمع و انا افتى في كثير من المسائل بمذهب الشيعة مثلاً الطلاق الثلاث بلفظ واحد فانه يقع في اكثر المذاهب السنية ثلاثة و في مذهب الشيعة يقع واحدة و قدرای القانون العمل به و اصحاب الفتوى بمذهب اهل السنة لا يقام لها وزن في نظر القضاء الشرعي السني۔

”ہم سب کے سب مسلمان ہیں اور ہم سب کے مذاہب ایک ہی اصل سے رونما ہوتے ہیں جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشور ہے یعنی کتاب اللہ اور سنت محمدی سنی اور شیعہ کے مابین تنازع تعصب کی وجہ سے ہے جس کو دشمنوں اور استعماریوں نے وحدت اسلامی میں سوراخ کر کے اس میں نفوذ کرنے کا حیلہ بنا رکھا ہے۔ میں نے بذات خود دلیل کی قوت کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمانوں کے بہت سے مسائل میں مذہب شیعہ کی فقہ جعفریہ کو ترجیح دی ہے اور مذہب شیعہ میں وقت کے ساتھ وسیع مطالعہ کرنے والا محسوس کرتا ہے کہ اس کی دلیل مضبوط ہوتی ہے اور مثلاً خاندان اور اجتماع کی اصلاح کے بارے میں اور مقاصد شریعت کے عین مطابق ہے۔ میں بہت سے مسائل میں مذہب شیعہ کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں مثلاً ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دینا اکثر سنی مذاہب میں اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں لیکن مذہب شیعہ میں ایک ہی رجعی طلاق واقع ہوتی ہے اور مصری اسلامی قانون بھی اس پر عمل کر رہا ہے جبکہ سنی مذہب کا فتویٰ سنی شرعی ہائیکورٹ کی نظر میں شیعہ فقہ کے نظریہ کے مقابلہ میں بے وزن رہ جاتا ہے“

مصر کے عائلی قوانین میں فقہ جعفریہ کے احکام شامل کئے گئے

مصر کے معروف علامہ شیخ شعراوی ازہری نے مصر کے مشہور رسالہ ”الاہرام السنہ ۱۰۳ العدد ۳۲۹۳۲ میں شیعہ امامیہ اور ان کی فقہ جعفریہ کے متعلق مندرجہ ذیل بیان جاری کیا ہے۔

الشیعة الامامية الاثنی عشرية و امامهم جعفر الصادق و هو احد اساتذة الامام ابی حنیفة و هو لاء الامامية الجعفرية الذين نوضح انهم من ارباب المذهب النقية هم الذين اصدر شيخنا المرحوم شيخ الازهر محمود شلتوت فتواه المشهورة في صحة التعبد على مذهبهم معللاً ذلك بانه من

المذاهب الاسلامیة الثابتة بالاصول المعروفة المصادر المتبعة لسبیل المومنین لقد اختلفنا فی مصر طائفة من الاحکام فی قوانین الاحوال الشخصية عن الشيعة الامامية ومنها بعض الاحکام الطلاق و القول بالوصية الواجبة فی ميراث۔

”شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ان کے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام ہیں جو امام ابو حنیفہ کے استوتھے اور یہ وہی امامیہ جعفریہ ہیں جن کے متعلق ہم وضاحت کرتے ہیں کہ یہ لوگ پاکیزہ مذاہب و اہل میں سے ہیں اور انہیں کے متعلق ہمارے شیخ، شیخ الازھر محمود شلتوت نے اپنا مشہور فتویٰ صدار کیا ہے کہ ان کے مذہب کے مطابق عبادت کرنا جائز ہے کیونکہ یہ ثابت اصول اور مشہور مصلوہ پر مبنی اسلامی مذاہب میں سے ایک مذہب ہے جو کہ مومنین کے لئے قابل اتباع ایک راستہ ہے اور ہم نے مصر میں شخصی احوال کے قوانین میں شیعہ امامیہ کے کچھ احکام شامل کر لئے ہیں کچھ احکام طلاق اور میراث میں وصیت واجب کا قول۔“

فقہ جعفریہ کو دیگر اسلامی فقہی مذاہب کے ساتھ شامل نصاب کر دیا گیا

وزیر اوقاف مصر علامہ احمد حسن باقوری کا بیان

دارالتقریب کے اہم رکن اور مصر کے سابق وزیر اوقاف احمد حسن باقوری ازہری جنہوں نے فقہ جعفریہ کی مشہور کتاب ”مختصر النافع“ کو محکمہ اوقاف کی طرف سے شائع کرا کر مفت تقسیم کرایا ہے وہ اس کتاب کے پہلے میں رقمطراز ہیں۔

نجد ان المدی بین الشيعة و السنة كالمدي بين المذهب الفقهي لابي حنيفة و لمالك او الشافعي و نحن نرى الجميع سواء في نشدان الحقيقة و ان اختلفت الاساليب و نرى الحصيلة العلمية لهذا الجهد الفقهي جديدة بالحفاوة و ادمان النظر و احسان الدراسة فهي ثرات علمي مقدور مشكور فرايت ان قتولى وزارة الاوقاف ضم المذهب الفقهي الشيعي للشيعة الامامية الى فقه المذاهب المذاهب الاربعة المدروسة في مصر

”ہم شیعہ اور سنی میں وہی فرق محسوس کرتے ہیں جو کہ مذہب حنفی امام ابو حنیفہ اور امام مالک یا امام شافعی کے مابین ہے یہ سب لوگوں کو تلاش حقیقت میں برابر مصروف کار ہیں اگرچہ ان کے طریقے مختلف ہیں اور ہم دیکھتے ہیں فقہ جعفریہ کی کوششوں کا علمی ماحصل اس قابل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور اس پر غور کیا جائے اور اس کو اچھی طرح پڑھا جائے چونکہ یہ بھی ایک قابل قدر علمی میراث ہے۔ میں نے یہ طے کیا کہ



وزارت اوقاف شیعہ امامیہ کی فقہ کو مصر میں پڑھائے جانے والے دیگر چاروں فقہی مذاہب کے ہمراہ تدریس میں شامل کرے۔“

مذہب شیعہ کتاب و سنت اور مضبوط دلیل کی بنیاد پر قائم ہے

شیخ الازھر محمد فحام

۱۳۹۷ ہجری میں شیخ الازھر محمد الفحام نے علامہ حسن سعید کے نام جاری کردہ پیغام میں یوں تحریر فرمایا

ہے۔

رحم اللہ الشیخ شلتوت الذی التفت الی هذا المعنی الکریم فخلده فی فتواه الصریحة حیث قال بجواز العمل بمذهب الشیعة الامامیة باعتباده مذهبا فقهيا اسلاميا" يقوم علی الكتب والسنة والدلیل والاسند

”اللہ تعالیٰ سابق شیخ الازھر محمود شلتوت مرحوم پر رحم فرمائے جو اتحاد اسلامی کے مقدس مفہوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے واضح تاریخی تائیدہ فتویٰ میں فرمایا ہے کہ مذہب امامیہ شیعہ کے مطابق عمل کرنا جائز ہے کیونکہ یہ ایک اسلامی مذہب ہے جو کتاب و سنت اور مضبوط دلیل پر قائم ہے۔“

مذہب جعفری دیگر اسلامی مذاہب کی طرح اجتہادی مذہب ہے

عرب دنیا کے مشہور سکالر اور مفکر ڈاکٹر عمر فروخ مصری لکھتے ہیں۔

فی الاسلام مذاہب المالکی والحنفی والشافعی والحنبلی والجعفری و جمیع هذه المذاهب فی الاسلام ابواب اجتہاد و لیست فرقا" تجعل من الدین الواحد ادیاناً" کثیرة و ان الاصلاح والتجديد فی الاسلام یتناول رد المسلمین الی حقیقة الاسلام و ان الاسلام لیس بحاجة الی تجدد ولكن المحتاج الی التجديد والتجدد هم جانب من المسلمین و جانب من الفقهاء

اسلام میں متعدد مذاہب موجود ہیں مالکی، حنفی، شافعی، حنبلی اور جعفری اور یہ تمام اسلامی مذاہب میں اجتہاد کے دروازے ہیں اور فرقے نہیں ہیں کہ ایک دین سے کئی دین پیدا کئے گئے ہوں، اسلام میں تجدد کا مطلب یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو حقیقت اسلام کی طرف پلٹایا جائے۔ بذات خود اسلام تجدد کا محتاج نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور خصوصاً علماء مسلمین کی تجدد و تجدید کی ضرورت ہے۔

(مجلہ الفیصل العدد ۳۰ صفحہ ۲۳، ۲۵ مطبوعہ ۱۹۷۹ء عیسوی)

الاستاذ العلامة شیخ عبدالرحمن خیر عالم دمشق شام کا بیان

آپ نے رئیس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے جاری کردہ فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے اور اہل تشیع کی حمایت میں دلائل دیتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

اجمع المسلمون فی جمیع عصورهم من اجتماع علمائهم و عامتهم فی الحرمین الشریفین کل عام منذ بدء الاسلام حتی الیوم لاداء مناسک الحج والعمرة والزیارة لا فرق فی ذلک بین سینهم شعیهم فلا یرى الآن العمل بما ورد فی سورة البرة من منع المشرکین دخول المسجد الحرام۔

”اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ابتداء اسلام سے آج تک ہر زمانہ میں علماء و عوام مناسک حج و عمرہ اور زیارت کے لئے حرمین شریفین میں جمع ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں سنی و شیعہ میں کوئی امتیاز نہیں ہے جبکہ اگر ہم شیعہ کو کافر مشرک قرار دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اب سورہ برات کے اس حکم پر عمل نہیں کیا جا رہا ہے جس میں مشرکین کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔“

(فتویٰ صادرہ از دمشق ۲۷ شوال ۱۳۹۲ھ ماخوذ از کتاب الرسول یدعوکم صفحہ ۱۹۴)

شیعہ اسلام کا شفاف آئینہ ہیں

مشہور مفکر علامہ عبدالفتاح عبدالمقصود المصری کا بیان

ان فی عقیدتی ان الشیعة هم وجهة الاسلام الصحيحة و مراثاة الصافیة والتاریخ شاهد علی ما قدمه الشیعة من الخدمات الکبيرة فی صیادین الدفاع عن العقیلة الاسلامیة

”میرا عقیدہ ہے کہ شیعہ اسلام کا صحیح چہرہ اور اسلام کا شفاف آئینہ ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ عقیدہ اسلام کی حفاظت کے میدانوں میں شیعوں نے کس قدر بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کی ہیں وہ دن دور نہیں جب تمام اسلامی مذاہب ایک بیخ پر جمع ہو جائیں گے۔“

(سبیل الوحده صفحہ ۵۱۴ طبع مصر)

شیعہ علماء دیوبند کی نظر میں

شیعہ کی تکفیر نہ کریں

جو لوگ شیعہ کو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک ان کی تجسیم و تکفین حسب قاعدہ ہونی چاہئے اور بندہ بھی



ان کی تکفیر نہیں کرتا۔

(قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵ طبع دہلی)

شیعہ مسجد

شیعہ مسجد لوجہ اللہ تعالیٰ بنا دے تو وہ مسجد ہے (نماز پڑھنے کا) ثواب مسجد کا اس میں ہوگا۔
(قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۰۷ طبع دہلی)

شیعہ کا ذبحہ

راجع اور صحیح یہ ہے کہ شیعہ کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا حلال ہے
(حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی امداد الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۱۳۸)

سنی کا شیعہ سے نکاح

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ہندو سنی المذہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعہ مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہو گیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنی و شیعہ کا تفرق مذہب کے باعث نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عندالشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟
جواب - نکاح منعقد ہو گیا لہذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔
(امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴ طبع دارالعلوم کراچی)

مترجم صحاح ستہ علامہ وحید الزمان حیدر آبادی لکھتے ہیں۔
”شیعہ امامیہ سے مناکحت جائز ہے کیونکہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔“
(نزل الابرار من فقہ النبی المختار جلد ۳ صفحہ ۳۰ طبع بنارس)

ابو الحسنات عبدالحی حنفی لکھنؤی رقمطراز ہیں۔
”ذبیحہ ان (شیعہ) کے ہاتھ کا حلال ہے حرام نہیں مناکحت بھی ان کے ساتھ درست ہے“
مجموعہ فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۷۷ مطبع یوسفی دہلی
اور اسی طرح علامہ عبدالحی صاحب لکھنؤی الحنفی نے ”مجموعہ فتاویٰ“ جلد اول صفحہ ۳۰۴ و صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ میں بھی سنی عورت کا شیعہ مرد سے نکاح کے جواز کا حکم صادر فرمایا ہے۔



شیعہ کا نماز جنازہ

مجلس احرار کے ممتاز راہنما اور مشہور شیعہ وکیل مولانا اظہر علی انتقال کر گئے نماز جنازہ دیال سنگھ کلج گراؤنڈ میں ۳ نومبر ۱۹۷۳ء بروز اتوار ادا کی گئی نماز جنازہ صبح ۱۰ بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور (جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد علی لاہوری) نے پڑھائی۔

(خدام الدین لاہور ۸ نومبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۳)

ممتاز شیعہ راہنما مظفر علی شمس

کی نماز جنازہ میں مولانا عبدالقادر آزاد خطیب شاہی مسجد، مولانا تاج محمود اور مولانا ضیاء القاسمی (چیمبرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ) نے شرکت کی۔

(نوائے وقت لاہور ۲۱ جون ۱۹۷۶ء)

شیعہ سنی بھائی بھائی

حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے اصلاح بین المسلمین و رفع شر کے واسطے امروزہ میں شیعہ سنی کے درمیان مناظرے بند کروانے کے لئے مجمع عام سے خطاب فرمایا کہ کیا تمہارا ایمان تمہارا اسلام اور تمہاری غیرت ان مناظروں کی اجازت دیتی ہے۔ حضرت مدنی کی موثر اور پرجوش تقریر سے جانبین کے آنسو پھوٹ پڑے مجادلے اور مقاتلے کی فضا صلح و آشتی میں بدل گئی ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر شیعہ، سنی بھائی بھائی بن گئے۔

(سوانح عمری ”المدنی“ صفحہ ۲۰۶ طبع لاہور)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور اس ہفت روزہ کے بانی دیوبند مسلک کے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ہیں اس کی اشاعت ۱۲ دسمبر ۱۹۸۰ء صفحہ ۲۰ میں ایک مضمون بعنوان ”اسلام اور فرقہ بندی“ حکیم انیس احمد صدیقی صاحب کا شائع ہوا ہے جس کا ایک عنوان ”شیعہ سنی بھائی بھائی“ ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ۔

”اصول اسلام میں اتحاد کے بعد خلافت و امامت اور بعض دوسرے مسائل میں اختلافات موجود ہیں۔ جن کو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن شیعہ حضرات میں ایسے حضرات بھی ہیں جو اہل سنت والجماعت اور شیعوں کو دو آنکھوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت قائد اعظم محمد علی جناح، حضرت مجاہد ملت غازی دین متین علامہ آیت اللہ شیعنی دامت برکاتہم سربراہ حکومت ایران اور جسٹس سید امیر علی مرحوم جنہوں نے انگریزی میں تاریخ اسلام لکھی ہے۔“



مفتی اعظم دیوبند کا فتویٰ

شیعوں پر کفر کا الزام غیر شرعی جسارت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

روافض پر علی الاطلاق کفر کا فتویٰ لگانا۔ غیر شرعی جسارت ہے۔ محدثین یا فقہائے مجتہدین میں سے کسی نے بھی فرقہ شیعہ پر علی الاطلاق کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے اور فتویٰ معتبر وہی ہے جو مجتہدین فقہاء کے کلام سے ماخوذ ہو یا مستند و معتمد کتب فقہ سے اخذ کیا گیا اور نقل کیا گیا ہو۔ مفتی اس کو صحیح حوالہ سے نقل کر رہا ہو تو اس کا اعتبار ہوگا ورنہ اس پر فتویٰ کا اطلاق کرنا صحیح نہیں ہوگا بلکہ کہنے یا لکھنے والے کی اپنی رائے ہوگی جو کہ بغیر سند یا نظیر کے ناقابل اعتبار ہوگی۔ فقہانے تصریح کی ہے۔

من يحفظ اقوال المجتهد ليس بمفت و فتواه ليس بفتوى بل هو نقل كلام و طرق نقله لذلك عن المجتهد احدا مري ان يكون له سند فيه او ياخذ من كتاب معروف تداولته الايدي (شانی جلد ۴ صفحہ ۳۶۳)

پس فقہانے تصریح کی ہے کہ جو ان ضروریات دین کا منکر ہو، جو کہ نصوص معلومہ سے ثابت ہیں۔ اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا فتح القدر میں ہے۔ من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدين مثل القتال بقدّم العالم۔ الخ

اسی ضمن میں شانی میں تصریح ہے۔ ان الرافضی ان کان ممن یعتقد اللوہیۃ فی علی و ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ رضی اللہ عنہا فهو کافر مخالفۃ القواطع المعلومة من الدين والضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یستب الصحابة فانه مبتدع لا کافر۔

معلوم ہوا کہ جو علی کرم اللہ وجہہ کے دیگر صحابہ پر افضل ہونے کا قائل ہو یا صحابہ کے بارے میں نامناسب الفاظ بولتا ہو وہ کافر نہیں۔ لیکن جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خدا ہونے کا قائل ہو (نعوذ باللہ) یا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے وحی پہنچانے میں غلطی کی (العیاذ باللہ) یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت رسول ہونے کا قائل نہ ہو۔ یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان طرازی کرتا ہو، تو ایسے عقیدے رکھنے والے پر کفر کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ یہ عقیدے نصوص صریحہ و ضروریات دینیہ کے قطعاً

مخالف ہیں اور ظاہر ہے کہ تمام شیعوں کا یہ عقیدہ نہیں اور جن روافض کا یہ عقیدہ ہو وہ اقل قلیل ہیں اور ان پر بھی کوئی مفتی جب ہی فتویٰ لگا سکے گا جبکہ اس کے سامنے اپنے اس عقیدے کو وہ بیان کرے یا اپنی تحریر میں اس کا اظہار کرے یا قرآن و احکام سے مفتی کو معلوم ہو جائے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے، ورنہ شرعی ضابطہ یہ ہے کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اس کی نفی کا تو کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہئے۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر، کتاب میں اس کی تصریح واضح الفاظ میں تحریر ہے اور اگر کوئی کسی ایسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہو جس میں غلط عقائد کی ترجمانی کی گئی ہو تو جب تک واضح طور پر یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ ان غلط عقائد کو مانتا ہے، تو اس پر بھی کفر عائد نہیں ہوتا۔ یوں تو فرقہ باطلہ اور بھی ہیں۔ مثلاً معتزلہ، جو کہ قرآن پاک کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ یا کہ بندہ کو اپنے افعال کا خالق سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب نہر الفائق میں او از نکاح معتزلہ کی بحث میں صاف طور پر لکھا ہے۔

لا تکفر احدا من اهل القبلة وان وقع لهم وقع لهم الزاماً فی المباحث یعنی علمی بحثوں میں ان کے مذہب کو رد کرتے ہوئے کفر کا الزام آتا ہو۔ پھر بھی ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ اس کی وجہ علامہ شافعی نے یہ بیان کی۔ لان لازم المذهب ليس بمذهب نیز علامہ ابن نعیم مصنف بحرا الرائق (جو کہ فقہ کی معتمد اور مستند کتاب ہے) کا مقولہ ہے کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ کسی کے کلام پر کبھی کفر کا فتویٰ نہیں دوں گا۔ فاعتبر وایا اولی الابصار۔

نیز حدیث کی جو کتابیں صحاح ستہ کے نام سے موسوم ہیں۔ ان میں بھی اور خصوصاً خود بخاری شریف میں جو کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے، شیعوں کی روایت بھی موجود ہے۔ پھر کس طرح کہہ دیا جائے کہ تمام شیعہ کافر ہیں۔ دارالعلوم کے اکابر علماء و مفتیان کرام نے علی الاطلاق فرقہ شیعہ کو کافر کبھی نہیں کہا۔ بلکہ تخصیص کی ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی کے منکر ہوں، جس کی وضاحت طور بالا میں ہم نے کی ہے۔ کسی پر بغیر اس کے ظاہری کلام کے جس کی کہ کوئی تاویل بھی نہ ہو سکے یا کسی کے عقائد کا صحیح علم ہونے کے بغیر کفر کا فتویٰ لگا دینے کو جسارت و رندانہ سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے جبکہ حدیث شریف میں واضح تصریح موجود ہے۔ اذ قال الرجل لایخیه یا کافر فقد باء احدهما۔ الحدیث رواہ البخاری کہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی سے کہا اے کافر، تو دونوں میں سے ایک کافر ہوا۔

اس کو اس مثل سے سمجھ لیا جائے کہ اگر کوئی غلیل سے غلہ پھینکے تو جہاں غلہ جا کر لگا اگر وہ جگہ نرم ہے تو غلہ وہیں رک جائے گا، بلکہ اس میں گھس جائے گا اور اگر وہ جگہ سخت ہے تو غلہ پلٹ کر پھینکنے والے پر

آئے۔ ایسے ہی جس کو کافر کہا جا رہا ہے۔ اگر اس میں کفر ہے تو کفر اس پر لگے گا اور کتنا بھی صحیح ہوگا اور اگر اس میں کفر نہیں تو کفر کہنے والے پر لوٹے گا۔ اگرچہ اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا جاسکے۔ لیکن قائل کے درجہ میں تو شمار ہی ہوگا۔ جیسا کہ شرح حدیث نے تصریح کی ہے۔ رہی یہ بات کہ چونکہ ایران کے شیعوں نے حرم شریف میں فساد کیا۔ اگر یہ بات صحیح ہی ہو کہ انہوں نے فساد کیا تو اس فعل کی وجہ سے بھی ان پر کفر کا فتویٰ کسی طرح بھی عائد نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام کے آخر دور میں مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے والے مسلمان ہی تھے۔ مگر اکابر صحابہ نے ان کو کافر نہیں کہا۔ آخری دور میں انگریزوں کے دام میں آکر، ترکی حکومت جو کہ پاسپان حرم تھی، اس پر حملہ کر کے اس کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے نکالنے والے بھی شریف مکہ اور ان کے رفقاء تھے اور پھر انگریزوں ہی کی مدد سے۔ شریف مکہ کو۔ مکہ و مدینہ سے کس نے جنگ کر کے بے دخل کیا تھا۔ وہ ابن سعود، بانی حکومت سعودیہ ہی تھے اور ۱۸۹۷ء میں حرم شریف کے برآمدوں پر قابض ہو کر لڑنے والے قبیلہ عتیبہ کے مسلمان ہی تھے اور ہزور قوت ان کے قبضے اور حملہ کو ناکام بنانے والے کون تھے؟ حکومت سعودیہ کی فوج ہی تو تھی۔ تو کیا العیاذ باللہ وہ سب کافر ہو گئے تھے، یا ان پر (نعوذ باللہ) کسی نے کفر کا فتویٰ لگایا۔ ایسا نہیں ہوا۔ اب حرم میں جو کچھ ہوا، کس نے پیل اور ابتداء کی اور اس کے مقاصد کیا تھے اور کس نے دفاع کیا، اس کو صحیح طور پر دونوں حکومتیں ہی جانتی ہیں۔ عوام تو کٹھ پتلی اور لیڈروں کے آلہ کار ہوتے ہیں۔ کیسے کہا جائے کہ ان میں سنی مسلمان بھی شریک نہیں تھے، اس لئے کہ ایران میں سب شیعہ ہی نہیں بستے، سنی مسلمانوں کی بھی لاکھوں کی تعداد ہے۔ کیا ان میں سے کوئی حج کو نہیں گیا تھا اور وہ اس میں شریک نہیں تھا۔ پھر شیعہ کہاں نہیں ہیں۔ خود سعودیہ میں، مصر میں، افریقہ میں اور تمام ممالک اسلامیہ میں شیعہ موجود ہیں۔ وہاں کے قصبوں اور شہروں میں صدیوں سے رہتے بستے چلے آرہے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ وہ سب کافر ہیں؟ تو سوال یہ ہوگا کہ سعودیہ ہی میں ان کو کیوں رہنے اور بسنے دیا گیا۔ موجودہ وقت میں یہ جو کچھ ہے مفاد پرستوں، اقتدار پرستوں کا ایک نیا فتنہ ہے جو بلا استثناء اور قیود کے مسلمانوں کے ایک فرقہ پر خواہ وہ مبتدع ہی کیوں نہ ہو، کفر کا فتویٰ دے کر آپس کی خونریزی اور فسادات کا ایک نیا دروازہ کھولنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

علماء حق اور مفتیان عظام کی ذمہ داری ہے کہ حتی المقدور اس فتنہ کو دبا دیں اور ختم کر دیں۔ ورنہ اس کی ہولناکیاں اس قدر لرزہ خیز اور تباہ کن ہوں گی جس کا تصور بھی محال ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

۱۲ - ۵ - ۱۴۰۸ھ



شیعہ امامیہ سچے مسلمان ہیں

استاد احمد ابراہیم بیک کا بیان

شیخ الجامعہ امام ثلثوت اور ابو زہرہ مصری کے استاد شیخ احمد ابراہیم بیک مصری فرماتے ہیں۔
والشيععة الامامية مسلمون يؤمنون بالله ورسوله وبالقرآن وبكل ما جاء به محمد صلى الله عليه
وسلم ومنهجهم هو السائد على البلاد الفارسية
”شیعہ امامیہ مسلمان ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو کچھ محمد عربی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لائے ان پر بھی وہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کا مذہب وہی جو بلا فارس میں رائج ہے“
(تاریخ التشریح الاسلامی صفحہ ۲۱ طبع دار الانصار قاہرہ)

امام ابو حنیفہ کا فتویٰ

عن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ لم نکفر احدا من اهل القبلة وعلیه اکثر الفقهاء
امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔

ہم قبلہ رو کر نماز پڑھنے والے کسی بھی شخص کو کافر نہیں کہتے اور اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

(۱) شرح مواقف صفحہ ۷۲۱ طبع لکھنؤ

(۲) شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ طبع استنبول

(۳) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۹ طبع کانپور

نیز امام صاحب فرماتے ہیں۔

ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرة

”ہم کسی مسلمان کو کوئی گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو۔“

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۶ طبع کانپور)

اور اپنے ”وصیت نامہ“ میں فرماتے ہیں۔

والعاصون من امة محمد صلى الله عليه وسلم مومنون حقا وليسوا بكافرين

”امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ گار سب مومن ہیں کافر نہیں ہیں“

(الجوہرۃ المنیفہ شرح وصیہ الامام ابی حنیفہ صفحہ ۶ طبع حیدر آباد دکن)

امام شافعی کا فتویٰ

عن الشافعی ولا اکفر احدا من اهل القبلة بذنب و فی رواية اخرى عنه ولا اکفر اهل التاویل

المخالف للظاهر بلذب

”میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والے کسی شخص کو گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتا بروایت دیگر ظاہری طور پر تاویل کرنے والوں کو کسی گناہ کی بناء پر کافر نہیں سمجھتا“

(الیواقیت والجواهر جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ مطبعہ حجازیہ قاہرہ)

جمہور متکلمین اور جمہور فقہاء کا فتویٰ

ان جمہور المتکلمین والفقہاء علی انہ لا یکفر احد من اهل القبلة
”جمہور متکلمین اور جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں سے کسی کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔“
(شرح مواقف صفحہ ۷۲۶ طبع لکھنؤ)

شیعہ، حضرت علیؑ کے پیروکار ہیں

امام عبدالکریم شہرستانی کا بیان

الشیعة هم الذين شايعوا عليا رضي الله عنه على الخصوص و قالوا بامامته و خلافته نصابا و وصية اما جليا و خفيا و اعتقلوا ان الامامة لا تخرج عن اولاده
”شیعہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بالخصوص حضرت علیؑ کی پیروی کی اور وہ آپ کی امامت و خلافت کے قائل ہوئے نص اور وصیت کی رو سے، خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امامت و خلافت اولاد علیؑ سے باہر نہ نکلے گی“
(الملل والنحل جلد اول صفحہ ۱۳۶ طبع مصطفیٰ البابی الحلبي مصر)

شیعہ اثنا عشریہ کا کوئی عقیدہ کفر نہیں

علامہ محمد حسن اعظمی کا بیان

عربک کلج کراچی کے پرنسپل استاد محمد حسن اعظمی لکھتے ہیں۔

الشعة الامامية الاثنا عشرية يشهدون ان لا اله الا الله و انه واحد احد فرد صمد لم يلد و لم يولد و انه ليس كمثله شيء و ان محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء بالحق من عنده و صدق المرسلين و يوجبون معرفة ذلك بالدليل والبرهان ولا يكتفون بالتقليد و يؤمنون بجميع انبياء الله و رسوله و بجميع ما جاء به من عند ربه و يقولون ان عليا وولده الاحد

عشرا حق بالخلافة من كل احد و انهم افضل الخلق بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم و ان فاطمة الزهراء سيدة نساء العالمين فان كانوا مصيبين فذلك والا لم يوجب قولهم كفرا ولا فسقا

”شیعہ امامیہ اثنا عشریہ توحید کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے وہ صمد ہے لم یلد و لم یولد ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ تمام رسول برحق ہیں اور ان چیزوں کی معرفت شیعہ دلیل و برہان سے واجب سمجھتے ہیں ان میں (اصول دین) میں تقلید جائز نہیں سمجھتے اور تمام انبیاء و مرسلین پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ انبیاء کرام جو کچھ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اس کو حق جانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کے گیارہ فرزند امامت و خلافت کے لئے ہر ایک سے زیادہ احق ہیں اور فاطمہ زہراؑ عالمین کی تمام عورتوں کی سردار ہیں یہ لوگ اپنے عقیدہ میں صائب اور حق پر ہیں۔ یہ عقیدہ نہ کفر کا سبب بن سکتا ہے اور نہ فسق کا“

(الحقائق الحفیہ عن الشیعة الفاطمیہ صفحہ ۱۰۳ طبع قاہرہ)

شیخ امام محمد غزالی کا بیان مسلمانوں کے دو عظیم فرقے شیعہ اور سنی ہیں

و لم تنج العقائد من عقبی الاضطراب الذى اصاب سياسة الحكم ذلك ان شهوات الاستعلاء والاستشار اقحمت فيها ما ليس منها فاذا المسلمون قسمان كبيران شيعة و سنة مع ان الفريقين يومنان بالله وحنه و برسالة محمد صلى الله عليه وسلم ولا يزيد احدهما على الاخر فى استجماع عناصر الاعتقاد التى يصلح بها الدين و تلتمس النجاة

”عقائد بے چینی سے اس لئے نجات نہیں پاسکتے کہ شہرت پسندوں نے اس میں ہر وہ چیز ڈال دی ہے جس کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں مسلمانوں کے دو عظیم فرقے ہیں شیعہ اور سنی دونوں فرقے واحدانیت خدا اور رسالت محمد پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں کوئی اختلاف ایسا نہیں ہے جس سے عقائد کے اصول تشکیل پاتے ہیں ایک دین وجود میں آتا اور مطلوبہ نجات مل سکتی ہے“

(کیف نفہم الاسلام صفحہ ۴۲ طبع مطبعہ سعادہ مصر)

شیعہ ایک اسلامی فرقہ ہے جو قرآنی نصوص و احادیث کا عامل ہے

امام ابو محمد زہرہ المصری

لا شک ان الشيعة فرقة اسلاميه اذا استبعدنا مثل السبئية الذين الهوا عليا و نحوهم (من المعروف

ان السببة کفار فی نظر الشيعة) ولا شک انها فی کل ما تقول تتعلق بنصوص قرآنية او احاديث منسوبة الى النبي

”اس میں کوئی شک نہیں کہ شیعہ فرقہ ایک اسلامی فرقہ ہے اگرچہ فرقہ سہائیہ کو جو حضرت علی کو اللہ سمجھتا ہے ہم نے خارج از اسلام قرار دیا ہے نیز شیعہ اثنا عشریہ بھی سہائیہ کو کافر سمجھتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ شیعہ جو کچھ کہتے ہیں وہ قرآنی نصوص اور احادیث نبوی کی رو سے کہتے ہیں“

امام شیخ محمد غزالی المصری کا بیان (تاریخ المذاهب الاسلامیہ صفحہ ۳۹ طبع بیروت)

ان الشيعة يومنون برسالة محمد و يرون شرف علي في انتمائه الى هذا الرسول و في استمساکه بسنته و هم کسائر المسلمين لا يرون بشرا في الاولين والآخرين اعظم من الصادق الامين ولا احق منه بالاتباع فكيف ينسب لهم هذا الهذر؟ الواقع ان الذين يرغبون في تقسيم الامة طوائف متعدية لما لم يجدوا لهذا التقسيم سببا معقولا لجأوا الى افتعال اسباب الفرقة فاتممع لهم ميدان الكذب حين ضاق امامهم ميدان الصدق لست انفي ان هناك خلافات فقهية و نظرية بين الشيعة و السنة بعضها قريب الغور و بعضها بعيد الغور بيدان هذا الخلافات لا تستلزم معشار الجفاء الذي وقع بين الفريقين و قد نشب خلاف فقهي و نظري بين مذاهب السنة نفسها بل بين اتباع المذاهب الواحد منها و مع ذلك فقد حال العقلاء دون تحول هذا الخلاف الى خصام بارد او ساخن-

”شیعہ رسالت محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں حضرت علیؑ کی شرافت اسی میں جانتے ہیں کہ وہ رسول سے منسوب اور ان کی سنت سے متمسک ہیں وہ باقی مسلمانوں کی طرح اولین و آخرین میں سے کسی کو بھی محمد عربیؐ سے زیادہ عظمت نہیں دیتے اور نہ اتباع و اطاعت کا سزاوار جانتے ہیں پھر ان کی طرف ایسی نارنجیاؤں نسبت کس طرح دی جا سکتی ہے درحقیقت جو لوگ اس امت کو متحارب فرقوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں ان کے پاس اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوئی معقول اسباب نہیں تھے اس لئے وہ اس تفرقہ کے لئے جھوٹے اسباب بنانے لگے اور یہی سے دروغ گوئی کا میدان وسیع اور سچائی کا میدان تنگ ہونا شروع ہو گیا۔ شیعہ و سنی فقہی اختلافات سے مجھے انکار نہیں کم و بیش یہ اختلافات ہیں یہ فریقین کے درمیان جھگڑے کا باعث نہیں بن سکتے خود اہل سنت کے مذاہب میں بھی اختلافات ہیں بلکہ ایک ہی مذہب کے پیرو کاروں کے درمیان بھی اختلافات پائے جاتے ہیں اس کے باوجود عقلاء کسی سرد و گرم جنگ کی نوبت نہیں آنے دیتے اور یہ کہنا کہ شیعہ سنت مصطفیٰؐ کے منکر ہیں افتراء اور بہتان ہے“

(دفاع عن العقیدہ والشریعہ صفحہ ۲۶۵ طبع مصر)



اہل تشیع کے ماخذ کتاب و سنت ہیں

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان

اخوان المسلمین عراق کے اہم رکن ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں۔

ادلة الفقه فى المذاهب الجعفرى هى الكتاب والسنة والاجماع والعقل (الى ان قال) و يوجد المذهب الجعفرى فى ايران والعراق والهند و باكستان و فى لبنان وله اتباع فى الشام ايضا و غيرها من البلاد و ليس بين الفقه الجعفرى والمذاهب الخحرى من الاختلاف اكثر من الاختلاف بين ابي مذهب و آخر الا ان الفقه الجعفرى انفرد عن المذاهب التى تكلمنا عنها بمسائل قليلة جدا

”شیعوں کے نزدیک فقہی متصا در کتاب و سنت، اجماع اور عقل ہیں۔۔۔۔۔ مذہب جعفریہ عراق، ایران، پاکستان، اور لبنان میں پلایا جاتا ہے اس کے پیروکار شام اور غیر شام میں بھی موجود ہیں۔ فقہ جعفریہ اور دوسرے اسلامی مذاہب ہیں اتنا اختلاف نہیں ہے جتنا دوسرے مذاہب کے مابین ہے فقہ جعفریہ بہت کم مسائل میں منفر ہے۔“
(المدخل الدر استة الشریعة الاسلامیة صفحہ ۱۷۶-۱۷۸ طبع قاہرہ)



سپاہ صحابہ کے کفریہ عقائد کی ایک جھلک

ذیل میں ہم سپاہ صحابہ کے (اکابرین کے) غلیظ کفریہ عقائد کی ایک جھلک ان کی مستند کتب کے حوالہ جات کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اب یہ برادران اہل سنت کا فرض ہے کہ وہ یا تو ان عقائد کا اقرار کریں یا پھر اہل سنت کا نام استعمال کرنے والی سپاہ صحابہ کے کفر کا اعلان کریں۔ سپاہ صحابہ والے بھی ہمت کریں کہ یا تو ان عقائد کو تسلیم کر کے اپنے ان غلیظ عقائد کا اعلان کریں یا پھر اپنے ارتداد سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔

(یک روزہ فارسی صفحہ ۱۷، ۱۸ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

(۲) افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔

(الہمد للمقل جلد ۱ صفحہ ۴۱ مطبع البطلانی ساڈھورہ)

(۳) میں (مولوی حسین علی واں مجرہوی) نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ مجھے بصورت معافہ پل صراط لے گئے اور میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ پل سے گر رہے ہیں تو میں نے آپ کو گرنے سے بچا لیا۔

(بشرات بلغہ اسکران ص ۸ مصنفہ حسین علی واں مجراں)

(۴) سوال: بعض لوگ تمثیلاً کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام حسینؑ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہے۔
الجواب: قبور پر گنبد اور فرش بنانا ناجائز اور حرام ہے، بنانے والے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔

(عزیز الرحمن مفتی دیوبند فتاویٰ دیوبند ج ۱ ص ۱۳)

(۵) ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں، فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا رابطہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔

(براصین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد، انیسٹھوی ص ۲۶ مطبوعہ دیوبند)

(۶) میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقویۃ الایمان، ص ۶۹)

تحقیقی دستاویز

- (۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔
(مصنف۔ اسماعیل تقویۃ الایمان، ص ۴۷ طبع لاہور)
- (۸) یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے ہمارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔
(تقویۃ الایمان، ص ۱۰ طبع فاروقی دہلی)
- (۹) وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔
(یقویۃ الایمان، ص ۶۸ طبع لاہور)
- (۱۰) کلمہ :- لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ
درود :- اللہم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی
(الامداد، ماہ صفر الحظفر ۱۳۲۶ھ ص ۳۵ طبع امداد الطالع خانہ بھون انڈیا)
- (۱۱) نماز میں زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالت نبی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔
(صراط مستقیم فارسی صفحہ ۸۶ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)
- (۱۲) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
(تخذیر الناس، ص ۶۳ مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند)
- (۱۳) دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہیں یا کل، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر مہمی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔
(حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی صفحہ ۸ مطبوعہ دیوبند)
- (۱۴) ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔
(براین قاطعہ، ص ۲۵ مطبوعہ دیوبند)
- (۱۵) پھر جس تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ ○ جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
(مرثیہ از محمود الحسن دیوبندی، صفحہ ۱۱ طبع مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

(۱۶) اس نے کہا میں نے ایسا خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے حضرت نے فرمایا کہ بیان تو کرو، ان صاحب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں، حضرت نے فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے۔

(مزید المجید تھانوی، ص ۶۶، افاضات الیومیہ تھانوی، جلد ۱، ص ۱۳۳)

(۱۷) غم اس وقت تھا جب آپ (امام حسین) شہید ہوئے۔

(فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی جلد نمبر ۲ ص ۱۳۳)

(۱۸) محترم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ یا سبیل لگانا، شروت پلانا، چندہ سبیل اور شروت یا شروت پلانا سب نا درست اور تشبیہ و افص کی وجہ سے حرام ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد نمبر ۳ ص ۱۱۳)

(۱۹) خواب میں حضرت فاطمہ کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی جلد ۲ ص ۳۷)

(۲۰) نیز اس کے متعلق میں نے ایک خواب بھی دیکھی تھی کہ حضرت عائشہ میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہ کو بوقت نکاح حضور کے تھی وہ ہی نسبت ان کو ہے۔

(افاضات الیومیہ جلد ۱ ص ۶۸)

(۲۱) کسی پیر، فقیر، پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے ایسے عقائد والے بکے کافر ہیں اور ان کا نکاح نہیں ہوتا۔

(جو اہل القرآن صفحہ ۷۸ طبع راولپنڈی)

(۲۲) جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کو مشکل وقت میں پکارے اور آپ کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے تو وہ شخص اور ابو جہل شرک میں برابر کے شریک ہیں۔

(تقویہ الایمان صفحہ ۶ طبع لاہور)



اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کا تاریخی فتویٰ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مسلمانوں کے دین و ایمان کو بچانے کی غرض سے ان دیوبندی (سپاہ صحابہ) کے خلاف فیصلہ کن فتاویٰ جاری کئے ان فتاویٰ میں سے صرف ایک کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

”دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد، اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا‘ مرتد مرد ہو یا عورت“۔

مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے خصوصاً ”دہابیہ دیوبندیہ“ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت و جماعت کہتے، خفی بنے، چشتی نقشبندی بنے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں ہوشیار، خبردار، مسلمانو! اپنا دین و ایمان بچائے ہوئے۔

فاللہ خیر حافظا و هو ارحم الراحمین - واللہ تعالیٰ واعلم
کتبہ!

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمد بن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۱۲ طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مناظرہ جھنگ کے منصفین کا فیصلہ

آج مورخہ ۲۷/۷/۲۰۰۸ء کو بمقام ہنگلہ (نول والہ) تحصیل جھنگ، مولانا حق نواز صاحب عالم دیوبندی اور مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب (عالم بریلوی) کے مابین مناظرہ منعقد ہوا جس کا موضوع یہ تھا۔

”دیوبندی مناظرہ“ یہ ثابت کرے گا کہ علامتے بریلی کی عبارات جو ان کی کتب مقبرہ میں موجود ہیں گستاخانہ اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں۔ جبکہ ہومیلو کے مناظرہ یہ ثابت کرے گا کہ علامتے دیوبندی کی عبارات جو ان کی کتب مقبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں۔ — مناظرہ مذکورہ میں دیوبندی مکتب فکر کی جانب سے مولانا منظور احمد صاحب (چیفیٹ)، اور بریلوی مکتب فکر کی جانب سے مولانا عبدالرشید صاحب (رضی) نے صدر مناظرہ کے فرائض انجام دیئے۔ ہم ”منصفین“ بالاتفاق فیصلہ کرتے ہیں اور اس مناظرہ کو مولانا محمد اشرف صاحب (سیالوی، بریلوی) مناظرہ کو ان کے نسبتاً وزنی استدلال کی بنا پر کامیاب قرار دیتے ہیں۔

مورخہ ۲۷/۷/۲۰۰۸ء

پروفیسر تقی الدین انجم
تقی الدین انجم
محمد منظور خاں - ایڈوکیٹ

غلام بلدی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول
بیل پڑا۔ جھنگ صدر
عقلم نازکی عظم حق

محمد سعید محمد سعید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتداء

گذشتہ کچھ عرصہ سے وطن عزیز قتل و غارت کی وارداتوں کی لپیٹ میں ہے۔ اہم شیعہ شخصیات کے قتل کے ساتھ ساتھ امام بارگاہیں اور مساجد بھی نشانہ بن چکی ہیں۔ یہ واقعات انتہائی افسوس ناک اور گھناؤنی سازش ہیں۔ تحریک جعفریہ پاکستان کا یہ موقف رہا ہے کہ عبادت گاہوں پر حملے ہندو ذہنیت کا شاخسانہ ہیں اور پاکستان میں شیعہ، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، صوفیا کرام اور علماء و مشائخ عرصہ دراز سے باہم مل جل کر رہتے چلے آرہے ہیں۔ اگرچہ ان کے درمیان مسلکی اختلافات موجود ہیں جو صدیوں سے چلے آرہے ہیں لیکن کوئی مسلک قتل و غارت گری اور مذہبی مقلات کے تقدس کو پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہر سانحے اور ہر واقعے کے بعد حکومت کی طرف سے اس قسم کے واقعات کو سنی شیعہ فسادات کا نام دے کر اصل حقائق سے چشم پوشی کی جاتی ہے اور اسی آڑ میں شیعہ سنی تنظیموں کے کارکنوں اور عمیدیاروں کی گرفتاریاں شروع کر دی جاتی ہیں۔ جس سے اصل مجرموں کو بچ نکلنے کا موقع مل جاتا ہے اور بعض اوقات تو خود انتظامیہ ہی انہیں موقع فراہم کر دیتی ہے۔ عام طور پر بروزن بیت شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد کو گرفتار کر لیا جاتا ہے جبکہ شیعوں کی بااثر اور نمائندہ جماعت تحریک جعفریہ پاکستان نے ہمیشہ ملی وحدت اور یکجہتی کے فروغ کے لئے عملی اقدامات اٹھائے ہیں۔ انتہائی کٹھن مراحل میں بھی ہماری قیادت نے شیعہ عوام کو صبر و تحمل کی تلقین کی ہے لیکن حکومتی مشینری اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے فسادات میں ہر شیعہ کو مجرم سمجھ لیتی ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ فسادات کے اسباب پر جب گفتگو ہوتی ہے تو شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے ذمہ دار افراد کا موقف نے بغیر حکمران اپنے طور پر کچھ فیصلے کر دیتے ہیں جو جانبداری اور ناانصافی ہے۔

چند ماہ قبل صوبائی کابینہ پنجاب (عارف نکلی کی صوبائی کابینہ ۱۹۹۶ء) کے اجلاس میں سپاہ صحابہ کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کی جماعت کے رہنما شیخ حاکم علی نے ان فسادات کی وجوہات شیعوں کی طرف سے لکھی جانے والی کتابوں کو قرار دیا اور اس ضمن میں کابینہ کے اندر ایک دستاویز بھی دکھائی اور شیعہ مصنفین کی لکھی گئی بعض کتابوں کے ایسے مندرجات پڑھ کر سنائے جو سامعین کے لئے اشتعال انگیزی کا موجب ہوئے۔ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ اس مقام پر شیعہ مسلک کا نقطہ نظر بھی سنا جاتا اور سپاہ صحابہ کی طرف سے اور اسی طرح دیوبندی



حضرات کی طرف سے شیعہ کے خلاف اور آئمہ کرام اور اہل بیت پیغمبر اکرمؐ کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے اور زہر افشانی کی گئی ہے وہ بھی بیان کیا جاتا اور پھر دیوبندیوں، بریلویوں اور اہل حدیث نے ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اسے بھی ان کی کتابوں سے پڑھ کر سنایا جاتا۔ اسی طرح خلفائے راشدین، انبیاء کرام اور پیغمبر اکرمؐ اور اہل بیت، آئمہ اہل بیت، اولیائے کرام اور آئمہ اہل سنت کے متعلق ماضی میں اہل سنت کی معتبر کتابوں میں جو کچھ اہانت پر مبنی عبارتیں اور بیانات درج ہیں ان کو بھی کوئی بیان کر دیتا۔ لیکن صد افسوس کہ اس مقام پر ایک طرفہ موقف سنا گیا۔ اور اسی کی روشنی میں فیصلے کئے گئے۔

ان سطور کے ذریعہ ہم اس ناانصافی کو ریکارڈ پر لا رہے ہیں کہ اس موقع پر ایک طرفہ موقف سننے کی بجائے شیعہ اکابرین، علماء کرام یا ان کی نمائندہ جماعت تحریک جعفریہ پاکستان کا موقف سنا جائے۔ یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ سپاہ صحابہ سے تعلق رکھنے والے صوبائی وزیر کے ذریعہ جو موقف پیش کیا گیا ہے وہ بھی اہل سنت حضرات کا قطعی موقف نہیں کیونکہ سپاہ صحابہ اہل سنت کی نمائندگی نہیں کرتی۔ درحقیقت وہ انتہائی محدود اور تعصب پر مبنی فکر رکھنے والے دیوبندیوں کے ایک مختصر مسلح گروہ کی نمائندگی کرتی ہے۔ دیوبندی حضرات کی معروف مذہبی و سیاسی جماعتوں میں جمعیت علماء اسلام (س)، جمعیت علماء اسلام (ف) اسی طرح بریلوی مسلک کے مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار نیازی اور مولانا طاہر القادری جبکہ اہل حدیث کی معروف پانچ جماعتیں ہیں اسی طرح جماعت اسلامی جدید فکر کے مالک سنی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ سپاہ صحابہ کے منشور اور نام سے ہی محدودیت نکلتی ہے اور شیعہ دشمنی ان کی اساس اور بنیاد میں شامل ہے۔ لہذا انہیں سنی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت سمجھ کر کابینہ میں فقط ان کی بات کو سن کر کسی قسم کا فیصلہ کرنا انتہائی ناانصافی اور ملک میں افراتفری میں اضافے کے سوا اور کچھ نہیں۔ شیعہ مسلمانوں نے بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور دیگر آزاد فکر مسلمانوں کے شانہ بشانہ پاکستان بنانے اور اس کے تحفظ و استحکام کے لئے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ بلکہ خود بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح شیعہ تھے۔ آج بھی شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد کی نمائندہ جماعت تحریک جعفریہ پاکستان ملک کی تمام مذہبی جماعتوں کے شانہ بشانہ ملی وحدت و یکجہتی کے لئے سرگرم عمل ہے۔

سپاہ صحابہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں وطن عزیز میں فرقہ پرستی اور مذہبی دہشت گردی کے بانی یہی لوگ ہیں۔ پنجاب کے امن و آشتی کے مسکن جھنگ میں جب اس تنظیم کی بنیاد ڈالی گئی انہوں نے سب سے پہلے فرقہ وارانہ خطوط پر مبنی اپنی کاروائیاں اور اقدامات شروع کئے۔

○ بریلوی حضرات سے جھنگ میں مناظرے کئے گئے۔ ایک دوسرے کے قتل کی باتیں ہوئیں۔ سپاہ صحابہ کے بانی جن نواز جھنگوی پر مختلف تھانوں میں قتل و فسادات کے سو سے زائد مقدمات درج تھے جس کا ریکارڈ جھنگ



پولیس کے پاس موجود ہے۔

○ جھنگ میں سب سے پہلے بریلوی مسلمانوں کا قتل انہی لوگوں کے ہاتھوں ہوا اور پرچہ اس جماعت کے بانی کے نام درج ہوا۔

○ ضلع لیہ کے اے سی چوہارہ کو سپاہ صحابہ نے اغوا کیا

○ ضلع جھنگ میں پولیس مقابلہ سپاہ صحابہ نے کیا

○ ضلع جھنگ کے سپرنٹنڈنٹ جیل زین العابدین کو سپاہ صحابہ نے قتل کیا

○ ضلع جھنگ میں بکتر بند گاڑی پر میزائل سپاہ صحابہ نے داغے

○ لاہور میں ایرانی سفارت کار کا قتل سپاہ صحابہ نے کیا۔

○ کھاریاں کے قریب عظمت اسلام کانفرنس سے واپس آنے والی بس پر سپاہ صحابہ نے فائرنگ کی جس سے آٹھ افراد کی شہادت ہوئی۔

○ ملک کے مختلف حصوں میں نامور شیعہ علماء، ذاکرین، خطباء کے قتل عام میں سپاہ صحابہ کے افراد ملوث تھے۔ اور بہت ساری وارداتوں میں موقع پر گرفتار ہوئے اور قتل کی وارداتوں کا اعتراف کیا۔

○ اس کے علاوہ دسیوں قتل کی وارداتوں، بینک ڈکیتیوں میں سپاہ صحابہ کے گرفتار ملزموں نے پولیس کے سامنے اعترافات کئے جو کہ قومی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔

○ حالیہ واقعات میں نامور شاعر اور خطیب سید محسن نقوی کی شہادت ہو یا ڈاکٹر محمد علی نقوی کی شہادت، کشنر سرگودھا کی شہادت، مولانا عبدالکریم مشتاق کی شہادت ہو یا دوسری شیعہ شخصیات کا شہید ہونا اور میلی میں شیعہ مسلمانوں کا اجتماعی قتل یہ تمام تر کاروائیاں سپاہ صحابہ نے کیں۔ جس کا اعتراف انہوں نے خود کیا ہے

○ راجیل نامی مشہور قاتل کی سربراہی میں لاہور کی عدالت سے ایرانی سفارت کار صادق گنجی اور معروف شیعہ رہنما سید سکندر شاہ کے قاتل اور دیگر بیسیوں وارداتوں کے مجرم ریاض بسرا کو فرار کرایا گیا۔

○ بہاولپور میں عدالتی احاطے سے انتہائی خطرناک مجرموں کو پولیس کی حراست سے آزاد بھی انہی لوگوں نے کرایا۔

○ شہر سلطان بہاولپور اور سرگودھا میں شیعہ افراد بلکہ علماء کرام کے قتل میں ملوث سپاہ صحابہ سے تعلق رکھنے والے ہی گرفتار ہوئے اور ان وارداتوں کا اعتراف کیا۔

○ راجیل نامی شخص کو شاہ پور جیل سے فیصل آباد ہسپتال منتقل کروا کر فرار کرانے میں شیخ حاکم نے کردار ادا کیا جو بیسیوں افراد کا قاتل ہے اور دہشت گردی کی عدالت میں اس کا کیس چل رہا تھا اور معروف دہشت گرد گینگ

کا سرغنہ ہے۔



○ اسی طرح دیگر بیسیوں جرائم کا ارتکاب کرنے والے مجرم گرفتار ہوئے، راہزنی، ڈکیتی اور لوٹ مار کی وارداتوں کا تفتیشی افسران کے سامنے اعتراف بھی کر چکے ہیں۔ بعض سیاسی قتلوں میں موقع پر پکڑے جانے والے مجرم جیسے فیصل آباد میں چیمہ کا قتل یا ایم این اے ریاض پیرزادہ کے والد شاہنواز پیرزادہ کا قتل یہ تمام تر کاروائیاں سپاہ صحابہ ہی کی ہیں۔

○ اور حال میں خانہ فرہنگ ملتان کے ڈائریکٹر اور اس کے شیعہ سنی رفقاء کا قتل پھر شیخوپورہ کے معروف شیعہ بزرگ راہنما جرار زیدی اور لاہور کے ڈاکٹر باقر زیدی کا قتل اسی گروہ کا کام ہے۔

سپاہ صحابہ کے پلیٹ فارم پر سنی مسلمان نہیں بلکہ ڈکیت، قاتل، لٹیرے اور پاکستان دشمن موجود ہیں۔ جنہوں نے مذہب کا لبوہ اوڑھ لیا ہے۔ پنجاب پولیس کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے۔ یہ شیعہ سنی مسئلہ نہیں بلکہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ یہ شریعت گروہ اپنے گھناؤنے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے تحفظ ناموس صحابہ کی بات کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اہل سنت و الجماعت کے اکابرین اور شیعہ مسلمانوں کے اکابرین کو بر ملا گالیاں دیتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں۔ جس کی واضح مثال اسی گروہ کے سرپرست مولانا ضیا الرحمن فاروقی کی کتاب ”کنز الایمان پر پابندی کیوں؟“ کہ جس میں بریلوی اور دیگر اہل سنت مکاتب فکر کے افراد پر حج بیت اللہ جانے پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ دوسری کتاب ”فیصل اک روشن ستارہ“ اس کتاب میں بھی بریلوی مسلمانوں کے خلاف دل آزار زبان استعمال کی گئی۔ اور تیسری کتاب ”توحید و سنت“ جس میں بریلوی مسلمانوں کو مشرک و کافر کہا گیا ان کی تقاریر کی کیشیں وغیرہ جن میں شیعہ اور سنی بریلوی مسلمانوں کو غلیظ اور گندی گالیاں دی گئیں اس کے علاوہ ہیں۔

جہاد کشمیر کے نام پر حرکت الانصار کے پلیٹ فارم سے سپاہ صحابہ کے دہشت گرد عسکری تربیت لے کر ملک کے اندر قتل و غارت گری کو فروغ دینے اور شیعہ مسلمانوں کو مارنے کے سوا ان کا کوئی اور مشغلہ نہیں۔ ملک کے اندر قتل و غارت گری کی فضا کو فروغ دیکر کشمیر کا ز کو یہی لوگ نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آپ نے یقیناً ایجنسیوں کی رپورٹوں کو مطالعہ کیا ہوگا اور ان کے مسلح دستوں سے آگاہ ہوں گے۔ جنوبی پنجاب بالعموم اور بہاولپور ڈویژن میں بالخصوص اب تک کثیر تعداد میں شیعہ اکابرین، شخصیات اور علماء کا قتل عام ہو چکا ہے۔ اور سپاہ صحابہ کے گرفتار ہونے والے افراد نے ابتدائی تفتیش میں ان تمام وارداتوں کا اعتراف کر لیا ہے

ضلع جھنگ، چنیوٹ اور شور کوٹ کا ریکارڈ منگوائیں کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ انہوں نے قرآن مجید کو آگ لگا کر شیعوں کے خلاف پرچہ درج کرایا۔ بعد میں اصل حقائق منظر عام پر آئے ان سے پتہ چلا کہ یہ کام خود ان کا اپنا ہے۔ اسی طرح جھنگ میں حق نواز جھنگوی کے خون کو گرمانے کے لئے ایک دفعہ خود مسجد کی صفوں کو آگ



لگادی گئی اور پرچہ شیعوں پر کرایا گیا۔ بعد میں تحقیقات اس کے برعکس نکلیں
ہماری جماعت نے کبھی بھی کسی کے قتل کی بات نہیں کی اور نہ ہی کسی ایسی کارروائی کی حوصلہ افزائی کی
ہے۔ اگر کسی شیعہ کی طرف سے انفرادی طور پر کوئی بھی اقدام ہوا وہ یقیناً دفاع میں ہوا۔

رہی کتابوں کی بات تو سب سے پہلے شیعہ مسلمانوں کے خلاف ان کی طرف سے کتابیں آئیں۔ برصغیر
میں شیعہ مسلمانوں کے خلاف پہلے کتاب ”تحفہ اثنا عشریہ“ لکھی گئی جس میں اہل بیت رسولؐ اور ان کے ماننے
والوں کو نکلی گالیاں دی گئیں۔ تو دفاع کے طور پر شیعہ مسلمانوں کی طرف سے اس کے جواب میں متعدد کتب
تحریر کی گئیں اسی طرح یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا..... آخر یہ تو بتائیے کہ ”خلافت معاویہ و یزید“ جیسی رسوائے زمانہ
کتاب لکھنے والا مصنف کس مسلک سے تعلق رکھتا ہے؟ ”کتاب الشہادت“ کا مصنف مرزا حیرت دہلوی کس
مذہب کے ساتھ منسلک ہے۔ جس نے انبیاء کرام کی توہین کرتے ہوئے یوں لکھا ہے کہ

”ایک ابو بکر میں کل انبیاء کا خلاصہ موجود ہے۔ نہ موسیٰ اس کی برابری کر سکتے ہیں نہ عیسیٰ، خداوند
قدوس نے خود اس سے باتیں کیں اور مصیبت و تکلیف میں اس کی تسکین فرمائی..... اگر دنیا نے آنکھ کھول
کے محمد بن عبد اللہ کو کامل اور عظیم انسان دیکھا یا ابو بکر کو، اگرچہ جلوہ فاروقی اپنی جگہ پر خوب چکا لہذا اس نے
بھی بنی اسرائیل کے انبیاء کی بہت سی روشنیوں کو ماند کر دیا“

(کتاب الشہادت صفحہ ۱۵-۱۳ طبع مکتبہ جاء الحق کراچی)

اور علاوہ ازیں ”شامل علی“ جیسی توہین آمیز کتابیں کس طرف سے لکھی گئیں۔ ان کے خلاف آواز کیوں نہیں
اٹھائی گئی؟ ”جلاء الاذهان شیعہ پر ہزار سوال“ نامی شراغیز کتاب لکھ کر فرقہ واریت کو مزید کس طرف سے پھیلایا
گیا؟ دفاع ہر ایک کا حق ہے بالآخر مفکر اسلام مولانا عبدالکریم مشتاق نے ”ہزار تہناری دس ہماری“ کتاب لکھ کر
شیعہ مسلمانوں کا دفاع کیا۔ اور اب ضیا الرحمن فاروقی صاحب نے پھر جلتی پر تیل ڈالا اور ”تاریخی دستاویز“ نامی
کتاب شائع کر دی تو اس کے جواب میں شیعہ مسلمانوں کی طرف سے ”تحقیقی دستاویز“ منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوئی
لہذا جس فریق کی طرف سے فرقہ واریت کی ابتدا کی گئی اور جو اب بھی اس مملکت ہتھیار کو استعمال کر رہے ہیں
ان کا محاسبہ اسلام و وطن دونوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ پھر کتابیں تو چودہ سو سال سے ایک دوسرے کے
خلاف لکھی جا رہی ہیں۔ دیوبندیوں کی بنیادی کتب صحاح ستہ میں کتنی ایسی باتیں درج ہیں جو نہ فقط اصحاب پیغمبر
بلکہ خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہیں۔ واضح رہے کہ سپاہ صحابہ نے اپنے پلیٹ فارم
سے شائع کی جانے والی کتابوں، رسالوں، ہفتوں اور آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں مسلمانوں کے اکابرین کی توہین کی
ہے ان کے قتل کرنے اور ان کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اکسایا ہے۔ اور مسلمانوں کے فرقوں



کے مسلمہ عقائد اور نظریات کی تفہیک کی ہے۔ لیکن ارباب اقتدار کی طرف سے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ جب تک پنجاب حکومت مجرموں سے رعایت برقی رہے گی اور انہیں سرکاری وسائل فراہم کرتی رہے گی اس وقت تک امن و امان کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا چونکہ سابقہ دور حکومت میں حکومت پنجاب میں سپاہ صحابہ کے وزیر و مشیر تھے۔

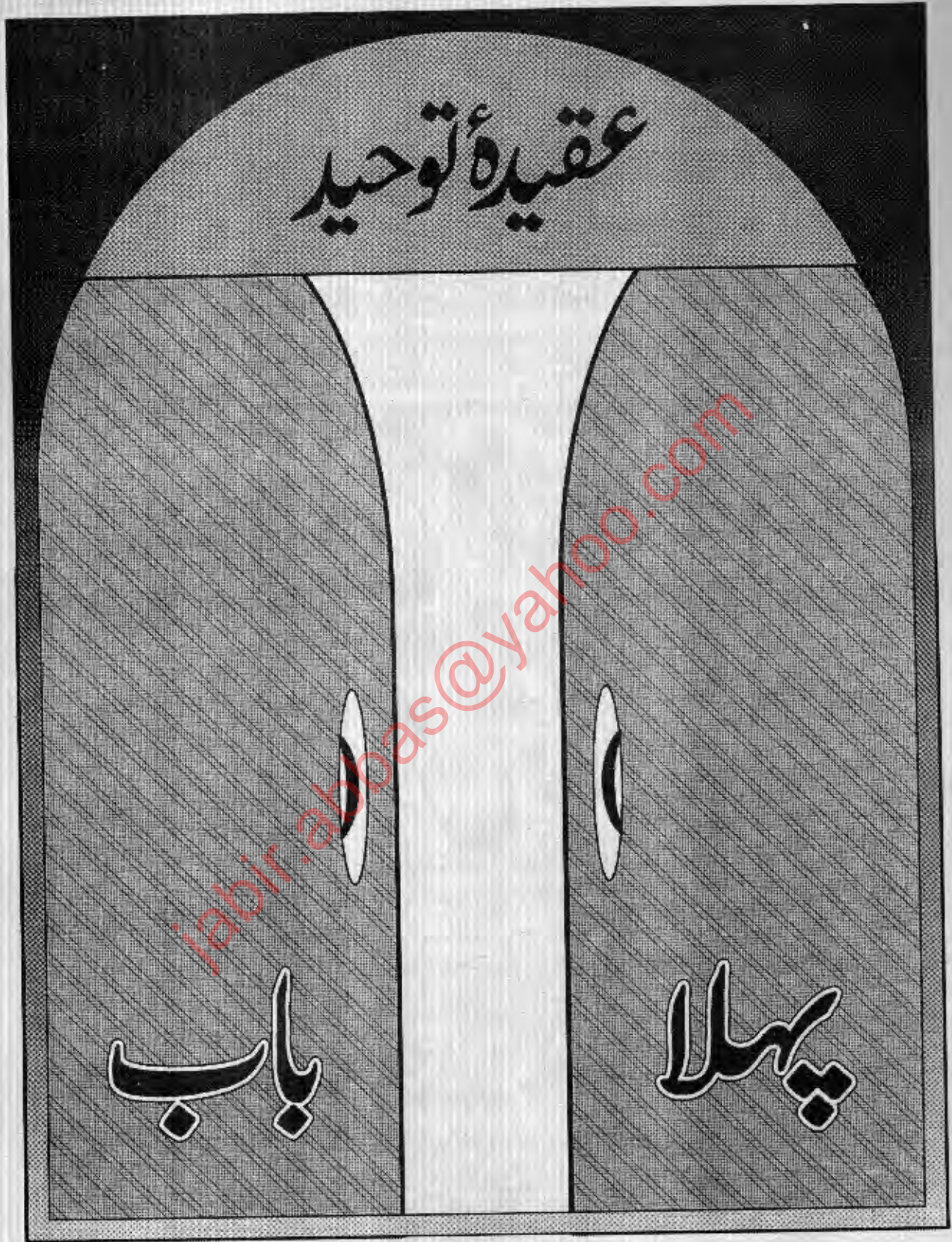
ہم ملک میں امن و امان کے خواہاں ہیں۔ انصاف مانگتے ہیں۔ سپاہ صحابہ کو سنی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت قرار دے کر ان کے موقف کو تمام اہل سنت کا موقف قرار نہ دیا جائے بلکہ ان کی اپنی جماعت کی رائے قرار دیا جائے۔

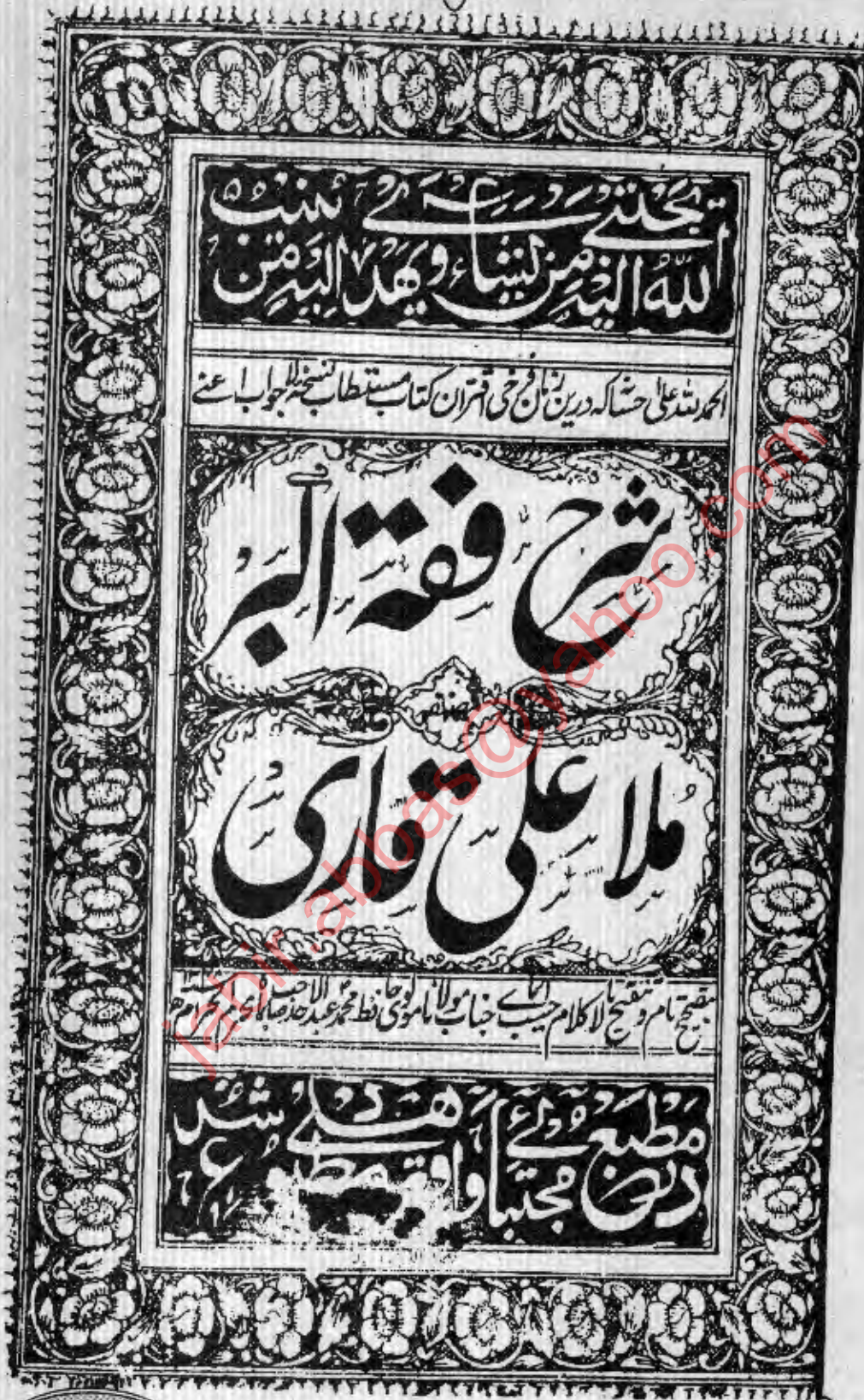
ہماری جماعت ملکی استحکام، جمہوریت کے فروغ اور مذہبی گروہوں میں اتحاد و یکجہتی کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے ہر اقدام کی ہمیشہ کی طرح ہر ممکن تائید کرے گی۔ انشاء اللہ

آخر میں ہم حکومت سے یہ تقاضا کریں گے کہ انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں اور کسی بھی ایک طرفہ کاروائی سے گریز کیا جائے تاکہ اہل تشیع میں کسی بھی قسم کا احساس محرومی پیدا نہ ہو سکے۔ اگر سپاہ صحابہ والے دجل و فریب سے تاریخی دستاویز نامی شراغینز کتاب لائے ہیں تو اس کے مقابلے میں ہماری یہ تحقیقی و علمی ”تاریخی دستاویز“ بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں سپاہ صحابہ کی ان بنیادی کتب کے عکس دکھائے گئے ہیں جن میں خدا، انبیاء کرام، اہل بیت رسول، ازواج پیغمبر اور صحابہ کرام کی توہین کی گئی ہے مگر اس کے باوجود یہ بات ناقابل فہم ہے کہ خود صحابہ کرام کی توہین کرنے والے کس منہ سے اہل تشیع صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں











امام ابو حنیفہ نے اللہ تعالیٰ کو ۱۰۰ مرتبہ خواب میں دیکھا

شرح فقہ اکبر

۱۵۲

لکن لا یقول علی انتقم من عوی المرؤیة من الصلح الخطیئة ان الخطیئة فی ابقاء
الکافر اهلون من الخطیئة فی افناء مسلم فی الفرض والتقدیر فالصواب ما قد مناه من
الجواب اتیان انعم مع اللعوی ما یخرج به عن عقیدة اهل التقیة فیکمل علیہ بانه من اهل الصلح
والترؤی والشرکاء عن من اتبع الهدی ومنتها روية الله سبحانه وتعالى المنام فالاکثر و
علیه جوازها من غیر کیفیة وجمیة وھیة ایضا فی هذا المرام فقد نقل ان الامام ابو حنیفہ قال
رأیت رب العزة فی المنام تسعا وتسعین مرة ثم رآه مرة اخرى تمام المائة وقصتها طویلة
لا یسہا هذا المقام ونقل عن الامام احمد انه قال رأیت رب العزة فی المنام مرة
فقلت یا رب یموت بک المتقربون الیک قال بکلا می یا احمد قلت یا رب
بغیرهم او بغیرهم قل بغیرهم او بغیرهم وقل رد عنه علیہ الصلوٰة والسلام انه قال رأیت رب
فی المنام وقد فری عن کثیر من الشک فی هذا المقام وهو نوع مشاہدہ یکور بالقلب
للکرام فلا وجه لعمد عن هذا المرام مع انه لیس باخبار واحد من الائمة و قد ورد عنه
صلی الله تعالیٰ وسلم انه قال رأیت ربی فی احسن صورة و فی رواية فی صورة
مثاب فقال الامام الرازی فی تأسیس التقدیس یجوز ان یرى الرب فی ربه فی
المنام فی صورة مخصوصة یظهر فیها لوان الترویا من تصورات الخیال وهو غیر
منفصل من الصور المتخیلة فی عالم المثال انه یوقد قال بعض مشائخنا
ان الله سبحانه تعالیٰ تعینات صوریة فی العقبی و به تزول کثیر من الاشکالات
علی ما لا یخفی و اما ما ذکره قاضی خزان من منع هذا المنام و شد فی هذا المقام
وقوله بنقله عن بعض العلماء الفخام فقد بینت جوابه وعینت صوابه فی
المرواة شرح المشکوة ومنها ان المقتول میت باجله و وقته المقدّر بموت
فقد قال الله تعالیٰ فاذا جاء اجلهم لا یستأجرون ساعة ولا یتفقون مؤن
وزعم بعض المعتزلة ان الله قد قطع علیہ اجله کذا عبادرة شرح العقائد
والصواب ما فی شرح المقاصد من ان القاتل قطع علیہ الاجل لان قتل
المقتول عند هم فعل القاتل واستدلوا بالأحادیث الواردة فی ان بعض
الظلمات یزید فی العمر و بان تلوکا یمیتا باجله کما استحق القاتل فی
ولا عقابا ولا دية ولا قصاصا واجیب عن الاول بان الله تعالیٰ

التوضیح
۱



2

[illegible]



بتشبيهه انما التشبيه ان يقال يد كيدنا وبعده كمنعنا وهكذا فصل
 الخلق من صفات الافعال فهو نوع خالق لجميع الاشياء علوا واسطة خلق الاصل
 وخلق الفاعلين وكذلك الاستواء اى العلو والجلوس والاستقرار على
 العرش استوى عليه بعد خلق السموات والارض فهو بالجمعة استواء
 يليق به وهو مع ذلك غير محتاج الى العرش بل هو الحافظ والممسك للعرش
 وغيره ومن ثم اثبت لنفسه جهة الفوق فيصير الاشارة اليه كما في حديث
 الجارية وحديث مسلم فقال باصبعه واخطا الشيخ دلى الله من اصحابنا
 حيث قال انه لا يشار اليه ولعل مراده كالاشارة الى المحسوسات قال شيخنا
 ابن القيم الاشارة اليه نعم حسا الى العلويات بالشرع كما اشار اليه من هو
 علمه وما يجب له ويمتنع عليه من افراخ الجهمية والمعتزلة والفلاسفة وقال
 شيخنا ابن تيمية هو تعالى على علمهم ومنه فوق سمواته كما ورد في رواية
 ابى داود ومحدث حسن وليس معنى قوله وهو معكم انه مختلط بالخلق
 فان هذا لا توجه اللغة وهو خلاف ما اجمع عليه سلف الامة وخلاف ما قطر
 الله عليه الخلق وكذلك النزول والصعود فينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى
 السماء الدنيا بذاته ثم يصعد الى عرشه وكرسيه واذ انزل فهل يجلس على العرش
 اولافيه قولان ووجه الحافظ ابن مندة القول الاول وقال انه ما ذهب اليه اهلنا
 احمد بن حنبل ورجحه شيخنا ابن تيمية القول الثانى وكذلك الصفات الباقية التي
 ذكرناها ولا فصل الصفات الفعلية تعاداة عند اكثر من اصحابنا قال
 البخارى ان حدثه لا يشبه حدث المخلوقين فهو يحدث الاوامر والا قوال

الله تعالى حب آية نيكى طرز نزل قرآن به تومش اس غل بهت



والأفعال كما قل كل بين عوفي شأن ولا يجوز إطلاق الحركة والانتقال على فعله
وان هم عليها الحركة والانتقال من مكان إلى مكان كما قال وجاء ربك وقال
هل ينظرون إلا أن يأتيهم الله في الحديث آيته هرولة واخرج البخاري
وابن الأثرم في كتاب السنة عن فضيل بن عياض أحد الأولياء الكرام و
الأئمة العظام قال إذا قال لك الجهمي أنا أقرب بيزول عن مكان فقل
أنا أؤمن برب يفعل ما يشاء وقال الحافظ عبد الرحمان بن مندة أنه نعم إذا
نزل يخلو منه العرش وهذا هو الانتقال وحكي عن ابن قتيبة أنه ينزل كما
أنا نزل من المنبر وفي حديث النزول ثم يصعد الجبار إلى كرسيه والصعود
والنزول والجيء والأتان لا تصور إلا بالحركة والانتقال واخطأ الشيخ زكي
من أصحابنا حيث قال تبعنا شيخنا ابن جرير الطبري ولا يصح عليه الانتقال لأنه
لم يقدم دليل شرعي على استحالة ذلك اخطأ الباقون الشافعي حيث
قرر مذهب السلف أنه تم برئ عن الحركة والانتقال ثم عزاه إلى شيخنا
عبد القادر الجيلاني اذ لم يأت بقول واحد من السلف على تلك البراءة
نعم حركته وانتقاله بلا كيف لا يشابه حركتنا وانتقالنا كما أن حدثنا لا يشابه
حدثنا فحركته وانتقاله عبارة عن ظهوره وتجليه في محل آخر غير محل الأول
وهو صحيح بلا مرية ومن ههنا قال إمامنا أحمد بن حنبل في رسالته إلى
مسدد بن مسرور أنه سبحانه إذا نزل فلا يخلو منه أمرش والتجلى و
الظهور في مكانين مختلفين أو في أمكنة مختلفة متعددة في آن واحد
لا يستحيل في ذات الله تعالى إنما المحال تمكن المكن في مكانين مختلفين في آن

الله تعالى كرسى بغير انتقال



اولیٰ انہی تہی خلق المستویۃ الذین بقادری علی ان یخلقوا شہکم و سلا
وہم لعلکم فی العلم اما صوفی اذا اراد شیئاً ان یقول لکافی فیسوہ

اور جس نے آسمان اور
زمین پیدا کی ہیں۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان
جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے۔ مزدور وہ قلم ہے اور دودھ
بید کرنا اور خوب بنانا ہے۔ چوبیس کسی پر کیا ہوا ہے کہ آجے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس پر کوئی
رہو جاہل رہ جاتی ہے۔

یاد روز فارسی

تصنیف

حضرت مولینا شاہ محمد ایل شہید

ناشر

فاروقی کتب خانہ بکسیر پیشہ رملتان

تعداد اشاعت ایک ہزار

۳۶ قیمت

مدلولہ کتب خانہ

مدلولہ بکسیر



اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے

اقول۔ اگر قول یہ وقوع مثل مذکور تجویز کذب مسطور است معاذا اللہ اذاکہ
 واما قول ہا مکان مثل مذکور پس تنزیم امکان کذب مسطور نیست۔ ملاوہ بریں
 قول کہ ہا مکان مثل مذکور بایں وجہ ہم سے تو اندشہ کہ اصلاً اختیار عدم وقوع او اصل واقع
 نمی شد و عدم اختیار بعدم وقوع مثل مذکور بل بہ عدم اختیار بقرآن مجید راستاً اصل
 ممکن نیست و اخل تحت قدرت الہیہ کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ
 عَلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا آذَنْتُمُوهُمْ، و نیز بعد اختیار ممکن است کہ ایشانرا قراوش گردانیدہ شود پس
 قول ہا مکان وجود مثل اصلاً منتهی بہ تکذیب نفس از نفوس نگردد و سلب قرآن مجید و صفیہ
 انزال ممکن نیست و اخل تحت قدرت الہیہ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ شِئْنَا لَنَسَفْتَنَّهُ بِالْآدَمِ الْأُولَىٰ
 اَلَيْسَ شَيْءًا لَا يَجْعَلُكَ بِهِ عَيْنًا وَكَيْفَ لَا

قوله۔ و هو محال لانه نقص والنقص عليه تعالى محال۔

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاته است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست
 پس لاسلم کہ کذب مذکور محال معنی مسطور باشد چہ مقدمہ تفسیر غیر مطابقہ مواقع و القائے
 آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی از قدرت
 از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ مواقع و القائے آں بر مخاطبین در قدرت
 اکثر افراد انسانی است۔ کذب مذکور لے منافی حکمت است پس ممتنع بالغیر نیست۔
 لهذا عدم کذب بر الکمالات حضرت حق سبحانہ سے شماندہ و اہل شانہ ہاں طرح سے
 کند خلاف اخرا و محاد کہ ایشانرا کے بعدم کذب مدح نے کند۔ و نیز ظاہر است



کہ صفت کمال ہیں کہ شخصہ کہ قدرت بر تکلم کذب ہے دار۔ و بنا بر عایت مصطفیٰ عقیقہ
حکمت تنزیہ از طوط کذب تکلم بہ کلام کاذب نے نمائہ ہاں شخص مدوح سے گرد۔
ہر سبب عیب کذب انصاف بہ کمال صدق بخلافیت کسے کہ لسان او اواف شدہ
اشد و تکلم بہ کلام کاذب نمی تواند کرد یا قوتیت مفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر
مطابقہ واقع نے تواند کرد۔ یا شخص کہ ہر گاہ کلام صدوق سے گوید کلام مذکور از و صادر
سے گرد۔ و ہر گاہ ارادہ تکلم بہ کلام کاذب سے نماید آواز او بندے گرد و یا نہان او اواف
سے شود۔ یا کسے دیگر ہن او را بندے نماید یا حلقوم او را حنہ سے کند یا کسے چند قضایا
صادقہ را یاد گرفته است و اصلاً بر ترکیب قضایا سے دیگر قدرت نے وار۔ بنا علیہ
کلام کاذب از و صادر سے گرد۔ ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مرح نیستند۔
و بالجلہ عدم تکلم بہ کلام کاذب ترفعا من عیب الکذب و تنزہا عن التکذیب بہاد
کمفات مدح ست و بنا بر مجاز از تکلم بہ کلام کاذب، سچگونہ از صفات مدائح نیست۔ یا
مدح آں بسیار آدون است۔ از مدح اول۔

قولہ (۱) کبریٰ دلیل الخ

اقول۔ ایں دلیل کبریٰ قیاس اول ست یعنی ہر چہ متمتع است داخل تحت
قدست الیہ نیست۔

مغنی نمائند کہ اگر مراد از لفظ متمتع دریں مقام متمتع ذاتی ست پس ایں مقدمہ مسلم
ست اما مفید نیست زیرا کہ وجود مثل مذکور متمتع ذاتی نیست تا در کلیتہ کبریٰ مدح گرد

تیت ز جہی رنک سہ



افعال قیچیہ مقدور باری تعالیٰ میں

۴۱

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہیں کیونکہ کلام نفسی کے تو صریح منکر ہی ہیں بلکہ غلامہ یہ ہوا کہ کلام لفظی باز قبیل افعال سے از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو موسیٰ صفت کہا گیا ہے وہ بالبیانہ صفت فعلی ہوگی نہ صفت ذاتی ہمارا مطلب اس موقع میں فقط یہی ہے کہ صدق و کذب مذکور صفات فعلیہ ہیں سو وہ تو بعد الدنایات و ظاہر ہو گیا مگر وہ باتیں ہمارے مفید و ماحیات مذکور سے اور معلوم ہو گئیں اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات فعلیہ میں داخل ہے بیج و ہو سب جائز لا یفعل القیچیہ سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر و صاحب کا وہ ہونیا علی السلام و ستون بطلانہ فرماتا اسکے لئے دلیل ثانی جو سوہ دونوں باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

مقدمہ ہفتہم

مقدمہ ہفتہم

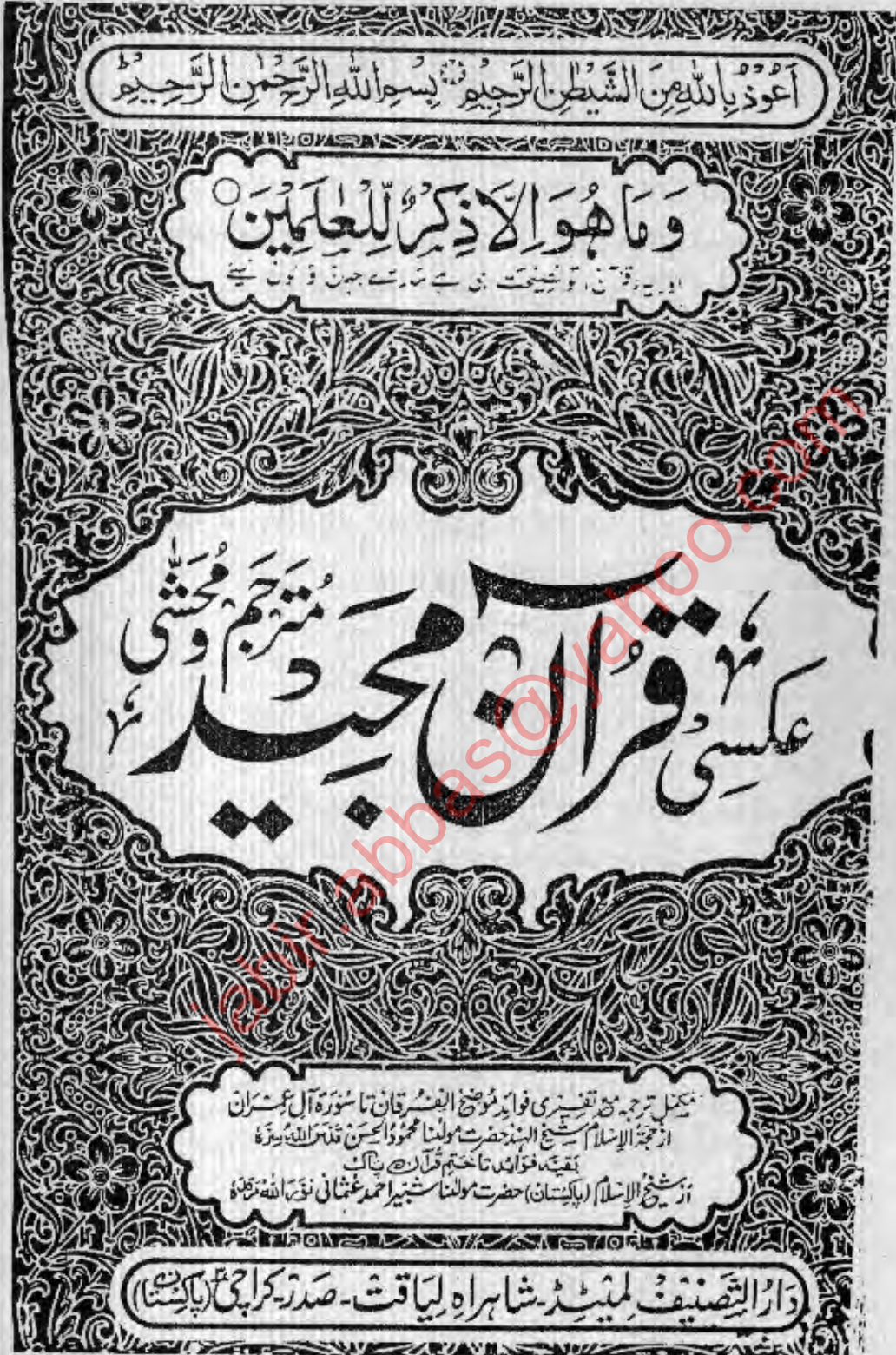
امریتم یہ ہے کہ صدور قبایح اور قدرت علی القیچیہ میں زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند اہل السنۃ بہ نسبت ذات خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دوم مسلمات میں سے ہے جسے جانتے ہیں کہ ذات تعالیٰ شانہ سے افعال قیچیہ کے صدور کی نوبت نہیں آسکتی لیکن افعال قیچیہ کو مشل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ خرابی ہے تو وہ دن کے صدور میں ہے نفس مقدوریتہ میں اصلاً کوئی خرابی لازم نہیں آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدتہ ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے میں عموم قدتہ علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات اہل سنت میں سے ہے باطل ہو جائیگا کتب عقاید میں قدرت تعالیٰ عیم سائر الممکنات اور کل ممکن مقدور موجود ہے اور امکان کو معجم مقدوریتہ کہنا سب کا قول ہے پر صورت مقدوریتہ قبایح میں سوا ذلک مذکورہ امتناع ذاتی میں سے کسی کا تحقق لازم نہیں آتا تو اب افعال قیچیہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہیں البتہ جو امور ایسے ہوں کہ اس کے امکان صدور سے انکار ذات عن نفسہ یا انکار کال لازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو اگر قدرت قدیمہ سے خارج ملنے تو حق ہے کہ لا ینفع علی اللیب یا بملہ قبایح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا اور مذہب اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر انکے تحقق و فعل صدور کے کبھی نوبت نہیں آسکتی جس کا خلاصہ ہوا کہ قبایح تحت القدۃ داخل ہو کر بوجہ حکمت و عدل و تقدس ممنوع الوقوع ہیں یہ ہرگز نہیں کہ امور



۴۴

امتناع ذاتی کا دعویٰ کیا جائے بلکہ امر میں مذکورین یا حق میں سے کسی ایک طریقہ سے امتناع ذاتی کا ثبوت
فرمانا ضروری ہے یعنی یہ تو یہ امر متفق ہونا چاہئے کہ در صورت کذب کلام لفظی انکار ذاتی یا لوازم ذاتی
من ذات الملزوم ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کسی دلیل سے معلوم ہو جائے کہ کذب مذکور قدرت قدیمہ سے
فی حد ذاتہ خارج ہے اور بالنظر الی المقدمہ متمم تحقیق ہے کسی دوسری صفتہ مثل حکمت و عدل وغیرہ
کی وجہ سے متمنع نہیں اور اگر دلیل عقلی ہو تو یہ ضرور ملحوظ رہے کہ در صورت کذب کلام لفظی ذاتی یا تالی
میں کوئی تغیر اور نقصان لازم آتا ہے یا صفات ذاتیہ میں یا صفات اضافیہ فعلیہ میں جب تک اس امر کی
تعمین ہوگی مثلاً لزوم نقص مطلق سے فریق ثلث کلام یعنی امتناع ذاتی ثابت نہ ہو سکے گا کیونکہ حسب
معمودہ سابق نقص فی الصفات الذاتیہ کا اور حکم ہے اور نقص فی الافعال کا دوسرا حکم ہے نقص
اول متمنع بالذات ہے تو نقص ثانی متمنع بالذات کے سوا یہ بھی ملحوظ رہے کہ کذب کلام نفسی کے متمنع ہونا
کی وجہ سے کلام لفظی کا امتناع ثابت کریں تو یہ بھی بیان فرماویں کہ ہر دو حسی مذکورہ کلام نفسی ہیں ہے
مومن سے معنی مراد ہیں اور اومن معنی من امتناع کذب کیسا ہے ذاتی یا بالذات یا بالذات یا بالذات یا بالذات
توجہ استدلال و اعتراضات فریق ثانی کا البطلان بالذات ثابت ہو جائیگی عقلیہ ہون یا نقلیہ کیا سیاق
مفصل مافیہ امر سب پر روشن ہے کہ جو حضرات فیض غیر مطابق المواقف کو مقصد و باری فرماتے ہیں
اؤ کیا یہ طلب ہے کہ باوجود انکشاف واقع اور اگر عدم مغایرت تفسیر غیر واقعی کا مقصد اصدار قدرت
باری جل سلطانہ میں داخل ہے یہ مدعا ہرگز نہیں کہ بسبب عدم انکشاف واقع امر خود ہی کو قویٰ محکم میں کو
بعید تامل ہے تفسیر غیر واقعی کا مقصد و منزل مقصد و باری ہے و نیز ہاؤن بسبب کمال لافنی علی من کان لہ
قلب و لافنی بالسمع و ہوشہ یعنی مثلاً حالت قعود زید میں جناب باری کو اس کے قعود کا علم تمام ضروری
ہے اور تفسیر زید قائم کے خلاف واقع ہو گیا بھی ہوا ہوا انکشاف ہے مگر باوجود اس کے باقاعدہ احتیاج
جہ کہ یہ قیاس کا مقصد فرمانا اور لباس حروف و الفاظ و طائر کے ملائکہ و عباد و پرتال کر دینا ایزد فعال کی قدرت
قدیمہ میں داخل ہے یہ نہیں کہ حالت قعود زید میں بسبب عدم علم و غلطی انکشاف اس کو قیاس کے مجاہد
زید قائم فرمایا مگر ہے جسکو یہ کذب فی العلم یعنی اصل کہنا چاہئے اسکی امتناع ذاتی میں کسکو کلام ہے
خلاصہ یہ نکلا کہ یہ امتناع میں التفریق میں امکان کذب فی الکلام لفظی ہے امکان کذب العلم
اگر گنہگار ہیں۔

۴۴





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کا مکمل نادرہ حصہ
 منہ جیت لیا ہے۔ آپ کو ان کاتبان (ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا

جامع ترمذی

بشمائل ترمذی

محدث حلیل امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ
 (م ۱۳ رجب ۲۴۹ھ)
 مترجم

مولانا علامہ محمد صدیق سعیدی ہزاروی

تصحیح و تزیین: سید حامد لطیف چشتی
 ناشر

اردو بازار
 لاہور ۲

فرید بک سٹال

تحقیقی دستاویز



اللہ تعالیٰ اپنا قدم دوزخ میں ڈالے گا

الواب تفسیر القرآن

۵۱۵

ترمذی شریف مترجم اردو

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرافت مال (سے) ہے اور عزت تقویٰ (سے) ہے۔ یہ حدیث کمرہ کی روایت سے حسن غریب صحیح ہے سلام بن ابی مطیع کی روایت سے ہم اسے نہیں بھیانتے۔

الاعرج وغير واحد قالوا انما يؤمن من محمد بن عبد الله بن أبي مطيع عن قتادة عن الحسن بن سارة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال المحسب المال والكرم التقوى هذا حديث حسن صحيح غريب من حديث سمرة لا نعرفه الا من حديث سلام بن ابی مطيع۔

تفسیر سورۃ ق

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم برابرہ بنیٰ من مزید کہنتی رہے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ (جیسا اس کے شایان شان ہے) اپنا قدم اس میں رکھے گا وہ کچھ گی تیری عزت کی قسم! بس بس! اور وہ یا ہم کسمٹ جائے گی۔ یہ حدیث حسن صحیح اس طریق سے غریب ہے۔

تفسیر سورۃ ذاریات

قبیلہ ربیعہ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میں مدینہ طیبہ آیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے سامنے عادی کے قاصد کا ذکر کیا میں نے کہا میں قاصد عادی کی مثل ہو جاتے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عادی کے قاصد سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا آپ واقف حال تک پہنچے بات یہ ہے کہ جب قوم عادی قحط میں مبتلا ہوتی تو ان لوگوں نے ایک سردار کو بھیجا۔ وہ بکرین معاویہ کے پاس انہما میں نے اسے شراب پلائی اور دوزخ میں آواز لگاتے والیوں نے اسے گانا سنایا۔ پھر وہ تہرہ کے پہاڑوں کی طرف گیا۔ اور دعا کی اسے اللہ! میں تیرے پاس کسی بیماریا کے علاج کی خاطر نہیں آیا اور نہ ہی قادیہ دیکر کسی قیدی کو چھڑائے آیا ہوں اسے اللہ! تو اپنے بندہ کو جس قدر سیراب کر سکتا ہے سیراب کر۔ اور اس کے ساتھ ہی بکرین معاویہ کو سیراب کر۔ یہ اس شراب کا بدلہ تھا جو بکرے نے اسے پلائی تھی اس کے لئے

۱۱۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حَبِيبٍ أَنَّ يُونُسَ بْنَ مَحْبَبٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّادَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَذَلُّ جَهَنَّمَ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْجَحِيمَةِ قَدَامَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ وَتَعْدِيكَ وَيَذْوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ۔

سورۃ الذاریات

۱۱۹۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّادَةَ عَنْ سَلَامٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِي الْجَوْدِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ رِبْعَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ عِنْدَهُ وَأَخْبَرْتُهُ فَقُلْتُ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ وَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ فَقُلْتُ عَلَى الْخَيْرِ سَقَطَتْ أَنْ عَادَ لَنَا أَفْطَتُ بَعَثْتُ قَبِيلًا خَنَزَلٌ عَلَى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَقَاةَ الْخَمْرِ وَغَنَتَهُ الْجَرَادُ تَانِ شَرَّ خَدْرَجٍ قُبْرِيٍّ جِبَالٌ مَهْرَةٌ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي لَأَتُوبُكَ بِرَيْطِي فَأَدَاوِيَهُ وَاللَّهِ لَأَسِيرَ فَأَدِيَهُ فَأَسْتَبِيْعَهُ لَمْ أَكُنْتُ مُسَيِّبِهِ وَأَسْتَبِيْعَهُ بِكَرْبِ بْنِ مُعَاوِيَةَ يَشْكُرُ لَكَ الْخَمْرَ الَّذِي سَقَاةَ قَدَفِعَ لَكَ سَحَابَاتٍ

ملہ اور زیادہ ہے ۱۲

جلد دوم

تحقیقی دستاویز

165



اصحاح سند ابی عوانہ

لِلْإِمَامِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ
أَبِي عَوَانَةَ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ
الْمُتَوَفَّى سَنَةَ ٣١٦ هـ

نَاشِرٌ
قَذَافِي رَوْدَا
كَرَجَاكَه
الْمَكْتَبَةُ الطَّبْسِيَّةُ
بِجَهْرَانَوَالِه



ج- ۱

۱۸۷

مسند ابی عوانة

اور حمله علیہا فتقول قط قط (۱) • ورواہ عبدان عن ابيه عن شعبة
فقال قط قط •

حدثنا محمد بن عوف وعلان بن المغيرة وابو قرصافة قالوا ثنا
ادم بن ابی ایاس قال ثنا شيبان عن قتادة عن انس بن مالك عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال لا تزال جهنم تقول هل من مزيد حتى يضع رب العزة
فيها قدمه فتقول قط قط وعزتك • وينزوي بعضها الى بعض •

حدثنا ابو عروبة قال قال ابو عمر ان اربعة، وقال ثابت رجلان فيعرضون
على الله ثم يؤمر بهم الى النار قال فقلت احدهم فيقول اى رب
قد كنت ارجو اذ اخرجتني منها ان لا تعبد • قال فينجيه الله منها •
حدثنا الصاغاني قال ابنا يحيى بن ابی بكر قال ثنا حماد بن سلمة •
باسناده نحوه

حدثنا ابو جعفر الدارمي قال ثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد
قال ثنا ثابت وابو عمران الحوافي عن انس بن مالك • ولا يزال في
الجنة فضل حتى ينشئ الله خلقا فيسكنه فضول الجنة •

تحتاجت
الجنة والنار

حدثنا السامي قال ثنا عبد الرزاق قال ابنا معمر عن همام بن منبه
عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحتاج الجنة
والنار فقالت النار او ثرت بالمتكبرين والمتجبرين وقالت الجنة مالى

(۱) بمعنى حسب حسب وتكررها للتاكيد، بمع.

الله تعالى ابنا حماد بن سلمة قال

تحقيق رستائز

167



تاريخ الخلفاء

سلسلة

الإمام الحافظ جلال الدين عبدالرحمن بن أبي بكر السيوطي
المتوفى في عام ٩١١ من الهجرة

[وبهامشه حل اللغات]

الناشر

وزع من - اصح المطابع - كاتخانة تجارت كمين

ازارته باغ - فريزر روى - بکراچى

تحقيق رستاويز

168



آدمی زنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرتا ہے

تاریخ الخلفاء

۷۷

اس مسئلہ عن الکلالۃ فقال انی سأقول فیہا برأی فان یکن صواباً فمن اللہ وان یکن خطاً فمنی ومن الشیطان اراہ ما خلا الولد والوالد فلما استخلف عمر قال انی استعین ان ارد شیناً قالہ ابو بکر و اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن الاسود بن ہلال قال قال ابو بکر لا صحابہ ما تقولون فی ہاتین الایتین ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا والذین امنوا ولم یلبسوا الایما تمھم یظلم قالوا ثم استقاموا فلم یدن بنوا ولم یلبسوا ایما تمھم یظلم قال لغد حمداً تمھما علی غیر المعمل ثم قال قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلم یملوا الی اللہ غیرہ ولم یلبسوا ایما تمھم یظلم و اخرج ابن جریر عن عامر بن سعد البجلي عن ابی بکر الصدیق فی قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنۃ و زیادۃ قال النظر الی وجہ اللہ تعالیٰ و اخرج ابن جریر عن ابی بکر فی قولہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا قال قد قالہا الناس فمن مات علیہا فهو من استقام

فصل فیما روی عن الصدیقؑ من الاثار الموقوفة قولا و قضاء و خطبة و دعاء

اخرج اللالكائي فی السنۃ عن ابن عمر قال جاء رجل الی ابی بکر فقال ارايت الزنا بقدر قال نعم قال فان اللہ قد بع علی ثم یعذ بنی قال نعم یا بن اللہ ما و اعدہ لو کان عندی انسان امرت ان یجئ انک و اخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن الزبیر بن ابی بکر قال و هو یخطب الناس یا معشر الناس استنجوا من اللہ قول الذی نفسی ببیدہ انی لا اظن حین اذهب الی العائط فی الفضاء مخطیاً (اسی استنجی) من اللہ و اخرج عبد الرزاق فی مصنفہ عن عمرو بن دینار قال قال ابو بکر استنجوا من اللہ فواءہ انی لا دخل التنیف فاستند ظہری الی الحائط حیاء من اللہ و اخرج ابوداؤد فی سننہ عن ابی عبد اللہ الصنابحی انه صلی و راء ابی بکر الصدیق المغرب فقرا فی رکعتین الاولیین بأما القرآن و سورۃ من قصار المفصل و قرأ فی الثالثۃ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا اَلَا يَتَذَكَّرُ الْاُولٰٓئِیْنَ و اخرج ابن ابی خنیفۃ و ابن عساکر عن ابن عیینۃ قال کان

سئل قول اللالكائي في بيان النسبة بعد الهجرة هو ابو القاسم بن الحسن بن منصور الرازي الطبري (صراح) - ٥٥ قوله يا بن الحسن يا بني لم تخن و قيل الخن الخن من الخن السقاء الخن (معجم البعالي) يقال امتنعت و رجل الخن (صراح) - ٥٥ قوله يا بني كيف من وحي وان كثيرا استعماله من (س) وقد يحكى من (خ) ثم نقل الى (ف) لدفع الشغل فربما هذا الرسم يعني ان الزم كمن يورثه ضرورا و لا حكم و اوسه كمن يورثه بغير ضرور و اخرج ابن جرير عن ابن عمر عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزنی رجل الا و انما یزنی من غلی یغلی قلبہ یعنی ہر گاہ کہ برائے حاجت انسانی در میان میرود از جبار سر خود را بھوشم - ٥٥ قوله الكيف بفتح كات و كسر نون و بعد مشاة تحية ساكنة فله - هناك فاء و پرستندہ و پروردگاہے و حظیرہ مشترکہ از درخت و فواغ سازند - ١٣

تحقیقی و استواری

169



مَنْ خَبَرَ كُنْزَ الْعِمَالِ

فِي
سُنَنِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ

تأليف

علي بن الحسين بن علي بن عبد الملك

الشهير بالمتقي الهندي

٨٨٥ - ٩٢٥ هـ

الجزء الأول

دار إحياء التراث العربي
للمطبعة والنشر والتوزيع

تحقيق د. ستاينز

170



آوی زنا اللہ کی طرف کرتا ہے

بأسماء أهل الجنة، وآبائهم، وأمهاتهم، وعشائرهم، فرغ ربكم، فرغ ربكم، فرغ ربكم، فرغ ربكم. بسم الله الرحمن الرحيم، هذا كتاب من الله الرحمن الرحيم بأسماء أهل النار، وآبائهم، وأمهاتهم، وعشائرهم، فرغ ربكم، فرغ ربكم، فرغ ربكم، فرغ ربكم. أُنذرت. اللهم إني قد بلغت. (طب).

عن أبي الدرداء، ووائله، وأبي أمامة، وأنس قالوا: نخرج علينا رسول الله ﷺ، ونحن نتذاكر القدر، قال: فذكره.

لا تعجل إلى شيء تظن أنك إن استعجلت إليه أنك مدركه، وإن كان الله لم يقدر ذلك. ولا تستأخرون عن شيء تظن أنك إن استأخرت عنه أنه مدفوع عنك، وإن كان الله قد قدره عليك. (طب) عن معاوية.

لا تكلموا في القدر، فإنه سر الله، فلا تفشوا سره. (حل) عن ابن عمر. ما أصابني شيء منها إلا وهو مكتوب عليّ وأدم في طيبتة. (هـ).

عن ابن عمر قال: قالت أم سلمة: يا رسول الله، لا تزال يصيبك كل عام وجع من الشاة المسمومة. قال: فذكره.

يا زبير، إن باب الرزق مفتوح من لدن العرش إلى قرار بطن الأرض. يرزق الله كل عبد على قدر همته ونهمته. (حل) عن الزبير.

لا يغني حذر من قدر. والدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل، فإن البلاء ليزل فيلقاه الدعاء فيعتلجان إلى يوم القيامة. (ع. ك) ونعقب والخطيب عن عائشة. يا كعب بل هي من قدر الله. (حب).

عن كعب بن مالك أنه قال: يا رسول الله أرأيت دواء ننداوي به، ورفي نسترقى بها، وأشباه تفعلها، هل ترد من قدر الله؟ قال: فذكره.

(الأفعال) عن ابن عمر قال: جاء رجل إلى أبي بكر فقال: أرأيت الزنا بقدر؟ قال: نعم. قال: الله قدره ثم يعذبني به؟ قال: نعم، يا ابن اللخناء. أما والله لو كان عندي إنسان لأمرته أن يجرأ أنفك. ابن شاهين واللالكائي معاً في السنة.

عن عمر أنه خطب بالجابية، فحمد الله وأثنى عليه، ثم قال: من يهده الله فلا مضل له. ومن يضلل فلا هادي له. فقال له قس بين يديه كلمة بالفارسية، فقال

[illegible]

حَوَاتِلُ الصَّحِيحَةِ النَّادِيَةِ الْمُعْتَبَرَةِ الْمُسْتَنَدَةِ
الْأَكْمَالِ فِي سَمَاءِ الرَّجَاءِ حَصَا الْمَشْكُورَةِ

دست صابر شکوہ نے شکوہ کو گھسا جس وقت سے کیا آج نکلاس شامہ پانچواں دن وہ اپنی کسی شامہ صحت کیساتھ شکوہ تیار
میں ہوئی نیز پوروسن شکوہ تمام آیات قرآن بعد وہ کسی نمایاں کردار سے جس سے تمام ظہور غلبہ میں خالص اور حاشیہ میں اکثر
مقامات پر احادیث کے طالب کو رہنے کے لیے آیات قرآن کو لکھ دیا کہ وہ قرآن لکھا ہے جس کی صحت پوری قرآن میں لکھی اس کو جس
کے مرادفہ کا تھہرہ قرآن کے لغات مظاہر اعمی شکوہ احمدی علی باب شکوہ کے لکھا گیا اس کے لکھی صابر
میں کی ایک شکوہ کی فہرست کی غلطی بھی ثابت کر دیں ان سب کے خلاف ہوا رہا ثابت کر دیں کہ اس کے بہتر شکوہ کسی زمانہ میں
تھی اور یاد دہانہ اس سے عارفی بحیثیت جو کہ زیادہ فصل و مستند نہیں ہیں تو ایک اعتراض میں دیا جاگا کہ یہ کتاب مقامی تاجران
سے آپ کو ملے گی اگر نہ تو وہ راست پر تہ نہ تہ ذیل ایک ویب پر بھیجا جو سے طلب فرمائیں صفحہ آخر و ملاحظہ فرمائیں

نور محمد مالک اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب قریب جامع مسجد - دہلی

دفعہ کا غرض میں آئے قادیانہ کے علاقے جات سے یہی بنوئی مغربی کوٹہ پر اچھا نکلتے سپر کارخانہ کا لباس سنان برڈول کا ہوا ہے

پیش رو و حاله



باب الحوض **عنه** قوله اي ينزل له اني قال (٣٩٣) الباقى يمتنع الى فائتة اعرف واكثر والشفاعة

وعن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يخرج من النار اربعة فيعرضون على الله ثم يؤمر بهم الى النار فيلتفت احد هم فيقول اي رب لقد كنت ارجوا ان اخرجتني منها ان لا تعيدني فيها قال فينجي الله منها رواء مسلم **وعن** ابى سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخلص المؤمنون من النار فيجسسون على قنطرة بين الجنة والنار فيقتص لبعضهم من بعض مظالم كانت بينهم في الدنيا حتى اذا هذبوا ونقوا اذن لهم في دخول الجنة والذي نفس محمد بيده لا أحد هم اهتدى بمنزله في الجنة منه بمنزله كان له في الدنيا رواء البخاري **وعن** ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل أحد الجنة الا اري مقعده من النار لو شاء ليزداد شكرا ولا يدخل النار أحد الا اري مقعده من الجنة لو احسن ليكون عليه حسرة رواء البخاري **وعن** ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صار اهل الجنة الى الجنة واهل النار الى النار جئ بالهمم حتى يجعل بين الجنة والنار ثم ينادى مناديا اهل الجنة ارموت ويا اهل النار لا موت فيزداد اهل الجنة فرحا الى فرحهم ويزداد اهل النار حزنا الى حزنهم متفق عليه **الفصل الثاني** عن ثوبان عن النبي صلى الله عليه وسلم قال حوضي من عدن الى عسائر البلقاء ماء اشهد بها ضامن اللبن واخلى من العسل واكواه عند نجوم السماء من شرب منه شربة لم ينظم بعد ما ابدى اول الناس روادا فقرام المهاجرين الشعث رؤساء الذين لا تكون المنعمات ولا يفتقر لهم الشكر رواء احمد والترمذي وابن ماجه وقال الترمذي هذا حديث غريب **وعن** زيد بن ارقم قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنزلنا منزلا فقال انتم جزء من مائة الف جزء ممن يرد على الحوض قيل كم كنتم يومئذ قال سبعة ائمة او ثمانية رواء ابو داود **وعن** سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لكل نبي حوضا وانهم ليتباهون انهم اكثر ريادة وانى لا رجوان اكون اكثرهم ريادة رواء الترمذي وقال هذا حديث غريب **وعن** انس قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم ان يشفع لي يوم القيمة فقال انا فاعل قلت يا رسول الله فاقبل اطلبني اول ما تطلبني على الصراط قلت فان لم القك على الصراط قال فاطلبني عند الميزان قلت فان لم القك عند الميزان قال فاطلبني عند الحوض فاني لا اخطئ هذه الثلث للمواطن رواء الترمذي وقال هذا حديث غريب **وعن** ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قيل له ما المقام المحمود قال ذلك يوم ينزل الله تعالى على كرسية فباطا كما باط الخلد احد يد من تضيقه وهو كسعة ما بين السماء والارض ونحاءكم جفافة عراة غير لا يكون اول من يكسبه ابراهيم يقول الله تعالى اكسوا خيلني فيوتق بربطتين بيضاوين من رباط الجنة ثم اكسبه على اثره ثما قوم عن يمين الله مقاما يعطونه الاكثون والاخر رواء الدارقطني

اللهم تعال كرسي پر بیٹھے گا تو کرسی کی کچاہ کی طرف چہرہ اٹکی



باب الحوض **عنه** قوله اي ينزل الى النار (٣٩٣) الباقى يمتنع الى فائت اعرف واكثر الشفا ع

وعن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يخرج من النار اربعة فيعرضون على الله ثم يؤمر بهم الى النار فيلقط احد هم فيقول اي رب لقد كنت ارجوا اخراجي من النار ان لا تعيدني فيها قال فيجيء الله منهم راءه مسلم **وعن** ابن سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخلص المؤمنون من النار فيجسسون على قنطرة بين الجنة والنار فيقتض لبعضهم من بعض مظالم كانت بينهم في الدنيا حتى اذا هذبوا ونقوا اذن لهم في دخول الجنة والذى نفس محمد بيده لا أحد هم اهتدى بمنزله في الجنة منه بمنزله كان له في الدنيا راءه البخاري **وعن** ابن هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل أحد الجنة الا ارى مقعداً من النار لو اساء ليزداد شكراً ولا يدخل النار أحد الا ارى مقعداً من الجنة لو احسن ليكون عليه حسرة راءه البخاري **وعن** ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صار اهل الجنة الى الجنة واهل النار الى النار جئ بالهمم حتى يجعل بين الجنة والنار ثم ينادى مناد يا اهل الجنة لا موت ويا اهل النار لا موت فيزداد اهل الجنة فرحاً الى فرحهم ويزداد اهل النار حزناً الى حزنهم متفق عليه **القصة لثاني عن** ثوبان عن النبي صلى الله عليه وسلم قال حوضي من عدن الى عتقان البلقاء ماء اشق بياضاً من اللبن واخضر من العسل واكوابه عذبة ونجوم السماء من شرب من شربته لم يظم بعد ما بدأ اول الناس وروى افقر المهاجرين الشعث رؤسا الذين يلبسوا الذين لا تكون المنعمات ولا يفتقروا لهم الشدة راءه احمد والترمذي وابن ماجه وقال الترمذي هذا حديث غريب **وعن** زيد بن ارقم قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنزلنا منزلاً فقال انتم جزء من مائة الف جزء ممن يرد على الحوض قيل كم كنتم يومئذ قال سبع مائة او ثمان مائة راءه ابو داود **وعن** سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لكل نبي حوضاً وانهم ليتباهون انهم اكثر وارده وانى لا رجوان اكون اكثرهم وارده راءه الترمذي وقال هذا حديث غريب **وعن** انس قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم ان يشفع لي يوم القيمة فقال انا فاعل قلت يا رسول الله فابن اطلبك قال اطلبني اول ما تطلبني على الصراط قلت فان لم القك على الصراط قال فاطلبني عند الميزان قلت فان لم القك عند الميزان قال فاطلبني عند الحوض فاني لا اخطئ هذه الثلث للمواظين راءه الترمذي وقال هذا حديث غريب **وعن** ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قيل له ما المقام المحمود قال ذلك يوم ينزل الله تعالى على كرسيه فيأط كما ياط الخ لاجدين من تضايقه وهو كسعة ما بين السماء والارض ونحاء بك حفاة عراة عريكة فيكون اول من يكسبه ابراهيم يقول الله تعالى اكسوا اخيلي فيؤتي بربطتين بيضاوين من رباط الجنة ثم اكسبه على اثره ثم اقوم عن عيين الله مفا يعطيه الا وون والاخر ورواه الدارقطني

الله تعالى كرسى پر بیٹھے گا تو کرسی کی پادہ کی طرف چڑھ جائے گی



عُنْدِ الطَّالِبِينَ

عَرَبِيٌّ — اُزْدُو

تصنيف: قطبِ ربانی محبوبِ بھائی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ

مترجم: مولانا محبوب شاہ احمد

ناشر:-

مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار ۵ لاہور

قیمت: ۵۰ روپے

تحقیقی دستاویز

174

زوجة السالكين

114

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ کتابیں
میں جاتی
ہیں
میں
میں
میں

زبدية السالكين

456

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تحقیقی و استواری





الجزء الثامن من مفاتيح الغيب المشتهر بالتفسير
الكبير للامام محمد فخر الدين الرازي
ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري
نفع الله به المسلمين
آمين

م
* (و بهامشه تفسير العلامة أبي السعود) *





بالبراء والمآل يقضى مرة فينبو الانسان منه (والثاني) يجب عليك قضاء طول عمرك
ثم اذا عذر قضاء النعمة القليلة من نعم هو بمالك فكيف حال النعمة العظيمة من انعم
العظيم فكان العبد يقول الهى اخرجتنى من العدم الى الوجود بشرا سويا طاهر الظاهر
نجس الباطن بشاره منك انك تستر على ذنوبى بستر عفوك كما تستر نجاستى بالجسد الطاهر
فكيف يمكننى قضاء نعمك التى لاحد لها ولا حصر فيقول تعالى الطريق الى ذلك ان
تفعل فى حق عبيدى ما فعلته فى حقك كنت يتيماً فأوتيتك فافعل فى حق الاتام ذلك
وكنت ضالاً فهديتك فافعل فى حق عبيدى ذلك وكنت عائلاً فاغنيك فافعل فى حق
عبيدى ذلك ثم اذا فعلت كل ذلك فاعلم انك انما فعلتها بتوفيقك واطفى وارشادى فكن
ابداً ذكراً لهذه النعم والالطاف ﴿ اما قوله تعالى (ووجدك ضالاً فهدى) فاعلم ان بعض
الناس ذهب الى انه كان كافراً فى اول الامر ثم عمده الله وجعله نبيا قال الكلبي وجدك
ضالاً يعنى كافراً فى قوم ضلال فهداك للتوحيد وقال السدي كان على دين قومه اربعين
سنة وقال مجاهد وجدك ضالاً عن الهدى فهداك لدينه واحببوا على ذلك بآيات آخر
منها قوله تعالى ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان وقوله وان كنت من قبله لمن الغافلين
وقوله تعالى لن اشركك ليجتن عملك فهذا يقتضى صحة ذلك منه واذا دلت هذه الآية على
الصحة وجب حمل قوله ووجدك ضالاً عليه وأما المجهور من الغناء فقد اتفقوا على انه
عليه السلام ما كفر بالله لحظة واحدة ثم قالت المعتزلة هذا غير جائز عقلاً لما فيه من التفسير
وعند اصحابنا هذا غير ممنوع عقلاً لانه جائز فى العقول ان يكون الشخص كافراً فيرزقه
الله الايمان ويكرمه بالنبوة الا ان الدليل السمعى قام على ان هذا الجائز لم يقع وهو قوله
تعالى ماضل صاحبكم وما غوى ثم ذكروا فى تفسير هذه الآية وجوها كثيرة (احدها)
ماروى عن ابن عباس والحسن والضحاك وشهر بن حوشب وجدك ضالاً عن معالم
النبوة واحكام الشريعة غافلاً عنها فهداك اليها وهو المراد من قوله ما كنت تدري
ما الكتاب ولا الايمان وقوله وان كنت من قبله لمن الغافلين (وثانيها) ضل عن مرضعته
حليمة حين أرادت ان ترده الى جده حتى دخلت الى هبل وشكت ذلك اليه فتساقطت
الاصنام وسمعت صوتاً يقول اتما هلاكنا بيدها الصبي وفيه حكاية طويلة (وثالثها)
ماروى مرفوعاً انه عليه الصلاة والسلام قال ضللت عن جدى عبد المطلب وانا صبي
ضائع كاد الجوع يقتلنى فهدانى الله ذكره الضحاك وذكر تعلقه بأستار الكعبة وقوله
يارب رد ولدى محمد * ارده ربي واصطنع عندى يدا

فانزال برده هذا عند البيت حتى اتاه ابو جهل على ناقة ومحمد بين يديه وهو يقول لا تدري
ماذا ترى من ابنك فقال عبد المطلب ولم يقل انى أنخت الناقة واركبته من خلف فأبى
الناقة ان تقوم فلما ركبته أمامى قامت الناقة كأن الناقة تقول بالحق هو الامام فكيف
يقوم خلف المقتدى وقال ابن عباس رده الله الى جده يدعوه كما فعل بموسى حين حفظه

نما كرم كافرا وكرهه (العماد)

أحمد بن إدريس، فعرفنا بطريق هذا الكتاب الجامعة لحاديث الصواعق النبوية وما كان من أنباء
 أهل الطاعة وما كان من أنباء أهل الكفر، وإذا حققنا من صفات الكبرياء والطاعة ما لا مزيد عليه
 فافقوا أن الله اعظم بحسب ما لا ينطق به قلوب الخلق، وفي ذلك فليستافهوا

A decorative floral border featuring intricate scrollwork and floral motifs, likely a traditional Islamic or Persian design. The border is composed of repeating patterns of stylized flowers and scrolling vines. A red watermark 'www.iranica.com' is visible across the image.

حاشية صحيحة النادرة المختارة المستندة

الْكَفَالُ فِي سَمَاءِ الرِّجَالِ **ح** وَالْمَشْكُورَةُ

[illegible]

نور محمد مالک صاحب المطابع و کارخانه تجارت کتب قریب مع مسجد دہلی

عرب کا حکم نہیں آئے کا پتہ ہے عقوب جان می جوئی مغربی نوٹ پر پانچ گات سپر کارخانہ کا پراسس سائن پروڈو کا گیا ہے



نبی اکرم بحالت روزہ حضرت عائشہ سے بوس و کنار کرتے اور ان کی زبان چومتے (العیاذ باللہ)

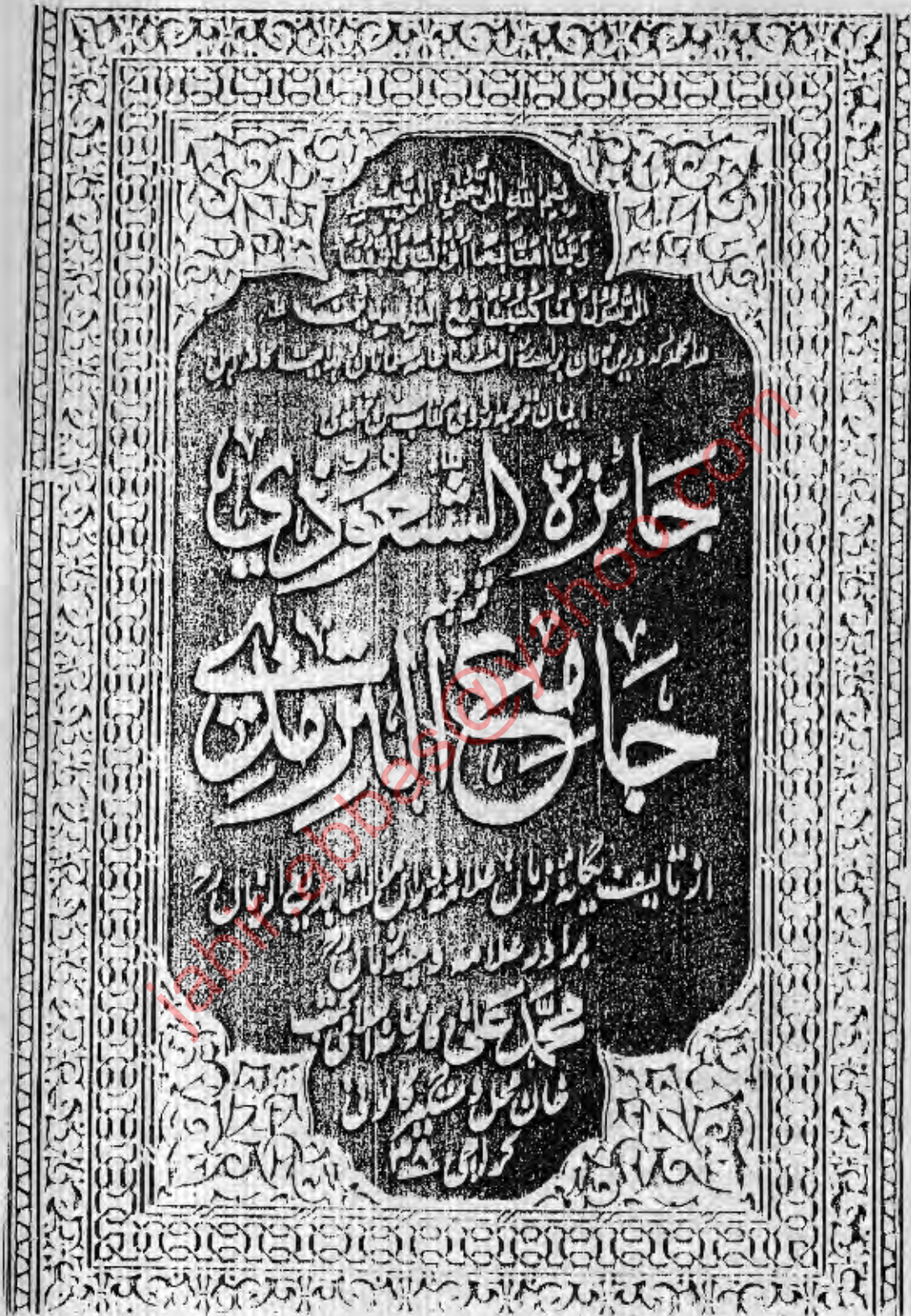
باب دوم

(۱۶۶)

ظاہراً یا تجل للناس الفطران اليهود والنصارى يؤخرون رواه ابو داود وابن ماجه وعنه
قال دخلت اذ وصروني على عائشة فقلنا يا ام المؤمنين رجلان من اصحاب محمد صلى الله عليه
يعجلان لا فطار ويحجلان الصلوة والاخر يؤخر الا فطار ويؤخر الصلوة قالت ايهما يعجل لا فطار يعجل الصلوة
قلنا عبد الله بن مسعود قالت هكذا صنع رسول الله صلى الله عليه وآله والاخر ابو موسى رواه مسلم وعنه العرابض
ابن سارية قال دعاني رسول الله صلى الله عليه وآله الى السجود في مضجع فقال هلم الى الغداء المبارك رواه ابو داود
والنسائي وعنه ابن هرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله تعدهم المؤمن القمروا ابو داود باب تنزيه الصوم
الفصل الاول عن ابن هرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله من لم يمسك لحيته لم يمسك الله لحيته
حاجبه في ان يمسك لحيته رواه البخاري وعنه عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله يمسك لحيته ويستره وهو
صائم وكان امره لا يمسك لحيته متفق عليه وعنه ما قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله يمسك لحيته في رمضان وهو
جانب من غير حشفة فيغسل ويصوم متفق عليه وعنه ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وآله احجم وهو
حرير واحجم وهو صائم متفق عليه وعنه ابن هرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله من نسي وهو صائم فاكل
او شرب فليمت صوماً فاما اطعمه الله وسقاه متفق عليه وعنه ما قال بينما نحن جلوس عند النبي صلى
الله عليه وآله اذ جاءه رجل فقال يا رسول الله هكنا قال فالك قال وقعت على امرأتى وانا صائم فقال
رسول الله صلى الله عليه وآله هل تجد قبة تعفيها قال لا قال فهل تسطيع ان تصوم شهرين متتابعين
قال لا قال هل تجد اطعام ستمين مسكيناً قال لا قال جلس ومكث النبي صلى الله عليه وآله فبينا نحن
ذلك اتي النبي صلى الله عليه وآله بعرق فيه تمر والعرق المكثل فالتفت اليه من السائل قال نا قال خذ هذا
فتمسك به فقال لرجل علي فقرمتي يا رسول الله والله فابين لاني ما يري الحزين اهل بيت فقر
من اهل بيت فقوت النبي صلى الله عليه وآله حتى بدت اصابه ثم قال اطعمه اهلك متفق عليه **الفصل الثاني**
عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وآله كان يقبلها وهو صائم ويمض لسائرا رواه ابو داود وعنه ابن هرة ان رجلاً
سأل النبي صلى الله عليه وآله عن المباشرة للصائم فرخص الله وانها اخبره فنهاه فاذا الذي رخص له شيئا واذا
الذي نهى عنه رواه ابو داود وعنه ما قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله من ذرعه الفقه وهو صائم فليس عليه قضاء او
من استقاء غير اخيه قرض رواه الترمذي وابو داود وابن ماجه والدارمي وقال القزويني هذا حديث غريب لكنه
ازاهن حديث غريب بن يوسف قال حدثني يحيى بن عمار عن ابيه عن ابيه عن ابيه عن ابيه عن ابيه عن ابيه عن ابيه
حدثنا ان رسول الله صلى الله عليه وآله قال فقلت ان ابناي جاءوا من ثمان
رسول الله صلى الله عليه وآله فاقطعت اذنهم وانا صائم له وضوءه رواه ابو داود والترمذي والدارمي وعنه ابن
ربيعه قال ابنت النبي صلى الله عليه وآله قالت اخبرني يا رسول الله وهو صائم رواه الترمذي وابو داود وعنه ابن
جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وآله فقال شديت عني افاكفك وانا صائم قال نعم رواه الترمذي وقال ليس اسلم

تحقيقی دستاویز

181





رسول خدا بی عائشہ کو ناچ دکھاتے تھے (اعوذ باللہ)

ترمذی شریف ترجمہ اردو جلد دوم

۷۵۷

مناقب کا بیان

زیادہ بجایا گیا کراہت کی مرتکب ہونے اور اسی وقت حضرت عمرؓ نے آپؐ نے اس کو منع نہیں فرمایا کہ درجہ حرمت کو پہنچے اور برائی بھی اس کی فرمادی کہ نبوت کراہت کا ہو جائے اور یہ سب جب ہے کہ خوف فتنہ کا نہ ہوا اور جب خوف فتنہ کا ہو تو جو حکم فتنہ کا ہے وہی اس کے اسباب کا یعنی حرام ہے۔

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ ہم نے ایک غل سنا اور آواز لوگوں کی سوکڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھا کہ ایک عورت ناچتی ہے اور لڑکے اس کے گرد ہیں تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! دیکھو سورگھدی میں بنے اپنی ٹھوڑی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لے پراور اس کو دیکھ لی اور میری ٹھوڑی حضرت کے شانہ اور سر کے بیچ میں تھی پھر فرمایا آپؐ نے مجھ سے کہ ہر ایسے بھرا یعنی نلکے سے اور میں کہنے لگی نہیں کہ دیکھوں حضرت کو میری خاطر اس قدر اسی غصہ میں حضرت عمرؓ سے آئے اور سب لوگ جھاگ گئے اس عورت کے پاس سے اور فرمایا حضرت نے کہ میں دیکھتا ہوں بنی اور اس کے شیطانوں کو کہ جھاگ گئے عمرؓ سے کہا عائشہؓ کے کہ پھر میں لوٹ آئی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَبَعْنَا لَفْطًا وَصَوْتًا صَنِيعًا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَادًا أَحْيَيْتُهُ تَدْفِقُ وَالصَّبَبَانِ سَوَّلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَى فَإِنْ نَظَرْتُ فَيَحْتُمُ فَوَضَعْتُ لِحْيَتِي عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى الرَّأْسِ فَقَالَ لِي أَمَا شَفِيعَتِي أَمَا شَفِيعَتِي قَالَ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ لَا لِأَنْظُرَ مَا لِي لِي عَيْنًا كَأِذَا إِذَا عَلِمَ عَمْرٌ قَالَتْ قَامَ فَصَوَّ النَّاسَ عَنْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَا تَنْظُرِي إِلَى شَبَابِ بْنِ الْحَيِّ وَالْإِنْسِي قَدْ تَرَوْنِي عَمْرًا قَالَتْ فَكَرَجَعْتُ۔

فت یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے غریب ہے اس سند سے۔

مترجم: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو امر صورت لبو ہو اگرچہ حرام نہیں کہ اس کو حضرت نے دیکھا ہے مگر ہم اس پر شیاطین کی توجہ اور منکرات جو بیچ شہوت حرام ہیں ان کے ساتھ ملحق ہو جائیں تو پھر حرمت اس کی ظاہر ہے اگر کوئی کہے کہ شیاطین حضرت کو دیکھ کر نہ جھاگتے تھے اور عمرؓ کو دیکھ کر جھاگ گئے یہ کسی بات سے تو یہ کچھ تعجب نہیں اس لئے کہ حضرت بنو ہاشم کے میں اور عمرؓ کو تو ال کے اور کو تو ال اور محمدؐ سے چور زیادہ دور تھے میں بہ نسبت بادشاہ کے اور یہ فضیلت بھی حضرت کو حضرت ہی کے طفیل سے تو حاصل ہوئی۔

روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیامبری قبر شریف ہوگی پھر ابوبکرؓ کی پھر عمرؓ کی پھر اُن کے ہیں بقیع والوں کے پاس اور وہ میرے ساتھ آجائے جائیں گے پھر انتظار کروں گا کہ والوں کا یہاں تک کہ شہر ہوگا میرا حرمین کے بیچ میں۔

يَا أَبُ عَرِينَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَمَشَّقُ عَنْهُ الْأَرْضُ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ آتِي أَهْلَ الْبَيْتِ فَيُحْشَرُونَ مَعِيَ ثُمَّ أَنْتُمْ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أَحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ

تحقیقی دستاویز

183





حضرت رسول اکرم ﷺ کو مسجد میں جیشوں کا تلخ دکھاتے تھے (نعمانیہ)

۲۳۶

قال نعم صلى العيد من اول النهار ثم رخص في الجمعة اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا يحيى قال حدثنا
عبد الحميد بن جعفر قال حدثني وهب بن كيسان قال اجتمع عيدان على عهد ابن الزبير فاحترق
المخرج حتى تعالي النهار ثم خرج فخطب فاطال الخطبة ثم نزل فصلى ولم يصل للناس يومئذ الجمعة
فذكر ذلك لابن عباس فقال اصاب السنة ضرب الدف يوم العيد - اخبرنا قتيبة بن سعيد
قال حدثنا محمد بن جعفر عن معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم دخل عليها وعندها جاريتان تضربان بدف فبينما تضرعان ابوبكر فقال النبي صلى الله
عليه وسلم عمن فان لكل قوم عيداً اللعب بين يدي الامام يوم العيد - اخبرنا
محمد بن ادم عن عبدة عن هشام عن ابيه عن عائشة قالت جاء الشهدان يلعبون بين يدي
النبي صلى الله عليه وسلم يوم عيد فدعا في فكت اطلع اليهم من فوق عاتقه فباركوا فيهم
حتى كنت انا التي انصرفت اللعب في المسجد يوم العيد ونظر النساء الى ذلك
اخبرنا علي بن خنيس قال حدثنا الوليد قال حدثنا الاوزاعي عن الزهري عن عروة عن عائشة
قالت رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يستريح في بردائه وانا انظر الى الحبشة يلعبون
في المسجد حتى اكون انا اسأله فاقدر وراقد الجارية الحديثة السن الحريصة على اللعب
اخبرنا اسحق بن موسى قال حدثنا الوليد بن مسلم قال قال الاوزاعي قال حدثني
الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال دخل عمر والحبيشة يلعبون في المسجد
فخرجهم عمر رضي الله عنه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعهم فاعلمهم يعني
بنى ارفدة الرخصة في الاستماع الى الغناء وضرب الدف يوم العيد
اخبرنا احمد بن حفص بن عبد الله قال حدثني ابي قال حدثني ابراهيم بن طهمان عن ابي
ابن انس عن الزهري عن عروة انه حدثه ان عائشة حدثت ان ابا بكر الصديق
دخل عليها وعندها جاريتان تضربان بالدف وتغنيان ورسول الله صلى الله عليه وسلم
مستمع بثوبه وقال مرة اخرى فتمس بثوبه فكشف عن وجهه فقال عيايا ابا بكر انها يا محمد
ايا مننا ورسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ بالمدنية اخر كتاب العيد بن



اُردو ترجمہ کتاب

الوسیدہ

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

اعداد و تقدیم

احسان الیٰ ظہیر



اِذَا بَرَأْنَاهُ مِنْ ابْنِ آدَمَ

تحقیقی دستاویز

186



انبیاء کرام کی قبور سے جو آوازیں آئیں وہ شیطان کی چالیں تھیں

۵۱

مشرکین پر جنات و شیطانوں کا ظہور | اس بارے پر کفر و منکرات کا جس قدر مہیا ہے، کسی صاحبِ خود سے پوشیدہ نہیں

بدشعبہ تہوں کے ذریعہ شیاطین کا جو کچھ تعریف ظاہر ہوتا ہے، انسانوں کی گراہی کا ایک بڑا سبب ہے۔ قبر کو بت بنانا، شرک کی ابتداء ہے، اس لیے اس کے پاس بھی بعض لوگوں کو کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں، عورتیں دکھائی دیتی ہیں، کوئی عجیب و غریب تعریف نظر آتا ہے جسے وہ مردہ کی کرامت سمجھتے ہیں۔ مثلاً کسی دکھائی دیتا ہے کہ قبر شمع ہو گئی، مردہ باہر نکل آیا، باتیں کیں، معاف کیا۔ اس طرح کی چیزیں، بیویوں اور ان کے عداؤں دوسروں کی قبروں پر بھی پیش آ سکتی ہیں، مگر یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ سب شیطان کی چالیں ہیں جو آدمی کے ہمیش میں ظہور کر رہی ہیں۔ اگر شہر دکھاتا ہوا کہتا ہے کہ میں غلام نبی یا غلامِ شیخ ہوں۔

اس بارے میں متعدد واقعات مشہور ہیں جن کی تفصیل کے لیے یہاں گنجائش نہیں۔ جاہل سمجھتا ہے کہ قبر سے نکلے، باتیں کیں، معاف کیا، بذاتِ خود حق تھا، نبی یا ولی تھا، لیکن مومن کامل جانتا ہے کہ ان شیطان تھا جو گمراہ کرنے کے لیے آیا تھا۔

جنات کو دور کرنے کا طریقہ | اس قسم کے واقعات کی مصدقہ معلوم کرنے کی پسند

ہذا میر میں۔ مثلاً کچھ دن سے آیت اکرسی کی تلاوت کرے، اگر شیطان ہے فوراً غائب ہو جائے گا یا زمین میں وحش چائے گا، اندر اگر صالح انسان یا فرشتہ یا مسلمان جن ہو گا تو اسے آیت اکرسی سے کوئی گڑباد نہیں پہنچ سکے گا، کیونکہ اس سے صرف شیطان ہی کو نقصان پہنچتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے ایک جن نے کہا: جب سونے لگو آیت اکرسی پڑھ لیا کرو تا کہ خدا تمہارا نظارہ ہے اور شیطان قریب نہ آ سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اسے پڑھا، بات کہی، یا یہ کہ شیطان سے اللہ کی پناہ لے لے۔ شیاطین بیویوں کو بھی دیکھ دیتے اور ان کی عبادت میں مغل ڈالنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

نبی کریمؐ کا جنات سے مقابلہ | چنانچہ خود نبی کریمؐ پر ایک دفعہ جنات حملہ آور ہوئے تھے جیسا کہ ابوالنیرا سے روایت ہے کہ ایک شخص

نے عبدالرحمن بن عوف سے دریافت کیا کہ جب شیاطین نے شرارت کی تو نبی مسلم نے کیا کیا تھا؟ کہا پہاڑ کی گھاٹی میں سے شیاطین آپ پر ٹوٹ پڑے، ایک شیطان کے ہاتھ میں جھڑکنا ہوا شمشیر تھا اور آپ کو بٹا ڈالتا چاہتا تھا، آپ خوف زدہ ہو گئے، مگر فوراً جبریلؑ آ گئے اور کہنے



عُنِّيَةُ الطَّالِبِينَ

عَرَبِيٌّ — اُردُو

تصنيف: قطبِ ربّانی محبوبِ بجانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ

مترجم: مولانا محبوب احمد

ناشر:-

مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار ۵ لاہور

قیمت: ۱۵ روپے





الكشاف

عن حمت أني غوا مضل التنزيل
وعيون الأفاويل في وجوه التأويل

وهو تفسير القرآن الكريم: للإمام جاد الله محمود بن عمر الزمخشري
المتوفى سنة ٥٢٨ هـ

وبدله أربعة كتب :

الاول : الانتصاف : للإمام أحمد بن المنبر الاسكندري.
الثاني : الكاف الشاف في تخريج احاديث الكشاف: للحافظ ابن حجر العسقلاني.
الثالث : حاشية الشيخ محمد عليان المرزوقي على تفسير الكشاف.
الرابع : مشاهد الانصاف على شواهد الكشاف للشيخ محمد عليان المذكور.

الجزء الثالث

الناشر دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان



عنها سابقين أو سابقين في زعمهم ، وتقديرهم طامعين أن كيدهم للإسلام يتم لهم . فإن قلت : كان القياس أن يقال : إنما أنا لكم بشير ونذير ، لذكر الفريقين به . قلت : الحديث مسوق إلى المشركين . وبأيتها الناس : نداء لهم ، وهم الذين قيل فيهم (أقلم يسروا في الأرض) ووصفوا بالاستمجال . وإنما أفهم المؤمنون وثوابهم ليفاظلوا .

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّيَ الْفِتْنَةُ الشَّيْطَانُ
فِي أَمْنِيَّتِهِ فَمَنّخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُفْجِكُ اللَّهُ مَا يَنْتَبِهُ وَاللَّهُ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾

(من رسول ولا نبي) دليل بين على تغاير الرسول والنبي . وعن النبي صلى الله عليه وسلم أنه سئل عن الأنبياء فقال : مائة ألف وأربعة وعشرون ألفاً ، قيل فكيف الرسل منهم ؟ قال : ثلاثمائة وثلاثة عشر جمّاً غفيراً^(١) . والفرق بينهما أن الرسول من الأنبياء : من جمع إلى المعجزة الكتاب المنزل عليه . والنبي غير الرسول : من لم ينزل عليه كتاب وإنما أمر أن يدعو الناس إلى شريعة من قبله . والسبب في نزول هذه الآية أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما أعرض عنه قومه وشاقوه وغالغله عشيرته ولم يشايعوه على ما جاء به : تمنى لفرط ضجره من إعراضهم ولحرصه وتهالكه على إسلامهم أن لا ينزل عليه ما ينفرهم ، لعله يتخذ ذلك طريقاً إلى استئثارهم واستئثارهم عن غيهم وعنادهم ، فاستمر به ماتمناه حتى نزلت عليه سورة (النجم) وهو في نادى قومه ، وذلك التي في نفسه ، فأخذ يقرؤها فلما بلغ قوله (ومنا الثالثة الأخرى) : (ألقي الشيطان في أمنيته) التي تنهاها ، أي : وسوس إليه بما شيعها به ، فسبق لسانه على سبيل السهو والغلط إلى أن قال : تلك الغرائيق^(٢) العلى ، وإن شفاعتهن لترجى . وروى : الفراغقة ، ولم يفتن له حتى أدركته

(١) أخرجه أحمد وإسحاق من رواية معاذ بن رفاعة عن علي بن زيد عن القاسم عن أبي أمامة ، وأن أبا ذر قال : رسول الله صلى الله عليه وسلم : كم الأنبياء ؟ فقال : مائة . وعلى ضعف . ورواه ابن حبان من طريق إبراهيم بن عقاب الضائي حدثنا أبي عن حذيفة . يعني يحيى النخعي عن أبي إدريس الخولاني عن أبي ذر . فذكره في حديث طويل جداً . وانظر ابن الجوزي فذكره في الموضوعات وانهم به إبراهيم بن هشام المذكور . ولم يصب في ذلك : فانها طريقاً أخرجهما الحاكم وغيره من رواية يحيى بن سعيد السعدي عن ابن جريج عن عطاء عن عبيد بن حمير عن أبي ذر بطوله . ويحيى السعدي ضعيف . ولكن لا يأتى الحكم بالوضع مع هذه المنايا .

(٢) أخرجه البزار والطبري والطبراني وابن مردويه من طريق أمية بن خالد عن شعبة عن أبي بشر عن سعيد ابن جبير قال : لا أعلم إلا عن ابن عباس ، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ سورة النجم ، حتى انتهى إلى قوله تعالى (أمرأيتم اللات والعزى ومنا الثالثة الأخرى) فخرى على لسانه : تلك الغرائيق العلى ، الدفاعة منها ترجى . قال : نسمع بذلك مشركو مكة ، فسروا بذلك . فاشبهه على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأرسل الله تعالى

الشیطان نے رسول اللہ کی زبان پر جھوٹ کی طرف جاری کر دی

والقيوم

الحمد لله

تَالِيَهُ

الإمام محمد بن الإسلام أبي جبرائيل بن علي الرازي البغلي

التوفي: ٣٧٠ هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

سہیل اکبر

لاهور ○ پاکستان



۲۵۶

الناس بعضهم ببعض اهدمت صوامع وبيع وصلاوات ومساجد ﴿﴾ قال مجاهد صوامع الرهبان والبيع كنائس اليهود وقال ابن جراح صلاوات كنائس اليهود ويسونها صلويا وقيل ان الصلاوات صوامع صلاوات المساكين بما في منازلهم وقال بعضهم لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض اهدمت صوامع في ايام شريعة عيسى عليه السلام وبيع في ايام شريعة موسى عليه السلام ومساجد في ايام شريعة محمد صلى الله عليه وسلم وقال الحسن يدفع عن عدم هجمات اهل الذمة بالمؤمنين ﴿﴾ قال ابو بكر في الآية دليل على ان هذا الموضع المذكور لا يجوز ان يهدم على من كان له ذمة او عندهم الكفار واما في دار الحرب فجاز لهم ان يهدموها كما يهدمون سائر دورهم وقال محمد بن الحسن في ارض الصليح اذا سارت مضرا للمسلمين لم يهدم ما كان فيها من بيعة او كنيسة او بيت نار واما ما ذبح غنوة واقراهاها عليها بالجوزية فانه مباح منها مضرا للمسلمين فانهم يجمعون فيها من الصلاة في بيعة وكنائسهم ولا يهدم عليهم ويؤمرون بان يجمعوها ان شاؤا بيوتا مسكونة ﴿﴾ قوله تعالى ﴿الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة وآتوا الزكاة﴾ قال ابو بكر هذه صفة الذين اذن لهم في القتال بقوله تعالى ﴿اذن للذين قاتلوك منهم ظالموا﴾ الى قوله ﴿الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق﴾ الى قوله ﴿الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة وآتوا الزكاة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر﴾ وهذه صفة المهاجرين لانهم الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق فاخبر تعالى انه ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة وآتوا الزكاة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر وهو صفة الخلفاء الراشدين الذين مكناهم الله في الارض وهم ابو بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم وفيه الدلالة الواضحة على صحة امامتهم لاخبار الله تعالى بانهم اذا مكنتوا في الارض اقاموا بفروض الله عليهم وقدم مكنتوا في الارض فوجب ان يكونوا ائمة قائمين باوامر الله منبهين عن زواجره ونواحيه ولا يدخل معاوية في هؤلاء لان الله انما وصف بذلك المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم وليس معاوية من المهاجرين بل هو من انطالق قوله تعالى ﴿وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا نزل اليه الشيطان في امينه﴾ الآية روى عن ابن عباس وسعيد بن جبير والضحك ومحمد بن كعب ومحمد بن قيس ان الشيطان في نزول هذه الآية اتمل تلا التي صلى الله عليه وسلم ﴿افرايم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى﴾ التي الشيطان في تلاوته ﴿تلك الغرائيق العلى﴾ وان شفاعتهن لترجي ﴿وقد اختلف في معنى التي الشيطان فقال قائلون لما تلا التي صلى الله عليه وسلم هذه السورة وذكر فيها الاصنام علم الكفار انه يذكرها بالدم والعيب فقال قائل منهم حين بلغ التي صلى الله عليه وسلم الى قوله تعالى ﴿افرايم اللات والعزى﴾ تلك الغرائيق العلى وذلك بخضرة الجمع الكثير من قريش في المسجد الحرام فقال سائر الكفار الذين كانوا بالبعد منه ان محمدا قدم مدح آلهتنا وظنوا ان ذلك كان في تلاوته فابال الله ذلك من قواهم وبين ان التي صلى الله عليه وسلم لم تنله وانما تلاه بعض المشركين وسمى الذي التي ذلك في حال تلاوة التي صلى الله عليه وسلم شيطانا لانه كان من شياطين الانس كما قال تعالى ﴿شياطين الانس والجن﴾ والشيطان اسم لكل منبذ

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر جھوٹ کی تعریف جاری کر دی

مطلب
في صحة امامة الخلفاء
الراشدين رضي الله
عنهم

مطلب
في (تلك الغرائيق العلى)
التي (الى آخره)

تحقیقی دستاویز

193



جَامِعُ الْبَيِّنَاتِ عَنْ أَوَّلِ آيِ الْقُرْآنِ

« كتاب أول آيات القرآن المخرج
الناس من الظلمات إلى النور بإذن
ربهم إلى صراط العزيز الحميد »
قرآن كريم
« ما أعلم على آدم الأرض أعلم
من ابن جرير »
محمد بن إصحاق بن عروبة

تأليف

أبي جعفر محمد بن جرير الطبري
المنوفى ٣١٠ هـ

الجزء السابع عشر

الطبعة الثانية

١٣٧٣ هـ - ١٩٥٤ م

شركة مكتبة و المطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولادهم



ذکر من قال ذاك كذلك من قراءته

حدثني محمد بن عمرو، قال: ثنا أبو عاصم، قال: ثنا عيسى؛ وحدثني الحارث، قال: ثنا الحسن، قال: ثنا ورقاء جميعاً، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، قوله (مُعْجِزِينَ) قال: مُبْطِلِينَ، يَبْطِلُونَ الناس عن اتباع النبي صلى الله عليه وسلم.

حدثنا القاسم، قال: ثنا الحسين، قال: ثني حجاج، عن ابن جريج، عن مجاهد، مثله، والصواب من القول في ذلك: أن يقال: إنهما قراءتان مشهورتان: قد قرأ بكل واحدة منهما علماء من القراء، متقاربتا المعنى، وذلك أن من عجز عن آيات الله، فقد عاجز الله، ومن معجزه الله التعجيز عن آيات الله، والعمل بمعاصيه وخلاف أمره، وكان من صفة القوم الذين أنزل الله هذه الآيات فيهم، أنهم كانوا يبطنون الناس عن الإيمان بالله، واتباع رسوله، ويغالبون رسول الله صلى الله عليه وسلم، يحسبون أنهم يُعْجِزُونَهُ وَيُغْلِبُونَهُ، وقد ضمن الله له نصره عليهم، فكان ذلك معجزتهم الله، فإذا كان ذلك كذلك: فبأي القراءتين قرأ القاري، فخصيب الصواب في ذلك، وأما المعجزة فإنها التفاعلة من العجز، ومعناه: مغالبة اثنين أحدهما صاحبه، أيهما يعجزه، فيغلبه الآخر ويقهره.

وأما التعجيز: فإنه التضعيف وهو التفعيل من العجز، وقوله (أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْحَرِيمِ) بقول: هؤلاء الذين هذه صفتهم هم سكان جهنم يوم القيامة، وأهلها الذين هم أهلها.

القول في تأويل قوله تعالى

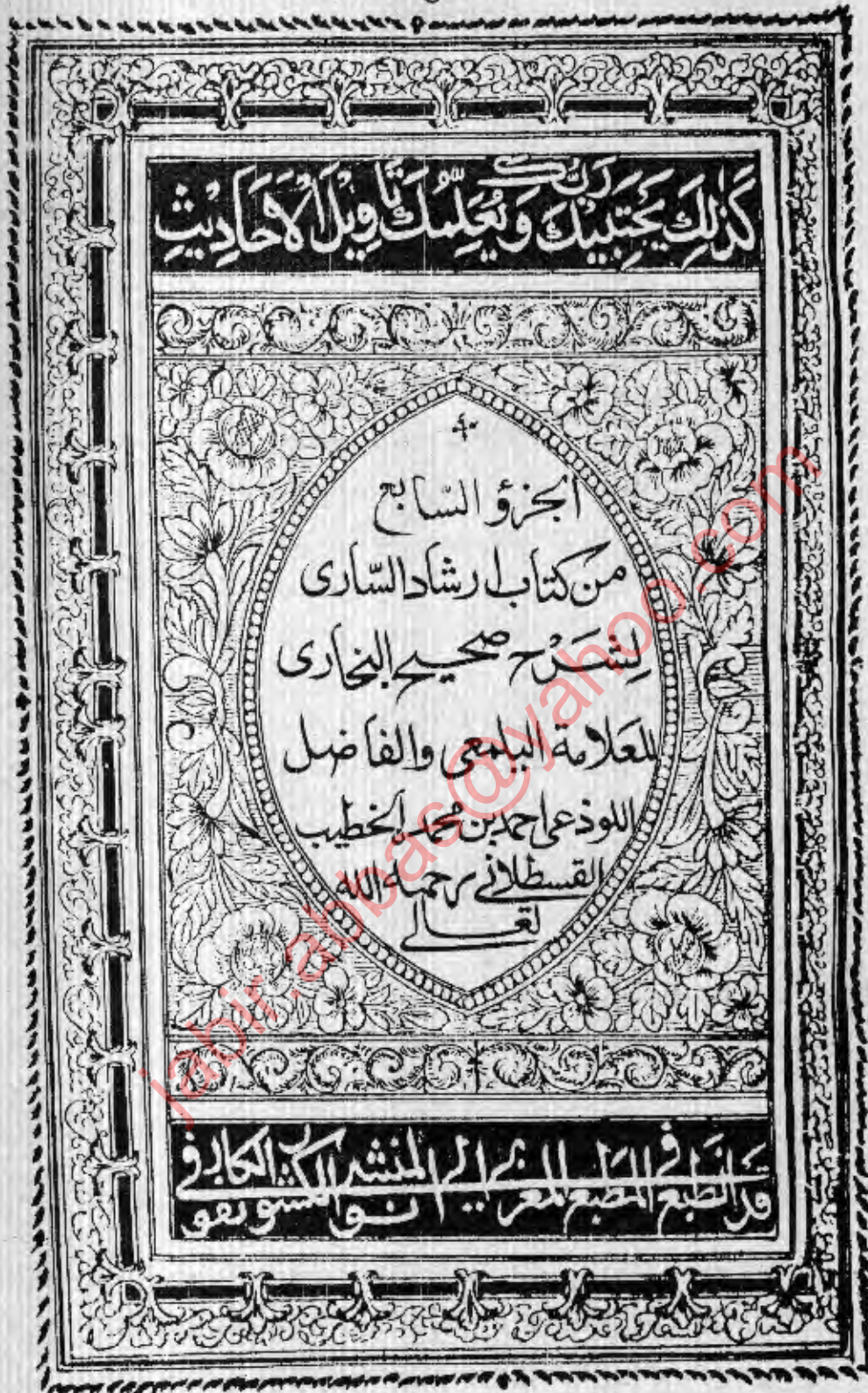
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَدَعَّى الشَّيْطَانُ فِي آمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ، ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ أَيْتَهُ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (٥٢)

يُؤَيِّدُ قِيلَ: إن السبب الذي من أجله أنزلت هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن الشيطان كان ألقى على لسانه في بعض ما يُلَوِّه، مما أنزل الله عليه من القرآن، ما لم ينزل الله عليه؛ فاشتد ذلك على رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ واغتم به، فسأله الله مما به من ذلك بهذه الآيات.

ذکر من قال ذاك

حدثنا القاسم، قال: ثنا الحسين، قال: ثنا حجاج، عن ابن جريج، عن محمد بن كعب القرظي، ومحمد ابن قيس قالا: «جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناد من أندية قريش كثير أهله؛ فمضى يومئذ أن لا يأتيه من الله شيء، فينفروا عنه، فأنزل الله عليه: (وَالشَّجْمُ إِذَا هَوَى) ما ضلَّ صاحبُكُمْ وَمَا غَوَى)؛ فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم، حتى إذا بلغ (أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى) وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى) ألقى عليه الشيطان كلمتين: تلك الغرائقة العلى، وإن شفاعتهن لترجى، فنكلم بها، ثم مضى فقرأ السورة.

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر قول کی تعریف جاری کر دی



شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر یحیٰی کی تعریف جاری کر دی

المعطلة

تحقیقی و ستاویز



نَفْسِي الْقَرَارُ الْعَظِيمُ

للإمام الجليل الحافظ عماد الدين
أبي الينداء إسماعيل بن كثير القرشي لدمشق
المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

الجزء الثالث

[قولات هذه الطائفة على عدة نسخ - مطبوعة بدار الكتب المصرية]
وصحها نخبة من العلماء

طبع بدار انجمن العلماء الكائن في
حياتى الباني اسطنبول وشركة



- ۲۲۹ -

وهی النار الحارة الوجعة الشدید عذابها ونسکالها أجازنا الله منها قال الله تعالى (الذين كفروا وعدوا من سبيل الله ردناهم عذابا فوق العذاب بما كانوا یفسدون)

(وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَوَلَّى الْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ ءَايَتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ) * لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ * وَلَيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادٍ الَّذِينَ ءَامَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

قد ذکر كثير من المفسرين ههنا قصة الغرائق وما كان من رجوع كثير من المهاجرة إلى أرض الحبشة ظنا منهم أن مشركي فريش قد أسلموا ولكنها من طرق كلها مرسلة ولم أرها مسندة من وجه صحيح والله أعلم قال ابن أبي حاتم حدثنا يونس بن حبيب حدثنا أبو داود حدثنا شعبة عن أبي بشر عن سعيد بن جبير قال : قرأ رسول الله ﷺ بكة النجم فلما بلغ هذا الموضع (أفرايم اللات والعزى ومناة الثالثة الأخرى) قال فألقى الشيطان على لسانه : تلك الغرائق العلى وإن شفاعتكم ترجى ، قالوا ما ذكر آلهتنا بخير قبل اليوم فسجد وسجدوا فأنزل الله عز وجل هذه الآية (وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي إلا إذا تمنى ألقى الشيطان في أمنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته والله عليم حكيم) ورواه ابن جرير عن بشار عن غندر عن شعبة به نحوه وهو مرسل وقد رواه البرار في مسنده عن يوسف بن حماد عن أمية بن خالد عن شعبة عن أبي بشر عن سعيد بن جبير عن ابن عباس فبا أحسب الشك في الحديث أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ بكة سورة النجم حتى انتهى إلى (أفرايم اللات والعزى) وذكر بكيته ، ثم قال البرار لا تعلمه يروي متصلا إلا بهذا الإسناد تفرد بوضله أمية بن خالد وهو ثقة مشهور وإنما يروي هذا من طريق السكاكي عن أبي صالح عن ابن عباس ، ثم رواه ابن أبي حاتم عن أبي العالاية وعن السدي مرسلا وكذا رواه ابن جرير عن محمد بن كعب القرظي ومحمد بن قيس مرسلا أيضا وقال قتادة كان النبي ﷺ يصلي عند القيام إذ نفس فألقى الشيطان على لسانه وإن شفاعتكم ترجى ، وإنما لمع الغرائق العلى فحفظها المشركون وأجرى الشيطان أن النبي صلى الله عليه وسلم قد قرأها فذلت بها أنفسهم فأنزل الله (وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي) الآية فذبح الله الشيطان ، ثم قال ابن أبي حاتم حدثنا موسى بن أبي موسى الكوفي حدثنا محمد بن إسحق الشيباني حدثنا محمد بن قيس عن موسى بن عقبة عن ابن شهاب قال : أنزلت سورة النجم وكان المشركون يقولون لو كان هذا الرجل يذكر آلهتنا بخير أقررتناه وأصحابه ولكنه لا يذكر من خالف دينه من اليهود والنصارى مثل الذي يذكر آلهتنا من النجم والنسر وكان رسول الله ﷺ قد اشتد عليه ماناله وأصحابه من أذاهم وتكذيبهم وأحزبه ضلالهم فكان يمتني هدهم فلما أنزل الله سورة النجم قال (أفرايم اللات والعزى ومناة الثالثة الأخرى) * ألكم الله كره له الأنبياء) ألقى الشيطان عندها كلمات حين ذكر الله الطواغيت فقال وإنهن لمن الغرائق العلى ، وإن شفاعتكم لمي التي ترجى وكان ذلك من سجع الشيطان وفتنه فوقعت هاتان الكلمتان في قلب كل مشرك بكة وذلت بها أنفسهم وتبأسوا بها وقالوا إن محمدا قد رجع إلى دينه الأول ودين قومه فلما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم آخر النجم سجد وسجد كل من حضره من مسلم أو مشرك غير أن الوليد بن الغيرة كان رجلا كبيرا أفرغ ملاء كفه ترابا فسجد عليه فعجب الفريقان كلاهما من جماعتهم في السجود لسجود رسول الله صلى الله عليه وسلم فأما المسلمون فعجبوا لسجود المشركين معهم على غير إيمان ولا يقين ولم يكن المسلمون معهم الذي ألقى الشيطان في مسامع المشركين فاطمأنات أنفسهم لما ألقى الشيطان في أمنيته رسول الله صلى الله عليه وسلم وحدثهم به الشيطان

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر حق کی تعریف جاری کر دی

تحقیقی رستائیں

199



لجاء الثاقف

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل
البخاري شيخ الإسلام قاضي القضاة الحافظ
أبو الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن
محمد بن حجر العسقلاني الشافعي
بزيل القاهرة رحمه الله

الزائر عبد الرحمن محمد

بيد أن الجامع الأزهر بمصر

سنة ١٢٤٨ هـ

المطبعة الهندية بمصر لصاحبها عبد الرحمن محمد

الطبعة الرابعة ١٢٠٨ هـ ١٩٨٨ م

ولر

أحياء التراث العربي

بيروت

تحقيق ودراسة

200

﴿سُورَةُ الْحَجِّ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾
 وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: أَخْبَرَنِي الْمُطَّلِبِيُّ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا نَحَى إِلَى الشَّيْطَانِ فِي مُنَاجَاةٍ إِذَا نَحَى
 إِلَى الشَّيْطَانِ فِي حَدِيثِهِ فَيَقُولُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُنْجِيكُمْ آيَاتِهِ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ قِرَاءَتُهُ إِلَّا أَمَانٌ
 يَقْرَأُونَ وَلَا يَكْتُبُونَ

وقد أنكر النعماني والسهيلي أن السجل اسم الكتاب بأنه لا يعرف في كتاب النبي ﷺ ولا في أصحابه من اسمه السجل
 قال السهيلي ولا وجدنا في هذا الخبر وهو حصر مردود فقد ذكره في الصحاح ابن منده وأبو نعيم وأورد ابن طبري
 ابن نمير عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال كان للنبي ﷺ كتاب يقال له سجل وأخرج ابن مردويه
 من هذا الوجه ثم ذكر المصنف حديث ابن عباس أنكم محشورون إلى الله حفاة عراة الحديث وسبق في شرحه في
 كتاب الرقاق أن شاء الله تعالى

﴿قوله سورة الحج﴾

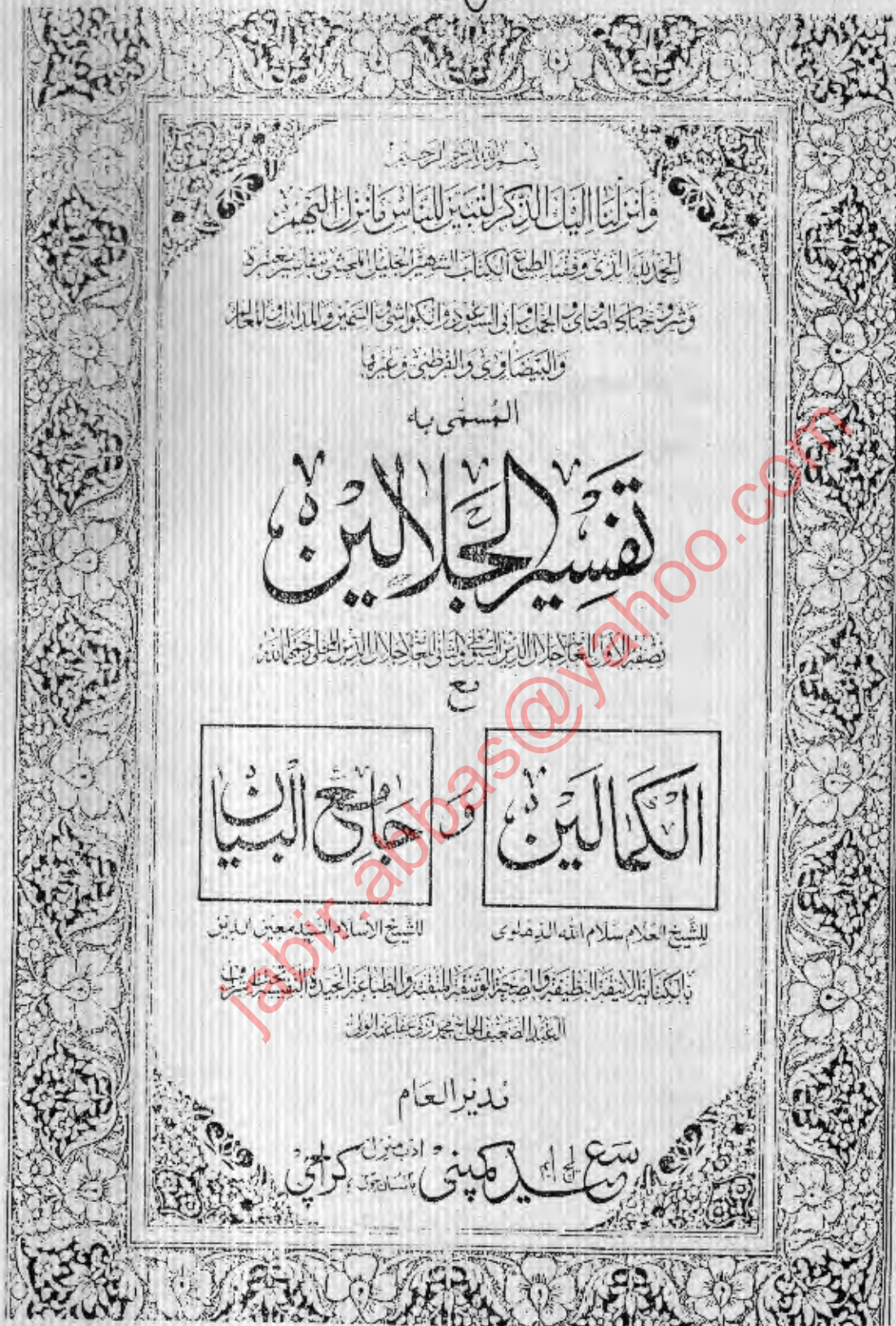
﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾

(قوله قال ابن عينة المطلبين) هو كذلك في تفسير ابن عينة لكن أسنده عن ابن أبي نجيح عن مجاهد وكذا
 هو عند ابن المنذر من هذا الوجه ومن وجه آخر عن مجاهد قال المصابين ومن طريق الصدوق قال المصابين والمجت
 من الأخبات وأصله الخبت بفتح أوله وهو انطمس من الأرض (قوله وقال ابن عباس إذا نحي إلى الشيطان في أمانيه
 إذا حدث إلى الشيطان في حديثه فيقول الله ما يلقى الشيطان وينجيك آياته) وصلة الطبري من طريق علي بن أبي طلحة
 عن ابن عباس (قوله وقال ابن عينة فقرأته لا أماناً يقرؤون ولا يكتبون) هو قول الفراء قال أنمي التلاوة قال
 وقوله لا يعلمون الكتاب إلا أمانى قال الأمانى أن يفعل الأحداث وكانت أحاديث يسمعونها من كبارهم وليست من
 كتاب الله قال ومن شواهد ذلك قول الشاعر

تحي كتاب الله أول ليلة * تحي داود الزبور على رسل

قال الفراء وأنمي أيضاً حديث النفس انتهى قال أبو جعفر النحاس في كتاب معاني القرآن له بعد أن ساق رواية علي بن أبي
 طلحة عن ابن عباس في تأويل الآية هذا من أحسن ما قيل في تأويل الآية وأعلام وأجلهم أسند عن أحمد بن حنبل قال
 نصر صحيفة في التفسير رواها علي بن أبي طلحة لورجل رجل فيها إلى مصر فأخذ ما كان كثير انتهى وهذا المصحف كانت عند أبي
 صالح كاتب الليث رواها عن معاوية بن أبي صالح عن علي بن أبي طلحة عن ابن عباس وهي عند البخاري عن أبي صالح وقد
 اعتمد عليها في صحيحه هذا كثير أعل ما يباه في ما كتبه وهي عند الطبري وابن أبي حاتم وابن المنذر بوسائط بينهم وبين
 أبي صالح انتهى وعلى تأويل ابن عباس هذا يعمل ما جاء عن سعيد بن جبير وقد أخرج ابن أبي حاتم والطبري وابن
 المنذر من طريق عن شعبة عن أبي بشر عنه قال قرأ رسول الله ﷺ بمكة والنجم فلما بلغ أفرأيت اللات والعزى
 ومناة الثالثة الأخرى إلى الشيطان على لسانه تلك الغرائيق العلى وإن شفاعتهن الزحى فقال المشركون ما ذكر
 ألهمنا بخير قبل اليوم فمسجد وسجدوا فزالت هذه الآية وأخرجه البزار وابن مردويه من طريق أمية بن خالد عن
 شعبة فقال في أسنده عن سعيد بن جبير عن ابن عباس فيما أحسب ثم ساق الحديث وقال البزار لا يروى متصلاً إلا بهذا
 الإسناد تفرد بوضعه أمية بن خالد وهو ثقة مشهور قال وأما يروي هذا من طريق الكافي عن أبي صالح عن ابن عباس
 انتهى والكافي متروك ولا يعتمد عليه وكذا أخرجه النحاس بسند آخر فيه الواقدي وذكره ابن اسحق في السيرة
 معولاً وأسندها عن عبد بن كعب وكذلك موسى بن عقبة في المغازي عن ابن شهاب الزهري وكذا ذكره أبو معشر

شيطان نے رسول اللہ کی زبان پر حق کی تعریف جاری کر دی



﴿ اقتراب للناس ﴾ ﴿ الحج ۲۲ ﴾ (۲۸۳)

القرآن بأبطال الأعمى من اتبع الذي اى ينسبونهم الى العجز ويتبطونهم عن الايمان او مقادير
عجزنا عنهم وفي قراءة معاجزين مساقين لنا يظنون ان يقولون انكارهم البحث والحساب
اولئك اصحاب الجحيم النار وما ارسلنا من قبلك من رسول هو نبي امرياً للتبليغ ولا
تبي اي له يوم بالتبليغ الا اذا تمت قراءته الشيطان في امينته قراءته فليس
من القرآن مما يرشاه المرسى اليهم وقد قرأ النبي صلى الله عليه وسلم في سورة النجم بحمل
من قرئ بعد اقرئ ثم اللات والعزى ومنوة التارث انكحى بالقاء الشيطان على
لسانك صلى الله عليه وسلم غير عليه صلى الله عليه وسلم به تلك الغرائب العلى وان
شفاعتهم تترقى ففرحوا بذلك ثم اخبره جبرئيل به القاء الشيطان على لسانه من ذلك فحين
فسلى هذه الآية لطعن فيهم الله يبطل ما يلقى الشيطان ثم يحكم الله اليه يشبهها والله علم
بالقاء الشيطان فاذا كركم في تمكينه منه يفعل ما يشاء ليحجج ما يلقى الشيطان فتنحى
الذين في قلوبهم مرض شك ونفاق والفايسة قلوبهم اى المشركين عن قبول الحق ومن
الظالمين الكافرين لغى شقاق بعين خلاص طويل مع النبي والمؤمنين حيث جرى على
لسانه ذكر الهم بما يرشاه ثم ابطال ذلك وليعلم الذين اوتوا العلم التوحيد والقرآن ان الله
القرآن الحق من ربك فيعفو عنه ففحيت تطمئن له قلوبهم وان الله كذاب الذين امنوا والوا
طوبى مستقيم اى دين الاسلام ولا يزال الذين كفروا في منية شك ومنه اى القرآن بما القاه
الشيطان على لسان النبي صلى الله عليه وسلم ثم ابطال حتى تاتيهم الساعة بغتة اى ساعة
موتهم او القيمة فجأة او ياتيهم عذاب يوم عقيم هو يوم يدرى فيه للنفار كالمز
العقيم التي لا تاتي بخير او هو يوم القيمة لاليل له المهلك يومئذ اى يوم القيمة لله وحده
وما تضمنه من الاستقرار ذاب للظنون يحكم بينهم بين المؤمنين والكافرين بما بين
بعد فالكافرين امنوا او عملوا الصالحات في جدت النعيم فضلا من الله والذين كفروا او
كذبوا ليتنا فاولئك لهم عذاب مؤبد شديد بسبب كفرهم والذين هاجروا في سبيل
الله اى طاعتهم من مكة الى المدينة لم يزلوا او ما توالى لهم الله مردا حسنا هو ربنا
الجنة وان الله لهو خير الرازقين افضل المعطين ليدخلهم

شيطان نے رسول اللہ کی زبان پر حق کی تعریف جاری کر دی



وَمَا أَتَاكَ الرَّسُولُ فَخُذْهُ وَمَا نَهَاكَ عَنْهُ فَانْتَهُ

سُنَنِ

أَبُو دَاوُدَ شَرِيفُ كَرْدِي

جلد اول

۵۲۰۱۔ احادیث نبوی صلیہ علیہ وسلم کا مستند اور گراں بہا مجموعہ جس کو شیخ الاسلام زین المحدثین امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے پانچ لاکھ احادیث نبوی صلیہ علیہ وسلم کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا!
ترجمہ و فوائد:۔ حضرت علامہ وحید الزماں!
تعلیقات حواشی:۔ مولانا سبحان محمود صاحب!
بہت سارے:۔ محمد سعید اینڈ سنز!!

(ناشیر کان)

قرآن محل مقابلاً لومستانہ کراچی

مختصر حکم اردو

76

نظمي الوداد

يَعْنِي أَنَّ فِي كَيْسٍ مَا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتُرُهُ مِنَ الْبَوْلِ
وَمَا هَذَا كَانَ يَمْشِي بِأَلْوَمِيْمَةٍ ثُمَّ دَعَا عَصِيْبَ
وَبِطْنَةَ فَاشْتَرَى ثَمَّ عَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى
هَذَا وَاحِدًا وَقَالَ لَعَلَّهُ يَخْفَوْنَ عَنْهُمَا لَمْ يَكُنْ يَسْمَعُ
قَالَ هَذَا كَيْسٌ لَمْ يَكُنْ يَسْتُرُهُ ۝

٣٠ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ تَابِعُ بْنُ كَعْبٍ
مَنْشُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْعَاهُ قَالَ كَانَ لَا يَسْتَرْفِئُ كَوْلُهُ
وَقَالَ ابْنُ مَعَاوِيَةَ يَسْتَرْفِئُهُ ۝

٢٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ حَسَنَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَكْعَةَ وَبْنَ الْعَاجِزِ إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ مَرَأَةٌ
لَهُمْ سَتَرٌ فَهَاتَمَ بِأَلْفَقْلُنَا النَّظَرَ إِلَى كَيْفِهِ يُؤُولُ كَمَا
يُؤُولُ النَّمْلَةُ فَسَمِعْنَا ذَلِكَ فَقَالَ لَكُمْ تَعْلَمُونَ مَا أَلْفَقِي
مَرَّاجِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمَا لَوْ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبُيُولُ
فَتَقْعُونَ مَا أَصَابَ بَرَّ الْبُيُولِ مِنْهُ فَزَفَرَهَا هُمْ وَعَيْنُ بَنِي
زُفَرٍ قَالَ أَبُو أَوْدَ قَالَ مَنصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ
بَنِي مُؤَسَّى فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَحَدُهُمْ
قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَسَدٌ أَحْيَا هُوَ

و علی امیر

بَابُ الْيَوْمِ قَائِمًا

٢٢ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرٍ وَمُسْلِمُ بْنُ
 أَبِیْهِمْ قَالَا سَمِعْنَاهُ يَقُولُ وَفَنَامَسَدُ بَنَاتِنَا
 نَوَعُوهُنَّ وَهَذَا أَفْظُ حَفْصٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي
 بِلَالٍ عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



اصحاح نبي عونا

للإمام أبي جعفر
أبي عوانة يعقوب بن إسحاق الأسفرائني
المتوفى سنة ٣١٦ هـ

ناشر
المكتبة الحسينية
قذافي رود
كربلاء
عبد الرحمن



نبی اکرمؐ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے (العیاذ باللہ)

ج- ۱

۱۹۷

مسند ابی عوانہ

ان لا یخلو ییولہ عن الناس وان ییول قائمًا فی ظل الحائط •

حدثنا ابو داود الحرانی قال ثنا عارم قال ثناء مہدی (ح وحدثنا)
عمار بن رجاہ قال ثنا حبان قال ثناء مہدی بن میمون قال ثناء محمد بن
عبد اللہ بن ابی یعقوب عن الحسن بن سعد عن عبد اللہ بن جعفر قال
أر د قی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم خلفہ فأسر الی حدیثنا
لا احد منہ احد من الناس وکانت احب ما استریہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لحاجتہ ہدفًا وحائش نخل قال قد دخل حائطًا
لرجل من الانصار فاذا جل فلما رأى النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حنّ وذرفت عیناہ فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمسح سراتہ وذفریہ
فسکن فقال من رب هذا الجمل؟ بقاء قی من الانصار فقال ہولی
یا رسول اللہ فقال ألا تتقی اللہ فی هذه البیہمة الی ملکک ایاہا
فانہ شکا الی انک تجیمہ و تدبہ •

قول النبی
الاتقی اللہ فی
هذه البیہمة

حدثنا یونس بن حبيب قال ثناء ابو داود قال ثناء شعبہ عن
منصور قال سمعت ابا وائل یحدث قال قیل لحذیفۃ ان اباموسی یشدد
فی البول۔ قال ابو داود قال جریر فی هذا الاسناد ان اباموسی کان
ییول فی فارورۃ ویشدد فی البول۔ فقال حذیفۃ وددت انہ لا یفعل
هذا، انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأتی سباطۃ لقوم
فیال قائمًا •

البول
فی الفارورۃ

حدثنا محمد بن اسمعيل الاحمسی قال ثناء وکیع (ح وحدثنا)

تحقیقی دستاویز

207



ج - ۱

۱۹۸

مسند ابی عوانة

ابو علی الزعفرانی قال ثنا ابو معاوية (ح وحدثنا) الحسن بن علی بن عفان قال ابنا یحیی بن عیسی الرمی - قالوا ثنا الاعمش عن ابی وائل عن حذیفة قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی سباطة قوم فبال علیہا قائما فأتیته بوضوء فذهبت لأتأخر عنه فدعانی حتی كنت البول علی سباطة عند عقبیہ فتوضأ ومسح علی خفیہ • حدثنا یونس بن عبد الاعلی قال ابنا سفیان بن عیینة عن الاعمش - باسناده بمثله • حدثنا زید بن اسمعیل قال ثنا ابو بدر قال ثنا الاعمش - بمثله • قال ابو بدر السیاطة الکناسة •

حدثنا اسحاق بن سيار النصیبی قال ثنا عید اللہ قال ابنا سفیان عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفة قال كنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبال قائما علی سباطة ودعائما فتوضأ ومسح علی خفیہ •

حدثنا ابراهیم الحریبی قال ثنا مسدد قال ثنا ابو معاوية عن الاعمش - باسناده بمثله •

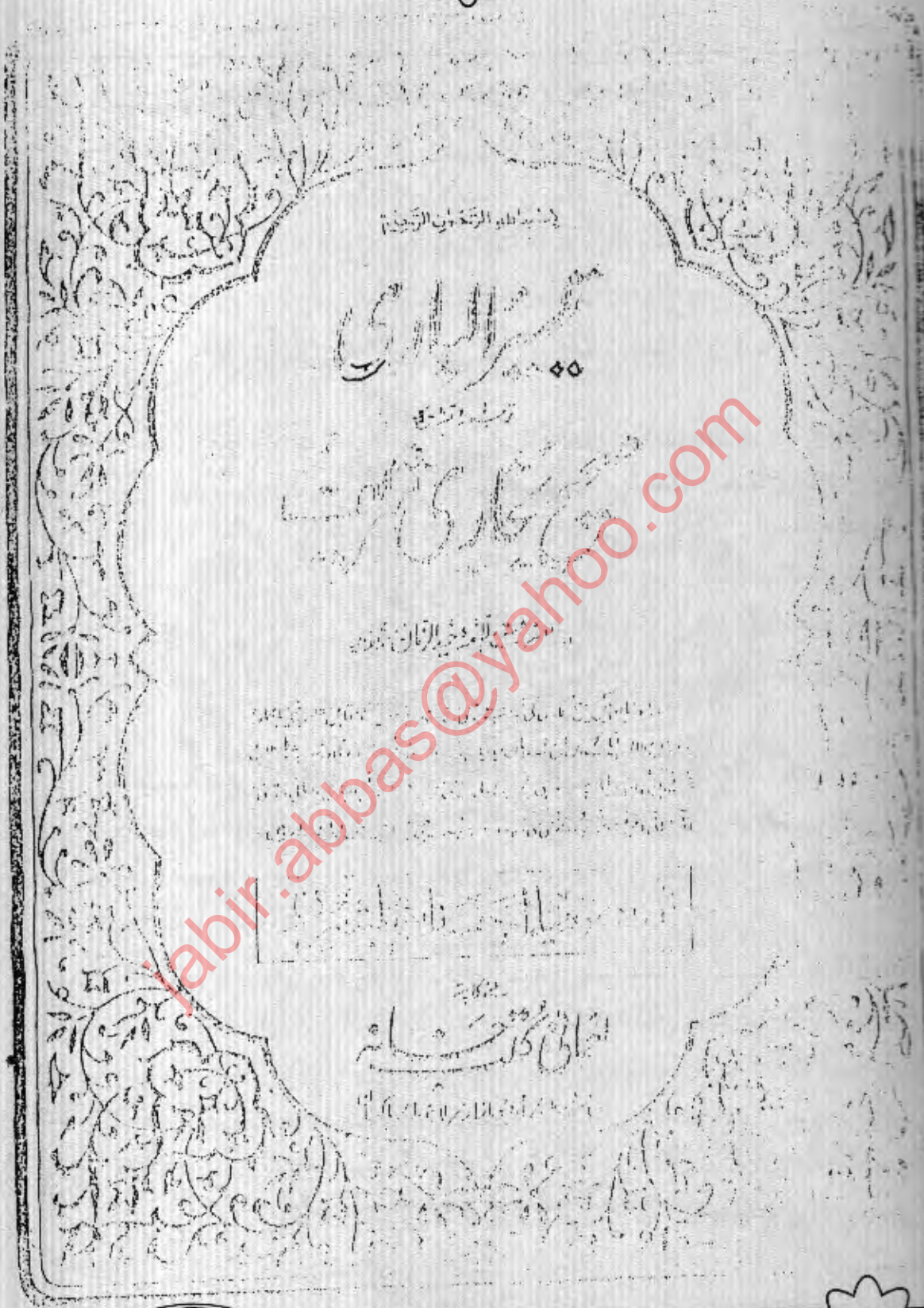
بیان ایثار ترک البول قائما

و الدلیل علی انه منسوخ من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم •

حدثنا الصاغاني قال ابنا قیسة عن سفیان عن المقدم بن شریح عن ابيه عن عائشة قالت ما بال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائما منذ انزل علیہ القرآن رواه وکیع عن الثوری احسن منه •

بیان

تحقیق و تائید



تحقیقی دستاویز

تفتیش و تحقیق



الرياض النظرية من أقبال العترة

الامام شيخ مشايخ الفقه والحديث

ابي جعفر احمد الشهير بالمحب الطبري
رحمة الله وطيبت نراه

ابو بكر الصديق

عمر بن الخطاب - عثمان بن عفان

علي بن ابي طالب - طائفة بن عبید الله

الزبير بن العوام - سعد بن ابي وقاص

سعيد بن زيد - عبد الرحمن بن عوف

ابو عبيدة عامر بن الجراح

الجزء الاول

حققه وعلق عليه

فضيلة الشيخ محمد مصطفى ابو العلاء
امير السادة السعديين والاشواق والفاصول بالامر الشريف

موقوف الطبع بهذا الوصف بمجموعة

يطلب من

بميدان
سيتا احلين
ت ٩٠٥١٨

مكتبة البكة

لسوق
ام الغلام

تحقيق وبتاوير

211



حضرت ابو بکرؓ پیغمبر اسلام سے بڑے عالم تھے

كانوا يروون بالمعنى هذا مذهب الاخفش ، وذهب الخليل الى ان
الخبر محذوف ابدأ وأن التقدير لا والله إلا من ذا ، ولا والله لا يكون
ذا . فحذف لكثرة الاستعمال . وأعلم أن بدار أبي بكر بالزجر والردع
والفتوى واليمين على ذلك في حضرة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ثم
يصدق الرسول صلى الله عليه وسلم فيما قال ، ويحكم بقوله - خصوصاً -
شرف لم تكن لأحد غيره ، وقد كان يفتي في حياة رسول الله صلى
الله عليه وسلم أربعة عشر من الصحابة : أبو بكر وعمر وعثمان وعلي
وعبد الرحمن بن عوف وابن مسعود وعمار بن ياسر ، وأبي بن كعب
ومعاذ بن جبل وحذيفة بن اليمان وزيد بن ثابت وأبو الدرداء وسنان
وأبو موسى الأشعري .

ولهذا لما قال ذلك الرجل فسألت رجلاً من أهل العلم فأخبروني
أن علي ابن جلد مائة جلد لم ينكر عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم
فتوى غيره في زمانه لأنها صدرت وعن تعليمه أخذت ، وأما
الفتوى بحضرة علي ما ذكرنا ، فلم تكن لأحد سوى أبي بكر .

وعن محمد بن كعب القرظي قال : بلغني أنه لما اشتكى أبو طالب
شكواه التي قبض فيها قالت له قریش أرسل إلى ابن أخيك يرسل إليك
من هذه الجنة التي ذكرها ما يكون لك شفاء ، فخرج الرسول حتى
وجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر جالس معه فقال يا محمد :
إن عمك يقول لك إني كبير ضعيف سقيم فأرسل إلى من جنتك منه
التي تذكر من طعامها وشرابها شيئاً يكون لي فيه شفاء . فقال أبو بكر



١٩١-

إن الله حرمها على الكافرين ، فرجع الرسول اليهم وأخبرهم بمقالة
أبي بكر فحملوا عليه بأنفسهم ، حتى أرسل رسولا من عنده فوجده
الرسول في مجلسه فقال له مثل ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إن الله حرمها على الكافرين - خرج في فضائل أبي بكر وهو مرسل .

ذكر تعبيره الرؤيا بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم وفي حال انفراد
عنه وتقرير النبي صلى الله عليه وسلم تعبيره في الحالين
وأنه كان أعلم الناس بالتعبير

عن ابن عباس أن رجلا أتى النبي صلى الله عليه وسلم عند منصرفه
من أحد فقال : يا رسول الله إني رأيت في المنام ظلة تنطف عسلا
وسمنا ، والناس يتكففون فمنهم المقل ومنهم المستكثر ، ثم رأيت
سيدا واصلا من السماء أخذت به فغلوت ثم أخذ به آخر بعدك فعلا
ثم أخذ به آخر فانقطع ثم وصل له فعلا قال فقال أبو بكر أتركني
أعبرها يا رسول الله قال عبرها : قال أما الظلة فالإسلام وأما السمن
والعسل فهو القرآن حلاوته ولينه والناس يتكففون منه فمنهم المقل
ومنهم المستكثر وأما السبب من السماء فهو الحق الذي أنت عليه أخذت
به فغلوت ثم أخذ به آخر بعدك فعلا ثم أخذ به آخر فعلا ثم أخذ به
آخر فانقطع ثم وصل له فعلا ، أصبت يا رسول الله ؟ قال أصبت
بعضاً وأخطأت بعضاً ، قال أقسمت يا رسول الله لتخبرني قال لا
نقسم . أخرجه .



وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

سُنَنِ

أَبُو دَاوُدَ شَرِيفِ اَرُود

جلد اول

۵۲۰۱۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مستند اور گراں بہا مجموعہ جس کو شیخ الاسلام زین المحدثین امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے پانچ لاکھ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا! ترجمہ و فوائد:۔ حضرت علامہ وحید الزماں! تعلیقات حواشی:۔ مولانا سبحان محمود صاحب! باہتمام:۔ محمد سعید ایندلسی!!

(رنا اشیران)

قرآن محل مقابلاً لمؤسسانہ کراچی

مترجم اردو

۳۵-

سنن البوراء ودر خیریت

میں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے پڑھنے میں کچھ آیتیں چھوڑ دیں رہوئے، ایک شخص (بعد نماز کے) ابولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے مجھے یاد کیوں نہ کر لیا، اس نے کہا میں یہ سچا اشیاء ان کا ذکر نہ کرنا منع ہو گا۔

بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرَكْتُ آيَةَ كُنْ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ سَلِمْتُ فِي حَرْبِي قَالَ تَرَكْتُ آيَةَ سَلِمْتُ
وَقَالَ سَلِمْتُ قَالَ تَرَكَتُ آيَةَ سَلِمْتُ

فہمیں حدیث سے مطلقاً ایمان کو پتہ نادرست نکلتا ہے۔

یزید بن محمد، ہشام بن اسماعیل، محمد بن شعیب
عبد اللہ بن عطاء بن زبیر، سالم بن عبد اللہ، عبد اللہ
بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک ناز پر بھی یہ کلام اللہ پڑھتے ہوئے عجل گئے جب ناز سے فارغ
ہوئے الیٰں کا حجت کہاتم نے میرے بچے ناز پر بھی جی اٹھوئے
کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر تم نے کیوں نہیں جملایا۔

٨٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّارِمِيُّ عَنْ
عِيسَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ
بْنَ الْخَطَّابِ بْنَ زُبَيْرٍ سَأَلَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلَاةِ
بِرِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى صَلَاةَ
فَرَأَى فِيهَا فُلَيْسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَا صَلَاةَ
عِنْدَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ ؟

بَابُ الْفَتْحِ عَنِ الْمُتَلَفِّينَ !

عبدالوہاب بن محمد • محمد بن یوسف • یوسف بن
الواسحاق • الواسحاق • حضرت صاحبہ علی رضی اللہ
عنه سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علی سے
بتا امام کو نمازیں کہیں الوہاب و دے الواسحاق نے اس حدیث سے
نہیں سنیں مگر ہمارے حدیث میں ان میں سے نہیں ہے تو یہ حدیث
منقول خبری و درستی کے احادیث کے تصحیف ہے یہی ہے کہ ہمارے جہاد ہے یوں
نے کہا واقعی فقار

٩٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
مُحَمَّدَ بْنِ يُونُسَ عَنْ الْقُرَيْبِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي اسحاقَ
عَنْ أَبِي إسحاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ لَا
تَفْتَحْ عَلَى الْكُوفَةِ فِي السَّنَةِ قَالَ الْكُوفَةُ وَدَا الْكُوفَةُ تَحْقُ
لَوْ تَفْتَحُ مَعَ مِنَ الْحَارِثِ إِذَا أَرَبَعَ أَحَادِيثُ لَيْسَ فِيهَا
شَيْءٌ.

نمازیں گردن موڑ کر دیکھنا ادھر ادھر مکر رہے

احمد بن صالح ، ابن دہب ، یونس ، ابن شہاب
ابو الاحوص ، سعید بن سید ، ابو ذر سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ اللہ جل جلالہ

بَابُ الْإِتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

٩٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ ثَابِتٍ وَهَبُ بْنُ
يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُمَرَ عَنْ
حَدَّثَنَا ابْنُ مَجْازٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ التَّمِيمِ قَالَ قَالَ



وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَ رَبِّكَ فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسُبُّوهُ إِذْ يُخْرِجُكُم مِّنْ دِينِكُمْ وَيُؤَيِّدُ بِيَدِهِ مَن يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ ۚ

کتاب النبی

جلد سوم

۷۲۷۵ احادیث نبوی کا بیش بہا خزانہ
جس کو ابو عبد اللہ امام بخاری نے جمع کر کے مسلمانان عالم پر احسان عظیم فرمایا،
تبرجہ فروغ و انداز و ترتیب و ترتیب

(از)

- | | |
|-------------------------------|---------------------------|
| (۱) مؤلفنا الشیخ العلی حسنا | (۲) مؤلفنا ابوالفتح حسنا |
| (۳) مؤلفنا یحییٰ بن محمد حسنا | (۴) مؤلفنا قاری احمد حسنا |

نشر و طبع: دار الفکر، بیروت
ترجمہ و تفسیر: مولانا محمد رفیع، دار الفکر، بیروت



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ "تَفْصِيلاً مِمَّا كُنِيَ فِي عَقْلِهَا"

باب ۱۶ - حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ

۲۷ - حَدَّثَنَا أَخْبَارُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أَيَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عِدَّ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ

قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَيْسِ

مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَأْسِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ

باب ۱۷ - تَعْلِيمُ الصَّبِيَّانِ الْقُرْآنَ

۲۸ - حَدَّثَنَا ثَنِي مُوسَى بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو

عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ أَبِي

ثَعْلَبَةَ الْمُفَضَّلُ هُوَ الْحَكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

تَوَقَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ

سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْحَكَمَ

۲۹ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا

مُتَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

جَمَعْتُ الْحَكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْحَكَمُ قَالَ الْمُفَضَّلُ

باب ۱۸ - نِسْيَانُ الْقُرْآنِ وَهَلْ يَقُولُ

نَسِيتُ آيَةً كَذَا وَكَذَا وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى

سَقَرْتُكَ فَلَا تَنْسِي لَأَمَّا مَا شَاءَ اللَّهُ

۳۰ - حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ

حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ

تَعَالَى يَسْجُدُ لِلَّهِ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِّنْ

سُورَةٍ كَذَا

۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُبَيْحٍ عَنْ سَمِيعٍ حَدَّثَنَا

عَلِيُّ بْنُ هِشَامٍ وَحَالِ اسْقَاطُهُمْ مِنْ سُورَةٍ كَذَا

تَأْتِيهِ عَلَى ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامٍ

نوسے اورٹ سے زیادہ جلد کل بھاٹنے والا ہے

سوادری پر قرآن شریف پڑھنے کا بیان

حجاج بن منہال، شعبہ، ابو ایاس، عبد الرحمن بن معقل رحمہ

روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو قیام کے دن دیکھا کہ وہ اپنی سواری پر سورت فتح پر

رہے تھے

بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کا بیان

موسیٰ بن زید، ابو عوانہ، ابو بشر، سعید بن جبیر رحمہ

روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں سورتوں کو تم مفصل کہتے

ہو وہ حکم ہیں سعید کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میں دس برس کا تھا اور حکم سورتیں

پڑھ چکا تھا

یعقوب بن ابراہیم، متیم، ابو بشر، سعید بن جبیر رحمہ

ہیں کہ ابن عباس فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

میں حکم سورتیں یاد کر چکا تھا، سعید کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے پوچھا

حکم کیا ہے، انہوں نے کہا حکم مفصل کو کہتے ہیں

قرآن شریف بھول جانا، اور یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا

وہاں نہیں، لیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جلدی ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو

میرے بھولے گا، مگر جو اللہ چاہے گا

ربیع بن یحییٰ، زائدہ، ہشام، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا، تو آپ نے فرمایا اس

شخص پر حکم کرے کہ اس نے مجھے فلاں فلاں آیت فلاں فلاں سورت

کی یاد دلا دی

محمد بن عبید بن میمون، علی بن سعید روایت کرتے ہیں کہ ہشام نے کہا مجھے

وہ آیت یاد دلا دی جو کہ میں فلاں فلاں سورت سے بھلا یا گیا تھا، محمد بن عبید

کی علی بن مسہر اور عبد اللہ نے متابعت کی ہے

رسول پاک نماز میں آیت پڑھنا بھول گئے (اعیاد)

کتابخانه
شماره قفسه
تاریخ

۷۲۷۵ احادیث نبوی کا بیش بہا خزانہ
جس کو ابو عبد اللہ امام بخاری نے جمع کر کے مسلمانان عالم پر احسان عظیم فرمایا
ترجمہ و فوائد اور تصحیح و تفسیر

(51)

(۱) مَوْلَانَا اَبْدَالِی حَسَنًا
(۲) مَوْلَانَا اَبُو الْفَتْحِ حَسَنًا
(۳) مَوْلَا سُبْحَانَ جُود حَسَنًا
(۴) مَوْلَا نَاقَارِی حَسَنًا

محمد یونس کراچی

٣٣٦. حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ
عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَدْ كَرِهَ لَهَا لِيَصِلَ إِلَيْهَا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيَا جَعْبَهَا قُلْتُ خَتَبْتُهَا قَالَ فَتَمَّ
وَعَنْ تَدَادَةَ عَنْ يُونُسَ ابْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
مَرَّةً فَلْيَا جَعْبَهَا قُلْتُ خَتَبْتُهَا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ
وَأَسَدَحَقَّ وَقَالَ أَبُو مَعْبُودٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
خَسِبَتْ عَلَى تَطْلِيقِهَا

يَا أَيُّهَا مَنْ طَلَّقَ، وَهَلْ يُؤَاجِبُ الرَّجُلُ
أَمْرَاتَهُ بِالطَّلَاقِ ؟

٣٣٤ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ - أَيُّ أَرْوَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ ؟ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَهَا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ ، فَقَالَ لَهَا : لَقَدْ عَذَّبَ بِعَظِيمِ الْحَقِّ بِأَهْلِكَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَأَدًا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي مَنِيجٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ :

٢٣٨ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
بْنُ عَسِيلٍ عَنْ هَمْدَةَ بِنِ ابْنِ أَبِي اسِيدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي اسِيدٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ حَتَّى انْتَهَيْنَا
إِلَى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْلِسُوا ههنا وَدَخَلَ وَتَدَا إِلَى بَا حُومِيَّةٍ
فَأَنْزَلَتْ فِي بَيْتٍ فِي خُجْلٍ فِي بَيْتٍ أُمِّيَّةٍ بَلَسَتْ النِّعَمَانِ

ابو نعیم، عبد الرحمن بن غنیم، عمرو بن ابی امیہ، ابوسیدہ رضی
روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کر ایک باغ کے
پاس پہنچے جس کو شوط کہا جاتا تھا جب ہم اس کی درو دیواروں کے زریعہ
پہنچے تو ہم وہاں بیٹھ گئے، آپ نے فرمایا میں بیٹھے رہو، آپ اللہ تعالیٰ
نے کئے، وہاں جو نبی لائی گئی، اور امیہ بنت نعمان بن بشر حیل
کے کھجور کے گھر میں اتار لی گئی، اور اس کے ساتھ ایک بکرا لائی کرنے
والی دایہ تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب پہنچے، تو



فرمایا تو اپنے آپ کو میرے حوالہ کر دے، اس نے کہا کیا کوئی شہزادی اپنے آپ کو کسی بازاری کے حوالہ کر سکتی ہے، آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کے سر پر رکھ کر اسے تسکین دیں، اس نے کہا میں تمہارے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، آپ نے فرمایا تو نے ایسی ذات کی پناہ مانگی ہے جس کی پناہ مانگی جاتی ہے پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابواسید اس کو درازتی کپڑے پہنا کر اس کے گھروالوں کے پاس بھیجا دے، حسین بن ولید غیشا پوری نے بواسطہ عبد الرحمن، عباس بن سہل وہ اپنے والد اور ابواسید سے روایت کرتے ہیں، ان دونوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جب وہ آپ کے پاس لائی گئی، آپ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اس نے ہاتھ کیا تو آپ ابواسید کو حکم دیا کہ اسے سامان پہنا کر دے اور درازتی جوڑے پہنا دے۔

عبداللہ بن محمد، ابراہیم بن ابی الوزیر، عبد الرحمن، حمزہ، اپنے والد اور عباس بن سہل بن سعد اپنے والد سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

جماح بن منہال، بہام بن یحییٰ، قتادہ، ابو غلاب یونس بن حبیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو اس کا کیا حکم ہے، انہوں نے کہا تو ابن عمر کو یہاں تک کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی، حضرت عمر بن عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور آپ سے یہ بیان کیا، تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس سے رجوع کر لے، جب وہ پاک ہو جائے اور طلاق دنیا پا ہے تو اسے طلاق دیدے، میں نے پوچھا کیا اس کو طلاق شمار کیا، انہوں نے کہا تباہ تو اگر کوئی شخص عاجز اور احتی ہو جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟

بْنِ شَرَّاحِيلَ وَمَعَهَا دَابَّتُهَا حَاضَةً لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هِيَ نَفْسِي لِي قَالَتْ وَهَلْ تَهْتَبُ الْمَدِينَةَ نَفْسَهَا لَشَيْءٍ قَدْرٍ؟ قَالَ فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ بِيَدِهِ عَلَيْهَا لَتَسْكُنَ فَقَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ: قَدْ غَذِيتَ بِمَعَادٍ، ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسِبْنَا رَازِقَتَيْنِ وَالْجَفْهَةَ يَا هَلْهِيَ. وَقَالَ كُفَّيْنِ بَنِي الْوَلِيدِ الْكَيْسَ الْوَلِيدِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ وَابْنِ أُسَيْدٍ قَالَا: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِّمَةَ بِنْتِ شَرَّاحِيلَ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ لَبَّطَ بِيَدِهِ إِلَيْهَا فَكَافَّرَهَا كَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجِيرَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقَتَيْنِ.

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَبٍ عَنْ ابْنِ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ حَمَزَةَ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هَذَا.

۲۴۰۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ أَبِي مَرْثَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ ابْنِ غُلَافٍ يُونُسَ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ قُتَيْبُ بْنُ عُمَرَ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهَّرَتْ فَأَلَادَ أَنْ يُطْلِقَهَا فَلْيُطْلِقَهَا قُلْتُ فَمَهْلُ عِدَّةٍ ذَلِكَ طَلَقًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ تَعَجَزَ وَاسْتَحَقَّ؟

وَقَدْ أَطْعَمَ السُّيُوفُ فَقَدْ أَطْعَمَ اللَّهُ السُّيُوفَ

بخاری شریف مترجم

جلد اول

امام المحدثین ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ از

فاضل شیر مولینا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

تصحیح و تہذیب از

سید حامد لطیف چشتی

ناشی

ناشر
حامد آئینہ کمپنی
مدینہ منورہ
۳۸ اردو بازار لاہور



رسول اللہ کے گھر میں شیطانی ساز بجلے جاتے تھے

کتاب العیون

۳۹۳

ترجمہ بخاری شریف عربی اردو

ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں (لیکن، آپ نے میرے پاس
بچھ دیا تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بیچ
کر اپنی ضروریات پوری کر لو

عید کے دن ڈھالوں اور برچھروں سے کھیلنا
سیدہ عائشہ روایت کرتی ہیں میرے پاس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے ہاں دو لڑکیاں جنگ
بغات کے متعلق گیت الپ رہی تھیں آپ بستر پر لیٹ گئے اور
اپنا منہ پھیرا ابو بکر آئے تو مجھے ڈانٹا اور فرمایا یہ شیطانی ساز
اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ نے
فرمایا جانے دو، جب ابو بکر دوسری جانب متوجہ ہوئے تو میں نے
ان دونوں لڑکیوں کو چلے جانے کا اشارہ کیا وہ چل گئیں عید کے
دن ہمیشہ ڈھالوں اور برچھروں سے کھیلتے تھے یا تو میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا پھر آپ نے فرمایا کیا عائشہ دیکھنے کا ارادہ
ہے میں بولی ہاں، تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا میرا رخسار
آپ کے دوش پر تھا، آپ نے فرمایا اسے بنی از فہدہ تاشہ دکھاؤ
میں اس کا جب دل بھر گیا تو آپ نے فرمایا بس! میں نے کہا
کی ہاں فرمایا تو چلی جاؤ

مسلمانوں کے لیے عید کا طریقہ :

برادر رضی اللہ عنہ میں مارچ روایت کرتے ہیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا
پہلی بات جس سے ہم آج کے دن کی ابتداء کریں وہ یہ کہ نماز پڑھیں پھر
گھر لوٹیں اور قربانی کریں اور جس نے اس طرح کیا تو اس نے میرے
طریقے کی پیروی کی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں ابو بکر میرے
گھر آئے میرے پاس دو انصار رہتے تھے ان کے بچے جنگ بغات کے
روز میہ شعر پڑھ رہی تھیں اور یہ لڑکیاں بیٹھے کھانے والیاں
تھیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بیوقوفانے ساز اور پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اور وہ عید کا دن
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قوم کی عید ہوتی ہے

اللہ! اِنَّكَ قُلْتَ هَذِهِ لِبَنِي اِسْرَءٰلَآءَ مِنْ اَخْلَاقِكَ وَارْسَلْتَ اِلَيْهِمْ
بِهَذِهِ الْجَبْرِ فَقَالَ لَوْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَّبِعُهَا وَتَصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ

باب الجواب والدَّرَقِ يَوْمَ الْعِيدِ

۹۰۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا بَنُو دَهَبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي
عَمْرُو بْنُ اَبِي مَحْمَدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ اَسَدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ
عَنْ عَمْرُو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَعْدِي حَارِثَانِ تَغْيِيَانِ يَخْتَصِمَانِ
بُعَاثٍ قَامَ حَاجِبٌ عَلَى الْفَرَاشِ وَخَوَّلَ وَجْهَهَا دَخَلَ
اَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَمَنِي وَقَالَ مَرَّةً الشَّيْطَانُ بِعَدَا النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوْنِي فَلَمَّا عَقِلَ عَنْ نَفْسِهَا خَرَجْنَا
وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالْاَدْرَقِ وَالْجَوَابِ قَامَا
سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمًا قَالَ لَشَيْئَانِ
تَنْظُرِيْنَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَامَا مَنِيْ دَرَاةٌ حَدَّثَنِي عَلَى حَدِيْثٍ
وَهُوَ يَقُوْلُ دَرَاةٌ يَا بَنِي اِسْرَءٰلَآءَ حَتّٰى اِذَا مِلَلْتُ قَالَ لِيْ
حَسْبُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ قَاذِئِيْ

باب سَنَةِ الْعِيدِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ

۹۰۱۔ حَدَّثَنَا حُجَّابٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْبَةُ اَخْبَرَنِي زَيْدٌ
قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَقَالَ اِنْ اَوَّلَ مَا تَبَدَّلَ مِنْ
يَوْمِنَا هَذَا اَنْ تُصَلِّيَ ثُمَّ تَرْجُوْهُ فَتَنْحَرُ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ
اَصَابَ سُنَّتَنَا

۹۰۲۔ حَدَّثَنَا عُمَيْدَةُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو
اَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْ عَمْرِو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ اَبُو
بَكْرٍ وَعُمَيْرُ بْنُ حَارِثٍ وَمِنْ يَمَاوِي الْاَنْصَارِ تَغْيِيَانِ يَخْتَصِمَانِ
بُعَاثٍ قَامَ يَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ وَلَيْسَتْ بَمَغْيِيَّتَيْنِ
فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ مَرَّةً اَمِيرُ الشَّيْطَانِ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنْ يَمْكُنْ قُوْبِيْ عَيْدًا

جلداول

تحقیقی دستاویز

222

وَقَدْ أَطْعَمَ السُّيُوفُ فَقَدْ أَطْعَمَ اللَّهُ السُّيُوفَ

بخاری شریف مترجم

جلد اول

امام المحدثین ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ از

فاضل شیرمولینا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

تصحیح و تہذیب از

سید حامد لطیف چشتی

ناشی

ناشر
حامد آئینہ کمپنی
مدینہ منورہ
۳۸ اردو بازار لاہور

تحقیقی و استاویز



رسول پاک کا سینہ چاک کر کے ایمان سے بھر دیا گیا

کتاب التیم

۲۱۵

صحیح بخاری شریف عربی اردو

تھا اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اسے حجامہ دیا پھر بایں ہاتھ وائیں ہاتھ کی پشت سے دیا اور واسنے ہاتھ سے بایں ہاتھ کی پشت کو پھر اپنے منہ پر دونوں ہاتھوں سے مس کیا، عبداللہ بن مسعود نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمرؓ نے اس کے اس قول پر قناعت نہیں کی بلکہ نے اعرش کے حوالے سے شقیق نے اتنی زیادہ روایت کی کہ شقیق نے کہا میں عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعرمی کے پاس تھا ابو موسیٰ نے عبداللہ سے کہا کیا آپ نے مارا وہ قول جو انہوں نے عمرؓ سے بیان کیا تھا نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک سفر پر بھیجا مجھے جنابت لاحق ہوگئی میں مٹی میں لوٹ گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو بتایا تو فرمایا ہاں

باب جنابت کے لیے تیمم

عمران بن حصین روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کوٹنے میں جیٹا ہوا دیکھا کہ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز اور اہلیں کی تو آپ نے فرمایا اسے فلاں تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی اور پانی نہیں مل رہا، فرمایا تمہارے لیے مٹی سے تیمم کر لینا کافی ہے۔

نماز کا بیان

معراج میں نماز کس طرح فرض ہوئی، ابن عباسؓ فرماتے ہیں مجھ سے ابوسفیان بن حرب نے ہرقل کی حدیث میں بیان کیا کہ وہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے اور حرام سے بچنے کا حکم دیتے ہیں۔

انس بن مالک روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ میں تھا میرے گھر کی حجت شق ہوئی پھر حضرت جبرائیلؑ میرا سینہ حیر کر اسے آہ زم زم سے دھویا گیا پھر ایک طشت سے کاحمکت و ایمان سے بھرا ہوا لاکر میرے پیسے میں ڈال دیا پھر یہ بند کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمانوں پر لے گئے جب میں آسمان دینا

يَقِفُ صَرْبَةً مِّنَ الرُّبُوعِ ثُمَّ يَقْطَعُهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا
كَفَّهُ لِقَىٰ بَشْمَلِهِ أَوْ كَفَّهُ بِشِمَالِهِ يَدَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِنَّ
وَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَلَمْ تَرَ عَمْرًا يَقْنَعُ يَقُولُ عَمْرًا
وَرَأَىٰ يَدَيْ عَيْنِ الرَّاعِي عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ لَنْتُ مَعَهُ
عَمْرًا أَلَمْ يَرَأِ مُوسَىٰ فَقَالَ الْيَوْمَ مَرَىٰ أَلَمْ تَسْمَعْ
قَوْلَ عَمْرٍا لِعَمْرٍا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعَثَنِي أَنِ أَمُوتَ وَأَجْنَبْتُ فَقَعَلْتُ بِالنَّصِيحَةِ فَاتَّبَعْنَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَرْنَا فَقَالَ إِنَّمَا
كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْرَهُ وَوَجْهَهُ

باب

۳۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا
عَوْنٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَىٰ رَجُلًا مَعْتَزِلًا
لَمْ يَصِلْ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَصِلَ
فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ
فَالَ عَلَيْهِ بِالنَّصِيحَةِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ

کتاب الصلوة

باب کيف فرضت الصلوة في الاسلام
وقال ابن عباس حدَّثني أبو سفيان بن حرب
في حديث هرقل فقال يا مرنان يعني المشرك
صلى الله عليه وسلم بالصلوة والصدق والعتاف

۳۳۹- حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ عَزْزٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ
يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُرَيْبُ
عَنْ سَقِينِ بْنِ وَائِلٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ عَسَلَهُ بِمَاءٍ زَمْزَمٍ ثُمَّ جَاءَ وَنَصَبَتْ قُرَيْبُ

تحقیقی دستاویز

224

أَبْنِي حَازِمٍ وَالْأَرْوَاحُ عَنْ يَزِيدٍ هَذَا وَقَالَ
فَعَلَى مَنَّهُ أُمُّ دِمَاحٍ ۝

بِأَدْنَىٰ أَيْدِي أَسْرَىٰ يَعْبُدُهَا لَيْلًا مِنَ السَّجْدِ
الْحَدَامُ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَىٰ ۝

١٠٦٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْرَجٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِمَا كُنْتُ بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمٍ فِي الْجُبْرِ فَجَلَا اللَّهُ فِي بَيْتِ الْمُقَدِّسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ *

بَابُ الْيَعْلَاجِ

١٠٧٨ - حَدَّثَنَا هُدَّ بِهٖ بَنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا
هَمَّامُ بْنُ يَمِينٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعَصَعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَبِّيَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّهُ
لَيْسَ أَشْرَى بِهِ بَيْنَنَا أَنَا فِي الْعَالَمِينَ وَرَبَّنَا
قَالَ فِي الْخَبَرِ مُصْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي أَنِّي نَقَدُ
قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَثَقٌ مَا بَيْنَ هَذِهِ
إِلَى هَذِهِ فَقُلْتُ لِلجَارِ رُوِّدْ وَهُوَ إِلَى جَدِّي مَا
يَعْرِفُ بِهِ قَالَ مِنْ ثَعْرَةٍ ثَعْرَةٍ إِلَى ثَعْرَتِهِ وَ
سَمِعْتُهُ يَقُولُ مِنْ ثَعْرَةٍ إِلَى شَعْرَتِهِ فَاسْتَفْرَحَ
قُلُوبِي ثُمَّ أَتَيْتُ بِطَلَسْتُ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ
إِيمَانًا فَنُفِيسَ قُلُوبِي كَمُحِيشِي ثُمَّ أَتَيْتُ بِدَلْجَةٍ
دُونَ الْمَغِيلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَيْضًا فَقَالَ لَنَا
الْجَارُ رُوِّدْ هُوَ الْبُرْاقُ يَا أَبَا حَمْرَةَ قَالَ أَسَدُ
نَعَمْ تَصَدُّ حَطَوُهُ عِنْدَ أَفْصَى طَرَفِهِ فَيُحْمَلُ
عَلَيْهِ فَأُذَلَّتْ فِي جَنَدِيلٍ حَتَّى آتَى السَّمَاءَ

میں نے اسی طرح دعا مانگ کر تے ہیں کہ یہ ہے کہ اس دعا پر میری ہے
کہ بجائے دماغ کے جو کھوٹے گئے گا

شعبہ امرا کی حدیث اور اہمیت قرآنی پاک ہے وہ
 ذات جو باتوں و لات اپنے بندے (محمدؐ) کو مسجد حرام سے
 مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔ کا بیان +

مجی بن کبیر لیٹ عقلیل ابن شہاب، ابو سلمہ بن عبد الرحمن، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ کے سلسلہ میں جب قریش نے میری گنڈ مہم کی تو میں میری گنڈ اوجھ گیا پس اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بہت المقدس کو کشف فرمایا۔ سو میں قریش کو اس کی علامتیں بتانے لگا۔ اور بیت المقدس میری نظروں کے سامنے تھا۔

معراج کا بیان :

برہہ بن مالک، ہمام بن یحییٰ، قتادہ، حضرت انس بن مالک، مالک بن معصود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے شب اسرار و معراج کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا کہ میں عظیم بن اودبھی حلیم کی عہدہ پر رہا تھا کہ ایک شخص نے والا میرے پاس آیا پس اس نے میرا سینہ، یہاں سے دہان تک چاک کر ڈالا، راوی کہتا ہے کہ میں نے جاوڑو سے جو تیرے پیلوں پر نیچے جوئے تھے پوچھا، یہاں سے یہاں تک کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ معلقوم سے دریافت تک تو اس نے میرا قلب نکالا، پھر ایمان سے لبریز سونے کا ایک ٹکٹ تیرے پاس لایا گیا، یہی سیر اول دھویا گیا، پھر دوسرا رکھ دیا گیا، پھر تیسرے پاس پھر سے چھوٹا اندر رکھے سے بڑا ایک سیدہ جانور لایا گیا، جاوڑو نے حضرت انس سے پوچھا کہ اسے اچھوڑ دو وہ بلاق تھا تو اس نے نہ کہا اہں! وہ اپنے منہ سے نظر پر انا قدم رکھتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر ہمارا کر دیا گیا، اور وہ مجھے لے کر اٹھتی کہ آسمان دنیا پر آیا تو اس کا دروازہ کھلوایا گیا، پوچھا کیا کون ہے؟ کہا میری پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا کیا انہیں

رسول پاکؐ کا سینہ چاک کر کے دھونے کے بعد ایمان سے بغیر کیا گیا (الضحاۃ: ۲۵)

عبدالرحمن

تحقیقی و ستاویز

226



رسول اکرمؐ نے بھول کر چار رکعتی نماز دو رکعت پڑھا دی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھ کر غارتھ ہر سنے تو ذوالیہدین نے آپؐ سے عرض کیا کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں سے فرمایا ذوالیہدین درست کہتے ہیں لوگ برسے ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور دو رکعتیں اور پڑھ لیں پھر سلام پھیر کر پھر اللہ اکبر کہا اور معمول کے مطابق اپنے مسجد سے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے فرمایا کیا؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کی دو رکعتیں پڑھیں تو کہا گیا آپؐ نے دو رکعتیں پڑھی ہیں آپؐ نے (اور) دو رکعتیں پڑھ لیں پھر سلام پھیر کر آپؐ نے دسویں کے دو سجدے کئے؟

جب امام نمازیں روئے اعدا اللہ بن شداد کہتے ہیں نبیؐ نے عمرؓ کے رونے کی آواز سنی جبکہ میں بالکل بھول گھٹنوں میں تھا وہ انا اللہ کو ابھی وحی الی اللہ کی تلاوت کر رہے تھے؟

ام المؤمنین عائشہ روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران فرمایا ابو بکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں عائشہ کہتی ہیں میں نے آپؐ سے کہا ابو بکر جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے باعث لوگوں کو اپنی قرأت نہ سنا سکیں گے لہذا آپؐ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر آپؐ نے فرمایا ابو بکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں عائشہ کہتی ہیں میں نے حفصہؓ سے کہا تم حضورؐ سے کہو کہ ابو بکر جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے باعث لوگوں کو اپنی قرأت کی آواز نہیں سنا سکیں گے لہذا آپؐ عمرؓ کو حکم دیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حفصہؓ نے اس عرض کو کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم درست کہہ گئے والہ عزیزی ابو بکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

۴۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ السَّخَّيْنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْبٍ عَنْ أَبِي حُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنَ الثَّغَنِيِّ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصَرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثَلَاثِينَ رَكْعَةً ثُمَّ سَجَدَ كَمَا كَانَ يَسْجُدُ سَجُودَهُ أَوَّلًا

۴۰۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَيْثَنِ قَالَ زُشَيْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَتَيْنِ فَقِيلَ قَدْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ كَمَا كَانَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ

بَابُ إِذَا بَكَى الْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ لَمْ يَمْعُثْ لَشَيْخٍ عُمَرَ أَنَّ فِي الْخَيْرِ الصَّغُوفُ يَقْرَأُ ثُمَّ اشْكُوا بَشِيْرًا حَدَّثَنِي أَبِي اللَّهُ

۴۰۲ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَوْجِبٍ مَرُّوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ لَكَ أَنْ يَبْكُوا إِذَا مَكَرَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْمَعْ النَّاسُ مِنْ الْبَكَاءِ لَمْ يَمْعُثْ يَحْسِبُ النَّاسُ فَقَالَ مَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيَصِلْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ لِحَفْصَةَ قَوْلِي لَكَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا مَكَرَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْمَعْ النَّاسُ مِنَ الْبَكَاءِ قَالَتْ فَصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بَكْرًا لَا تَنْتَ صَاحِبُ يَوْسَعٍ مَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيَصِلْ لِلنَّاسِ



وَمَا اشْكُرُكَ الرَّسُولُ مُحَمَّدٌ وَهَ وَمَا أَهْلُكَ عَنْكَ زَيْدٌ

سُنَنِ

أَبُو دَاوُدَ شَرِيفُ أَرْدُ

جلد اول

۵۲۰۱۔ احادیث نبوی ﷺ کا مستند اور گراں بہا مجموعہ جس کو شیخ الاسلام ذہین المحدثین امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے پانچ لاکھ احادیث نبوی ﷺ کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا! ترجمہ و فوائد:۔ حضرت علامہ وحید الزمان! تعلیقات حواشی:۔ مولانا سبحان محمود صاحب! باہتمام:۔ محمد سعید اینڈ سنز

(ناشران)۔

قرآن محل مقابلاً لومسائتہ کراچی



زید عن ابیہ عن محمد بن ابی ہریرۃ قال قال صلی
 علیہ وسلم لا یصلی اللہ علیہ وسلم الا بعد ان یتوضا
 الطہر الطہر او الغضو فان قصتی ینزلتین ثم
 سلم ثم قام لی شخبۃ فی مقعد من المستحی فوضعت
 ید یمینہ علی الخد یمینہ علی الخد یمینہ علی الخد
 الغضب ثم خیر سرعان الناس وہو یقول وودت
 قصیرت الصلوۃ قصیرت الصلوۃ وفی الناس الذکر
 وغیرہم فافادہ ان یحکمہ فقہام رجل کان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستہ فی قیل قال
 یا رسول اللہ ان یتأتیہ قصیرت الصلوۃ قال نعم
 ان یتأتیہ قصیرت الصلوۃ قال بل یتأتیہ یا رسول اللہ
 فاجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انقرض
 فقال اصدی ذوالیدین فاموا ای نعم فرجہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مقام قصیر
 الرکعتین الباقیتین ثم سلم ثم سجد
 وسجد سجودہ او اطول ثم رفعہ وکبر ثم سجد
 وسجد سجودہ او اطول ثم رفعہ وکبر ثم سجد
 لیحتمل ان یتأتیہ فی الترفیق قال لا یحتمل من لیس
 ہریرۃ ولکن یندث ان عمران بن حصین قال
 ثم سلم
 ۹۹۶ - حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ
 عن ابیہ عن محمد بن یسار عن عبد اللہ بن حماد انہ
 قال ثم سلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول یا
 ذلہ یقول فاموا قال فقال الناس دعہم قال ثم
 رفعہ وکبر ثم سجد وسجد سجودہ
 او اطول ثم رفعہ وکبر ثم سجد وسجد سجودہ
 وکبر ثم سجد وسجد سجودہ
 ۹۹۷ - حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ
 عن ابیہ عن محمد بن یسار عن عبد اللہ بن حماد انہ
 قال ثم سلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول یا
 ذلہ یقول فاموا قال فقال الناس دعہم قال ثم
 رفعہ وکبر ثم سجد وسجد سجودہ
 او اطول ثم رفعہ وکبر ثم سجد وسجد سجودہ
 وکبر ثم سجد وسجد سجودہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز رکعت نماز رکعت نماز رکعت

بہار



وقف الله تعالى

شَرَحَ الصُّلُوكَ

بتحريم رفع القبور

ورفع الرتبة عما يجوز وما لا يجوز من الغيبة
والدواء العاجل في دفع العدو الصائل

تصنيف الامام المحدث

محمد بن عبد الوهاب

المتوفي سنة ١٢٠٦ هـ رحمه الله

طبعت على نفقة الفقير لله تعالى
معد بن محمد بن عبد العزيز آل سعود

تحقيق واستاذ

231



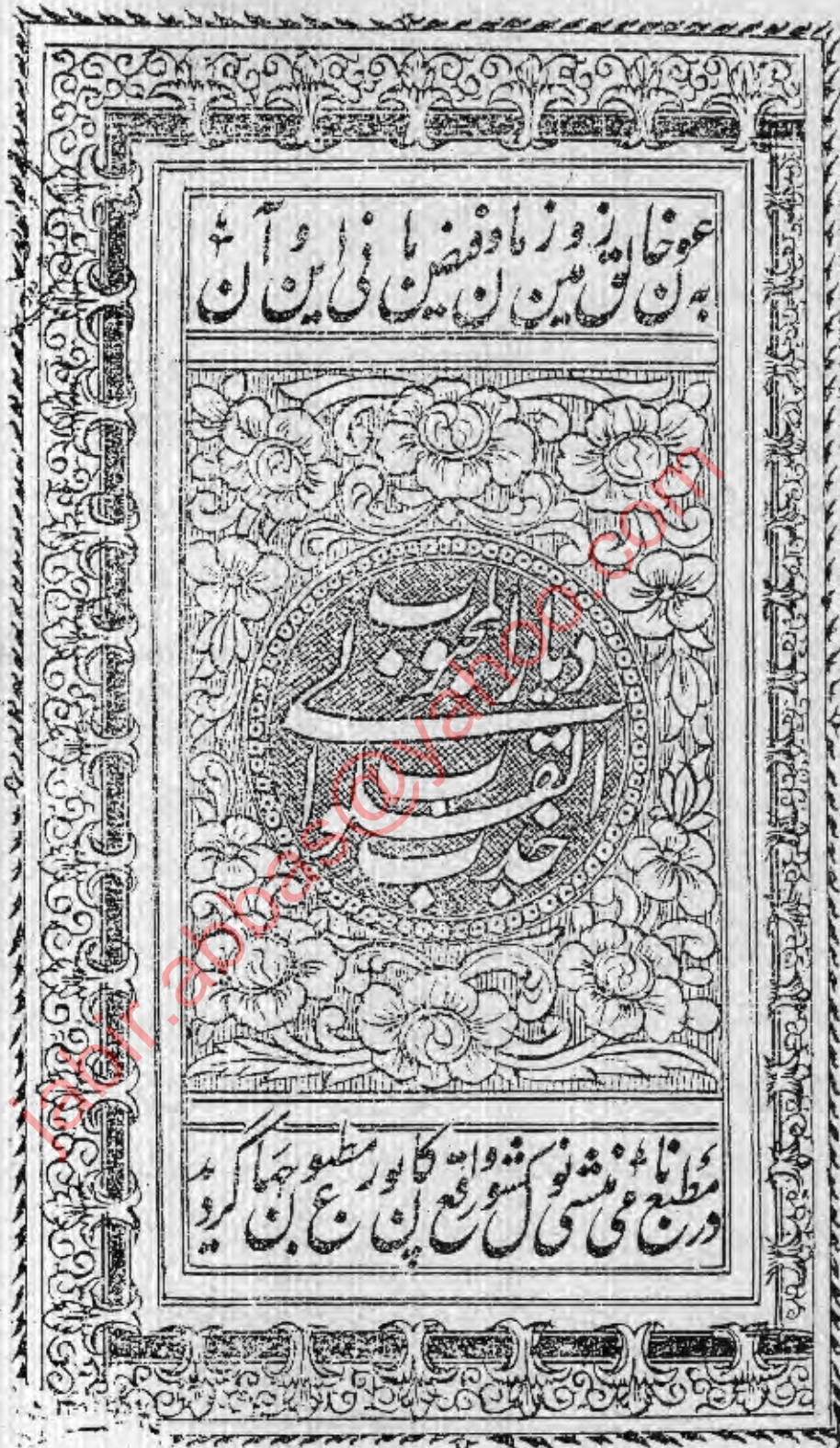
تغییر اسلام کی قبر ایک بت ہے

ولا شك ان غالب هؤلاء المغرورين المخدوعين لو طلب منهم طالب ان ينذر بذلك الذي نذر به لقبر ميت على ما هو طاعة من الطاعات وقربة من القربات لم يفعل ، ولا كاد .

فانظر الى اين بلغ تلاعب الشيطان هؤلاء ؟ وكيف رمى بهم في هوة بعيدة القعر ، مظلمة الجوانب ؟ فهذه مفسدة من مفاصد رفع القبور وتشيدتها ، وزخرفتها وتجسيصها .

ومن المفاصد البالغة الى حد يرمي بصاحبه الى وراء حائط الاسلام ، ويلقيه على أم رأسه من اعلى مكان الدين : أن كثيراً منهم يأتي بأحسن ما يملكه من الأنعام واجود ما يحوزه من المواشي فينحرم عند ذلك القبر ، متقرباً به اليه ، راجياً ما يضمن حصوله له منه . فيهل به لغير الله ، ويتعبد به لوثن من الاوثان إذ إنه لا فرق بين النعائر لأحجار منصوبة يسمونها وثناً ، وبين قبر ميت يسمونه قبراً (١) . وبجهد

(١) ان الوثنية في كل وقت ملة واحدة . أوحاها الشيطان الى اوليائه بأسماء مختلفة . والحقيقة فيها واحدة . كما ان التوحيد واحد على لسان كل المرسلين . وما عظم الوثني الاول حجراً ولا شجراً إلا لأنه قال البركة — بزعم الكاذب — من انتسبه الى الولي : اللات او العزى وغيرهما من زعموم وسائط بين الربوبية والبشرية ، وانهم ابناؤهم لأنهم من نوره . قال قبر المعظم المقدس وثن وضم بكل معاني الوثنية لو كان الناس يعقلون ، لأن الاوثان في الجاهلية انما كانت باسم اولياء . كما ذكر الله ذلك في القرآن ما لا يحصى . ولقد كان العرب يقسمون بالله انهم حنفاء ليسوا مشركين .





جذب القلوب

۱۲۵

در رسید نماز جمعه بمرکز آن موضع ادا فرمود اول جمعه که بعد از قدم دینہ اقامت یافت این بود و در وقت
 این مسجد واقع است که نازل بنی سالم بن عوف و عربی آن دادی بود و آثار نازل ایشان بنویسند
 باقی است و خانه عقیان بن مالک که قصه آن در صحیح بخاری آمده است که در ملائمت آنحضرت
 آمد و عرض نمود که یا رسول اللہ باصره من ضعف قومی پذیرفته و نزد کثرت مظار و سیر ادبی نتوانم
 که در مسجد قبیلہ آمده اقامت جماعت با ایشان کنم اگر بمنزل من تشریف آری و نماز بگذاری تا من
 آن موضع را اصلاح خود گیرم و در وقت ضرورت بمرکز آن موضع تشریف نماز کنم نیز بمرکز ادبی بود
 و بعضی علماء سیر فرموده اند که بنی سالم را در مسجد بود این مسجد که اورا مسجد جمعه گویند صخران و مسجد است
 و توانند که مسجد کبیر همان مسجد باشد که در حدیث مذکور مسطور است و اللہ اعلم و عمارت قدیم این مسجد بنده
 شده بود و در حدود سنه تسعمائے بیضی اعظم تجدید آن کرده و اورا سقفی است و حاطی طول از قبایع شام
 بست گز و عرش از شرق تا غرب شانزده و نصف مسجد فضیخ بفتح الفاء و کسر الصاد المعجمه بود نشان
 تحتیة و خارج معجمه و الان مردم آنرا مسجد شمس گویند مسجدی صغری است قریب مسجد قبا در جانب شرق
 در مکان عالی بنی بنگ سیاه بنی صف ثمر کل مربع یازده در یازده گز در وقتی که سرور انبیا صلی اللہ
 علیہ آله وسلم محاصره بنی النضیر کرده بود و قریب آن قبر زده بود و در موضع این مسجد شمس روز نماز گذارده
 بعد از آن در آن جانبی مسجد کردند این شیبہ این را باله آورده اند که ابو ایوب جماعه از نصاری هم در
 موضع این مسجد نشسته فضیخ که نوعی از مشروبات است استعمال میکرد و چون آیت حرمت تحر
 نزول یافت باستماع این خبر بنده مان مسقاراکشاده دادند و نصیحه که در وی بود بمرکز آن
 موضع ریختند از آنجست اورا مسجد فضیخ گویند و بعضی علماء گفته اند که این قصه کریمش از بنام مسجد
 باشد یا علم نجاست خمر بعد از آن حاصل شده و امام احمد و مسند خویش از حدیث ابن عمر آورده که بعد از
 موضع پیش السور و صلی اللہ علیہ آله وسلم کوزه از فضیخ آوردند و آنرا بخورد و از نجاست در مسجد فضیخ

بنی کرم نے مسجد میں شراب نوش فرمایا

تحقیقی دستاویز

234



فَتْحُ الْبَحْيَيْنِ كِتَابُ الْبُحَيْنِ

تأليف: العلامة الشيخ عبد الرحمن بن حسين آل الشيخ
تصنيف: محمد النعمان آل سلاله شيخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب
رحمه الله

ترجمہ و تفسیر
عطاء اللہ ثاقب

طبع بامر

مفتی محمد صالح المنجد المدعو المصطفى بن عبد الرحمن السري

وعلى نفقته الخاصة

الناشر
انصار السنن المحمديين

من سنن ٥ بيوت ٥ لا يجوز



لَا تَخِذُوا قَبْرِي عِيْدًا وَ لَا

مِيْنَةً

میری قبر کو میلاد اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالینا۔

یہ تکریمیلہ بنانے کے مترادف ہے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ مسجد نبوی میں نماز کی نیت سے جانا اور پھر تصدق اور ارادۂ قبر نبوی پر سلام کے لیے جانا منوع ہے شریعت نے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مدینہ کے لیے اس بات کو مکڑہ قرار دیا ہے کہ دو جب بھی نماز کے لیے مسجد میں آئیں قبر نبوی کے پاس جا کر سلام کہیں کیونکہ یہ سلف امت کا طریقہ نہ تھا۔ پھر فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ تَفَضَّلَ الْخَوَاصُّ هَذَا اس امت کی اصلاح صرف ان ہی
الْأَمَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ بَاتُوا مِنْهُ يَمْنَعُونَ باتوں سے ممکن ہے جن سے قرون اولیٰ
اَدْلَمَتْ کی اصلاح ہوئی تھی

صحابہ کرام اور تابعین عظام کا یہ دستور تھا کہ وہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے بعد اپنے کاروبار کے لیے نکل جاتے یا بیٹھ جاتے، قبر نبوی کے پاس سلام کے لیے نہ آتے۔ صحابہ کرام کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ صلوٰۃ و سلام جو ہم نے نماز میں پڑھا ہے وہ کامل اور افضل ترین ہے۔ اس کے بعد مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ قبر نبوی کے پاس آکر صلوٰۃ و سلام کہنے یا وہاں نماز پڑھنے یا دعا وغیرہ کہنے کی شریعت اسلامیہ میں کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ اس سے روکا گیا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

قبر نبوی پر صلوٰۃ و سلام کرنا شریعت میں ممنوع ہے



وَمَا أَشْكُرُ الرَّسُولَ وَخُذُوهُ وَمَا أَشْكُرُ عَنْهُ نَفَقًا

سُنَن

أَبُو دَاوُدَ شَرِيفِ كَرْدِي

جلد اول

۵۲۰۱۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مستند اور گراں بہا مجموعہ جس کو شیخ الاسلام زین المحدثین امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے پانچ لاکھ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا! ترجمہ و فوائد:۔ حضرت علامہ وحید الزماں! تعلیقات حواشی:۔ مولانا سبحان محمود صاحب! باہتمام:۔ محمد سعید اینڈ سنز!

(ناشران)

قرآن محل مقابلہ لومستانہ کراچی



رسول پاکؐ دوران نماز بچوں کو اٹھاتے اور بٹھاتے تھے

ترجمہ اردو

۳۵۳

سنن البراءہ شریف

نمازیں کون سا کام درست ہے

قیس، مالک، عامر بن عبد اللہ، عمر بن سلیم، ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور امامت تزیین کو جو نواسی قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بٹھاتے ہوئے تھے جب آپ سجدہ کرتے اسکو بٹھاتے اور جب کھڑے ہوتے پھر اس کو اٹھالیتے ۛ

ف: تزیین مابین اسی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور امامہ ان کو تزیین ابو العاص سے اس حدیث سے سامع معلوم ہوا کہ اگر اڑکا یا بڑا کنگ کرے اور نماز نہ پڑھے دسے تو اس کو گود میں اٹھا کر باکندھے

پٹھا کرنا درست ہے (علامہ)

قیس بن سعید، لیث، سعید بن ابی سعید، عمرو بن سلیم، ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ امامت ابی العاص کو جو آپ کی صاحب زادی زینب کی بیٹی تھیں اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور وہ آپ کے کندھے پر رہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کئے ان کو بٹھا دیتے پھر جب کھڑے ہوتے ان کو اٹھالیتے اسی طرح اخیر نماز تک کرتے رہے ۛ

محمد بن سلمہ، ابن وہب، مجزمہ، ان کے والد عمرو بن سلیم، ابو قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز پڑھتے اور امامت ابی العاص آپ کی گردن پر سوار تھیں جب آپ سجدہ کرتے ان کو بٹھا دیتے، کہا ابو داؤد نے مجزمہ نے اپنے باپ سے صرف ایک حدیث سنی، (تو یہ حدیث مرسل ہے) ۛ

یہی بن خلف، عبد الملک، محمد بن اسحاق، سعید بن ابی سعید، عمرو بن سلیم، ابو قتادہ سے روایت ہے کہ

بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

۹۰۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ نَامِلًا عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْدٍ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۚ

۹۱۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْدٍ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۚ وَنَحْنُ نَسْمَعُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْدٍ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۚ وَنَحْنُ نَسْمَعُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْدٍ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۚ

۹۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ نَامِلًا وَهَبُ عَنْ مَحْرَمَةٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْدٍ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۚ وَنَحْنُ نَسْمَعُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْدٍ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۚ

۹۱۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ تَابِعًا لِعَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْدٍ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۚ

تحقیقی دستاویز

238



هذا كتاب كشف الغممة عن جميع
الامم للامام العلامة قطب
دائرة المحققين الشيخ
عبد الوهاب الشعراني

رحمه الله

ونفعنا به

آمين

م



(۱۲۴)

صلى الله عليه وسلم فعل ذلك وكان رضى الله عنه يخوض في طين المطر ثم يدخل
المسجد يصلى ولم يغسل رجله وكان بعض الصحابة يحمل كثير معه الادوة في يوم
الوحد فاذا وصل المسجد غسل اقدامه وصلى * (فرع) * وكان صلى الله عليه وسلم هو
واصحابه يحملون الاطفال الذين لم يميزوا في الصلاة سواء كانوا ذكورا واناثا قال انس
رضي الله عنه وصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو حامل امامة بنت زينب بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم امرأة ابي العاص رضى الله عنه فكان اذا ركع وضعها
واذا قام حملها حتى فرغ من صلاته قال ابو هريرة رضى الله عنه وكنا كثيرا ما نصلى
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فبأني الحسن او الحسين او كلاهما فيدبان على ظهره
صلى الله عليه وسلم فاذا رفع رأسه اخذهما من خلفه اخذا رفيقا ويضعهما على
الارض فاذا عاد احدهما حتى يقضى صلى الله عليه وسلم صلاته وكان الحسن رضى الله
عنه كثيرا ما يطلع فوق ظهره صلى الله عليه وسلم وهو ساجد فيطيل صلى الله عليه
وسلم المعبود لاجله ويقول كرمته ان اجعل حتى يقضى حاجته ويشبع من اللعب
وكان السلف رضى الله عنهم لا يرون بطلان الصلاة بطرح قدس على ظهره صلى الله
عليه وسلم لقصة ابي جهل ووضعه كرسى الشاة على ظهر النبي صلى الله عليه وسلم وهو يصلى
فخفى في صلاته حتى جاءت فاطمة رضى الله عنها فرفعه عنه * وكان صلى الله عليه
وسلم يرخص للنساء في الصلاة وفي ايديهن الوشم وقال قيس بن ابي جازم دخلت مع
ابي على ابي بكر رضى الله عنه وكان رجلا خفيف اللحم فرأيت يدي امساء بنت
عميس رضى الله عنها موشومة تذب عن ابي بكر الذباب وكانوا قد وشموها في الجاهلية
فخوشم البربر وكان عمر رضى الله عنه يقتل القملة في الصلاة حتى يظهر دمها
وكذلك معاذ بن جبل رضى الله عنه وكان ابن مسعود رضى الله عنه يدفن القملة في
حصى المسجد كالتخامة ويقول المصعب لارض كفاتا احياء وامواتا * (فرع) *
وكان صلى الله عليه وسلم يصلى في الملاة او الكساء عليه بعضها وعلى بعض نسائه بعضها
وهي حائض * وكان صلى الله عليه وسلم يصلى على البساط وعلى الحصير وعلى القفوة
المدبوغة وعلى الحجرة من الخوص وغيره وربما كانوا ينصبون له الحصير بالماء اذا اسود من
طول المكث فيصلى عليه ورأى عمر رضى الله عنه رجلا يصلى على حصير فقال انما
اعفر وكان عبد الله بن عامر رضى الله عنه يقول رايت عمر بن الخطاب رضى الله عنه

رسول الله صلى الله عليه وسلم



ہر قسم کی کتب و تصانیف علماء دیوبند خریدتے وقت مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعجازیہ دیوبند بولی بک

اللہم یکتبکم من الیقین

حفظ الایمان بسط البیان

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعجازیہ دیوبند نے

باہتمام خاص اپنے

کتب خانہ اعجازیہ دیوبند میں

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتب قرآن مجید کے لئے کاپیٹہ مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعجازیہ دیوبند نے

تحقیقی دستاویز

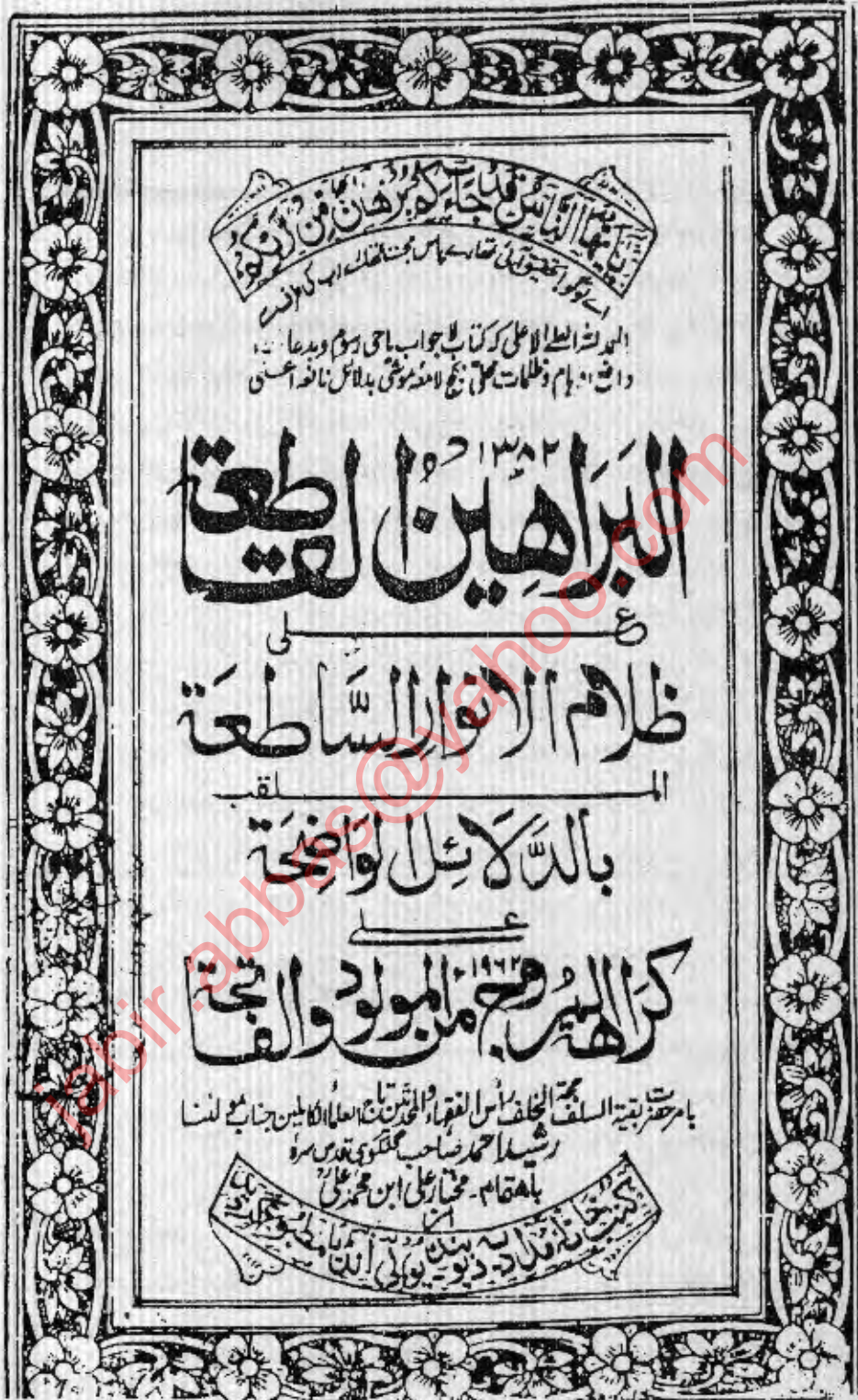
241



نبی اکرم کے علم غیب کو مجنون اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ

۸

جواب سوال سوم مطلق غیب سے مراد اطلاق شرعیہ میں ہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے
 اور اس کے لئے کوئی واسطہ اور سبب نہ ہو اسی بنا پر کہ بعض متقدمین فی السّمواتِ وَالْأَرْضِ غِیْبٌ اَلَا
 اللہ اور لوگنت اعلو الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ
 ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق سو ہم شرک ہو چکیں وجہ سے ممنوع دنا جائز ہو گا قرآن مجید میں لفظ
 راغنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی وامتی و ربی کہنے سے نہی۔ اس لیے وجہ سے وارث ہے اس لئے
 حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم غیب کا اطلاق جائز نہ ہو گا اور اگر ایسی دلیل سے بن اطلاق کا اطلاق جائز
 ہو تو خالق اور رازق وغیرہ بتا دیں اسناد الی سبب بھی اطلاق کرنا جائز نہ ہو گا کیونکہ آپ ایما و اور بقائے
 عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا اپنے مالک و مہربان یعنی مطلق کہنا بھی درست ہو گا اور جو طرح آپ پر عالم غیب کا
 اطلاق اس تاویل حاصل سے جائز ہو گا اس طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے
 بھی جائز ہو گی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں ہو سکتا اگرچہ زمین میں معنی ثانی
 کو عام کر کے کوئی کتاب پھر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب میں اور حق تعالیٰ شانہ۔ م تاویل
 (نفوذ بالسنن) تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی ماقبل مستدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بنا پر
 تو بانیان فیروں کی تائید یہود و نصاریٰ بھی خلاف شرع دہو گئی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا
 بنایا جب چاہا بنا دیا یا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول صحیح ہو تو درائن قلب
 پر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی ایک
 خصوصیت ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر مہمتی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات ہا کہ کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ
 ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہے کہ سکونہ عالم غیب کہا جائے
 پھر اگر وہ اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم غیب کہو چکا تو پھر علم غیب کو سب کو کمالات نبویہ شمار کریں کیا
 جاتا ہے جس میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو کہ کمالات نبوت سے سب ہو سکتا ہے اور اگر تمام کیا
 جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ انکی ایک فرد بھی
 خارج نہ ہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے لائل نقیہ شیار میں خود قرآن مجید میں آپ سے
 نفی کیا کہ علم غیب کی آہ و لوگنت اعلو الغیب کا مستلکث من الخیر میں دہنی کرنا آپ علم غیب میں قیامت
 کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور ہے احادیث میں ہزاروں اقوال آپ کے کتب رسالہ اور





دیوبندی علماء نبی اکرمؐ کے استاد ہیں

۲۶

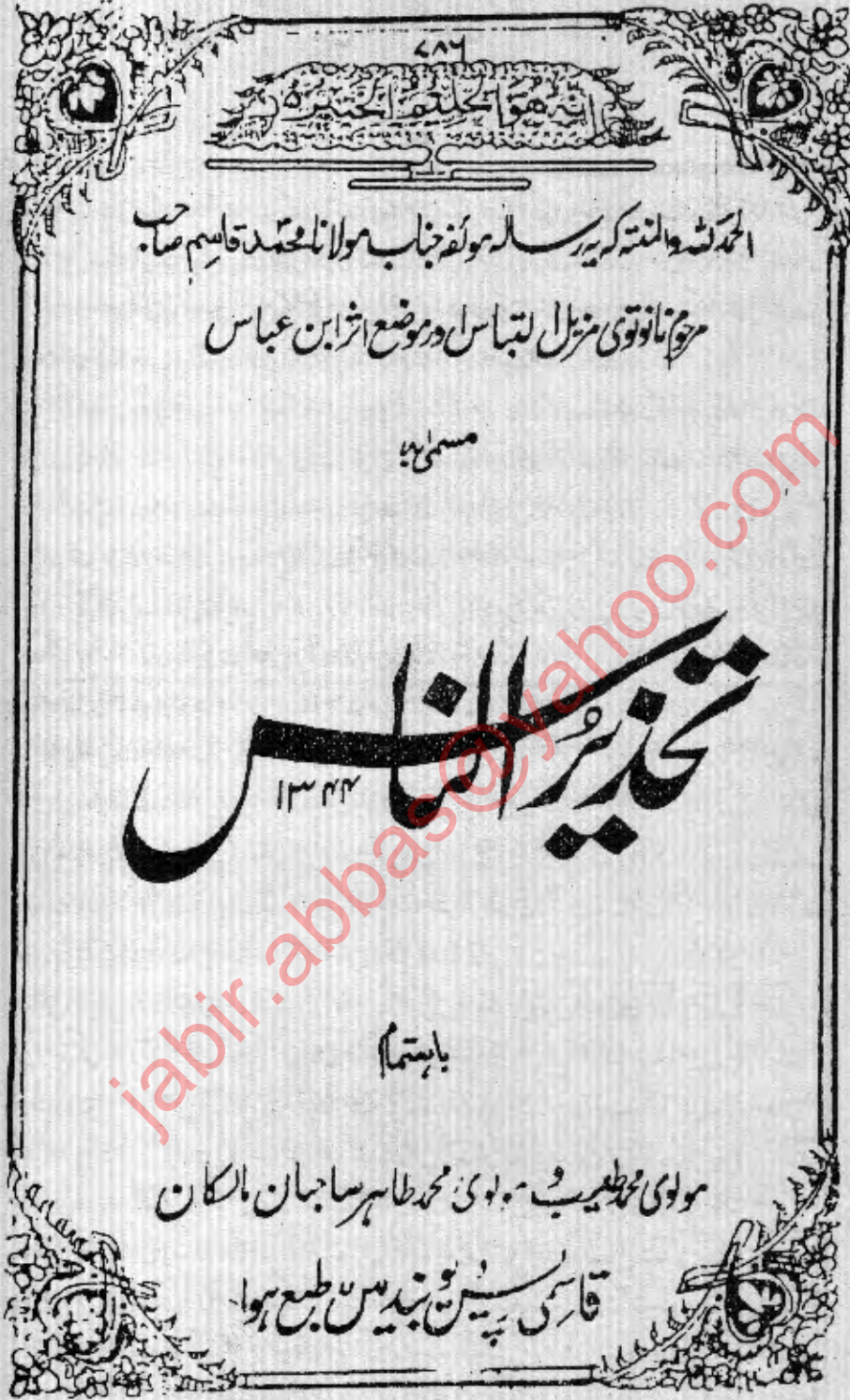
وہ جائز نہ ہو ورنہ ناجائز یہ بات ہرگز محققین کامل کے نزدیک مستحکم نہیں واضح ہو کہ بیان تک سوال فتویٰ انکاری کی شہرت کی گئی اب
اسی کے جوابات جو مفتی صاحبوں نے لکھے ہیں اسکی توثیق کرتا ہوں۔ فوراً دوم میں جیسے میں نے پہلے ہی لکھا تھا اولیٰ نقل جواب واضح ہو کہ
اُس سوال کا جواب اولیٰ میں لکھ دیا گیا پھر اصحاب دیوبند نے اُس پر مہریں لگا دیں وہ یہ ہے جواب فتویٰ انکاری انتقام
محض میل وادھ قیام و ملت ذکر پیدا کرنا حضرت علیؑ علیہ السلام کے قرونِ ششم و سابع میں ہو چکا ہے بدعت ہے اہل بدعت اس
پر ذر عیدین وغیرہ میں وچشمہ دیوبند میں ناقد سوسرہ ہاتھ اٹھا کر پایا نہیں گیا۔ البتہ نیابت عن الملیت بغیر تخصیص اُن امور و قور
سوال کے لئے مسکین و فقراء کو دیکھ کر جواب پہنچا نا اہل دعا و استغفار کرنے میں اُسے منع ہے اور ایسا ہی حال دہ سویم جیل وغیرہ
اور قریب کثرت اور جنوں اور شیریں وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے غلط ہے کہ بدعات غیر شرعیہ
اسکی حرافہ و اُلواف رسالہ ہذا اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دہر بھر دیکھ کے بیان کرتا ہے اُن امور نا صواب کو جو اس جواب میں
بیان واضح ہو کہ اس جواب پر وہی کے تین صاحبوں کی مہر ہے ابی بخش حقیقۃ اللہ بشریہ حسین۔ یہ صاحب بی بی غیر مقلد ہیں سب
ان کو جانتے ہیں ان کا یہ جواب کہنا کہ تعجب نہ تھا لیکن اصحاب دیوبند ہی اس قسم کے ہیں اُن کے تعلق ہو گئے مدرسہ دیوبند کے
علیہ اور مدرسہ کی بی بی مہر پر چند دستخط ہیں ایسے دے مفتی گان میں سے ایک صاحب کی جہالت ہے ہذا مسئلہ جواب میر
حسن علی عفی اللہ عنہ۔ یہاں غلط عبارت ان مفتی صاحب کی دیکھنے کے قابل ہو اور نصاحت و مہارت تذکرہ میں لکھنے کے قابل نہ ہو
کی مذکورہ تعریف مسئلہ کی تائید ہو کہ جواب کی تائید تیسرے مسئلہ میں سوال سب سے اوپر جواب میر کی خبر سوال کی خبر جواب کی کیا کہ
پورے میں خبر ہو کہ ان صاحبوں میں کسی کی کچھ تعارض نہیں الامام ابو محمد یعقوب صاحب کلاس مدرسہ کے مدرس ہیں جو کذا اُلواف
اولیٰ نے جس قدر فضائل کو خطبات مکتوبہ سے کہ خطبات جہل پُر غرض شمس کے متذکرہ کے مسکی خطبات جہل کو واضح طور پر نمایاں
کیا نا کر دکھایا۔ قول۔ فوراً دوم الملاقول۔ اس میں مولف نے جواب غلط نقل کیا ہے بعد اُس کے کہ اپنے ملک کے فقراء کلمات لکھی
ہیں کہ اُس کے جواب کی ضرورت نہیں بلکہ مولف کا تو فاضل میں ہی خوب منور ہو چکا ہو کہ۔ اُن میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ
ہے الملاقول حسن علی نام کوئی مدرسہ دیوبند میں نہیں رہتا اُسے سنا مدرسہ سے آج تک کی کتبیات موجود ہیں دیکھ لو مولف کو
گر دیوبند کے مدرسہ پر مہر کرنا مقصود ہے تو ایسی خط مہر کرنا کہ جبکہ یہ مہر کی بات ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان بعض
السنن۔ پھر خواہ مخواہ حسن علی کو دیوبند کا مدرس بلحاظ علم قرار دینا محض باطنی طرف سے یہ لکھنا کہ قدر خلاف امر حق تو سنا
کے ہے اور جو وہ ہیں مدرسہ کی غرض مولف کی ہے تو ایسے واپسی صاحبوں سے کچھ نہیں ہوتا اور مدرسہ دیوبند کو کچھ علم ہے اگر کچھ نہیں
تو ادا و مولف کو سب تو اُسے اہل دیکھ اس فقیر کے گناہ ہیں یہ آیت ہے کہ مدرسہ دیوبند کی حکمت حق تعالیٰ کی دعا و پاک میں بہت ہے
کہ صد ہا عالم یہاں سے پھر کر گئے اور نقل کثیر کو خطبات سے لکھا ہو سب سے ایک صاحب نے خیر عالم علیہ السلام کی زیارت
خواب میں مشرف ہوئے تو انکو اُن میں کلام کہہ دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جیسے علماء
مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا کہ کوہین زبانہ لکھی۔ سبحان اللہ اس کردار میں مدرسہ کا معلوم ہوا ہے جس کا رتبہ عند اللہ زیادہ ہوگا



نبی اکرمؐ کا نہیں بلکہ شیطان کا علم ہایت ہے

21

اور شکوہ اس ہے کہ ملک الموت وقت موت کے سوجھنے پہنچے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی شتار الشریعہ نے ذکر اللعنہ میں نقل کیا ہے ایک حدیث کو بطریق احمد بن سند سے اس میں یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کنی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا کسی طرف بگو تو جہنم ہر اوقات دن و رات تار پتہ ہیں بلا درجہ جسے شہادت کو ایسا بیان تار پتہ ہے کہ وہ خود بھی اپنے کو اس قدر پہچانتے ہیں ان احادیث کی معلوم ہو کہ ملک الموت ہر جگہ و گھر پہنچتا ہے جہاں ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔ ہر وقت کے مسائل نماز میں گھمبے کہ شیطان اور اقام کے ساتھ دن کو درجہ تار پتہ اور اس کا بیٹا آدمیوں کے۔ اہل بات کو درجہ تار پتہ علامہ شامی نے اسکی شرح میں گھمبے کہ شیطان نماز کی آدمی کے ساتھ درجہ تار پتہ ہے مگر جبکہ گھمبے سے بچا گیا بعد اسکے گھمبے واقف علی ذلک کما اقدعہ صلاطین علی تغیر دفعہ معنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا یا فتی کلامہ اب عالم اجسام محسوس میں کی مثال سمجھئے کوئی آدمی شریعت و فرائض کی آلودی و نیکی اگر سیر کرے جہاں جگہ لگا چکا ہو یا جگہ اور سوچ کر بھی یا دیکھ کر بھی کہ ایک پانڈب جگہ موجود ہے اور ایک کھن سب جگہ موجود و تار پتہ ہے قاضی شامی نے ذکر فرمایا ہے کہ اس سے بچنا نہ کہ ہر جگہ جہاں کمال تحقیق ہے یہ کہ نہ دوشرک و نہ کافر نہ مسلمان سب پیدا کر سکے پس قاتل یا ہتھیاب کو اس ہیبت و وحشت سے پریشان اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی کہ کمال مشاہدہ اور تفصیل قطع سے معلوم ہوا اب اس پر کسی فضیل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مغلط سے ثابت کرنا کسی کا عقلی علم کا کام نہیں۔ لائق عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس پر ثابت ہو جائیں بلکہ عقلی ہیں تعلیمات مخصوصیہ ثابت ہوتی ہیں کہ خبریہ تعلیمات یہاں مفید نہیں لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ ملحق تعلیمات اسکو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کو ایک قیاس قاضی شامی نے عقیدہ خلق کا اگر فرما دیا ہے کہ ملک قابل التفات ہوگا۔ دوسرے قرآن و حدیث کی قیاسی خلاف ثابت ہیں اسکا خلاف کس طرح قبول ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب قول ہوا کہ امر و نہی کا خود فرما عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ واللہ لا احدثی ما یصلح ولا یدلکھ الخ۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ ملک و دیوانہ کے چچے کا بھی علم نہیں اور مجلس صلح کا مسئلہ بھی بجز افاق و غیرہ کہ جسے گھمبے کے اگر عقلیت ہی موجب کی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق ہوں اور خود مولف بھی شیطان و فتنہ ہیں تو مولف سب عوام میں سب فتنہ کے شیطان بنے یا وہ نہیں تو اسکی بنا پر تو مل غریب بزم خود ثابت کر دیوے اور مولف خود اپنے ذہم میں تو بہت بڑا اکل اللہ ان ہی تو شیطان ضرور فتنہ ہو کر اعلیٰ میں شیطان ہو گا۔ صحت اللہ مولف کے ایسے جن پر غیب بھی ہوتا ہے اور شیخ بھی ہوتا ہے کہ ایسی مثالیں ہوتی ہیں کہ ان کا کس قدر انداز ذہم و عقل پر مبنی اصل امور کو کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال جیکر عالم علیہ السلام کا فرائض و کلمات و تفصیل کے باوجود ملخص قیاس قاضی شامی نے ثابت کرنا شریک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس و ثبات ہونی فرما لے کی وسعت علی کو نفسی نفسی ہے کہ جس سے تمام تفصیل کو دیکھ کر کسی شریک ثابت کرتا ہے اور غاصد کی تعریف بہت منطوق پر مگر مولف نے کیا کہ کہ بے تہذیبی حقیقتی اختیار کی مگر قیاس سے اشارہ لکھتے ہر بہت و وہ بھی خاصہ حق تعالیٰ کے علم کا وہی کہ اسکا علم خالق حقیقی ہے کہ جس کا لازماً عادلہ کی شکی کا ہے اور تمام مخلوق کا علم بجز الہی کی قدر و صلاح کی تعالیٰ کی طرف مستقیم ہے





نبی اکرمؐ کے بعد بھی کوئی نبی آ سکتا ہے

۲۵

تجزیہ سالانہ

انھیں تو تخریبِ نبول شریعہ اللہ علیہ وسلم کا بھی کھنکا تھا اقرار میں کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات
 برس پہلے ہی اگر لاکھ لاکھ اور بچے اسی طرح اہلِ مینیں تسلیم کر لیں تو میں نہ کس ہوں کہ انکار کے
 زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تقاضا نہ کسی حدیث سے معارضہ نہ اثر
 مسلم ہر بات سے زیادہ کی نفی نہیں، سو جب انکار اتر نہ کر میں یا وجود تصحیح اللہ حدیث یہ جرات کا
 تھا اقرار امانی نامہ از سبع میں تو کچھ ٹھہری نہیں، علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر نہ کر
 میں تقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص
 حاکم ہو یا سب میں افضل ہو بعد اس کے کہ اس شہر کی برابر دوسرا دوسرا شہر آباد کیا جائے اور وہاں
 بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اہل اس کے حاکم کی حکومت یا اگر
 فرد افضل کی افضلیت و حاکم یا افضل شہر اول کے حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گا اور اگر
 دعوتِ تسلیم اہل حق زمینوں کے وہائے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام وغیرہم سے زیادہ سابق میں ہو
 تو وجودِ مائت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے، ہاں اگر خاتمیت یعنی اوصاف ذاتی و وصف نبوت لہجہ جیسا
 اس طرح بیان نے عرض کیا ہو، تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود
 و بالغین میں کماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد
 خارج ہو کر یہ آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدور بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو سکتی
 بلکہ اگر انہیں بعد از نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق
 نہ آئے گا چنانچہ آپ کے معاصر کسی اہل زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کہ نبی اللہ ہی محمدؐ ہیں
 ہوتے، بالکل نبوت اثر کو دونا مثبت ثابت خاتمیت سے معارضہ مخالف قائم نہیں نہیں ہو پڑوں
 کہا جائے کہ اثر شاذ یعنی مخالف روایت ثقات سے لے کر اس کے بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ حسبِ ضرورت
 منکران اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی ماہ سے انکار صحت کیجئے، کیونکہ اولاً امام
 رہبر حق کا اس کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہو کہ جس کوئی علت غامضہ غیر قادر ہے اور تیسرے
 دوسرے شاذ تھا تو یہ تھا کہ مخالف جملہ قائم نہیں ہے اور علت قہری تبتہ ہی تھی اگر اور کوئی آیت یا
 حدیث ایسی ہو جی جس کو سات گم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہو
 تو کہہ سکتے تھے کہ جو شاذ ہے یہ مگر کج گشت کسی نے ایسی آیت و حدیث سنی نہ دیوں گے پیش کی
 علیٰ ہذا القیاس مضمون علت قادر کو خیال فرمائیے۔ آج تک سوائے مخالفت مضمون مذکور



اُردو ترجمہ کتاب

الوسیدہ

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

اعداد و تقدیم

احسان الہی ظہیر



إجازة شيخنا ابن السَّيِّدِ شَيْخِ عَلِيٍّ رَدِّ دَلَالِهِ

تحقیقی دستاویز

248



شیطان نبی پاک کی شکل میں آکر مدد کرتا ہے

۴۱

تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمارا تو دالی ہے
ان سے ہمارا تعلق نہیں بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت
کرتے تھے اکثر ان میں کے انہیں کو مانتے تھے۔

قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلَيْتَنَا مِنْ
دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ
أَكْثَرًا مِنْهُمْ مُؤْمِنُونَ ۝

(سبا، ۴۰)

زشتے شرک میں کسی کی امداد نہیں کرتے نہ حیات میں نہ موت میں اور نہ اسے پسند کرتے ہیں
البتہ شیطان کبھی کبھی ان کی مدد کرتے اور انسانی شکل میں ان کے سامنے نمودار ہوتے ہیں چنانچہ
وہ انہیں اپنا آئینوں سے دیکھتے ہیں، پھر کبھی کوئی شیطان ان سے کہتا ہے میں ابراہیم ہوں
سبحانہم، محمد ہوں، خضر ہوں، ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ یا فلاں شیخ طریقت ہوں،
اللہ کبھی ایک دوسرے کے متعلق بھی کہتے ہیں کہ یہ فلاں نبی اخلاص شیخ یا خضر ہے، حالانکہ وہ
سب کے سب جن ہی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے متعلق شہادت دیتے ہیں۔ جنات
بھی انسانوں کے مانند ہیں۔ ان میں بعض کافر و فاسق، مجرم، باغی اور جاہلی ہیں جب کہ دوسرے
مسلمان، صالح، عبادت گزار اور مطیع و فرمانبردار ہیں۔ ان میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی
شیخ سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کا ادب و عبادت لیتے ہیں۔ اور جگلوں میں دکھائی دیتے
ہیں، راہ گروں کو کھانے پینے کی چیزیں دیتے، راستہ بتاتے اور استقبال میں پیش آنے والے
واقعات بتاتے ہیں۔ دیکھنے والا دھوکہ میں آجاتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ اس نے غلام مردہ
یا زندہ شیخ کو دیکھا ہے حالانکہ اس نے صرف ایک۔ جن اور شیطان کو دیکھا ہوتا ہے کیونکہ ملائکہ
شرک، ہستیاں اور مٹیاں ظلم میں کسی کی امداد نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

تو کہہ کر اشد کے سوا جی لوگوں کو تم اختیار والے
سمجھتے ہو ان کو پکارو پھر وہ تم سے تکلیف
نہ دوں گے اور نہ پھیر سکیں گے من
لوگوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے
پروردگار کے پاس قرب پا ہتے تھے۔ کہ کون
زیادہ مقرب ہے۔ اور اس کی رحمت کی امید
رکھتے تھے۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے
تھے ترسے پروردگار کا عذاب واقعی ڈرنے

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مَعَكُمْ ۚ ذُرِّيَّتَهُ
لَا يَسْتَجِيبُوْنَ كَشَفَتِ الْمَضَرَّةُ عَنْهُمْ ۚ وَلَا
يُجِزِيْلًا ۚ اُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُوْنَ يَبْغُوْنَ
اِلٰى رَبِّهِمْ الْوَسِيْلَةَ اِيْتَهُمْ اَقْرَبُ وَوَعْدُهُمْ
رَحْمَتُهُ ۚ وَيَجَاوِزُونَ عَذَابَهَا ۚ اِنَّ
عَذَابَ رَبِّكَ

تحقیقی دستاویز

249



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



سید احمد شہید
شاہ اسماعیل شہید

ترجمہ

مولانا محمد اکرم
جامعہ

اسلامیہ اکیڈمی

۴۰ ادیب بازار لاہور

تحقیقی دستاویز

250



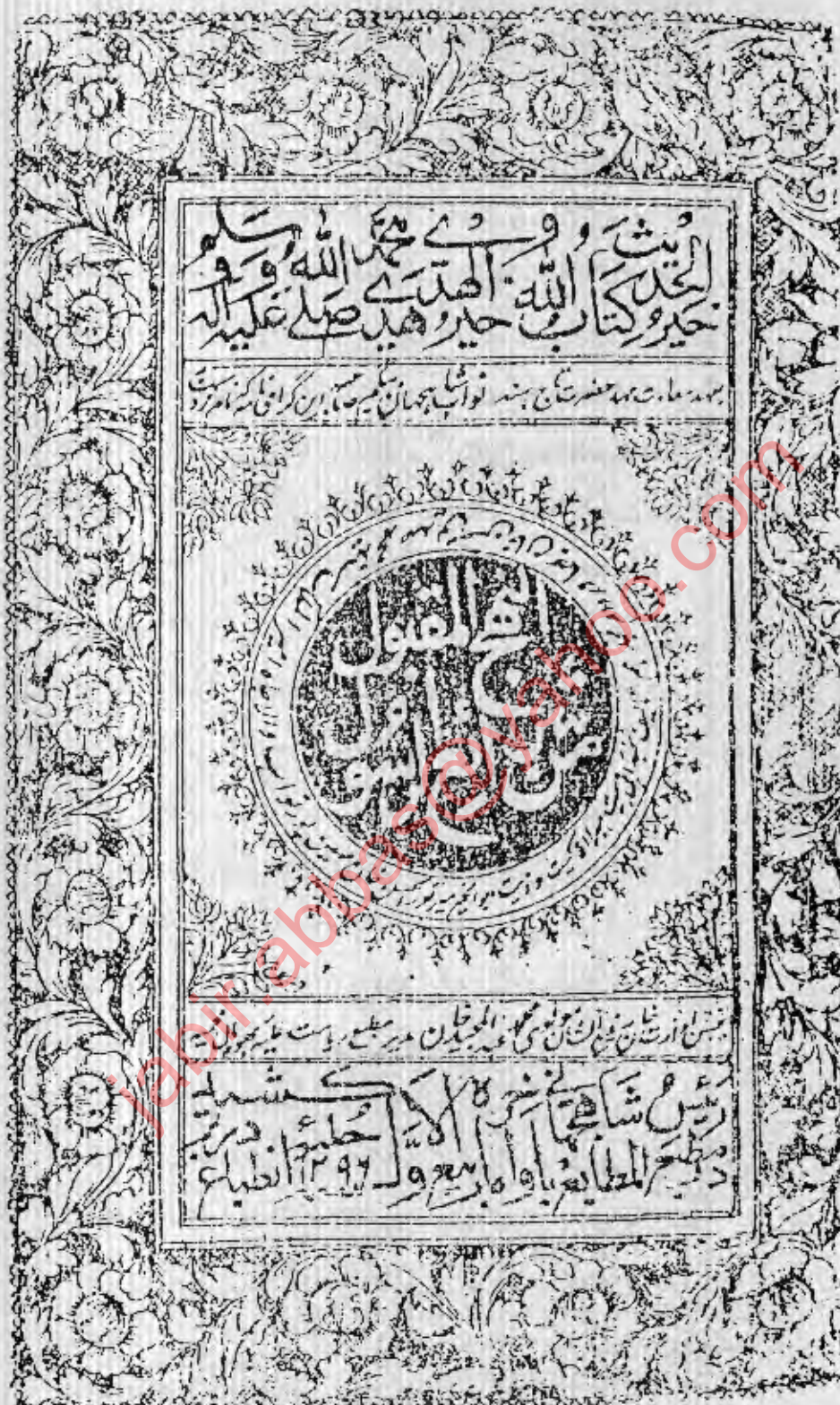
نماز میں حضورؐ کا خیال گدھے کے خیال سے بدتر ہے

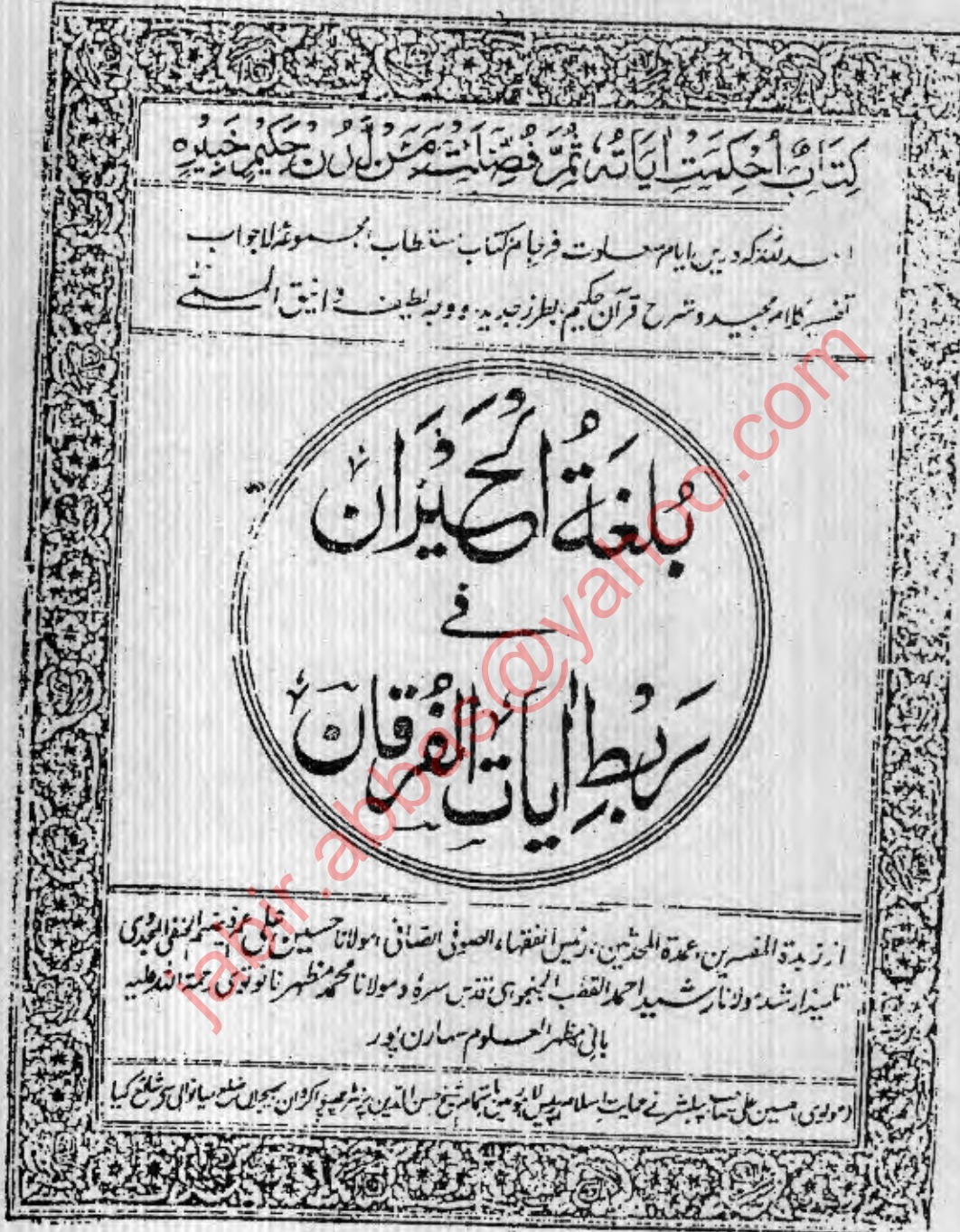
۱۶۱

آگیا ہے۔ ہاں حاجتوں کی وہ دعا میں جو باکمال نمازی سے مطلق بے نیاز کی ذات میں حاجت روائی کے منحصر ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں صادر ہوتی ہیں اسی قبیل سے ہیں یعنی نماز کے لیے کمال ہے گو وہ قلیل حاجتیں معاش ہی کے متعلق کیوں نہ ہوں اور اپنی حاجتوں کے بارے میں نفس کے ساتھ مشورے کرنا تبلیغ دوسووں اور نماز کے نقصان میں سے ہے اور جو کچھ حضرت سکھ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر کرکے کرتے۔ تبھی سوا اس قعر سے مغرور ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیئے۔

• کارپا کاں راقیاس از خود گیر : گرچہ ماند نوشتن شیر و شیر
حضرت خضر علیہ السلام کے لیے ترکستی کے توڑنے اور بے گناہ بننے کے مارڈالنے میں بڑا ثواب تھا اور درودوں کے لیے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی نیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں میں سے ہو جاتی تھی اس لیے کہ وہ مدبر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ نہ ہو وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے۔ ہاں بمقتضائے ظلمت بعضہا فوق بعض

زنا کے دوسرے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اہلی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی مہمت کو لگا دینا اپنے بل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیوں کہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چھپ جاتا ہے اور بل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چھپیدگی ہوتی ہے اور





Yya

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة المائدة

[illegible]



متن اعلیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رجوم المذنبين ————— رؤس الشياطين

الشهاب الناقب

بسم الله الرحمن الرحيم

مولف محترم جبار العلماء مرکز دائرۃ تحقیق مجید العصر خانی شیشخ الہند حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور جس کو

یو کتبی (دولوی) سید احمد مالک کتبخانه اعزازیه دیوبند لیس سید
کتبخانه اعزازیه دیوبند ضلع سوات نیو رسه شجاع

AR

تحقیقی و ستاویز



سرور کائنات سے زیادہ ایک لائٹنی فائدہ مند ہے

۴۷

الشہاب الثاقب

پہنچے۔ یہ کہ جب سفر مدینہ منورہ کا کرے تو مثل قول و باہر مسجدی کی نیت کرے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کو سفر کرنا ہمارے نہیں اگر یہ نیت مسجد شریف اور حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز صریح مخالف ہو کر کرتے ہیں کہ فقط زیارت قبرِ مبارک کی نیت ہوئی چاہیے اب دیکھئے دونوں مذہبوں میں کس قدر فرق ہو گیا۔

مشہور۔ یہ کہ شفا حضرت رسول مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے ہیں بخلاف وہاں یہ کہ کثرت شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑت کرتے ہیں اور قریب قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔

(۴) شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہاں یہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور لہجے آپ کو مثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تمسویٰ ہی فضیلت زمانہ تبلیغ کی ملتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جلتے ہیں کہ ہم عالم کو بدایت کر کے لاپرواہ رہے ہیں، ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اسباب نہیں اللہ نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات نامانوس کہتے ہیں، ان کے بڑوں کا قول ہے، معاذ اللہ معاذ اللہ، نقل کفر کفر تاشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لائٹنی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہرگز زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کئے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات حق عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اب اسکے مقابل میں ان ملے حضرات کا برس کے اقوال۔ عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ و میراب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد رکھتے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوتی گی عام ہے کہ وہ نعمت و برکت کی ہو یا اور کسی قسم کی۔ ان سب میں آپ کی ذات پاک ایسی طرح پر واضح ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہوا اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و ائمتہ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیاں ہیں۔

یہی معنی لولہ لک لما خلقت، لا فلاک اور اول ما خلق اللہ نوری اور انسانی الہامیہ وغیرہ کے ہیں اس احسان و انعام عام میں جملہ عالم شریک ہے علاوہ اس کے آپ کی ذات مقدس کو اولیٰ مومنین سے وہ خاص نسبت ہے کہ جس وجہ سے آپ باپ روحانی جملہ مومنین کے ہیں اور یہ احسان بھی ابتداء عالم سے آخر تک کے مومنین کو عام ہے علاوہ اسکے مومنین امتِ رسول کے ساتھ ماسوا اسکے اور بھی خاص علاوہ ہے جو کہ اور ام کے مومنین کو نہیں، حضرت سرور کائنات علیہ السلام کے احسانات غیر متناہیہ کی تفصیل اگر معلوم کرنی منظور ہو تو رسالہ آیات حضرت مولانا توفیق الرحمن علیہ

نورانیوں کا عقیدہ ہے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے
 نہ پیروی کی تو ہم نے بھی آپ کو ان کا نگہبان (ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا

جامع ترمذی

ہتماءک ترمذی

محدث حلیل امام ابوی محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ
 (م ۱۳ رجب ۲۶۹ھ)
 مُتَرَجِّم

مولانا علامہ محمد صدیق سعیدی ہزاروی

تصحیح و تزیین : سید حامد لطیف چشتی

ناشر

اردو بازار
 لاہور ۲

فرید بک سٹال

تحقیقی دستاویز

258



شیطان رسول پاک سے نہیں بلکہ حضرت عمر سے ڈرتا تھا

ترجمہ شریف، عربی اردو

۶۹۹

الہامی القلوب

وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ رُذِيََا الْإِنْسِيَاءَ دَعَى

سے منقول ہے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا

باب ۵۵۹

۱۶۲۳۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حَرْبٍ مَا عَلِيُّ بْنُ
الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ شَيْخِي أَيْ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ بُرَيْدًا يَقُولُ خَرَجَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ
مَعَارِضِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَتَا سُودَانَ
فَقَالَتِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ مَذْنُوتٌ إِنْ رَدَّكَ
اللَّهُ سَالِمًا أَنْ أَضْرِبَ بِبَيْتِي كَيْدَ يَكُ بِالْمَذْنُوتِ
وَأَتَعْنِي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتُ مَذْنُوتٌ فَاضْرِبِي وَلَا تَحْذَرِي
فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ
ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرَانُ وَ
هِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَالْقَتِ الْمَذْنُوتَ تَحْتَ
إِسْتِهْوَائِهِمْ فَعَدَّتْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِيَكَاكِبُ مِنْكَ يَا
عُمَرُ إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ
أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ
ثُمَّ دَخَلَ عُمَرَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلَتْ
أَنْتِ يَا عُمَرُ الْقَتِ الدُّقَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ
صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدٍ لَا وَفَى الْبَابِ
عَنْ عُمَرَ وَعَالِشَتَهُ .

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے واپسی پر ایک
سیاہ رنگ کی لڑکی حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ
میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت
واپس لائے تو آپ کے سامنے دفت بجاؤں گی۔ اور
گانا گائوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے نذر
مانی ہے تو بجاور نہ نہیں رہنا چناںچہ اس نے بجاوا شروع کیا اتنے
میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے وہ بدستور بجاتی رہی
پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے وہ پھر بھی بجاتی رہی۔
ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ پھر بجاتی ہی
رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس نے
دفت سرین کے نیچے رکھا اور اس پر بیٹھ گئی رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تم سے شیطان
(بھی) ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا تو یہ دفت بجاتی
رہی حضرت ابوبکر آئے بجاتی رہی حضرت علی آئے پھر بھی دفت
بجاتی رہی پھر حضرت عثمان آئے تو بھی بجاتی رہی لیکن اے عمر!
جب تم داخل ہوئے اس نے دفت چھوڑ دیا۔ یہ حدیث
حسن صحیح بریدہ کی روایت سے غریب ہے اس
باب میں حضرت عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما
بھی روایات منقول ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے
کہ ہم نے ایک شور سننا اور بچوں کی آواز بھی سنی رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو کیا دیکھا کہ ایک حبشہ
عورت رقص کر رہی ہے اور اس کے ارد گرد بچے جمع
ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! آؤ

۱۶۲۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الصَّبَّارُ الْكَلْبِيُّ أَنَّ مَرْثِدَ
بْنَ الْحَبَابِ عَنْ حَارِجَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَانَ
بْنِ زَيْدٍ قَالَتْ قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ مَرْثِدٍ وَمَا
عَنْ عَمْرِوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا
وَصَوْتًا مَسِينًا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

تحقیقی دستاویز

259



فتاویٰ اسلامیہ
کامل

فتاویٰ شریعہ

محبوب عالم

از افاضات

حضرت مولانا الحاج اکحافہ رشید احمد صاحب گنج

ناشر

محمد علی کارخانہ اسلامی کتب و کان

اردو بازار کراچی



رحمتہ للعالمین

سوال :- لفظ رحمتہ للعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا بہ شخص کو کہہ سکتے ہیں۔
جواب :- لفظ رحمتہ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بلکہ دیگر اولیاء و اعیانہ اور علماء و ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔
سرے پر اس لفظ کو ثناء و بیل بول دیوے تو جائز ہے فقط۔

شفاعت کبریٰ

سوال :- شفاعت کبریٰ کا وعدہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا۔ لیکن باقی اذن من جانب اللہ ہوتا ہے یا نہیں یا بدون اجازت و حکم خداوند و الجلال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔
جواب :- کوئی شفاعت بغیر اذن کے نہیں ہو سکتی من الذی یشفع عنہ الا باذنه ترجمہ کون ہے الیہ شفاعت کر سکے اس کے پاس بدون اذن کے پس اس ذات و الامین و اکبر یا کی بارگاہ میں کسی کو جرأت زبان ہلانے کی بدون اجازت کے نہیں ہوئے گی فقط۔

حضور کے والدین کا اسلام

سوال :- ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مسلمان تھے یا نہیں۔
جواب :- حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے فقط۔

مزارات اولیاء سے فیض

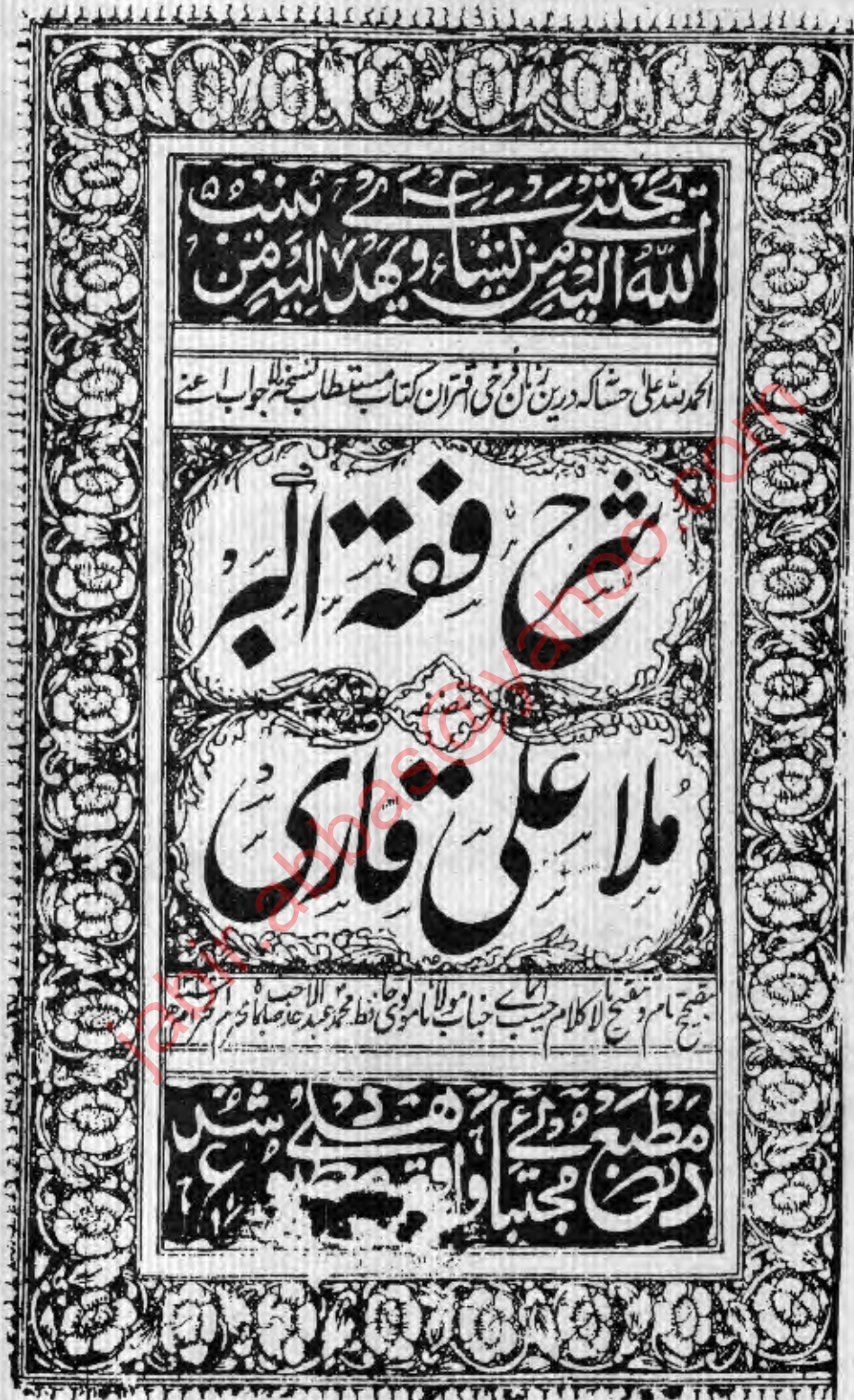
سوال :- مزارات اولیاء درمسم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کس صورت میں۔
جواب :- مزارات اولیاء سے کمالین کو فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہرگز جائز نہیں ہے اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استفادہ فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنا ہے فقط۔

اولیاء کی کرامات

سوال :- مولانا روم فرماتے ہیں :-
ہست قدرت اولیاء را از اللہ
تیر جنتہ باز گرداند ز راہ

سنہ اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے کہ کچھ ہوئے تیر کو راستہ سے پھیر دیتے ہیں۔

رحمتہ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاصہ ہے



三、

مشرع فقہ اکبر

سأفعل مفعول القول ١٢

۱۳۱

شرح فقہ اکبر

ما تَأْتِي الْكُفْرَ هَذَا عَلَى مَنْ قَالَ أَنَّهُمَا مَا تَأْتِي عَلَى الْإِيمَانِ أَوْ مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ أَحِبَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى
فَمَا تَأْتِي مَقَامَ الْإِيمَانِ وَقَدْ أَفْرَدْتُ لَهُ هَذِهِ الْمَسْئَلَةَ سِرَّالَةً مُسْتَقْلِلَةً وَدَقَعْتُ بِمَا ذَكَرْتُ السَّيِّئَ
فِي رِسَالَتِهِ الثَّلَاثَةِ فِي تَقْوِيَةِ هَذِهِ الْمَقَالَةِ بِالْأَدَلَّةِ الْجَمَاعَةِ الْمُجْتَمِعَةِ مِنَ الْكُتُبِ وَالسُّنَنِ
الْقِيَاسِ وَالْإِجْمَاعِ الْأَمَّةِ وَمِنْ غَرِيبِ مَا وَقَفْتُ فِي هَذِهِ الْقَضِيَّةِ الْبَارِئَةِ بِبَعْضِ الْجَمْعَةِ مِنَ الْخَفِيَّةِ
عَلَيْ مَا فِي بَسْطِ هَذِهِ الْكَلَامِ بِلِإِشَارَةِ إِلَى أَنَّهُ غَيْرُ لَاقٍ بِمَقَامِ الْأَمَامِ الْأَمَامِ الْعَظِيمِ وَهَذَا بَعْضُ
مَا قَالَ الصَّالِحُ مُحَمَّدُ بْنُ صَفْوَانَ وَدَدْتُ أَنْ أَجْعَلَ مِنْ الْمَصْنُوعِ قَوْلًا تَعَالَى اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ
وَأَشَارَةُ الصَّالِحِ الْأَخْرَجِيُّ وَهُوَ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ الْقَاضِي إِلَى الْخَلِيفَةِ الْمَأْمُونِ أَنْ يَكْتُبَ عَلَى سَلَاةِ
الْعَبَاةِ لَيْسَ كَمَثَلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَقَوْلُ الرَّافِضِيِّ الْأَكْبَرِ أَنَّهُ بَرِيءٌ مِنَ الْمَصْنُوعِ
الَّذِي فِيهِ نَفَتْ الصَّدِّيقُ الْأَكْبَرُ فِي تَسْمِيَةِ زَيْدٍ قَوْلَهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتِي عَلَى الْإِيمَانِ وَلَيْسَ هَذِهِ التَّسْمِيَةُ فِي أَصْلِ شَارِحِ تَصْدِيقِ
لِهَذَا الْمِيلَادِ لَوْ كَانَ فِي ظَاهِرِهَا فِي مَعْرِضِ الْبَيَانِ وَلَا يَحْتَاجُ ذِكْرَهُ لَعَلَّاهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الشَّانِ وَلَعَلَّ مَا مِمَّا لَا مَامَ عَلَى تَقْدِيرِ صَحَّةٍ وَمِنْ هَذَا الْكَلَامِ أَنَّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
مِنْ حَيْثُ كَوْنُهُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَهُوَ كَمَا مَعصومون عن الكفر في الإيماء
الانتهاء نَعْتَقِدُ أَنَّ مَا تَأْتِي عَلَى الْإِيمَانِ وَأَمَّا غَيْرُهُ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْأَصْفِيَاءِ
بِالْإِعْيَانِ فَلَا يَنْجُزُهُمْ بِمَوْقِفِهِمْ عَلَى الْإِيمَانِ وَأَنْ ظَهَرَ مِنْهُمْ خَوَافُ الْعَادَاتِ وَكَمَالُ الْحَالِ
وَحَالِ الْأَنْوَاعِ الطَّاعَاتِ فَإِنْ مَبْنَى أَمْرُهُ عَلَى الْعِيَانِ وَهُوَ مُسْتَوْرِعٌ عَنِ الْفِرَادِ الْإِنْسَانِ
وَلِهَذَا كَانَتْ الْعَشْرَةُ الْمُبَشِّرَةُ وَأَمَّا لَهُمْ خَائِفَتَيْنِ مِنْ انْقِلَابِ أَحْوَالِهِمْ وَسُوءِ مَا لَهُمْ
فِي أَمَلِهِمْ وَأَعْلَمُ أَنَّ السَّلَفَ فِي الشَّهَادَةِ بِالْحُجَّةِ ثَلَاثَةُ أَقْوَالٍ أَحَدُهَا أَنْ لَا يُشْهَدُ
لَا أَحَدٌ إِلَّا لَانْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَهَذَا يُنْقَلُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَكْفِيَّةِ وَالْأَوَّلِ
وَهَذَا أَمْرٌ قَطْعِيٌّ لَا مَرَاجِعَ فِيهِ وَالثَّانِي أَنْ يُشْهَدَ لِكُلِّ مَوْءٍ مِنْ جَاءَ نَصٌّ فِي حَقِّهِ
وَهَذَا أَقْوَلُ كَثِيرٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ لَكِنَّهُ حَكْمٌ ظَنِّيٌّ وَالثَّلَاثُ أَنْ يُشْهَدَ أَيْضًا
لِمَنْ شَهِدَ لَهُ الْمُؤْمِنُونَ كَمَا فِي الْقَضِيَّةِ بِأَنَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ
مَرَّجِيَّةً فَاسْتَوْاعِلَهَا بِخَيْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وَجَبَتْ وَرَبَّيْ خَيْرِي فَأَشْفَى عَلَيْهِ بِشَرِّ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَجَبَتْ
فَقَالَ عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ



مسند الامام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

وہو اصح المسانید للحصافی

مع
سرمد علی القفا

بفرمائش تاجران مولوی محمد روز شنواری

مولوی محمد شفیع رحمہ اللہ نقایمان کمالا

- ناشر -

مکتبہ توحید و سنت

کتاب خانہ رشیدیہ

محله جنگی عقب قصہ خوانی ۰ پشاور

تحقیقی دستاویز

265



۱۶۴

عن ثلاث عن زیارة القبور غزو وروها وھینا کم ان تمسکوا بحوء الاضاحی فوق
ثلاث ايام فامسکوها وتزودوا فانما ھینا کم لیوسع غنیکم علی فقیرکم وھینا کم ان
تشربو ای التیند الکائن فی الدباء بالمد والقصر فاشربوا فیما ید الکم ای طھر عندکم
من الظروف فان الظرف ای جنسہ لا یجل شیئا ولا یحرمہ ولا تشربو وامسکوا
فان اللہ حرمرہ فی روایۃ بخوہ وفیہ عن التیند ای ھینا کم عن الانتباذ فی الدباء
والحنتم والمزفت فاشربوا فی کل ظرف ولا تشربو وامسکوا وبلہ عن
عذمتہ عن ابن بریق عن ابیہ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ
ای معہا ولاجلہا فاتی قبرامہ فجاء ای فرجع وھو یمکی اشتد البکاء حتی کادت نفسه
تخرج من بطن جنبیہ ای من جمیع اجزاء جسدہ والمعنی انہ قرب ان یموت من شدۃ
حزنہ قال ای بریق قلنا ای نحن معشر الصحابة الحاضرين یا رسول اللہ ما یمیک
ای ای شیء سبب بک انک قال استاذنت ربی فی زیارة قبرام محمد فیہ وضع
الظاهر موضع المضمرا ی قبرامی فاذن لی ولعل الحکمۃ فی ذنہ لیکون سببا فی تمقید
عذاب امہ واستاذنتہ فی الشفاعۃ ای لرفع عذاب عنہا من اجلہ فابی علی لہ لم یاذن
ولم یقبل متی لقولہ سبحانہ ان اللہ لا یغفر ان یشرب بہ ویغفر ما دون ذلک لم یشاء
وھذا لیل صریح فی ان امہ ماتت کافرة لھا فی النار داخلة مخلدۃ وھو الذی اعتقدہ
ابو حنیفۃ وذكرہ فی فقہ الاکبر من ان والدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائعا علی کمر
وعارضہ السیوطی فی رسائل والی بعض الدلائل محالہ فی تحتہا شیء من الطرائل
وقد جعلت رسالۃ مستقلة فی تحقیق هذه المسألة وتدقیق ما یتعلق بھامن
الادلة و فی روایۃ لابی حنیفۃ عن بریق قال استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ربی فی زیارة قبرامہ فاذن لہ فانطلق وانطلق معہ المسلمون حتی اتھوا الی قریب
من القبر فکث المسلمون بضم الکاف وفتحہ ای فلبثوا ومضی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم الی زیارة قبرامہ فکث طویلا ای زمانا او مکثا ثم اشتد بکاءہ حتی ظننا
انہ لا یسکن ای من البکاء فاقبل وھو یمکی فقال لہ عمر ما البکاک یا نبی اللہ با ینت و
ای ای اقدیک بھما قال استاذنت ربی فی زیارة قبرامی فاذن لی فاستاذنتہ
فما شفاعۃ فابی فبکیت رحمۃ لھا ای بمقتضی الطبیعة وبکی المسلمون رحمۃ للنبی

فی
عاضد بوس
فارس الم

فی کرم کی والدہ جنتی میں (نور زیارہ)

تحقیقی و ستائش

266



اقتضاء الصراط المستقيم مخالفة أصحاب الجحيم

تأليف

شيخ الإسلام ابن تيمية

٦٦١ - ٧٢٨ رحمه الله

بتحقيق

مجتهدنا الفقير

رئيس جامعة أنصار السنة المحمدية

الطبعة الثانية

١٣٦٩ هـ - ١٩٥٠ م

دار الفقه الإسلامي

١٧ شارع شريف باشا الكبير - القاهرة

ت ٧٩٠١٧

تحقيق واستاذ

267



— ۴۰۱ —

ولا الأئمة المصنفون في المسند كالإمام أحمد وغيره . وإنما روى ذلك من جمع الموضوع وغيره .

وأجل حديث روى في ذلك ما رواه الدارقطني - وهو ضعيف باتفاق أهل العلم - بل الأحاديث المروية في زيارة قبره كقوله « من زارني وزار أبي إبراهيم الخليل في عام واحد ضمنت له على الله الجنة » و « من زارني بعد عماتي فكأنما زارني في حياتي » و « من حج ولم يزرني فقد جفاني » ونحو هذه الأحاديث كلها مكذوبة موضوعة .

لكن النبي صلى الله عليه وسلم رخص في زيارة القبور مطلقاً بعد أن كان قد نهى عنها . كما ثبت عنه في الصحيح أنه قال « كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها » وفي الصحيح عنه أنه قال « استأذنت ربي في أن أستغفر لأمي فلم يأذن لي . واستأذنته في أن أزور قبرها فأذن لي فزوروا القبور فإنها تذكركم الآخرة » .

فهذه زيارة لأجل تذكير الآخرة . ولهذا يجوز زيارة قبر الكافر لأجل ذلك . « وكان صلى الله عليه وسلم يخرج إلى البقيع . فيسلم على موتى المسلمين ويدعو لهم » فهذه زيارة مختصة بالمسلمين . كما أن الصلاة على الجنائز تختص بالمؤمنين .

وقد استفاض عنه صلى الله عليه وسلم في الصحيح أنه قال « لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد ، يُحَدَّرُ ما فعلوا . قالت عائشة : وأولاً ذلك لأبرز قبره . ولكن كره أن يتخذ مسجداً » .

وفي الصحيح « أنه ذكرت له أم سلمة كنيسة بأرض الحبشة . وذكرت من حسنها وتساوير فيها . فقال : أولئك إذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجداً . وصوروا فيه تلك التساوير . أولئك شرار الخلق عند الله يوم القيامة » وهذه في الصحيح .

م ۲۶ - الصراط ۴۰

نبی اکرم کے والد جنہی میں دعاء مغفرت کی بھی اجازت نہیں دی گئی (احیاء القلوب)





نبی اکرمؐ کے والد جہنمی میں دعاء مغفرت کی بھی اجازت نہیں دی گئی (العیاذ باللہ)

ابن الجوزی فی کتاب الوفاء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاة أمیہ ذات مع أمہ آمنہ فلما بلغ سن سنین خرجت بہ الی أحوالہا بنی عدی بن النجار بالمدينة تزورهم و منهم أبویوب ثم رجعت بہ الی مکة فلما دأبوا بالابواء توفیت قبرہا هناك و قیام لما افتتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکة زار قبرہا بالابواء ثم قام مستعمرا فقال انی استاذت ربی فی زیارة قبر أمی فأذن لی و استأذنتہ بالاستغفار لہا فام بأذن لی و قول ما دلت للنبی و الذین آمنوا أن يستغفروا للعشر کین ولو كانوا أولی قربی الآية و أغرب ابن حجر حین قال و لعل حکمة عدم الاذن فی الاستغفار لہا اتمام النعمة علیہ باحیائہا لہ بعد ذلک حتی تصیر من أذابر المؤمنین أو الامہال الی احیائہا لتؤمن بہ فتستحق الاستغفار الکامل حینئذ اھ و فیہ ان قبل الایمان لا تستحق الاستغفار مطابقا ثم الجمهور علی ان والدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتا بآخرین و هذا الحدیث امرج ما ورد فی حقیقہا و أما قول ابن حجر و حدیث احیائہما حتی آتایہ ثم توفیہا حدیث صحیح و من صحیحہ الامام القرطبی و الجافظ بن ناصر الدین فعلى تقدير صحته لا یصلح أن یسکون معارض الحدیث مسلم مع ان الجافظ طعنوا فیہ و منعموا بجوازہ أيضا بان ایمان الراس غیر مقبول اجماعا لما يدل علیہ الکتاب و السنة و بان الایمان العطلوب من الخلف انما هو الایمان التبی وقد قال تعالی و لو ردوا لادوا لما ردوا عنه و هذا الحدیث الصحیح صریح أيضا فی رد ما تشبہ بہ بعضهم بانہما دانا من أهل الفترة و لا عذاب علیہم مع اختلاف فی المسئلة وقد حذف السیوطی رسائل ثلاثة فی نجات والدیہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر الادلة من الجائزین فمما یک بها ان أردت بسطہا (تزوڑوا القبور فانہا) أى القبور أو زیارتہا (تذکر الموت) یعنی و ذکر الموت بزیادہ فی الدنیا و ترعب فی المقبی (رواہ مسلم) و رواہ أبو داود و الترمذی و ابن ماجہ قال مبرک حدیث أبی ہریرة فی زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکرہ الجافظ الکبیر أبو الحجاج العزى فی الاطراف و هو لم یوجد فی نسخ روایاتنا بالصحیح المشرقیة قال النووی فی شرحہ هذا الحدیث وجد فی رواية أبی العلاء بن ماہان لاهل المغرب و لا یوجد فی نسخة بلادنا من طریق عبدالغافر بن محمد الفارسی اھ و قد رواہ مجتبی السنة من طریق عبدالغافر من صحیح مسلم فلعلہ یوجد فی بعض النسخ و لولا ذلک لم یذکرہ المزى فی الاطراف و قبر أم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالابواء توفیت مرجعہا من زیارة أحوال

(مرقات ج ۴)





انبیاء کرام خطا کار اور گنہگار ہیں

الامسل الاول والكتاب

۳۵۹

شرح مسلم القوت لبحر العلوم

درمختار

افضل ما توثر به في ان شأنا من الصابرين وتقر في رأي ابراهيم عليه الصلوة والسلام كما كان غالباً عاودته عدم كون روياء خبره او لما قبل
اهتمامه اليه وجب التمثال الى ان يظن الخطا فمما لا يخفى فليقل حلقه من ان يصح خبره كما قيل او غيره ولا يفتق الى قول من يقول ان الانبياء
كبريت بخلافه فان احكام الله تعالى فان هذا القول قد صدر من شياطين اهل البديع كالرواقص وغيرهم الم قابل الحق من اهل السنة
والجماعة القاصدين للهدى اكثر منهم الله تعالى بخلافه على الانبياء الخطا كما ظهر في اسارى بدر من سيد العالم صلوة الله وسلامه عليه
ونظروا احواله وادبوا جميعين وكيف وقع من داود عليه السلام في المحرقة وفي الحكم لاهل المراتين مع كونه لا خسر في كذا وشروح في
الصحيحين وكيف وقع موسى عليه السلام حين فعل يا خيه بارون عليه السلام افضل وصين قال لمن سال هل احد اعلم منك لاهل علم من قاصد
الله تعالى بل من عبادنا خسر كما اخبرنا الشئان وكيف وقع لنوح عليه السلام حيث سال بنحوه ابنه من الغرق على ما هو المشهور ثم ان في اراء الروا
على هذا الوجه وعدم العلم بالتحديد تبارك عظيم الله عليه السلام وشيئ لم يزل في الدنيا ومقرين على الخطا واعلم الله تعالى
ونادوا ان يا ابراهيم قد صدقت الروا واختار بينه التفسير في الروا واللاه لم يصدق فيه وانما صدق ان نداء الوهاب المستبين
مرسل الذبح العظيم وسماه قد علم حسب ظن ابراهيم والا كان نداء الحاصل الواجب وفي هذا الخطا والعموم على فوج الولاء كما ذكر في شرح
مختصر الحكم الشيخ العلامة السامي عبد الرحمن الحارثي قدس سره فيطلب منه ولقد ذكر من كلام الشيخ الاكبر تبركا قال رضي الله عنه في خصوص الحكم علم ان ياتيه
واياك ان ابراهيم اخفى عليه السلام قال لا بد ان ابراهيم في التمام الى ان يحكم والمنام حسنة الخيال فلم يعبر بالوكان كبشاً ظري في صورت ابن
ابراهيم في التمثال فصدق ابراهيم الروا بقدره ربح من وهم ابراهيم بالذبح العظيم وهو تسميه روياء عند الله وهو لا يشعرا بقلبي الصوري في حضرة الخيال
محتاج الى علم فذكر بباراد الله تلك الصورة الا ترى كيف قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم لا يبرهن اليه بكن الصديق حتى الله
مقال عنه في تسميه الروا اصبحت بعضا واخطأت بعضا فسار ابو بكر ان يعرف ما اصاب منه وما اخطأ فلم يفعل عليه السلام قال تعالى لا ياتيه
حين نادوا ان يا ابراهيم قد صدقت الروا وما قال قد صدقت في الروا بالاسم انك لانهما عبر اهل اخذ فلا يبرأ من الروا يطلب التعديل
انتمى كلامه الشريف في الفكر والشيخ قبل التمكن قالوا الوهاب والنسخ لازم صيرورة الشخص الواحد حال التمكن ما موراً ومنها والكلمت الواحد بالواحد
من الفعل في الواحد من الزمان لا يوم ولا ليل في عند قلنا لا سميت في التكليف حكم المنسوخ والتام في التعلق اى تعلق الحكمين بل يرضى احبها
الاخر فاليزم صيرورة ليلى واحد ما موراً ومنها في زمان واحد وقدر من مابني لرفع هذا الجواب ولا بأس بالاعادة ليزداد وضوحاً فاعلم قائل
ان التكليف وقت التمكن بالامر المنسوخ ام لا وعلى الثاني لا تكليف فلا يخفى ان التكليف قبل التمكن لانه من شرط التكليف وعلى الاول ما افعل في
في الزمة ثم صار ما في ذلك الوقت اليه بالنسخ فليزم اجتماعاً قطعاً فان قيل المقصود من امر المنسوخ الاتيان بعقد القلب وبالنس كاعت
عند وقت التمكن ثابت عقد القلب باسمي شئ ان كان هناك وجوب فليزم المحذور فتعسر وان لم يكن هناك وجوب صار المقصود عقد القلب
فلازم الواقع والمطلوب جهلاً كما قد مر ولا تقايل في هذا الدليل مقتضى جميع صور النسخ فانه يلزم ان يكون شئ واحد ما موراً بالمنسوخ فلهذا
بالنسخ القول بالانقضاء ممنوع قال الوقت في محل غير النزاع متعدد فمع ان يتيقن الوجوب بالامر المنسوخ الى انه يكون النسخ بيان
فيصح بيان ان وقت ان قطع حديث بيان الامور من البين وقول لما كان الزمت في غير محل النزاع متعدد فانه يجوز تعلق الوجوب
بشيء وقت وارتقاء في وقت آخر فلا محذور اصلاً سواء كان النسخ نفس بيان مدة بقاء المنسوخ او لرفع فانه لم يقر الدليل كذا يلزم في
النسخ قبل التمكن تعلق الوجوب والمحرمة وقت النسخ فتوجب انقضاء التوبة لا يشهد الجواب بتعدد زمان الوجوب والرفع فان الوجوب

تحقيق ودرمختار

272



وَمَا إِلَهُكُمْ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ يَمْلِكُ أَنْ يُهْزِلَهُمْ قَدْ أَفْعَلْنَا مَا نَشَاءُ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں، اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمْعُ الْفَوَائِدِ

۱۷۲۷۵ احادیث نبوی کا ہمیشہ بہا خزانہ

جس کو ابو عبد اللہ امام بخاری نے جمع کر کے مسلمانانِ عالم پر احسانِ عظیم فرمایا ہے

ترجمہ و فوائد اور ضروری تشریحات

(انہ)

(۱) مَوْلَا نَافِعُ بْنُ الْعَلَاءِ صَاحِبُ (۲) مَوْلَا نَافِعُ بْنُ الْعَلَاءِ صَاحِبُ
(۳) مَوْلَا نَافِعُ بْنُ الْعَلَاءِ صَاحِبُ (۴) مَوْلَا نَافِعُ بْنُ الْعَلَاءِ صَاحِبُ

ناشر: محمد سعید انیسٹر جبران کتب سے محل مقابل مولوی فرغانہ علی

حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے ہیں

صحیح بخاری شریف

144

من ترجمہ اردو

فیہ بن سعید، منیر بن عبد الرحمن قرظی، ابو الزناد و اعرج
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت
ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے قفسہ ایک بسولے سے اسی
سال کی عمر میں کی ۶

ابو الیمان، شعیب، ابو الزناد نے لفظ قدوم مخفف وال کے روایت کیا ہے اس کے متابع حدیث عبدالرحمن بن اسحق نے ابو الزناد سے اور اس کے متابع جطلان نے ابو مرہ سے روایت کی ہے اور اس کو محمد بن عمرو نے ابواسلمہ سے روایت کیا ہے۔
سعید بن قیس روایتی ابن شعیب، حمزہ بن حازم، ابویوب، حمزہ ابو مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بارگاہِ نبوی نے رخصت کھی جھوٹ نہیں بولا، البتہ تین مرتبہ کے سوا کسی رخصت نہ ہوگی، جھوٹ نہیں بولا اور اس رخصت جھوٹ کو تو کہتے ہیں جس کے حوا میں قطعاً شیعہ نہیں، بالخصوص نوازع حاجت میں۔

محمد بن محبوب، محمد بن زید، ابوبکر محمد، حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ، ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین مرتبہ ظالمی انجوش بولا ہے، وہ تو خدا کے واسطے ان کا یہ قول کہ میں بخار ہوں اور یہ توان کے بڑے بت کے کہ یہ ہے یہ تو خدا کیلئے ادا کیا ہے لئے یہ کہ، فریاد ایک دن ابراہیم کو دانی زوجہ سارہ جارہے تھے، کہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں سے گزرتے کسی نے بادشاہ سے کہہ دیا کہ یہاں ایک ایسا شخص ایسا ہے جس کے ساتھ بے انتہا خوبصورت عورت ہے اس ظالم نے اس کے پاس کوئی بھوکا مارہ کیے متعلق پوچھا یہ کون تو ابراہیم نے کہہ دیا میری رشتہی بہن ہے، پھر ابراہیم سارہ کے پاس آئے اور کہا کہ لئے سلو دسے زمین پر میرے اور تیرے علاوہ کوئی زمین نہیں اس ظالم نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے کہہ دیا میری بہن ہے اپنا مجھے خوب یاد کرنا اس ظالم نے سارہ کو بلوایا جب سارہ اس کے پاس پہنچیں، تو وہ انکی طرف لہجہ بڑھاتے لگا، تو اس کا جواب اس کی گرفت ہو گئی اس نے سارہ سے کہا میرے لئے اندر سے دعا کرو میں تیس بھر کہہ ضرور پہنچاؤں گا، انہوں نے دعا کی وہ اٹھا ہوا، بھروسہ دوسری مرتبہ

٥٨١ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مَعْنَةُ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْزَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَنِبُوا ثَلَاثًا يُغْنِيَنَّكُمْ مِنَ الْكَلَامِ
وَهُوَ ابْنُ شَكَايَتِكُمْ سَنَةً بِالْقَدَرِ وَم *
٥٨٢ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا
أَبُو الزُّنَادِ بِالْقَدَرِ وَمُخَفَّفَةً تَابِعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ
بْنُ السَّحَّانِ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ تَابِعَهُ عِمْلَانُ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ وَعَنْ أَبِي سَالِمَةَ *
٥٨٣ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ قُرَيْبٍ الشَّرِيفِيُّ أَخْبَرَنَا
إِبْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي عَنْ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ
عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَكُونُ
الْبُزْهِيمُ لَا تَلُتُوا *
٥٨٤ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا

٥٨٧ **سُحَابَاتُ مُحَمَّدٍ** بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا **أَبُو**
إِبْرَاهِيمَ عَنْ **أَبِي** يُوسُفَ عَنْ **أَبِي** مُحَمَّدٍ عَنْ **أَبِي** هُرَيْرَةَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ **إِبْرَاهِيمُ** عَلَيْهِ السَّلَامُ
 إِلَّا ثَلَاثَ كِنِيَّاتٍ فَتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ
 عَزَّ وَجَلَّ قَوْلُهُ **إِنِّي** سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ
 كِبِيرُكُمْ هَذَا - وَقَالَ بَيْنَهُمَا ذَاتُ يَوْمٍ وَسَادَةٌ
 إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَّارِينَ فَقَبِلَ كُنَاكَةً
 هُمُتَارِجَلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَوَسَلَ
 إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هَذِهِ قَالَ أَخِي
 ذَاتِي سَادَةٌ قَالَ يَا سَادَةٌ لَيْسَ عَلَيَّ وَجْهُ الْأَرْضِ
 مُؤْمِنٌ مِنْ غَيْرِي وَعَيْنِي وَإِنَّ هَذَا سَأَلَني
 فَأَخْبَرْتُهُ إِنَّكَ أَخِي فَلَا تُكْذِبْنِي فَأَرْسَلَ
 إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَدَا وَلَهَا ابْنَةٌ
 فَأُخِذَتْ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضْرَكُ فَدَعَتْ
 اللَّهَ فَأَطْلِقْنِي ثُمَّ رَتَا وَلَهَا الشَّامِيَّةُ فَأُخِذَتْ

حضرت البراء رحمہ نے فقہ فقہ سال محمد میں کسی



وَيُؤَيِّدُ اللَّهُ أَنْ يُجَيِّدَ الْحَقَّ بِكَافَّةٍ وَيَقْطَعَ دَائِرَ الْكُفْرِ بَيْنَ
 اور اللہ کی تائید سے کہ حق کو اپنی بالکل اس کے ثابت کر دے اور کافر دہرائی بڑکات دے
 لِيُجَيِّدَ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ سَكَّرَ الْجَاهِلُونَ ۝
 تاکہ حق ثابت کر دے اور باطل کو مٹا دے اور اگر کم داسے گنہگار ناخوش ہوں +

۴۰۵

کتاب شہادت

اس کتاب میں اسلام کے اُن عظیم الشان اقداس پر جن پر پردہ پڑا ہوا تھا پوری
 روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح جنگ صفین قبل ایک
 بیہ بنیاد اذیانہ اور بعد کی گھڑتوں میں اسی طرح امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا
 واقعہ بالکل غلط اور مفسد ہے بنیاد پر
 مصنف

مرزا حیرت بھوی

کرنل پریس ملی

۱۰۰ جلائی ۱۳۷۱ھ سے یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی



حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی لرزہ خیز توہین

نعت سرور کائنات

۱۰

کتاب شہادت

اور اب وہ مجھ سے ہیولی اور نہیولی سے ایک سوہوم صورت بن گئے۔ مگر آج دنیا اغیر بیولی ہوئی ہے۔ اس دنیا نے کیا کیا تغیر و تبدل دیکھے کتنی بار اس میں طوفان آئے وہ طوفان کہ طوفان فوج بھی ان کے آگے پانی بھرے کس قدر بنی نوع انسان برباد ہوئی۔ خدا کی مخلوق پر کتنی کتنی آفتیں آئیں۔ فطرت کے لافٹے فرزند کس طرح ذبح کئے گئے اور کس بے دروسی سے انسانی خون بہایا گیا۔ پھر کس طرح آبادی بڑھتی دنیا باوجود اس آسمانی تشدد و استی کے بڑھتی چلی گئی اور آج اسکی ترقی معراج کمال پر پہنچ گئی ہے۔ یہ ساری باتیں اور یہ ساری تبدیلیاں قدرت کا ایک راز تھا جو ہزاروں سال گزرنے پر اخیر محمد بن عبد اللہ کے مبارک لبوں سے کھلا۔

ہزاروں مومن اور ہزاروں عیسائی اس طرح اور بہت سے پیغمبر گزر گئے بن کے زبانی یا دلی معتقدوں کی تعداد لاکھوں سے گزرنے کے دروں تک پہنچی ہوئی ہے مگر سوال یہ ہے کہ ان میں سے کس مومن اور کس عیسائی نے مخلوق خدا کے ساتھ کیا کیا۔ مومن کی تو تمام عمر محض بنی اسرائیل سے تو تو میں میں کر کے اور جنگ و جدل میں مشغول رہنے میں گزرنی اور اضمحل نہ کرنا ایک جدید شریعت کی بنیاد ڈالنے کا دائرہ ہدایت یا شریعت بنی اسرائیل سے آگے نہ بڑھ سکا۔ بس ان کی قومی۔ ملی اور انسانی خدمات کی بھی کائنات ہے۔

پھر سچ ابن مریم پیدا ہوئے جنہیں لوگوں نے ان کی ماں کے نام سے پکارا کیونکہ یوسف ان کے والد کی شخصیت معدوم قرار دی گئی۔ جو کچھ اضمحل نے تسلیم باقی۔ یعنی اسی کے دغظ نے اور اسی سے بدذات دلی کا ابھار ہوا۔ چونکہ مطلق تسلیم یا فتنہ نہ تھے اسلئے کہ نئی شریعت یا نیا قانون بنا نہیں سکتے تھے۔ کئی سال تک وہ اپنے باپ کی دکان میں بسوے کی آدائیں مستے رہے اور پھر کھانے کے دغظوں سے پورے

[illegible]



کتاب شہادت

۱۴

نعت سرور کائنات

جنتی تعریف کی جائے کم ہے، اسکے احسان سے دنیا کی کوئی قوم ہرگز محروم نہیں رہی اس وقت دنیا کے چالیس کروڑ انفاس اسکے احسانات کا کھلے الفاظ میں شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ یونانیوں، براہمن، مانسے اور مانسے کی زبانی اور قلبی شہادت دے رہے ہیں بہت سے سکوت میں ہیں مگر سر ضرور ہلارہے ہیں کوئی دن جاتا ہے کہ یہ بھی اسکا احسان مانگے اسکے حلقہ بگوش غلاموں کے حلقہ میں آجائیں گے۔ یہ بھی اسکا بہت بڑا معجزہ ہے کہ اسکے متبعین اگرچہ بعض عقاید مختلف کی وجہ سے گروہ گروہ بن گئے ہیں مگر اسکا احترام ہر گروہ اور ہر فرقہ میں جوں کا توں موجود ہے اور وہ سب اس امر پر ایسے متفق ہیں کہ اگر کسی مخالفت کی طرف سے اسکی شان اقدس و اطہر میں کچھ بھی سوراوی صادر ہو جائے تو یک لحظ سب یکساں بھڑک اٹھتے ہیں اور ان میں یہ بھی مادہ ہے کہ وہ اپنے اس من پر جان فدا کرنے کے لئے ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہوتے ہیں ایک روحانی آگ ہے جو تیرہ سو برس ہوئے مکہ میں سلگانی گئی تھی مگر آج تک اس آگ کی تندی جوں کی توں موجود ہے چند لفظوں کا ایک کلمہ ہے جس کے ہر سرفراز میں روحانی آتش مادہ منور ہے جہاں وہ کلمہ زبان سے نکلا روگئے روگئے ہیں بلی دھڑ گئی اور انسان فوراً اپنے پاک جذبات میں دب گیا۔ وہ کلمہ یہ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

اگرچہ اس عظیم الشان انسان نے اپنی شاندار وہابیت کو پورا محسوس کر لیا تھا مگر پھر بھی وہ حبیب انبیاء گزشتہ کا ذکر کرتا تھا تو صاف طود پر اپنے متبعین کو منع کر دیتا تھا۔ کہ مجھ میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرو حالانکہ پچاس ہزار عیسے اور پچاس ہزار موسیٰ وہ تو وہ اسکے متبعین کے مقابلہ میں بھی کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ ایک ابوبکر کل انبیاء کا خلاصہ موجود ہے نہ موسیٰ اسکی برابری کر سکتے ہیں نہ عیسیٰ خداوند قدوس نے خود اس سے باتیں

حضرت ابوبکر کی برابری نہ ہو سکتی تھی نہ عیسیٰ



الرَّحْمَةُ فِي الطِّبِّ وَالْحِكْمَةِ

تأليف

الامام العالم العلامة

جلال الدين عبد الرحمن البسيوطي
المتوفى سنة ٩١١ هـ رحمه الله تعالى

ناشر

مولوي محمد امير حمزه ٢٠٢٢ هـ

باهتمام عبد الكريم

مكتبة دار الامية
ميدان ماركيت هكتش
١٤٠٤ هـ



رانا پر آدم اور حوا کا نام لکھیں تو احتلام نہیں ہوگا

۱۵۹

وأسله وورقه وما يوجد منه فيطبخ بماء نظيف طاهر ويجمله على رأسه يبرأ باذن الله تعالى اه
(علاج الجذام والسعلة ونقل الرأس) تأخذ على بركة الله تعالى من الزبيب الأحمر ماشئت وتسحقه
سحقاً ناعماً وتخذ من العسل والزيت والثوم والسمن البقري والحل والكسبرة والكرابوة
والكمون والسانوج والحشخاش والسمسم وهو الجلبلان والفلفل والزنجبيل والقرنفل ولسان
عصفور وجوزة الشوك وقاع قلة والحرملة والصمتر وزربعة الكتان والنونجة ومرغيس وحب
حلاوة وزعفرانا وقمحا مقليا وحمصا أسود وحليب بقره حمراء وتخلطهم جميعا بعد السحق والزج
جيدا كما ذكرنا وتجعلها في اناء مزجج وتخمرهم سبعة أيام فحين إذ يأكل منه المريض يبرأ باذن
الله تعالى من جميع ما ذكرنا ومن البرص والأحناس التي تكون في الجوف وتخبيل العقل
والسوداء والبلغم والأخلاط الباردة ومرض النشاف والحمرة والهرمة والجرب والدود والريح ووجع
الكبد والطحال ووجع الطارق اه .

الباب الخمسون والمائة

في علاج من به الوسواس ، وهو ثلاثة أبواب

قال جالينوس الحكيم : ومما جربناه أن صاحب الوسواس والمجنون إذا أكل دماغ الرخمة
نفعه باذن الله تعالى اه وإذا بنجر الوسواس والمجنون بعرف الديك شفاء الله تعالى اه ودقيق الشيت
إذا عمل منه شراب وشربه صاحب الوسواس السوداوى ثلاثة أيام متوالية نفع نفعاً عظيماً (علاج
لمن يريد دفع الوسواس) يكتب خاتم الغزالى بكاه في جام ذهب أو فضة أو نحاس أو قصدير
أو رصاص ويكتب حول الخاتم آية الكرسي وقوله تعالى « ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف
الى مبصرون » وتنجمه وتمعيه ونشره على ثلاث ليال وأيام على الريق يبرأ باذن الله تعالى اه
(علاج لمن أراد أن يحول الله بينه وبين وسواس الشيطان الرجيم) فليدع بهذا الدعاء وهو
هذا : يا الله الرقيب الحفيظ الرحيم يا الله الحى الخليم العظيم الرؤوف الكريم يا الله الحى القيوم
القائم على كل نفس بما كسبت حل بينى وبين عدوى اه .

الباب الحادى والخمسون والمائة

في دفع الاحتلام ، وهو بابان

إذا أراد الانسان ألا يحتلم إذا نام يقرأ عند النوم « والسماء والطارق الى حافظ » صدق الله وعده
ونصر عبده وكذب الشيطان وحده فلا يحتلم أبدا اه (علاج لمن لا يريد الاحتلام) يكتب على
فخذه الأيمن آدم وعلى الأيسر حواء فلا يحتلم اه .

تحقيق دستاویز

280





پیغمبر اسلامؐ ایک گنوار کے ہاتھوں دہشت زدہ اور بے حواس ہو گئے

ابن الجوزی سے کہ قبہ کی طرح اور مینک وہ چڑھتا ہوتا ہے اس سے جیسا چڑھتا ہے بالان
اونٹ کا سوار کے بوجھت مٹ لینے ملک عرب میں قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے اگر پیغمبر
خدا کے روبرو اسکی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس
ہم چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس سو بہانے نہ تکرار پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت
میں آگئے اور اللہ کی بڑائی انکے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگوں کے چہرے
اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اس شخص کو سمجھایا کہ کسی کو جو کسی پاس اپنا سفارشی
ٹھہرائے تو یوں ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اس کے اختیار میں ہو اور سفارش کرنے والے
کی خاطر سے وہ کرم سے سوجب یہ کہا اللہ کو سفارشی پیغمبر کے پاس میں نے ٹھہرایا سو گویا
اصل مختار پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی سو بہانے محض غلط ہے اللہ کی شان بہت
بڑی ہے کہ سب ایسا ادا دلا دیا اور سکے در و در ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں کہ سارے
آسمان و زمین کو عرش او سکا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے اس شان و
کی عظمت نہیں تعامل سکتا بلکہ اسکی عظمت سے چڑھتا ہوتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت
کہ اسکی بڑائی کا بیان ہی کر سکے اور اسکی عظمت کے میدان میں اپنا خیال اور دم ہی
وڑا سکے پھر کسی کام میں دخل کرنے کی اور اسکی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی تو کیونکر
قدرت وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور شیر کے ایک آن
میں کروڑوں کام کرنا ہوتا ہے وہ کسے روبرو سفارش کرے اور کس کا منہ کرے اس کے
ساتھ کسی کام کا مختار بنے بیٹھے سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے آئی بات سننے ہی
مارے دہشت کے سوا اس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی
ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہیے ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھالی بھلا
کا سار شہنشاہ دوستی آشنائی کا سا علافہ سمجھ کر کیا کیا بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں کوئی
کتنا ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا اور کوئی کتنا ہے کہ میں اپنے
رب سے دو برس بڑا ہوں اور کوئی کتنا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور



تحقیقی و استواری



کتاب الشهادات

۳۹۵

قوله : | وقال الشعبي : لا تجوز شهادة أهل الملل بعضهم على بعض لقوله تعالى : " فأغرينا بينهم العداوة " الآية : قلت : باب الحقد والغمر غير باب الشهادة ، ولا اختصاص له بالكافر ، والمسلم ، فإنها لا تقبل في الوجهين .

قوله : | وقال ابن عباس | الخ ، واعلم أن في التحريف ثلاثة مذاهب : ذهب جماعة إلى أن التحريف في الكتب السماوية قد وقع بكل نحو في اللفظ والمعنى جميعاً ، وهو الذي مال إليه ابن حزم ، وذهب جماعة إلى أن التحريف قليل ، ولعل الحفاظ ابن تيمية جنح إليه ، وذهب جماعة إلى إنكار التحريف اللفظي رأساً ، فالتحريف عندهم كله معنوي . قلت : يلزم على هذا المذهب أن يكون القرآن أيضاً مخرفاً ، فإن التحريف المعنوي غير قليل فيه أيضاً ، والذي تحقق عندي أن التحريف فيه لفظي أيضاً ، أما إنه عن عمد منهم أو لغفلة ، فالحق تعالى أعلم به .

باب " الفرعة في المشكلات " - وهي عندنا تطيب خاطر لا غير ، ولا تقوم حجة على أحد . ولم يأت فيه المصنف بما يكون من باب الحكم ، وما أتى به فكله من باب الديانات .
قوله : | وعلاقلم زكريا الجريرة | (يعني دهاركي أو بر جرهكيا قلم زكريا عليه الصلاة والسلام)
قوله : | المسهومين | أي مغاوبين في السهم ، قوله | مدحضين | (الزام كهايا هوا) .

وهذا سند جيد : وروى ابن ماجه عنه أنه عليه الصلاة والسلام أجاز شهادة أهل الكتاب بعضهم على بعض ، قال العلامة : وهذا على شرط مسلم ، وفي " الأثراف " لابن المنذر : وعن رأي شهادتهم جائزة بعضهم على بعض : شريح ، وعمر بن عبد العزيز ، والزهرى ، وفتادة ، وحماد بن أبي سليمان ، والثوري ، والعمان ، اهـ " الجوهر النقي " ص ۲۴۶ - ج ۲ مانحاً ، وراجع معه العيني : ص ۳۹۷ - ج ۶ .
وفي " المختصر " وعلى ذلك وجدنا المتقدمين من أئمة الأئمة في الفتحة يجوزون شهادة أهل الكتاب بعضهم على بعض ، وإن اختلفت مللهم ، ففيه خلاف : منهم شريح - وهو قاضي الخلفاء الراشدين - عمر ، وعثمان ، وعلى ، والشعبي كان يجوز شهادة بعضهم على بعض ، ومنهم عمر بن عبد العزيز ، كان يجوز شهادة أهل الملل بعضهم على بعض ، ومنهم ابن شهاب ، ويحيى بن سعيد ، وربيعة ، والليث إذا اتفقت مللهم ، كالنضراني على النضراني ، واليهودي على اليهودي ، قال ابن وهب : حالف مالك معليه : كابن شهاب ، ويحيى بن سعيد ، وربيعة في رده شهادة النصارى بعضهم على بعض ، وعن يحيى بن أكرم سمعت قول مائة فقيه من المتقدمين في قبول شهادة أهل الكتاب ، بعضهم على بعض إلا ابن ربيعة ، فأنى وجدت عنه قولها وردّها ، وإنما أجاز شهادتهم دون الفساق منا ، لأن الكفر لم يخرجهم عن ولاية بعضهم على بعض في تزويج بناتهم ، والبيع على صغارهم ، كما أخرج أهل الفسق فسقهم عن ذلك . ولأنه يجوز تقرير الكافر على كفره ، ولا يجوز تقرير الفاسق على فسقه ، وهو قول أبي حنيفة ، وأبي ليلى ، والثوري ، وسائر الكوفيين ، إلا أن أبا ليلى يعتبر اتفاق الملة للقبول . اهـ : ص ۳۲۱ .

فراہم میں لفظی تحریف ہوئی ہے

تحقیقی دستاویز

285



مُسْتَشَارٌ الْأَمِيرُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

وَبِهَامِشِهِ
مُنْخَبُ كُنُزِ الْعَمَالِ فِي سُنَنِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ

المجلد السادس

دار صبادر
بيروت

تحقيق و استاوير

286



آیت رتم موجودہ قرآن میں غالب ہے

(۲۶۹)

الرجل فقال قالت نعم هو عسدي يا رسول الله فابعث من يقبضه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للرجل اذهب به فاوفه الذي له قال فذهب به فارفاه الذي له قال تفر الا هراي يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالسرايا فقال جازاك الله يا عسدا وفتيت وايطيت قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اولئك خيار مبلدا في عند الله يوم القيامة الميرون الطيبون **حدثنا** عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب وسعد قالا ثنا ابي عن محمد بن اسحق قال حدثني محمد بن ابراهيم بن الحرث التيمي عن اسحق بن سهل بن ابي حمزة عن ابيه عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كانت في جري بارية من الانصار فزوجهما قالت فدخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم هرسها فلم يسمع لهما فقال يا عائشة ان هذا الخي من الانصار يحبون كذا وكذا **حدثنا** عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب قال ثنا ابي عن ابن اسحق قال حدثني يحيى بن سعيد بن قيس الانصاري عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كانت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد سفر افرج بين نسائه فابتين ما خرج سهمها خرج بها **حدثنا** عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب قال حدثنا ابي عن ابن اسحق قال حدثني الزهري عن عروة عن عائشة قالت اتت سهلة بنت سهيل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ان سالما كان منا حيث قد علمت انا كانه ولد افكان يدخل على كفيف شاه لانهم من منه فلما اوتوا الله فيعولوا اشباهه ما اقول انكرت وجهه ابي حذيفة اذا رآه يدخل على قال فارضعي عشر رضعات ثم ليدخل عليك كيف شاء فانما هو ابنك فكانت عائشة تراه عاما فسلمين وكان من سواهن من ازواج النبي صلى الله عليه وسلم برى انما كانت خاصة لسالم حولي ابي حذيفة الذي ذكرت سهلة من شأنه وخصته **حدثنا** عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب قال ثنا ابي عن ابن اسحق قال حدثني عبد الله بن ابي بكر بن هرو بن حزم عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت لقد اوتيت اية الرجم ورضعت الكبيبر عشر افكانت في رقة تحت سر برقي بنقي فلما اشكر رسول الله صلى الله عليه وسلم لنا فطنا بامرء ودخلت دويبة لنا فاكلها **حدثنا** عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب قال ثنا ابي عن ابن اسحق قال حدثني محمد بن مسلم الزهري وهشام بن عروة بن الزبير كلاهما حدثني عن عروة بن الزبير عن عائشة قالت كانت برة عند عبد الله ففتحت لعل رسول الله صلى الله عليه وسلم امرها بها **حدثنا** عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب قال ثنا ابي عن صالح وحدث ابن شهاب ان ابا سلمة بن عبد الرحمن بن عوف اخبره ان عائشة ام المؤمنين قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين مات بشوب حيرة **حدثنا** عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب قال ثنا ابي عن ابيه عن عروة عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من نبي عرض الاخير بين الدنيا والاخرة قالت فلما عرض رسول الله صلى الله عليه وسلم المرض الذي قبض فيه اذ نهجه فجعته يقول مع الذين اثم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين قالت فقلت انه خير **حدثنا** عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب وسعد قالا ثنا ابي عن ابيه عن



صحیح البخاری

الإمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم
ابن المغيرة بن بردزبة البخاري الجعفي

طبعة الأولى سنة ١٤٠١ هـ دار الإفتاء العامة بالقاهرة

الجزء السادس

حقوق الطبع محفوظة للناسخ

١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

تحقيق واستاذ

288



زُعَاوِيَّةٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُمَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِثْلُ أَبِي زُمَعَةَ عَمَّ الرَّبِيعِ بْنِ الْعَوَّامِ

رَسُولُهُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

(يَسْمِعُ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْحُسْنَى بِالْخَلْفِ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَرَدَّى مَاتَ
وَتَلْقَى تَوْحِيحٌ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ مُنِيرٍ سَلَطَى **بَابُ** وَالتَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى حَدَّثَنَا
قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ
فِي تَهْرُجٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ الشَّامِ فَمِيعَ بَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ
فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَنْتُمْ أَفْرَأُ فَأَشَارُوا إِلَى قَوْلِ أَفْرَأُ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالتَّهَارِ
إِذَا تَجَلَّى وَاللَّهُ كَرَّ وَالْأَنْثَى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَاهُمَا فِي صَاحِبَيْكَ فَلَيْتَ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهُمَا
مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يُبْذَرُ نَحْيَتْ **بَابُ** وَمَا خَلَقَ
اللَّهُ كَرَّ وَالْأَنْثَى حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَنْظَلَةَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَظَلَمَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَفِيكُمْ يَقْرَأُ عَلَى
قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا قَالِ فَأَنْتُمْ يَحْفَظُونَ وَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ بَيِّنَةٌ
يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى قَالَ عَلْقَمَةُ وَالَّذِي كَرَّ وَالْأَنْثَى قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَكَذَا وَهُوَ لَا يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأُ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ كَرَّ
وَالْأَنْثَى وَاللَّهُ لَا أَتَابُهُمْ قَوْلُهُ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَأَنْتَى حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا
سَفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّجَوِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُتِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ
مِمَّنْكُمْ مَنْ أَحَدٌ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعُدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعُدُهُ مِنَ النَّارِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَفَلَا تَسْجُلُ فَقَالَ أَعْمَلُوا فَكُلُّ مَيِّتٍ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَأَنْتَى وَصَدَّقَ
بِالْحُسْنَى إِلَى قَوْلِهِ لَأَعْمُرَنِي **بَابُ** قَوْلُهُ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ

قوله بالحنى وفى
نسخة العيني زيادة
وكذب
قوله بالخلف أى
وكذب ما وعد الله
تعالى للمعتلى من
الخلف عن إعطائه
والعوض عن النقص
قوله توشح أى توفد

قوله يريدونى ولاى
ذر يريدونى كذا
فى الشارح وفى من
العيني المطبوع وهو لا
يردونى قال ويروى
برددونى وامله
نحوه السابغ
قوله والله لا اتابعهم
وفى نسخة العيني
وأنا لا اتابعهم

سورة الليل والانشىء

(حدثنا)

تحقيقى واستاوى



المجلد الثاني من كتاب

السراج الوهاج مكشف مطالب صحيح مسلم الحجاج

تأليف

السيد الامام العلامة الملك المزيدي من الله تعالى ابي الطيب صدق بن حسن
بن علي الحسيني القنوي البغدادي شيعته في مدته وبارك في علومه
وعفته وهو شرح كتاب ملخص صحيح مسلم الحافظ
المندري رحمه الله تعالى
رحمة واسعة
امين

طبع في المطبع الصنعة الكائن في جوبال الحمية

بإدارة العبد الضعيف كرامة الله غفر الله له

١٣٠١ هـ

تحقيق وستانيز

290

وهو في النووي في باب صلاة يوم القيامة أحاطنا الله على أهل العلم ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوم يقيم الناس لرب العالمين قال حتى يقيم أحدهم في رشفته إلى انصاف أدبه وفي رواية فيكون الناس على قدر أعمالهم في العرق قال يحيى بن عمار عن أبيه وغيره يجعل عرق نفسه خاصة قد يب كثرة العرق تراكم الأهل وودو الشمس من رؤسهم وزججه بعضهم بعضاً انتهى قال فيهم أيضاً في بعض الآيات أي يوم يقومون من قبورهم لأمر رب العالمين والجزالة أو الحسابة أو قضائه وقضائه وقيل المراد قيامهم في يوم القيامة أو قيامهم في ذلك الحديث الباب قال وقيل المراد قيامهم بما عليهم من حقوق العباد وقيل المراد قيام الرسل بين يدي الله لأقضاء أكل أولي وعن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوم يقيم الناس لرب العالمين بعد أن تصف يوم من خمسين ألف سنة فيهم ذلك على المؤمن كذلك الشمس إلى المغرب إلى أن يخرجها الله إلى ما يلي وابن حبان وابن مود وغيره انتهى ولا مانع من الجمع على الوجه

[illegible]

وهو في التور في الجزء الثاني في باب ما يتعلق بالقرآن عن علقه قال وقد سألنا عن فانا ابو الدرداء رضي الله عنه فقال اني اريد ان اقول له
عبد الله فقلت نعم انا قال فكيف سمعت عبد الله يقرأ هذه الآية والليل اذا بعثني قال سمعته يقرأ والليل اذا بعثني الذكر ولا تنسني قال وانا فانه هذا
سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقرأ عا و لكن هو لا يريد ان يثبت ان امرؤا خاف الذكر ولا ينسى فلا يتركهم قال المازني يجهل حقيقة
هذه الخبرين او معناها ان كانا كانا فانه لم يعلم ان الله النسخ فبقى على النسخ قال راعى هذا وقع من بعضهم ان يأتواهم حقيق عثاني



أصول الكرخي

فقہ حنفی کے رہنما اصول جنہیں کلیات فقہ کا تمام حامل ہے

مصنف
امام عبید اللہ بن الحسین الکرخي
۵۲۶۰ ————— ۵۳۴۰

مع مثالی مسائل
امام ابو حفص عمر بن محمد النسفی
۵۲۶۱ ————— ۵۵۳۷

مترجم
عبدالرحیم اشرف بلوچ

ادارہ تحقیقات اسلامی - اسلام آباد

۱۴۰۲ھ



صحابہ کی رائے کے خلاف ہر آیت منسوخ ہے

۲۴

﴿م﴾ نسی کا اعتبار اس وقت تک ہوگا جب تک کہ وہ اپنے موضوع پر نقص اور البطلان نہ لائے۔
 مثال - علامہ نسفی فرماتے ہیں: اس کے مسائل میں سے یہ ہے کہ عید غور جب ایک مدت معلوم تک کے لئے خود کو کرائے پر دے دے کوئی کام کرنے کی خاطر قویہ درست نہیں ہوگا اس کے مالک سے دفع ضرر کی وجہ سے اگر ہم اس کے فاسد ہونے کا فیصلہ صادر کرتے مدت گزارنے اور کام ختم ہو جانے کے بعد قویہ مالک کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہوتا کہ اس کے غلام کے منافع کو بغیر کسی معاوضے کے معطل کر دیا جاتا۔ تو یہاں دفع ضرر اس کو صحیح قرار دینے میں ہے اس لئے کہ اگر ہم اس کے فاسد ہونے کا فیصلہ کرتے قویہ دفع ضرر نہ ہوتا بلکہ ضرر کو محقق کرنے کا باعث بننا بنا نظر بوت آئے گا ضرر کی بنا پر یہ اصل (۲۸) ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو تو اسے نسخ یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور بہتر یہ ہے کہ اسے تاویل پر محمول کیا جائے تاکہ توافق ظاہر ہو جائے۔

مثال - علامہ نسفی فرماتے ہیں: اس کے مسائل میں سے یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اشتباہ کے وقت تہی کر کے قبضہ کی طرف پیشہ کر کے نماز ادا کر دی تو یہ جائز ہوگا ہمارے نزدیک کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول "فوزوا وجوہکم تخطوہ" کی تاویل یہ ہے کہ جب آپس میں معلوم ہوا اس کی سمت اور جس رخ پر تہادی تحریر واقع ہو وقت اشتباہ — نسخ کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "ولیسو لہ ولذی القربی" کہ اس آیت سے ذوی القربی کا حصہ مال غیرت سے ثابت ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ مکر منسوخ ہو گیا ہے اجماع صحابہ سے۔ ترجیح کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "والسذین یتوفون منکم دینون انذاجا" تو اس آیت کی ظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ مشتمل ہے حاملہ متوفی عنہا زوجہا پر بھی کہ وہ اپنی مدت صرف دفع حمل سے ختم نہیں کرے گی چار ماہ دس دن گزارنے سے قبل کیوں کہ آیت کریمہ نام ہے، ہر متوفی عنہا زوجہا کے بارے میں ہے چاہے وہ حاملہ ہو یا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول "واذلات الادماء اجلعن ان یفنعن" اس بات کا متقاضی ہے کہ ان کی مدت وضع حمل کے ساتھ ہی ختم ہو جائے (مقررہ) بیٹے گزرنے سے قبل ہی۔ کیونکہ یہ نام ہے متوفی۔ عنہا زوجہا اور غیر متوفی عنہا زوجہا سب پر مشتمل ہے۔ لیکن ہم نے اس آیت کو ابن عباس کے قول کی بنا پر ترجیح دی کہ یہ آیت اس پہلی آیت کے بعد نازل ہوئی تھی لہذا اس نے اسے منسوخ



الدَّرُّ الْمُنْتَوِرُ

فِي

النَّفْسِ بِأَمَلِ الْإِثْمِ

لِلْأَمَامِ جَلالِ الدِّينِ السَّهَوِيِّ
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى.

وَبِهَامِشِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ
مَعَ تَفْسِيرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

الْجُزْءُ الْأَوَّلُ
وَلِلْمَعْرِفَةِ

لِلطَّبَاعَةِ وَالنَّشْرِ
بُيُوتٌ - بَشَنان

سورۃ الحمد میں کمی و بیشی کی گئی ہے



كِتَابُ الْمَصْرِاحِ

تأليف

أبي بكر عبد الله بن أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني
رحمه الله

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

تحقيق رستاق

296



قرآن حکیم میں چار حرف غلط ہیں

حدثنا عبد الله، حدثنا إسحاق بن إبراهيم، حدثنا أبو داود، حدثنا عمران بن داود القطان، عن قتادة، عن نصر بن عاصم الليثي، عن عبد الله بن فطيمة، عن يحيى بن يعمر قال قال عثمان بن عفان رضي الله عنه: إن في القرآن لحنًا وستثيمه العرب بألسنتها. [قال أبو بكر هذا عبد الله بن فطيمة أحد كتّاب المصاحف].

حدثنا عبد الله حدثنا عمرو بن عثمان حدثنا بقية عن أرطاة^(۱) قال: حدثني ابن عون قال: ربما اختلف الناس في الأمرين وكلاهما حق.

حدثنا عبد الله، حدثنا أبو حاتم السجستاني، حدثنا عبيد بن عقیل، عن هارون، عن الزبير بن الخريت، عن عكرمة الطائي قال: لما أتى عثمان رضي الله عنه بالمصحف رأى فيه شيئاً من لحن فقال، لو كان المملي من هذيل والكاتب من ثقیف لم يوجد فيه هذا.

حدثنا عبد الله، حدثنا الفضل بن حماد الخيري، حدثنا خلاد يعني ابن خالد، حدثنا زيد بن الحباب عن أشعث، عن سعيد بن جبیر قال، في القرآن أربعة أحرف لحن ﴿الصَّابِثُونَ﴾ (س ۵ ۶۹) ﴿وَالْمُقِيمِينَ﴾ (س ۴ آ ۱۶۲) ﴿فَأَصْدَقَ وَأَكْنَ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (س ۱۰ ۱۶۳) و﴿إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَٰنِ﴾ (س ۲۰ ۶۳).

حدثنا عبد الله، حدثنا إسحاق بن وهب، حدثنا يزيد قال: أخبرنا حماد عن الزبير أبي خالد قال: قلت لأبان بن عثمان: كيف صارت (س ۱۶۲ آ ۴) ﴿لَكِنَّ الرَّاٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾ ما بين يديها وما خلفها رفع وهي نصب؟ قال من قبل الكتاب^(۲) كتب ما قبلها ثم قال، ما أكتب؟ قال أكتب

(۱) أرطاة: هو أرطاة بن المنذر بن الأسود الحمصي، انظر تهذيب التهذيب ۱: ۱۹۸.
(۲) من قبل الكتاب: وفي غير هذا الحديث من عمل الكتاب، انظر تفسير الطبري ۶: ۱۶.



قرآن میں کتابت کی غلطیاں ہیں

المقیمین الصلاة فكتب ما قيل له .

حدثنا عبد الله، حدثنا عمرو بن عبد الله الأودي، حدثنا أبو معاوية، عن هشام بن عروة، عن أبيه قال: سألت عائشة عن لحن القرآن ﴿ إِنَّ هَٰذَا لَسَاجِرَانِ ﴾، وعن قوله ﴿ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ ﴾، وعن قوله ﴿ وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ ﴾، فقالت: يا ابن أخي هذا عمل الكتاب أخطأوا في الكتاب

انتزع عثمان رضي الله عنه المصاحف

حدثنا عبد الله، حدثنا علي بن محمد الثقفي، حدثنا منجاب بن الحارث قال قال إبراهيم، حدثني أبو المحياة عن بعض أهل طلحة بن مصرف قال: دفن عثمان المصاحف بين القبر والمنبر، [قال أبو بكر هذا إبراهيم بن يوسف السعدي من ولد سعد بن أبي وقاص روى عنه المنجاب كتاب المبتدأ عن زياد وهو لا بأس به] .

ما كتب عثمان رضي الله عنه من المصاحف

حدثنا عبد الله، حدثنا علي بن محمد الثقفي، حدثنا المنجاب بن الحارث قال: حدثني قبيصة بن عقبة قال: سمعت حمزة الزيات يقول: كتب عثمان أربعة مصاحف فبعث بمصحف منها إلى الكوفة، فوضع عند رجل من مُراد، فبقي حتى كتبت مصحفي عليه، وحمزة القائل كتبت مصحفي عليه.

حدثنا عبد الله قال: سمعت أبا حاتم السجستاني قال: لما كتب عثمان المصاحف حين جمع القرآن كتب سبعة مصاحف، فبعث واحداً إلى مكة، وآخر إلى الشام، وآخر، إلى اليمن، وآخر إلى البحرين، وآخر إلى البصرة، وآخر إلى الكوفة، وحبس بالمدينة واحداً.

حدثنا عبد الله، حدثنا زياد بن يحيى أبو الخطاب الحساني، حدثنا كثير



حضرت عمرؓ نے سورۃ الحمد میں اضافہ کیا

باب اختلاف مصاحف الصحابة

[قال أبو بكر بن أبي داود: إنما قلنا مصحف فلان إما خالف مصحفنا هذا من الخط أو الزيادة أو النقصان أخذته عن أبي رحمہ اللہ هكذا فعل في كتاب التنزيل]

مصحف عمر بن الخطاب رضي الله عنه

حدثنا عبد الله، حدثنا عبد الله بن سعيد، حدثنا يحيى بن إبراهيم بن سويد النخعي، حدثنا أبان بن عمير النخعي. قال قلت لعبد الرحمن بن الأسود إنك تقرأ (س ٧ آ ١) ﴿صِرَاطٌ مِّنْ أُنْعَمْتَ^(١) عَلَيْهِمْ غَيْرَ^(٢) الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَغَيْرِ الضَّالِّينَ﴾.

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن عبد الله بن الحسن، حدثنا سهل، حدثنا علي بن مسهر، عن الأعمش، عن إبراهيم، عن الأسود وعلقمة أنهما صليا خلف عمر فقرأ بهذا.

حدثنا عبد الله، حدثنا شعيب بن أيوب، حدثنا يحيى^(٣)، حدثنا يزيد بن عبد العزيز، عن الأعمش، عن إبراهيم، عن علقمة والأسود بهذا. قالوا: سمعنا

(١) من أنعمت: وفي مصاحفنا ﴿الَّذِينَ أَنْعَمْتَ﴾.

(٢) وغير: في مصاحفنا «ولا».

(٣) يحيى: يعني يحيى بن آدم. انظر ص ٣٢.



قرآن مجید سے چار الفاظ غائب ہیں

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن اسماعيل الأحمسي، حدثنا عبيد الله،
حدثنا سفیان، عن ابن أبي نجیح، عن مجاهد [أو غيره] عن عمر قرأ ﴿الْحَيُّ
الْقَيُّمُ﴾ .

مصحف علي بن أبي طالب رضي الله عنه

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن عبد الله المخرمي، حدثنا مسهر بن عبد
الملك، حدثنا عيسى بن عمر بن عطاء بن السائب، عن أبي عبد الرحمن^(۱) عن
علي أنه قرأ (س ۲ آ ۲۸۵) ﴿آَمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ وَأَمَنَ
الْمُؤْمِنُونَ﴾^(۲) .

مصحف أبي بن كعب رضي الله عنه

حدثنا عبد الله، حدثنا نصر بن علي قال: أخبرني أبو أحمد، عن
عيسى بن عمر، عن عمرو بن مرة، عن سعيد بن جبیر (س ۴ آ ۲۴) ﴿فَمَا
اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ^(۳) مُّسَمًّى﴾ وقال هذه قراءة أبي بن كعب .

حدثنا عبد الله قال: حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن زيد حدثنا حجاج، حدثنا
حماد قال: قرأت في مصحف أبي (س ۲ آ ۲۲۶) ﴿لِلَّذِينَ يَقْسِمُونَ﴾ ،
[وقال ابن أبي داود مصحفنا فيه ﴿يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ﴾] .

حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن زيد، حدثنا حجاج، حدثنا حماد قال:
وجدت في مصحف أبي (س ۲ آ ۱۵۸) ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ إِلَّا يَطُوفَ^(۴)﴾
بهما ﴿ .

(۱) أبي عبد الرحمن: يعني السلمي .

(۲) (س ۲ آ ۲۸۵) : وفي مصاحفنا ﴿بما أنزل إليه من ربه والمؤمنون﴾ .

(۳) (س ۴ آ ۲۴) : زاد أبي ﴿إلى أجل مسمى﴾ .

(۴) (س ۲ آ ۱۵۸) : وفي مصاحفنا ﴿أن يطوف﴾ .



قرآن حکیم سے "اِجْلِ مَسِي" غائب ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ وَحْدَهُ

حدثنا أبو بكر عبد الله بن سليمان بن الأشعث قال: حدثنا أسيد بن عاصم، حدثنا الحسين، حدثنا سفيان، عن أبي إسحاق، عن أبي هلال، عن ابن عباس أنه قرأ (س ٢٤ آ ٤) ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ .

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن بشار، حدثنا محمد، حدثنا شعبة قال: سمعت أبا إسحاق أنه سمع عمير بن يريم أنه سمع ابن عباس يقول في هذه الآية ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ .

حدثنا عبد الله، حدثنا حماد بن الحسن الوراق، حدثنا حجاج بن نصير، حدثنا شعبة، عن أبي إسحاق، عن هبيرة، عن ابن عباس أنه كان يقرأ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ .

حدثنا عبد الله، حدثنا حماد بن الحسن، حدثنا الحجاج يعني ابن نصير، حدثنا شعبة، عن أبي مسلمة، عن أبي نضرة^(١) قال: قرأت على ابن عباس ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ﴾ فقال ابن عباس ﴿إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾، قال قلت ما هكذا أقرأها، قال والله لقد نزلت معها، قالها ثلاث مرات .

حدثنا عبد الله، حدثنا هارون بن إسحاق، حدثنا وكيع، عن شعبة، عن

(١) أبو نضرة: هو المنقر بن مالك البصري مات سنة ١٠٩، انظر تهذيب التهذيب ١٠: ٣٠٢ .



حضرت عائشہ کا قرآن موجود قرآن سے مختلف تھا

التي كانت مع عمرو. قال أبو بكر وزاد أبي في هذا الحديث، عن محمد بن العلاء، عن أبي بكر قال مصحف جده الذي كتبه هو وما هو في قراءة عبد الله ولا في قراءة أصحابنا، قال أبو بكر بن عياش قرأ قوم من أصحاب النبي ﷺ القرآن فذهبوا ولم أسمع قراءتهم .

مصحف عائشة زوج النبي ﷺ

حدثنا عبد الله، حدثنا عبد الله بن إسحاق الناقد، وأبو عبد الرحمن الأذرمي قالوا: حدثنا يزيد قال: أخبرنا حماد، عن هشام، عن أبيه قال: كان مكتوباً في مصحف عائشة (س ٢ آ ٢٣٨) ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن إسماعيل الأحمسي، حدثنا جعفر بن عون قال أخبرنا هشام عن زيد عن أبي يونس مولى عائشة قال: كتبت لعائشة مصحفاً فقالت إذا مررت بآية الصلاة فلا تكتبها حتى أمليها عليك، قال فأملت عليها علي ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾

حدثنا عبد الله، حدثنا أبو الطاهر، قال: أخبرنا ابن وهب قال: أخبرني مالك عن زيد بن أسلم، عن القعقاع بن حكيم، عن أبي يونس مولى عائشة أم المؤمنين أنه قال: أمرتني عائشة رضي الله عنها أن أكتب لها مصحفاً، ثم قالت: إذا بلغت هذه الآية ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ﴾ فأذني، فلما بلغت أذنتها فأملت علي ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ، ثم قالت سمعتها من رسول الله ﷺ.

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن معمر، حدثنا أبو عاصم، عن ابن جريج قال: أخبرني ابن أبي حميد قال أخبرني حميدة قالت: أوصت لنا عائشة رضي الله عنها بمتاعها فكان في مصحفها ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾



حدثنا عبد الله، حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن زيد، حدثنا أبو عاصم، قال: أخبرنا ابن جريج قال: أخبرني عبد الملك بن عبد الرحمن عن أمه أم حميدة ابنة عبد الرحمن أنها سألت عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها عن الصلاة الوسطى، فقالت كنا نقرأ في الحرف الأول: ﴿خَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾.

حدثنا عبد الله، حدثنا إسماعيل بن أسد قال: حدثنا حجاج قال: قال ابن جريج أخبرني عبد الملك بن عبد الرحمن عن أمه أم حميدة بنت عبد الرحمن أنها سألت عائشة رضي الله عنها عن قول الله تعالى ﴿الصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ﴾، فقالت كنا نقرأها على الحرف الأول على عهد النبي ﷺ ﴿خَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾.

حدثنا عبد الله، حدثنا أحمد بن الحباب، حدثنا مكي، حدثنا عبد الله بن لهيعة، عن ابن هبيرة، عن قبيصة بن ذؤيب قال في مصحف عائشة رضي الله عنها ﴿خَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾، هكذا قال ابن أبي داود.

حدثنا عبد الله قال: حدثنا محمد بن معمر، حدثنا أبو عاصم، عن ابن جريج قال أخبرني ابن أبي حميد قال أخبرني حميدة قالت: أوصت لنا عائشة رضي الله عنها بمتاعها فكان في مصحفها (س ٣٣ آ ٥٦) ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ وَالَّذِينَ يُصَلُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَىٰ﴾.

+ مصحف حفصة زوج النبي ﷺ

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن بشار، حدثنا محمد، حدثنا شعبة عن أبي بشر، عن عبد الله بن يزيد الأزدي [قال ابن أبي داود: وبعضهم يقول الأودي]،

(١) يصلون: وفي الدر المنثور ٥: ٢٢٠، يصلون، وهي في مصاحفنا يصلون على النبي، فقط.



والذي فطرنا فاقض ما انيت قاضئ

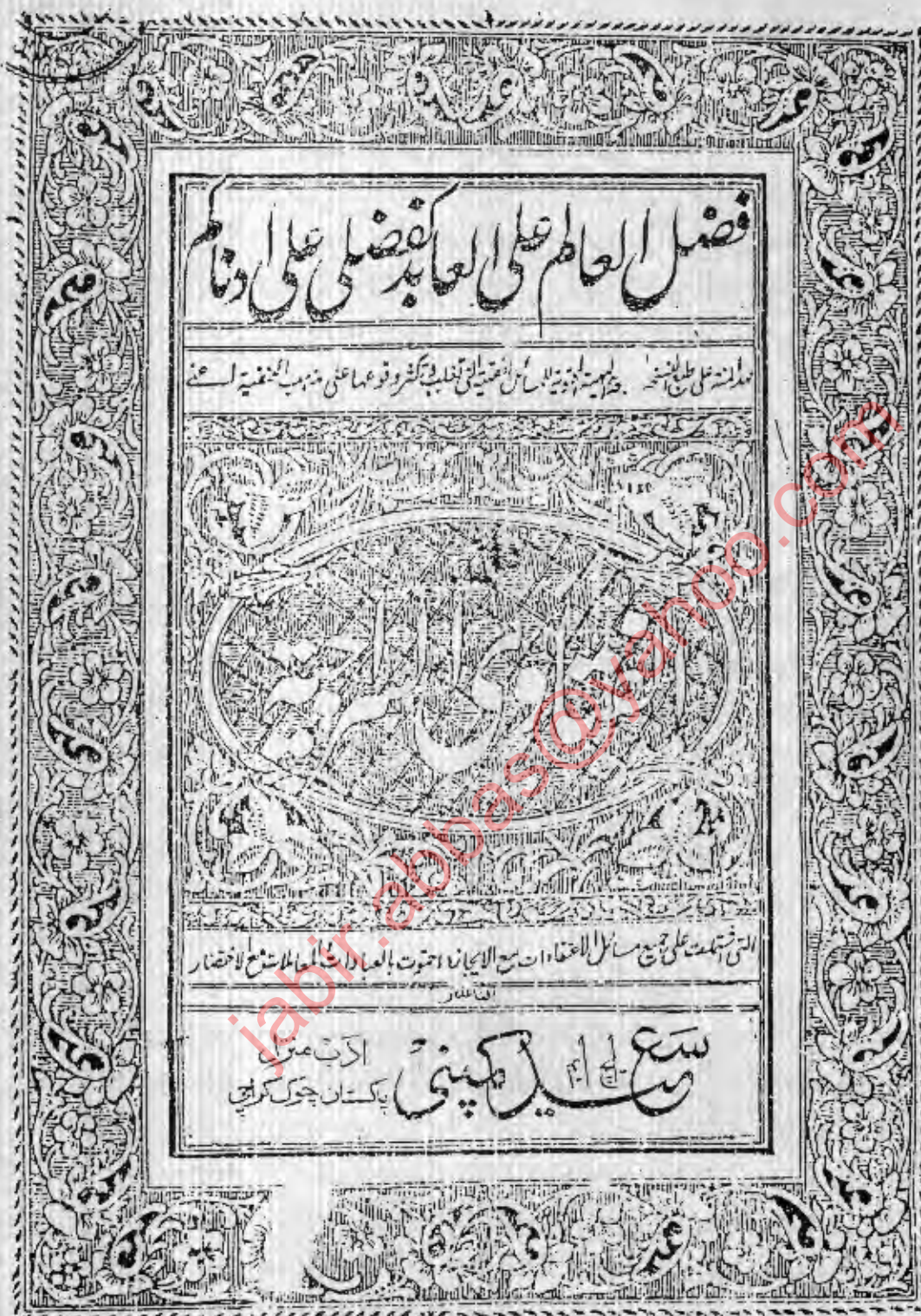
أحمد القاضى الحجازى الرابع الدجارتى المصطفى على تيمم لرحم انبىاءه على الارض حيا به اوليائه اما بعد
فقد اظن الحلال الكامل من الفناوى الحجازية الشيرة التى تمس الحاجة اليها لتحقيق اسأل الله عز وجل ان يوفقني

قاضي قاضى

١٩٩٤

بأبصر البصائر الحجازية المرام والا عتصا في كل عبارة من برائة وحسن فقرة من فقرات من لعبد
الذين بذلوا جهدهم في تصحيحه من هنا لفهمه بل الذين نفوا عنهم الى تحقيقه وتوضيح الفاظه وكلنا في عبارات
إتباعهم كيتسرى داس سببهم بمرشد من مطبع هذا

في المطبع النخلى الواقع في الكائنات المعرفى انى شىء لكثير



تحقیقی و ستاویز



مَكْتَبَةُ ابْنِ قَيْلَبٍ
أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة
٢١٣ - ٢٧٦ هـ
الكتاب الأول

تأويل مشكل القرآن

بشرح وغني
الشيخ أحمد صفت

دار الخزانة العامة
بمكة المكرمة
بيس البابي الحلبي وشركاه



قرآن مجید سے چار آیات غائب ہیں

— ۳۷ —

﴿إِنْ هَذَانِ سَاحِرَانِ﴾ ، وقرأ ﴿وَالْقَائِمُونَ السَّالَاةُ﴾^(۱) ، وقرأ ﴿إِنْ الَّذِينَ آمَنُوا﴾
وَالَّذِينَ هَدُوا وَالشَّافِعِينَ^(۲) ، وكان يقرأ أيضا في سورة البقرة ﴿وَالصَّابِرُونَ فِي الْبَأْسَاءِ﴾ [۲۵]
وَالْفَاقِرِينَ^(۳) ويكتبها : ﴿الصَّابِرِينَ﴾ .

وإنما فرق بين القراءة والكتاب لقول عثمان رحمه الله : أرى فيه لحنا وسقاية العرب
بالسنة ، فأخذه بالسنة ، وترك الرسم على حاله .

وكان الحجاج وكنل عامدا هذا وناجية بن زئج وعلى بن أصم^(۴) يتتبع المصاحف ،
وأمرهم أن يقطعوا كل مصحف وحدوه غناقا لمصحف عثمان ، ويعطوا صاحبه ستين درهما ،
حتى يأتى بذلك أبو حاتم عن الأصمعي قال : وفي ذلك يقول الشاعر :

ولا رسوم الدار فقرأ كتابها
ككتاب كنه الباهلي ابن أصمعا

وقرأ بعضهم : ﴿إِنْ هَذَانِ سَاحِرَانِ﴾ باعتبار القراءة التي لأنها في مصحفه : إِنْ ذَانِ ۱۰
لا ساحران ، وفي مصحف عبد الله ﴿وَأَنذَرُوا النَّجْوَى أَنَّ هَذَانِ سَاحِرَانِ﴾ منصوبة
الأنف بعمل « أَنْ هَذَانِ » يدينا للنجوى .

وقالوا في قوله تبارك وتعالى : ﴿إِنْ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَدُوا وَالشَّافِعِينَ﴾
الصَّابِرِينَ لأنه رَدٌّ على موضع ﴿إِنْ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ وموضعه رفع لأن « إِنْ » مُبْتَدَأَةٌ
والست جُذِبَتْ فِي السَّكَامِ مَعْنَى كَمَا تُجْذِبُ أَخَوَاتُهَا ، ألا ترى أنك تقول : زيد قائم ، ۱۵
ثم تقول : إِنْ زيدا قائم ولا يكون بين السكامين فرق في المعنى ، وتقول : زيد قائم ، ثم
تقول : إِنْ زيدا قائم ، فتُجْذِبُ فِي السَّكَامِ مَعْنَى الشَّكِّ . وتقول : زيد قائم ، ثم تقول :
إِنْ زيدا قائم ، فتُجْذِبُ فِي السَّكَامِ مَعْنَى التَّمْنَى ، ويدلُّ على ذلك قولهم : إِنْ عبد الله قائم وزيد ،
وتقول : إِنْ عبد الله قائم وزيد ، وتقول : إِنْ عبد الله قائم وزيد ، فتُنْصَبُ

(۱) سورة النساء ۱۶۲ .

(۲) سورة النافذة ۶۹ .

(۳) سورة البقرة ۱۷۷ .

(۴) في الترمذي ۵ على بن أصمعي عن أبي الأصمعي ۵ .



الدَّرُّ الْمُنْتَوِرُ فِي النَّفْسِ أَيْ بِالْمَاءِ مَرْبُوعًا

لِلْإِمَامِ جَلَالِ الدِّينِ السَّيْهَوِيِّ
رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

وَبِهَامِشِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ
مَعَ تَقْسِيرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

الْجُزْءُ الثَّالِثُ

وَلِلْمَعْرِفَةِ

لِلطَّبَاعَةِ وَالنَّشْرِ

بُيُوت - بَنِينَ

تَحْقِيقِي وَتَرْجُومِي

310



فكان اذا نزل عليه الشئ دعا بعض من كان يكتب فيقول ضعه واوه لا الايات في السورة التي يذكر فيها كذا وكان
 وكانت الاقوال من اراى ما نزل بالمدينة وكان من آخر ان قرآن نزل وكان قصتها شبيهة بقصته فظنتم
 منها فحس رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبين لنا انهم اخافوا من اجل ذلك فترت بينهم ولم يكتب بينهم ما علم
 باسم الله الرحمن الرحيم ووضعتهم في السبع الطوال * واخرج ابن ابي شيبة والبخاري والنسائي وابن المنبر
 وابن المنذر والنحاس في ناسخه وابو الشيخ وابن مردويه عن البراء رضى الله عنه قال اخراجه ترك
 يستشعره الله فيكتب في الكلاله واخر سورة تركت تامه رافعة * واخرج ابو الشيخ عن ابي ربه قال سألت
 الحسن رضى الله عنه عن الاقوال وبراءة آسور وان اوسورة قال سورتان * واخرج ابو الشيخ عن ابي ربه قال
 الاقوال وبراءة سورة واحدة واخرج النحاس في ناسخه عن عثمان رضى الله عنه قال كانت الانفال جبراً بعد
 فزعه رسول الله صلى الله عليه وسلم القرنيين فان لا سبعه ما في السبع الطوال * واخرج ابو رافع
 الا فراد عن عيسى بن سلام رضى الله عنه قال قلت لعثمان رضى الله عنه ما يراى المؤمنين ما بال الانفال وبراءة
 ليس بينهما اسم الله الرحمن الرحيم قال كانت تنزل السورة فلا تزال تكتب حتى تنزل باسم الله الرحمن الرحيم * واخرج
 جابر بن اسم الله الرحمن الرحيم كُتِبَتْ سورة اخرى فنزلت الانفال ولم تكتب باسم الله الرحمن الرحيم * واخرج
 الطبراني في الاوسط عن علي رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المنافق لا يحفظ سورة وهو دور
 ويس واللعن وعيسى بن اسم الله * واخرج ابو عبيد بن مسعود وابو الشيخ والبيهقي في الشعب عن ابي عبد
 الهمداني قال كُتِبَ عَمْرٍو الخطاب رضى الله تعالى عنه تعلموا سورة براءة فاعلموا ان اسمكم سورة النور * واخرج
 ابن ابي شيبة والناجراني في الاوسط وابو الشيخ والحاكم وابن مردويه عن حذيفة رضى الله عنه قال التي سمون
 سورة التوبة هي سورة العذاب والله ما تركت احدا الا ما لم يسمعوا لا يقرئونها منها ما كنا نقرأ الا ابراهيم واخرج
 ابو عبيد وابن المنذر وابو الشيخ وابن مردويه عن حذيفة رضى الله عنه في براءة يسمونها سورة التوبة وهي سورة
 العذاب * واخرج ابو عبيد وابن المنذر وابو الشيخ وابن مردويه عن سعيد بن جبير رضى الله عنه قال فلان
 عباس رضى الله عنه سورة التوبة قال التوبة بل هي الفاضلة ما زالت تنزل يومئذ حتى ظننا ان لا يبقى منها احد
 الا ذكر فيها * واخرج ابو عبيد وابن المنذر وابو الشيخ وابن مردويه عن ابن عباس رضى الله عنهما عن عمر بن
 الله عنه قيل له سورة التوبة قال هي الى العذاب اقرب ما قامت من الناس حتى ما كانت تدعى منهم احدا * واخرج
 ابو الشيخ عن بكر بن رضى الله عنه قال قال عمر رضى الله عنه ما فرغ من تنزيل براءة حتى ظننا ان لا يبقى منها احد
 الا نزل فيه وكانت تسمى الفاضلة * واخرج ابو الشيخ وابن مردويه عن زيد بن اسلم رضى الله عنه ان رسول الله
 لعبد الله سورة التوبة فقال ابن عمر رضى الله عنهما رأيت سورة التوبة فقال ابن عمر وهل فعل بالناس
 الا ما فعل الا في ما كنا ندعوها الا المنة * واخرج ابو الشيخ عن عبد الله بن عبد بن عمر رضى الله عنه قال
 كانت براءة تسمى المنقرة تقرت عساني قلوب المشركين * واخرج ابو الشيخ عن حذيفة رضى الله عنه قال ما قرئت
 ناسخه في سورة التوبة * واخرج ابن مردويه عن ابن مسعود رضى الله عنه قال يسمونها سورة التوبة وانما السورة
 عذاب يعني براءة * واخرج ابن المنذر عن محمد بن ابي حنيفة رضى الله عنه قال كانت براءة تسمى في زمان النبي صلى الله
 عليه وسلم المعبرة لما كشفت من سراير الناس * واخرج سعيد بن مسعود والحاكم وصحبه والبيهقي في سننه عن ابي ربه
 رضى الله عنه قال دخلت المسجد يوم الجمعة والنبي صلى الله عليه وسلم في خطب فقلت قريما من ابي بن كعب رضى
 الله عنه زعم النبي صلى الله عليه وسلم سورة براءة فقلت لابي متى نزلت هذه السورة فلم يكمنى فلما قضى النبي صلى
 الله عليه وسلم صلاته قلت لابي رضى الله عنه ما لك ففجعتني ولم تكلمني فقال ابي عالا من صلاتك الامانة
 فذهبت الى النبي صلى الله عليه وسلم فاشهرته فقال صدق ابي * واخرج ابن ابي شيبة عن الشعبي رضى الله عنه
 أن اباذر والزبير بن العوام رضى الله عنهما سمعا احدهما من النبي صلى الله عليه وسلم آية يقرؤها وهو
 على المنبر يوم الجمعة فقال اصاحبه متى نزلت هذه الآية فلما قضى صلاته قال له عمر بن الخطاب لا تجعله في
 النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال صدق عمر * واخرج ابي في شعب الايمان وضعه عن جابر بن

سورة توبة كاتبة احصاء كتابها



الدر المنثور في النفساير بالمئات

للامام جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنه

الجزء السادس

الناشر
دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

• (سورة البقرة مكية) •

• وأخرج ابن المنذر في النسيان وابن مردويه والبيهقي عن ابن عباس قال قرأت سورة الطلاق بالنية
• وأخرج عبد الرزاق في المصنف وسعيد بن منصور عن طاووس بن النضر عن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ في الجمعة سورة
الجنه يا أيها النبي إذا طلقتم النساء • قوله تعالى (يا أيها النبي إذا طلقتم النساء) الآية • وأخرج ابن أبي حاتم
من أس قال طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم طلاقاً ثلاثاً ما قال الله يا أيها النبي إذا طلقتم النساء
فطلقوهن أعتقن قيل له راجعها فأنكر أمراً فأنكر أن يزوجهن من أزواجهن في الجنة • وأخرج ابن المنذر عن ابن
سريج عن أبيه قال لعل الله يحدث بعد ذلك أمراً قال في نفسه حدث ثم طلقها النبي صلى الله عليه وسلم واحدة فقرأت
يا أيها النبي إذا طلقتم النساء إلى قوله • حدث بعد ذلك أمراً قال فراجعها • وأخرج الحسن بن علي بن فضال
عن أبيه عن زيد بن أبي ربيعة أمراً كان ثم نكح امرأتين من مائة بقا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت
يا رسول الله ما يعني في الأماني هذا الشعر فاشعره أخذته من رأسها فأنزلت رسول الله صلى الله عليه وسلم
سبعة عند ذلك فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم ركانة وأخوته ثم قال طلست أمة ثموت كذا من كذا فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم لعبد الله بن عبد الله بن أبي ربيعة فقال لا يركنك أمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ذلك فارتجعه فقرأت يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن أعتقن قال النبي استأذنه وأخرج طائفة من
زيد بن عكر في الإسلام • وأخرج ابن أبي حاتم عن مقاتل قال بلغني قوله يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن
فأعتقن أنهن قرأت في عهد النبي عرو بن سفيان العاصي • وأخرج ابن
مردويه عن طريق أبي الزبير عن ابن عمر أنه طلق امرأته وهي حائض على عهد النبي صلى الله عليه وسلم فأتاها
عمر فذكر ذلك فقال مردء لم ير أمة حتى تنكحها ثم طلقها قال لا والله قال الله عز وجل ذلك يا أيها النبي إذا
طلقتم النساء فطلقوهن قبل أن يركنكم فأنكر أن يزوجهن من أزواجهن في الجنة • وأخرج مالك والشافعي
وعبد الرزاق في المصنف وسعيد بن منصور وأبو داود والترمذي والشافعي وابن ماجه وابن
جرير وابن المنذر وأبو يعلى وابن مردويه والبيهقي في منته عن ابن عمر أنه طلق امرأته وهي حائض فذكر ذلك
لرسول الله صلى الله عليه وسلم فغضب عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال أيراجعها ثم نكحها حتى
تطهر ثم تخيض فتطهر فإن بدله أن يطلقها فاطلقها ما طهر أقبل أن • وأما العدة التي أمر الله أن يطلق
أهلها النساء وقرأ النبي صلى الله عليه وسلم يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن في قول عدتهن • وأخرج
عبد الرزاق في المصنف وابن المنذر والحاكم وابن مردويه عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ

سورۃ العلق میں تحریف کی گئی ہے۔



انی لا قول هذه السورة في السماحة والجل والليل اذا يغشى * وأخرج ابن المنذر عن ابن عباس والليل اذا يغشى قال اذا
 أغشى قال اذا لم * وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن عبد بن حميد والليل اذا يغشى قال اذا
 أغشى قال اذا لم * وأخرج عبد بن حميد عن منصور وأحمد وعبد بن حميد والبخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن جرير
 وابن المنذر وابن مردويه عن عاقبة انه قدم الشام فأس الى أبي الهيثم فقال له أبو الهيثم انك انت قال من أهلك
 الكوفة قال كيف سمعت عبد الله يقول والليل اذا يغشى قال عاقبة والذكر واللائق فقال أبو الهيثم ادع أشهدني
 سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ هكذا ولا يريدوني على اني أقرأه اني أذكره اني أذكره اني أذكره اني أذكره
 * وأخرج البخاري في تاريخه عن طريق الفتح عن ابن عباس انه كان يقرأ القرآن على قراء يزيد بن ثابت
 الأنماة عشرة فما أخذها من قراءة عبد الله بن مسعود وقال ابن عباس ما سفي في اني تركت هذه الحروف ولو
 ماتت في الدنيا ذهبت حروفها في البرق من قها وخافها وتوهمها بالثاء في الاعراف فلما أن الذين أرسل
 اليهم قبلوا من رسولنا وتسألنا المرسلين في براءة بالهم الذين آمنوا الله وكونوا مع الصادقين وفي ابراهيم وان
 كان مكرهم انزل منه الجبال وفي الانبياء وكنالهم شاهد من وفيهم اوههم من كل جدت يسلمون وفي المسيح قانون
 من كل فحج صديق وفي الشجر فاعلمته اذا واما من الجاهلين وفي النمل ان يدور في هذه البلدة التي حرمها وفي الصافات
 فاما سلمة اوتله للصبيان وفي الفصح وتغزوه وتوفروه وتسجدوا بالثناء وفي النجم واتدجوا من ربكم الهدي وفيهم ساكن
 تتبعون الانما في الحديدي يعلم اهل الكتاب ان لا يقدرون على شيء وفي من لولا ان تداركته نعمته من ربه على
 الثاني وفي اذا الشمس كورت واذا النوا ودة سالت باي ذنوب قتلت وفيهم اوههم على الغيب يغشون في الليل والذكر
 واللائق قال هو قسم ثلاثة معلوم * وأخرج ابن جرير عن أبي اسحق قال في قراءة عبد الله والليل اذا يغشى والفسار
 اذا تجلى والذكر واللائق * وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن الحسن انه كان يقرأه وهو ما سألني الله ذكر
 واللائق يقول واللائق الذي خلق الله واللائق * وأخرج ابن أبي حاتم عن عكرمة في قوله ان الله قال السبي العمل
 * وأخرج ابن جرير عن قتادة قال وقع القسم ههنا ان الله فيكم لشيء يقول مختلف * وأخرج ابن أبي حاتم وابن
 الشخير وابن عباس عن ابن مسعود ان ابا بكر الصديق اشترى بلالا من أمية بن خلف وأبي بن خلف بدين وعشر
 أواق فاعقبه الله فانزل الله والليل اذا يغشى ان سعيكم لشيء سعي أبي بكر وأمية وثاني الى قوله وكذب بالحسنى قال
 لا اله الا الله الى قوله فسنيسره للعسرى قال النازي * وأخرج عبد بن حميد عن منصور وعبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي
 حاتم وابن جرير والبيهقي في شعب الاعماس من طريق عكرمة عن ابن عباس في قوله فاما من أعطى من الفضل
 واتق قال اني ربه وصدق بالحسنى قال صدق بالخلف من الله فسنيسره للعسرى قال الله يرون الله وأما من يخجل
 واستغنى قال يخجل به له واستغنى عن ربه وكذب بالحسنى قال بالخلف من الله فسنيسره للعسرى قال للشمر من الله
 * وأخرج عبد بن حميد وابن أبي حاتم عن قتادة فاما من أعطى قال أعطى حق الله عليه موافق ما عاهد الله وصدق
 بالحسنى قال بعود الله على نفسه وأما من يخجل قال يعق الله عليه واستغنى في نفسه عن ربه وكذب بالحسنى قال
 بعود الله الذي وعد * وأخرج ابن جرير عن طريق ابن عباس وصدق بالحسنى قال أيقن بالخلف * وأخرج ابن
 جرير عن ابن عباس وصدق بالحسنى يقول صدق بلاله الا الله وأما من يخجل واستغنى يقول ليس أعز الله فجعل
 بالزكاة * وأخرج الفر باني وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن أبي عبد الرحمن السلمي وصدق
 بالحسنى قال بلاله الا الله * وأخرج الفر باني وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن حماد
 وصدق بالحسنى قال بالجنة * وأخرج ابن أبي حاتم عن زيد بن أسلم فسنيسره للعسرى قال الجنة * وأخرج ابن جرير
 وابن عباس عن عامر بن عبد الله بن زبير قال كان أبو بكر يعق على الاسلام بمكة فكان يعق عاهل ونساء اذا
 أعلن فله أهوه أي بني أولك تعق أنا ساضعة فلما ذلك تعق رجلا جليلا يقومون معه ويغنون ويذبحون
 عليك قال أي أبت انما أريد ما عند الله قال لقد نبي بعض أهمل يتيقن ان هذه الآية نزلت فيه فاما من أعطى واتق
 وصدق بالحسنى فسنيسره للعسرى * وأخرج عبد بن حميد وابن مردويه وابن عباس عن طريق الكشي عن أبي
 صالح عن ابن عباس في قوله فاما من أعطى واتق وصدق بالحسنى فسنيسره للعسرى قال أبو بكر الصديق وأما من

أخرج ابن جرير عن ابن عباس



الدر المنثور

في

النفساء بالماء

للأمام جلال الدين السهوي
رحمه الله تعالى.

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنهما

الجزء الأول
دار المعرفة

للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

تحقيق رستاق

294

مرآن مجید کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا ہے



على الله عليه وسلم لم الا ان الله والحمد لله ان ما نزل الله حافوا على الصلوات والصلوات الواسعة وقوموا الله فانهم قد قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنهين انما اول حرفين يؤتم به واخرج ابن جرير في تاريخه عن طريق من طريق عن
 الرجن بن ابيان عن ابي عبد الله بن زيد بن ثابت في حديث مروي عنه قال الصلاة الوسطى هي صلاة الناهي واخرج البيهقي وابن
 عساکر من طريق حماد بن عيسى بن المسيب انه كان فاضلا وعروضا من الزبير وامر اخيه بن مسعود فقال له يا بن مسعود
 سمعت ابا عبد الله الطحيري يقول صلاة الواسطة هي صلاة الناهي قال في رواية ابن جرير وقال ابن جرير وسألو ابا عبد الله
 قالوا فاسألنا ابا عبد الله فقال له ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلى الله عليه وسلم صلاة الناهي فاشككنا في قول الله صلى الله عليه وسلم
 فذهبنا الى ابن جرير فقال صلى الله عليه وسلم صلاة الناهي واخرج ابن ابي شيبة وعبد بن حماد وابن جرير وابن الانباري
 في المصاحف والبيهقي من طريق قتادة عن سعد بن المسيب عن ابن عمر بن زيد بن ثابت قال الصلاة الوسطى
 صلاة الناهي واخرج مالك بن النضر عن الزبير بن ابي شيبة وعبد بن حماد وابن جرير وابن الانباري في تاريخه عن طريق من طريق عن
 المنذر بن مرة عن طريق من طريق عن زيد بن ثابت قال الصلاة الوسطى هي صلاة الناهي واخرج عبد الرزاق وعبد بن حماد وابن
 المنذر عن حماد بن زيد بن ثابت قال قال النضر بن زيد بن ثابت واخي بن كعب في الصلاة الوسطى قال لا ابي الى عائشة
 في الصلاة الوسطى فقالت الصلاة الوسطى هي صلاة الناهي فذكر بن زيد بن ثابت في الصلاة الوسطى وعن غيره واخرج ابن
 المنذر عن طريق من طريق عن حماد بن عيسى بن علي بن ابي طالب قال الصلاة الوسطى هي الصلاة الوسطى واخرج
 ابن جرير وابن المنذر عن طريق من طريق عن ابن عمر قال صلاة الواسطة هي الصلاة الوسطى واخرج ابن جرير عن ابي عبد الله الطحيري
 قال صلاة الناهي هي الصلاة الوسطى واخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن المنذر عن طريق من طريق عن حماد بن عيسى بن علي بن ابي طالب
 المصاحف عن ابي رافع مولى حفصة قال استكثرت في حفصة حفصة فوافقت اذا أتت على هذه الآية فتعالي حتى
 أملم اعاليك كما قرنت الملائكة على هذه الآية حافوا على الصلوات قالت اكتب حافوا على الصلوات والصلوات
 الواسطة وصلاة العصر فقلت ابي بن كعب فقالت ابا المنذر ان حفصة قالت كذا وكذا فقال هو كذا قال اليس
 أشغل ما تكون عند صلاة الناهي في علمنا ونواصيها واخرج مالك بن النضر وعبد بن حماد وابن جرير
 وابن الانباري في المصاحف والبيهقي في حديثه عن حماد بن عيسى بن علي بن ابي طالب قال كنت اكتب حفصة حفصة فوافقت
 الله عليه وسلم فقالت اذا بلغت هذه الآية فاذني حافوا على الصلوات والصلوات الواسطة فلما بلغت آذنتها فقلت
 على حافوا على الصلوات والصلوات الواسطة وصلاة العصر وقوموا الله فانهم قد قال صلى الله عليه وسلم ان الله
 صلى الله عليه وسلم واخرج عبد الرزاق عن طريق من طريق عن ابي رافع عن حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة
 الآية حافوا على الصلوات والصلوات الواسطة فاذني فلما بلغت آذنتها فقلت حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة
 الواسطة وصلاة العصر واخرج مالك بن النضر وعبد بن حماد وابن جرير وابن المنذر عن طريق من طريق عن حماد بن عيسى بن علي بن ابي طالب
 وابن ابي داود وابن الانباري في المصاحف والبيهقي في حديثه عن ابي رافع عن حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة
 اكتب لها حفصة فقالت اذا بلغت هذه الآية فاذني حافوا على الصلوات والصلوات الواسطة فلما بلغت آذنتها فقلت
 فقلت على حافوا على الصلوات والصلوات الواسطة وصلاة العصر وقوموا الله فانهم قد قال صلى الله عليه وسلم ان الله
 صلى الله عليه وسلم واخرج عبد الرزاق عن طريق من طريق عن ابي رافع عن حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة
 عبد الرحمن انهم سألوا عائشة عن الصلاة الوسطى فقالت كذا وكذا في الحرف الاول على عهد النبي صلى الله
 عليه وسلم حافوا على الصلوات والصلوات الواسطة وصلاة العصر وقوموا الله فانهم قد قال صلى الله عليه وسلم ان الله
 عكرمة قال الصلاة الوسطى هي الصلاة الوسطى فلما اصلاها وان بعد هذا صلاتان واخرج عبد الرزاق وابن ابي داود عن
 هشام بن عروة قال قرأت في مصحف عائشة حافوا على الصلوات والصلوات الواسطة وصلاة العصر وقوموا الله فانهم قد قال صلى الله
 واخرج ابن الانباري في المصاحف من طريق سلمة بن ارقم عن الحسن بن سيرين وابن شهاب الزهري
 وكان الزهري اشبههم حديثا قالوا لما امرع القتل في فراء القرآن يوم اليمامة قتل معهم يومئذ اربع مائة رجل
 لوق زيد بن ثابت عن طريق من طريق عن ابي رافع عن حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة فقالت حفصة
 عزمت على أن أجمع القرآن في كتاب فقال له انتقل حتى نسأل ابا بكر فضيل الى ابي بكر فاجاب براء بذلك فقال

قال حماد بن عيسى بن علي بن ابي طالب



الدَّرُّ الْمُنْتَوِرُ

فِي

النَّفْسِ بِأَمَلِ الْإِثْمِ

لِلْأَمَامِ جَلالِ الدِّينِ السَّهَوِيِّ
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى.

وَبِهَامِشِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ
مَعَ تَفْسِيرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

الْجُزْءُ الْأَوَّلُ
وَلِلْمَعْرِفَةِ

لِلطَّبَاعَةِ وَالنَّشْرِ
بُيُوتٌ - بَشَنان



ان الله بعث محمدًا بالحق وأمره على الكتاب فكان في هذا القول على ما قاله من أن الله بعث محمدًا بالحق والشفقة إذا
 زنا فأمر جوهرة الشفقة ورجع رسول الله صلى الله عليه وسلم وجانبه فقال: «يا رسول الله ما بالنا من زمانة قال قال
 لا نجد آية الرجم في كتاب الله فلو أنزلنا في شقة أنزلها الله» وأما من أن الله بعث محمدًا بالحق والشفقة إذا
 عز من أماليه شهاب الناس فسمعت يقول لا أدركه لسانه ولوليت ما بالنا من زمانة قال قال الله تعالى في سورة
 على الله ما وسع له ورجعنا بعده ولولا أن يقول قائلون لا يتكلم بكلامه من زمانة قال قال الله تعالى في سورة
 لا ينطق الجاهلون «وأخرج النسائي وابن أبي عمير عن كثير بن السائب قال قال الله تعالى في سورة
 ما أنزلنا الشفقة إذا زنا فأمر جوهرة الشفقة قال سرعان إلا أنتم إلى الله فسمعت قال قال الله تعالى في سورة
 الحجاب فقال النبي صلى الله عليه وسلم من ذلك قلنا كيف قال صلى الله عليه وسلم في سورة الحجاب قال قال الله تعالى في سورة
 الرجم قال لا يتكلم بكلامه إلا أن «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 الأعراف قال قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 الأعراف عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 ورجع رسول الله صلى الله عليه وسلم وجانبه فقال: «يا رسول الله ما بالنا من زمانة قال قال الله تعالى في سورة
 أقدر أناها الشفقة والشفقة إذا زنا فأمر جوهرة الشفقة قال سرعان إلا أنتم إلى الله فسمعت قال قال الله تعالى في سورة
 عن أبي أمامة بن سهل بن مسعدة قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 والشفقة إذا زنا فأمر جوهرة الشفقة قال سرعان إلا أنتم إلى الله فسمعت قال قال الله تعالى في سورة
 الله تعالى وسلم لما أنزل آية الرجم كنهها رسول الله صلى الله عليه وسلم في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 أسلم أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 ورجع أبو بكر ورجعت وأقرب من ذلك ما في الحديث من أن الله بعث محمدًا بالحق والشفقة إذا زنا فأمر جوهرة الشفقة قال سرعان إلا أنتم إلى الله فسمعت قال قال الله تعالى في سورة
 أتيتني وأنا أتقرم رسول الله صلى الله عليه وسلم فدفعني في رجليه فقال: «يا رسول الله ما بالنا من زمانة قال قال الله تعالى في سورة
 تسأله الحار» «وأخرج البخاري في تاريخه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 فسمعت سعد بن أبي وقاص يقول قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 كانت سورة الأعراف شرفاً وكراماً للنبي صلى الله عليه وسلم ما أنزل في كتابه من شيء لم يزل يسمعه من الناس
 على ما هو الآن «وقوله تعالى (يا أيها النبي أتتني آية) الآية» «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 عن ابن عباس قال قال ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 عز قوله تعالى أنت يعضوه شعار أموالهم ويخونهم فقالوا لا نقول واليه ودعنا ما بالنا من زمانة قال قال الله تعالى في سورة
 أشبه تطعم الكافرين والمناقضين «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 من الرأب وعبد الله بن أبي بن الحارث وابن أبي بن الحارث «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 في المناقضة عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 الأعراف عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 طريق تصيغ عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال الله تعالى في سورة الأعراف «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 من قائلين في جوفه «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 ذا القلبين فأنزل الله هذا في شقته «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 الله صلى الله عليه وسلم بهي ذا القلبين فأنزل الله هذا في شقته «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 الفريابي وابن أبي شيبة وابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة
 قائلين أهل بيت واحد منهم «وأخرج ابن مردويه عن سعد بن أبي وقاص قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه في سورة

سورة الأعراف كما ذكره في سورة الأعراف



الله صلى الله عليه وسلم قال صلوا على أنبياء الله ورسله فان الله بعثهم كتابا نبي * وأخرج ابن أبي شيبة والقاسمي
 ابن جرير وابن مردويه والبيهقي في شعب الإيمان عن ابن عباس رضي الله عنه قال لا تصلح الصلاة على أحد الا
 النبي صلى الله عليه وسلم ولا كن يدعي للمسلمين والمسلمات بالاسم تنقار * وأخرج ابن أبي داود في المصنف عن
 حماد قال أوصت لنا عائشة رضي الله عنها بما كان في مصحفها ان الله ولائكم يصصون على النبي والذين
 يصفون الصفوف الاول * قوله تعالى (ان الذين يؤذون الله ورسوله) الآية * أخرج ابن جرير وابن أبي
 حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله ان الذين يؤذون الله ورسوله الآية قال قرأت في الذين طعنوا على
 النبي صلى الله عليه وسلم حين أخذ صفة بنت حبي رضي الله عنها * وأخرج ابن جرير عن ابن عباس رضي الله
 عنه قال أقرأت في عبد الله بن أبي نواس، معه قد فوجأنا ثم رضي الله عنها فغلب النبي صلى الله عليه وسلم وقال من
 يهزني في رجل يؤذيني ويجمع في بيتي يؤذيني فتركت * وأخرج الحاكم عن ابن أبي ماجة قال جابر بن
 أهل الشام ذهبوا إلى أبي رضي الله عنه عن ابن عباس رضي الله عنه ما خص به ابن عباس رضي الله عنه ما وقال
 يا عبد الله أذيت رسول الله ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة لو كان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم حيا لآذيت * وأخرج ابن المنذر عن ابن جرير رضي الله عنه في قوله ان الذين يؤذون الله
 ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة قال أذوا الله فيما يدعون معه وأذوا رسول الله قالوا انه ساحر مجنون
 * وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن عكرمة رضي الله عنه في قوله ان الذين يؤذون الله ورسوله قال أصحاب
 التصاوير * وأخرج ابن أبي حاتم عن قتادة رضي الله عنه في الآية قال ذكر لنا ان النبي صلى الله عليه وسلم
 كان يقول فيما روى عن ربه عز وجل شقني ابن آدم ولم ينسج له أن يستغني وكذبني ولم ينسج له أن يكذبني فاما شقني
 اباي فقله اخذ الله ولدا وأنا الاحد الصمد وما تكذب ما يابى بقوله ان بعدني كابدني قال قتادة ان كعبا رضي
 الله عنه كان يقول تخرج يوم القيامة عني من النار فيقول يا ابي الناس اني وكنت منكم ثلاث بكل عز بر كرم
 وبكل جباوة عتيدون دعاء مع الله الها آخر في قوله يا ابي الناس اني وكنت منكم ثلاث عني الله وآذي الله فاما
 النار فتخرج عني أخرى فقل يا ابي الناس اني وكنت منكم ثلاث عني الله وآذي الله فاما
 من كذب الله فمن رجم ان الله لا يبعث بعد الموت وأما من كذب علي الله فمن رجم ان الله لا يبعث بعد الموت
 فالذين يصورون ولا يجيئون فقل يا ابي الناس اني وكنت منكم ثلاث عني الله وآذي الله فاما
 تعالى (والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات) الآية * أخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله
 عنهما قال بن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن مجاهد رضي الله عنه في قوله والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات
 قال يعقوب بن مبرما كتبوا يقول بغير ما عرفت اذ لو لم تناهوا لكانت * وأخرج ابن أبي حاتم عن مجاهد رضي
 الله عنه في الآية قال يا بني الجرب على أهل النار فيكون حتى تبدوا العظام فيقولون ربنا ما أصابنا هذا فقال
 يا اباكم المسلمين * وأخرج عبد بن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن قتادة رضي الله عنه في الآية قال يا اباكم وأذي
 المؤمنين فان الله يحوطهم ويغضب لهم وقد زعموا أن عمر بن الخطاب فرأها ذات يوم فافزع ذلك حتى ذهب الى أبي
 ابن كعب رضي الله عنه فحدثه عليه فقال يا أبا المنذر اني قرأت آية من كتاب الله تعالى فوجدت مني كل موقع والذين
 يؤذون المؤمنين والمؤمنات والله اني لأعاقبهم وأضربهم فقال له الناس منهم انما أنت منهم * وأخرج ابن المنذر
 عن الشعبي رضي الله عنه ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال اني لأبغض ذلانا فذل للرجل ما شئت عمر رضي الله
 عنه ببغضك فلما أكره القوم في ذلك كرهاء فقال يا عمر أقتت في الاسلام فقل لا قال فقلت جناية قال لا قال
 أحدثت حدثا قال لا قال فعلام تبغضني وقد قال الله والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما كتبوا فادخلوا
 جهنم انما وانما يبغضون فقلت فلام الله لك فقال عمر رضي الله عنه صدق والله ما فقتي فقتا ولا ولا فقتي فقتا الى فلم
 ير له حتى غفر له * وأخرج عبد بن جرير وابن أبي حاتم عن عمر رضي الله عنه ما والذين يؤذون المؤمنين
 والمؤمنات الى قوله وانما يبغضون فقلت فلام الله لك فقال عمر رضي الله عنه ما والذين يؤذون المؤمنين
 وابن عباس كره عن عبد الله بن بسر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ليس منا ذو حسد ولا مني ذولا

ترجم حکیم علی اکبر پوری بہت غائب ہے



فتح الباري

الجامع بين فني الرواية والدراية من علم النفس

للمصنف المشافه المصنف المشهور محمد بن علي بن محمد
الشوكاني الحنابى الصعافى صاحب (نيل الأوثار ونوره) المتوفى
سنة ١٢٥٠ هـ عن ست وسبعين
سنة وسبعة أشهر رحمه الله تعالى راجيا وألومين آمين

الطبعة الأولى

على نسخة المطبعة بقلم المؤلف الامام الشوكاني رحمه الله تعالى
أول طبع عليها من المطبعة السليمانية بدمشق صاحب المطبعة العلامة السيد
محمد بن محمد زيارت الحنابى أحد عظماء رجال الدولة الإسلامية الحديثة
الطبعة الأولى

تمت الطبعة الأولى من طبع كتاب ... في ... من ...
الطبعة الأولى من طبعها بكم ... مكانا ...
والا فكونوا ...

الجزء الثاني

تسليم بيطانية

مضيفى النبأى الحنابى وأولاده بمصر

وإلى ...

١٢٥٠ هـ ...

تحقيق واستاذ

321

قرآن مجید میں حضرت علیؑ کا نام موجود تھا



الفرقان

لابن الخطيب

جمع القرآن وتدوينه ، بحباؤه ورسمه
تلاوته وقراءاته ، وجوب ترجمته وإداعته

كل من قرأه : ابن الخطيب
وإن شاء الله تعالى : ابن الخطيب
وإن شاء الله تعالى : ابن الخطيب

[الطبعة الأولى]

طبعة دار الكتب المصرية بالقاهرة

١٣٦٧ هـ - ١٩٤٨ م

تحقيق واستاذ

323



لحن الكتاب في لمصحف

وقد ثلث عائشة رضي الله تعالى عنها عن اللحن الوارد في قوله تعالى :
 ﴿إِنْ هَٰذَا سَاحِرَانِ﴾^(١) . وقوله عز من قائل : ﴿وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ
 الزَّكَاةَ﴾^(٢) . وقوله جل وعز : ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِغِينَ﴾^(٣) .
 فقالت : هذا من عمل الكتاب ، أخطأوا في الكتاب .

وقد ورد هذا الحديث بمعناه بإسناد صحيح على شرط الشيخين .

وأخرج الإمام أحمد رضي الله تعالى عنه في مسنده ، عن أبي خلف
 مولى بني جمح ، أنه دخل على عائشة رضوان الله تعالى عنها فقال : جئت
 أسألك عن آية في كتاب الله تعالى ، كيف كان يقرأها رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم ؟ قالت : آية آية ؟ قال : ﴿الَّذِينَ يَأْتُونَ مَا آتَوْا﴾

(١) سورة طه - آية ٦٣ القاعدة العربية « إن هذان لساحران » وذهب قوم إلى جواز
 « إن هذان لساحران » على لغة من يجزئ المنى بالالف في أحواله الثلاث . وذهب آخرون
 إلى أن إبدال حرف في الكتابة معكان حرف آخر جائز . مثل : « الصلوة ، والزكاة ، والحيوة »
 بالواو مكان الألف ، وفي الجميع نظر . وهو محل ظاهر ، وتكلف لا داعي له .

(٢) سورة النساء - آية ١٦٢ القاعدة العربية « والمقيمون الصلاة والمؤتون الزكاة » بالرفع
 في الحائتين . وقرأ بها سبعين بن جبير رضي الله تعالى عنه . وكان يقول : هو من لحن الكتاب .

(٣) سورة المائدة - آية ٦٩ القاعدة العربية « والصابغين »

تركي محمد بن علي



- ۴۲ -

أو (الَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا)؟ قالت : أيتما أحب إليك؟ قال: والذي
تفسي بيده لإحدهما أحب إلي من الدنيا جميعا. قالت : أيتما؟ قال :
(الَّذِينَ يَأْتُونَ مَا آتَوْا) . فقالت : أشهد أن رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم كذلك كان يقرؤها، وكذلك أنزلت ، ولكن الهجاء حرف .

وعن سعيد بن جبیر، قال : في القرآن أربعة أحرف لحن :
(وَالصَّالِحِينَ) (۱) . (وَالْمُؤْمِنِينَ) (۲) . (وَالصَّالِحِينَ) (۳) .
(وَالصَّالِحِينَ) (۴) . (وَالصَّالِحِينَ) (۵) .

(۱) سورة المؤمنون . آية ۶۰ . وتامها «والذين يؤتون ما آتوا وقلوبهم ورجلة أنهم إلى ربهم
راجعون» وهي القراءة المشهورة على غير رأي عائشة رضي الله تعالى عنها . ومعنى هذه القراءة : يعطون
ما أعطوا من الزكاة والصدقات ، وقلوبهم خائفة ألا تقبل منهم صدقاتهم لتقصيرهم في أدائها .
ومعنى القراءة التي أقرتها عائشة وجمهور الصحابة رضوان الله تعالى عليهم «الذين يأتون
ما آتوا» من الذنوب والآثام «وقلوبهم ورجلة» خائفة مشفقة لـ «أنهم إلى ربهم راجعون»
فيعاقبهم على ما قدموا وقرطوا . ولم يورد هذه القراءة أحد من القراء ، مع وثوق روايتها عن
عائشة رضي الله تعالى عنها ، وهي من هي من قربها من نزل عليه القرآن صلى الله تعالى عليه وسلم .
(۲) سورة المائدة . آية ۶۹ . وأتمها : «إن الذين آمنوا والذين هادوا والصابغون والنصارى»
يريد بذلك أنه يجب لغة أن تكون «والصابغين» بالنصب . وتعليقهم في الرفع أن «الذين آمنوا» قيل
دخول «إن» عليها : مبتدأ مرفوع . و«الصابغون» معطوف على محل اسم «إن» وهو تعليل عقيم .
والأنجب من هذا أن هذه الآية نصها قد وردت في سورة الحج . آية ۱۷ . بالنصب ، فالذي
أدى إلى نصها في الحج ورفعها في المائدة؟ وقد جاءت في سورة البقرة . آية ۶۳ . بالنصب أيضا .
(۳) سورة النساء . آية ۱۶۳ . وأتمها : «لكن الراستخون في العلم منهم والمؤمنون يؤمنون
بما أنزل إليك وما أنزل من قبلك والمقيمين الصلاة والمؤتون الزكاة والمؤمنون بالله واليوم الآخر»
يريد بذلك أنه يجب لغة أن تكون «والمقيمين» بالرفع . وتعليقهم في النصب أنه على الاختصاص .
أى وأمدح المقيمين . وهو تعليل سقيم .
(۴) سورة المنافقون . آية ۱۰ . وأتمها : «وأنفقوا مما رزقناكم من قبل أن يأتي أحدكم
الموت فيقول رب لولا أخرتني إلى أجل قريب فأصدق وأكن من الصالحين» يريد بذلك أنه يجب
لغة أن تكون «فأصدق وأكن من الصالحين» . وقرأ بها أبو عمرو .
(۵) سورة طه . آية ۶۳ . يريد بذلك أنه يجب لغة أن تقرأ «إن هذين لساحران» .
وقرأ بها أبو عمرو ويعقوب .

قرآن مجید میں بعض حروف غلط ہیں

تحقیقی دستاویز

325



قرآن مجید میں تین حروف غلط ہیں

— ۹۱ —

ثلاثة أحرف في كتاب الله تعالى ، هي خطأ من الكاتب : ﴿ إِنَّ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ ﴾^(۱) ، و ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّالِحُونَ ﴾^(۲) ، و ﴿ لَكِنَّ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ ﴾^(۳) .

اما وقد ثبت لنا الآن من قول عائشة رضي الله تعالى عنها ، ومن قول كثير من فضلاء الصحابة : خطأ الكاتب للمصحف الأول ؛ فلا معنى للتمسك بهذا الرسم ، الذي ثبت خطؤه بقول الرسول عليه الصلاة والسلام ، وقول عثمان رضي الله تعالى عنه ، وقول عقلاء الأمة وأدبائها ومفكرها . وقد كان هذا الرسم سببا في خطأ بعض القراء المشهورين ، كما سنبينه^(۴) في الفصول القادمة إن شاء الله تعالى .

(۱) سورة طه . آية ۶۳

(۲) سورة المائدة . آية ۶۹ .

(۳) سورة النساء . آية ۱۶۲ — انظر ما كتبناه في « رأى عائشة رضي الله عنها » .

(۴) انظر ما كتبناه في « رأى الامام الزمخشري في بعض القراءات » .



- ۱۰۷ -

ومن سورة البقرة : ﴿لِّلَّذِينَ يُقْسِمُونَ﴾ (۱) . و ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ
أَلَّا يَطُوفَ بِهِمَا﴾ (۲)

ومن سورة المائدة : ﴿فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ﴾ (۳)
وروى عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه : أنه قرأ من سورة النساء
﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ (۴)

ومن سورة آل عمران : ﴿وَأَرْكَمِي وَأُجِدِي فِي السَّاجِدِينَ﴾ (۵)
ومن سورة البقرة : ﴿مِنْ بَقْلِهَا وَقِنَّاهَا وَثُومَهَا﴾ (۶)

وقرأ أيضا من سورة البقرة : ﴿وَتَزَوَّدُوا وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوَى﴾ (۷)
و ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ فَابْتَغُوا حَيْثُ شِئْتُمْ﴾ (۸)

(۱) سورة البقرة . آية ۲۲۶ ، والقراءة المشهورة «لِلَّذِينَ يُولُونَ» والإبلا بمعنى القسم :
آل ، وائل ، وتأل : أقسم .

(۲) سورة البقرة . آية ۱۵۸ ، والقراءة المشهورة «فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا»
وهي في معناها بتقدير «لا» كقراءة أبي بن كعب .

(۳) سورة المائدة . آية ۸۹ ، والقراءة المشهورة «فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ» .

(۴) سورة النساء . آية ۴۰ ، والقراءة المشهورة «إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ» والذرة :
الغلة الصغيرة ، أو هي دابة أصغر منها . ولعل المقصود : الهباء المنثر في الهواء .

(۵) سورة آل عمران . آية ۴۳ ، والقراءة المشهورة «وَأُجِدِي وَأَرْكَمِي مَعَ الرَّاكِعِينَ» .

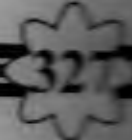
(۶) سورة البقرة . آية ۶۱ ، والقراءة المشهورة «وَنُومَهَا» مكان «وَنُومِهَا» والقوم : النوم .

(۷) سورة البقرة . آية ۱۹۷ ، والقراءة المشهورة «وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى» .

(۸) سورة البقرة . آية ۱۹۸ ، والقراءة المشهورة «لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَسْبَغْتُمْ بَنُفُوسًا فَبَلَا

مِنْ رَبِّكُمْ» . بدون هذه الزيادة .

تحقیقی و ستائز



قرآن مجید میں موجود غلط آیات کی نشاندہی



و﴿ اٰمِنُوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اِلَى الْبَيْتِ ﴾^(۱) . و﴿ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ قِبَلَهُ ﴾^(۲) . و﴿ مَا تُنْفِكُ مِنْ آيَةٍ اَوْ تَنْسِيْهَا ﴾^(۳) .

ومن سورة المائدة : ﴿ بَلْ يَدَّاهُ بَسَطَانِ ﴾^(۴) .

ومن سورة التوبة : ﴿ قُلْ اُذُنْ خَيْرٌ وَرَحْمَةٌ لَّكُمْ ﴾^(۵) .

ومن سورة يونس : ﴿ حَتَّىٰ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرِنَ بِكُمْ ﴾^(۶) .

ومن سورة مريم : ﴿ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ الْحَقُّ الَّذِي فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴾^(۷) .

ومن سورة العصر : ﴿ وَالْعَصْرِ ، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ، وَلَئِنْ فِيْهِ اِلَّا اٰخِرُ الدُّعْرِ ، اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ، وَتَوَّصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾^(۸) .

وروى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما ، أنه قرأ من سورة البقرة :

﴿ اِنَّ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْ اٰمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اِهْتَدَوْا ﴾^(۹) . وكان يقول : لا تقولوا ﴿ يَمْثِل ﴾

(۱) سورة البقرة - آية ۱۹۶ ، والقراءة المشهورة « وَاٰمِنُوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ » .

(۲) سورة البقرة - آية ۱۴۴ ، والقراءة المشهورة « وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْكُمْ شَطْرَهُ » .
وشطره ، وقبله : بمعنى .

(۳) من النسيان .

(۴) سورة البقرة - آية ۱۰۶ ، والقراءة المشهورة « مَا تُنْفِكُ مِنْ آيَةٍ اَوْ نَسِيَهَا » .

(۵) سورة المائدة - آية ۶۴ ، والقراءة المشهورة « بَلْ يَدَّاهُ بَسَطَانِ » .

(۶) سورة التوبة - آية ۶۱ ، والقراءة المشهورة « قُلْ اُذُنْ خَيْرٌ لَّكُمْ » .

(۷) سورة يونس - آية ۲۲ ، والقراءة المشهورة « حَتَّىٰ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرِنَ بِكُمْ » .

(۸) سورة مريم - آية ۳۲ ، والقراءة المشهورة « ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ » ،
ويعتزون : يجادلون .



فإن الله تعالى ليس له مثل . قولوا : ﴿ قَاتِلُوا الَّذِينَ آمَنُوا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ ﴾
أو ﴿ يَمَّا آمَنْتُمْ بِهِ ﴾^(۱) .

وقرأ أيضا من سورة البقرة : ﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا ﴾^(۲) .
و ﴿ أَقِيمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلْبَيْتِ ﴾^(۳) . و ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا
مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ ﴾^(۴) . و ﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى
وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ﴾^(۵) .

ومن سورة آل عمران : ﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ﴾^(۶) . و ﴿ إِنَّمَا ذَلِكَمُ
الشَّيْطَانُ يَخُوفُكُمْ أَولِيَاءَهُ ﴾^(۷) .

ومن سورة النساء : ﴿ قَبَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ﴾^(۸) .
و ﴿ طَلِبَاتٍ كَانَتْ أَحْلَتْ لَهُمْ ﴾^(۹) .

(۱) يؤخذ من ذلك : أنه رضى الله تعالى عنه ، كان يحسب القراءة بالمعنى . وهو مذهب
بعض الصحابة من أن الله تعالى يحل لهم . أنظروا ما كتبناه عند فضل « في قوا القرآن بالمعنى »
و « عدم جواز قراءته بالمعنى » .

وقد رد ابن أبي داود على هذا : بأن التعبير بالمثل جائز سائق في لغة العرب . وقد جاء بها
الكتاب الكريم في قوله تعالى : « ليس كذلك شيء » .

(۲) سورة البقرة . آية ۱۵۸ ، والقراءة المشهورة « فلا جناح عليه أن يطوف بهما »
وهي في معناها بتقدير « لا » كقراءة ابن عباس ، وأبي بن كعب .

(۳) سورة البقرة . آية ۱۹۶ ، والقراءة المشهورة « وأتموا الحج والعمرة لله » .

(۴) سورة البقرة . آية ۱۹۸ ، والقراءة المشهورة ليس فيها « في مواسم الحج » .

(۵) سورة البقرة . آية ۲۳۸ ، والقراءة المشهورة ليس فيها « وصلاة العصر » .

(۶) سورة آل عمران . آية ۱۵۹ ، والقراءة المشهورة « وشاورهم في الأمر » .

(۷) سورة آل عمران . آية ۱۷۵ ، والقراءة المشهورة « إنما ذلكم الشيطان يخوف أولياءه » .

(۸) سورة النساء . آية ۲۴ ، والقراءة المشهورة ليس فيها « إلى أجل مسمى » .

(۹) سورة النساء . آية ۱۶ ، والقراءة المشهورة « طليات أحلت لهم » بغير « كانت » .



ہدایہ

الاعتقان

عن مؤلفہ

شیخ الاسلام جلال الدین عبد الرحمن الشبوطی الشافعی

المتوفی سنہ ۹۱۱ھ



والہام

ابن عیاض

القاضی ابی بکر الباقلائی

الجزائری

مسئلہ کیٹیجی ○ لاہور ○ پاکستان

مکتبہ

تحقیقی دستاویز

330

10

۹۱- انتقالی اصول

५३

(٤ - انقار - ٥)





حضرت عمر و رواۃ فاطمہ زہرا پر آگ لگانے کے لئے آئے

۱۸

ترجمہ البیہقی

ذوق فی النفسی فتح علیہ بانہ انما استحل من جنہ وقد کان اصحاب من مال الصدیقۃ وثمانین الم
 فکسرہا برامہ وکثرہا بکفالة اولادہ فاذا بالی الخلیفۃ من بعدہ و فارق الدنیا لقیان لقیان علی نہایت
 ثم اناک یا عمر بنی الدنیا ولد تکملوا و الفتنک شدیدہا و ثبت فیہا تمسہا سخطانہا قایا و لیتہا القیہ
 القایا المدحیرتہا و جہوتہا و قدرتہا الاما تزودت منہا فامد لہ الذی جلا بک حوتینا و کشف کما
 فامض و لا تلتفت فانه لا یسر علی شیء و لا یزل علی الباطل شیء اقول قولی ہذا و استعظم المد
 و للموئین و اللومنا قال ابو یوسف کان عمر بن عبد العزیز یقول فی الشیء قال لی ابن الاثم
 و لا تلتفت اخرجہ الداری و عن سالم بن عبد اللہ انہ قال دخل رجل من اصحاب رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم المسجد یوم الحجۃ و عمر بن الخطاب یخطب فقال عمر ایتہ ساعدہ فہ فقال یا امیر المؤمنین القلی
 من السوق فسمعت النذرا فزوت علی ان توضع فقال عمر الوضوء ایضا و قد علمت ان رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا بالفضل اخرجہ مالک و اصحابہم حدیث تفسیر کردہ اند با انکہ مردانہ
 بہم حضرت عثمان است و عن عمرو بن سیون الاودی ان عمر بن الخطاب لما حضر قال او عوا
 علیا و طلحہ و الزبیر و عثمان و عبد الرحمن بن عوف و سعد قال فلم یکن احد منهم الا علیا و عثمان قال
 یا علی لعل ہولاء القوم یبغون کما قرأنا و ما اناک المدین العالم و الفقه فائق المدوان و لہن
 ہذا الامر فلما ترفعن بنی فلان علی رقاب الناس و قال عثمان یا عثمان ان ہولاء القوم یبغون
 لک صہرک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ستک و شرفک فان انت ولیت ہذا الامر فائق الناس
 و لا ترفع بنی فلان علی رقاب الناس فقال او عوا لی صہبہا فقال صلی بالناس ثمتا و یجتمع ہولاء الرجال
 فلما قال فان اجمعوا علی رجل فافتر بواہل من خاتمہم اخرجہ ابن ابی شیبہ و عن اسمعہ بن بویس لالی
 بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی و زبیر یخلمان علی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فیتساورونہا و یرتدون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمہ فقال یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و المداسن الخاق احب لہا من اسیک و ما من احب لہا ابدا لیک
 منک و ایم اللہ ذلک بانہی ان اجمع ہولاء النفر عندک ان امرہم ان یحرق علیہم البیت قال فلما خرج

عزبا و ما تعلقا تعلمون ان عمر قجاني و محمد خلف بالمدائن عمن ليعمرن عليا كالميت و ايم الله لم يعضين لما
لف عليا فانصر فوارا شد من فوارا كيم و لا ترجعوا الي فانصر فوارا عنها فلم يرجعوا اليها حتى بايعوا الالباب بكر
اخره ابن ابي شبيب و عن اسلم مولى عمر بن الخطاب رأى على طلحة بن عبيد الله ثوبا مصبوغا وهو
زرم فقال عمر ما هذا الثوب المصبوغ يا طلحة فقال طلحة يا امير المؤمنين انما هو بدر فقال عمر انكم ايها الربط المنة
يتشدي بكم الناس فلو ان رجلا جالما رأى هذا الثوب فقال ان طلحة بن عبيد الله كان يلبس الثياب
المصبغة في الاحرام فلما لم يصبوا اليها الربط شيئا من هذا الثياب المصبغة اخرجه بالك و عن جابر بن عبد
الله قال سمعت عمر بن الخطاب يقول لطلحة بن عبيد الله مالي اراك قد تشعشت و اغبرت منذ توفي رسول
الله صلى الله عليه وسلم هل لك سارك يا طلحة اماراة ابن عمك قال معاذا الله اني لا جدرم ان لا افضل ذلك اني
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اني لا اعلم كلمة الا يقولها رجل عند ما حضرت الموت الا وجد رجلا
لما رويها من يخرج من جده و كانت له نور اليوم القيمة فلم يخال رسول الله صلى الله عليه وسلم عنها ولم
يجري بها ذلك الذي دخلني قال عمر فانما اعلمها قال قلنا الحمد فها هي قال هي الكلمة التي قالها لعله لا
لا الله قال طلحة صدقت اخرجه احمد و عن عبد الله بن عباس في قصة عمر في قباوي عمر بن الخطاب في مخرج
على ظهره فاصبحوا عليه فقال ابو عبيدة انفسا من قدر الله فقال عمر لو غيرك قالها يا ابا عبيدة نعم نفس من قدر
الله قال قدر الله رايت لو كانت لك اهل فبسطت واديا له عدو تان احدهما نخصبته و الاخرى جبرته اليك ان
رئت انخصبته فبسطها البدر و ان رعت المجدية رعتها البدر و الله اخرجه بالك و عن عباية بن رفاة
قال بلغ عمر ان سعد المانبي القصير قال لقطع الصعوبة فبعث اليه محمد بن مسلمة فلما قدم اخرج زنده وادى
ناره و اتباعا خطبا بدرهم و قيل لسعد ان رجلا فعل كذا و كذا فقال ذلك محمد بن مسلمة خرج اليه فخلع
بالمدى ما قال فقال نوذي عنك الذي تقول و تفعل ما امرت به فاحرق الباب ثم اقبل بعرض عليه ان
يزود فابى فخرج فقدم على عمر فخرج اليه فبارز باه و روجه تسع عشرة فقال لولا حسن الظن بك لراينا
لك لم تودعنا قال بلى ارسل بغير السلام و اجتهد و يحلف بالله ما قاله قال فهل زودك شيئا قال
ان قال فما شئت ان تزودني انت قال اني كرهت ان امر لك فيكون لك البار و يكون لي الحما

[illegible]



تاريخ الأمم والملوك

للامام أبي جعفر محمد بن حنبل الطبري

للجغرافيا

[قوبلت هذه الطبعة على النسخة المطبوعة]

[بمطبعة بريل بمدينة لندن في سنة ١٨٧٩ م]

راجعه وصححه وضبطه

نخبه من العلماء الأجلاء

يطلب من المكتبة الخارنية الكبرى بأول شارع محمد علي بمصر

إصاحبه : مصطفى محمد

مطبقة الاستقامة بالقاهرة

شارع زبد باشا ١٢

١٢٥٧ - ١٩٢٩

تحقيق رستاق

339



قد مات رضی اللہ عنہ حدثنا ابن حمید قال حدثنا جریر عن مغيرة عن أبي معشر زياد بن
 كليب عن أبي أيوب عن إبراهيم قال لما قبض النبي صلى الله عليه وسلم
 كان أبو بكر غائبا فجاء بعد ثلاث ولم يجترئ أحد أن يكشف عن وجهه حتى
 أربد بطنه فكشف عن وجهه وقبل بين عينيه ثم قال بأبي أنت وأمي طبت حيا
 وطبت ميتا ثم خرج أبو بكر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال من كان يعبد الله فان
 الله حي لا يموت ومن كان يعبد محمدا فان محمدا قد مات ثم قرأ «وما محمد إلا رسول
 قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على
 عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزي الله الشاكرين» وكان عمر يقول لم يمت وكان
 يتوعد الناس بالقتل في ذلك فاجتمع الأنصار في سقيفة بني ساعدة ليبايعوا سعد
 ابن عباد فبلغ ذلك أبا بكر فأتاهم ومعه عمر وأبو عبيدة بن الجراح فقال ما هذا
 فقالوا منا أمير ومنكم أمير فقال أبو بكر منا الأمراء ومنكم الوزراء ثم قال
 أبو بكر إني قد رضيت لكم أحد هذين الرجلين عمر أو أبا عبيدة إن النبي صلى
 الله عليه وسلم جاءه قوم فقالوا أبعث معنا أمينا فقال لا بعث معكم أمينا حق أمين
 فبعث معهم أبا عبيدة بن الجراح وأنا أرضى لكم أبا عبيدة فقام عمر فقال أيكم
 تطيب نفسه أن يخلف قديسين قدمهما النبي صلى الله عليه وسلم فبايعه عمر وبايعه
 الناس فقالت الأنصار أو بعض الأنصار لا نبايع إلا عليا رضي الله عنه حدثنا ابن حميد قال
 حدثنا جرير عن مغيرة عن زياد بن كليب قال أتى عمر بن الخطاب منزل علي
 وفيه طلحة والزبير ورجال من المهاجرين فقال والله لا أحرقن عليكم أو
 لنخرجن إلى البيعة فخرج عليه الزبير مضطربا بالسيف فعضر فسقط السيف
 من يده فوثبوا عليه فأخذوه رضي الله عنه حدثنا زكرياء بن يحيى الضرير قال حدثنا
 أبو عوانة قال حدثنا داود بن عبد الله الأودي عن حميد بن عبد الرحمن
 الحميري قال توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر في طائفة من المدينة
 فجاء فكشف الثوب عن وجهه فقبله وقال فداك أبي وأمي ما أطيبك حيا وميتا
 مات محمد ورب السكبة قال ثم انطلق إلى المنبر فوجد عمر بن الخطاب قائما يؤعد

حضرت عمرؓ نے فاطمہ زہراءؓ کے گھر کو آگ لگانے کی حدیث کی



كِتَابُ
الْحَقِّ وَالْفَرَادِ

تَأليف
أبي عمر أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي

شرح وضبطه وحسنه مؤلفه
أحمد الدين ، أحمد الزين ، إبراهيم البياري

الجزء الثالث

دار الأندلس
للطباعة والنشر والتوزيع



کتاب المسجدة الثانية

ثم أغلق باباً ودخل.
ومن حديث حديفة قال: كنا جلوساً عند رسول الله ﷺ، فقال: إني لا أدري ما بقائي فيكم، فافتدوا بالذين من بعدي، وأشار إلى أبي بكر وعمر، واحتدوا بهدي عمر، وما حدثكم أبى مسعود فصدقوه.

الذين تخلفوا عن بيعة أبي بكر - عليّ والعباس والزبير وسعد بن عباد. فلما عليّ والعباس والزبير، فقعدها في بيت فاطمة حتى بعث إليهم أبو بكر عمر ابن الخطاب ليخرجهم من بيت فاطمة، وقال له: إن أبوا فقتلهم. فقبل بنفس من نار على أن يضرم عليهم النار، فلقته فاطمة، فقالت: يابن الخطاب! أحتل لتحرق دارنا! قال: نعم، أو تدخلوا فيها دخلت فيه الأمة. فخرج عليّ حتى دخل على أبي بكر فبايعه، فقال له أبو بكر: أكرهت إمارتي؟ فقال: لا، ولكني آليت أن لا أرندي بعد موت رسول الله ﷺ حتى أحفظ القرآن، فعليه خبست نفسي.

ومن حديث الزهري عن عروة عن عائشة قالت: لم يبايع عليّ أبى بكر حتى ماتت فاطمة، وذلك لسنة أشهر من موت أبيها ﷺ. فأرسل عليّ إلى أبي بكر، فأناه في منزله فبايعه، وقال: والله ما نسينا عليك ما ساق الله إليك من فضل وخير، ولكننا كنا نرى أن لنا في هذا الأمر شيئاً فاستبددنا به دوننا، وما ننكر فضلك. وأما سعد بن عباد فإنه رحل إلى الشام.

أبو المنذر هشام بن محمد الكلبي (١) قال: بث عمر رجلاً إلى الشام، فقال: أدعه إلى البيعة وأحل له بكل ما قدرت عليه، فإن أبى فاستعن الله عليه. فقدم الرجل الشام، فلقه بخوران في حائط، فدعه إلى البيعة، فقال: لا أبيع قرشياً أبداً. قال: فإن أقاتلك. قال: وإن قاتلتني! قال: أخرج أنت مما دخلت فيه الأمة؟ قال: أما من البيعة فانا أخرج. فرماه بسهم، فقتله.

ميمون بن مهران عن أبيه قال: رمى سعد بن عباد في الحرم بالشتم، فقتل. سعيد بن أبي عروبة عن ابن سيرين قال: رمى سعد بن عباد بسهم فوجد دفناً في جسده، فمات، فبكته الجن، فقالت:

وَقَتَلْنَا (٢) سَيْدَ الْخُرَ رَجَّ سَعْدَ بْنَ عِبَادَةَ
رَمِيَتْهُ - رَمَى سَعْدَ بْنَ عِبَادَةَ - رَمَى سَعْدَ بْنَ عِبَادَةَ

(١) في بعض الأصول: أبو محمد عن الكلبي.

(٢) في بعض الأصول: نحن قتلناه.

(٣) في شرح صحيح الصلاة (ج ٣ ص ٥٤٠): ولم يخفوا، وخطوا بخطاً مثل أحمق يخفى.



الإمامة والسياسة

مؤلف

الإمام الفقيه أبي محمد عبد الله بن مسلم
ابن قتيبة الدينوري

المؤاود سنة ٢١٣ والمتوفى سنة ٢٧٦ هـ رحمه الله

وهو المعروف بتاريخ الخلفاء

الجزء الأول

الطبعة الثالثة

١٣٨٢ هـ = ١٩٦٣ م

ملزم الطبع والنشر

مكتبة المطبعة والنشر في دار الكتب
مكتبة المطبعة والنشر في دار الكتب

تحقيق رستاق

343



- ۱۲ -

أبا بكر إلا أقوى على هذا الأمر منك ، وأشد احتمالاً واضطلاعاً به . فسلم لأبي بكر هذا الأمر ، فإنك إن تعيش ويظل بك بقاء ، فأنت هذا الأمر خالق وبه حقيق ، في فضلك ودينك ، وعلمك وفهمك ، وسابقتك ونسبك وصبرك . فقال عليّ كرم الله وجهه : الله الله يامعشر المهاجرين ، لا تخرجوا سلطان محمد في العرب عن داره وقعر بيته ، إلى دوركم وقعور بيوتكم . ولا تدفعوا أهله عن مقامه في الناس وحته ، فوالله يامعشر المهاجرين ، لنحن أحق الناس به . لأننا أهل البيت ، ونحن أحق بهذا الأمر منكم ما كان فينا القارى لكتاب الله . النقيه في دين الله ، العالم بسنن رسول الله . المضطلع بأمر الرعية . المدافع عنهم الأمور السيئة . القاسم بينهم بالسوية ، والله إنه لدينا ، فلا تتبعوا الهوى فتضلوا عن سبيل الله ، فتردادوا من الحق بعدا . فقال بشير بن سعد الأنصاري : لو كان هذا الكلام سمعته الأنصار منك يا عليّ قبل بيعتها لأبي بكر ، ما اختلف عليك اثنان : قال : وخرج عليّ كرم الله وجهه يحمل فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم على دابة ليلا في مجالس الأنصار تسألهم النصرة ، فكانوا يقولون : يا بنت رسول الله ، قد مضت بيعتنا لهذا الرجل ، ولو أن زوجك وابن عمك سبق إلينا قبل أبي بكر ما عدلنا به . فيقول عليّ كرم الله وجهه أفكنت أدع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيته لم أدفنه . وأخرج أنازع الناس سلطانه ؟ فقالت فاطمة : ما صنع أبو الحسن إلا ما كان ينبغي له ، ونقد صنعوا ما لله حسيهم وطالهم .

كيف كانت بيعة علي بن أبي طالب كرم الله وجهه

قال : وإن أبا بكر رضي الله عنه تنفقد قوما تخلفوا عن بيعة عند عليّ كرم الله وجهه ، فبعث إليهم عمر ، فجاء فناداهم وهم في دار عليّ ، فأبوا أن يخرجوا فدعا بالخطب وقال : والذي نفس عمر بيده : لنخرجن أولاً حرقتها علي من فيها ، فقيل له يا أبا حفص : إن فيها فاطمة ؟ فقال وإن ، فخرجوا فبايعوا إلا عليا فإنه زعم أنه قال : حلفت أن لا أخرج ولا أضع ثوبي على عاتق حتى أجمع

حضرت عمر بن الخطاب رضي الله عنه

تحقيق رستاز

344



وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّسُولِ أَنْ يَتَذَكَّرَ مِنْكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ
رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ تَعْلَمُونَ أَنْ تَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي الْوَحْيِ
رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي الْوَحْيِ

کتاب سنن شریعتی جلد دوم

۷۲۷۵ ، احادیث نبوی کا بیش بہا خزانہ
جس کو ابو عبد اللہ امام بخاری نے جمع کر کے مسلمانانِ عالم پر احسانِ عظیم فرمایا ہے
ترجمہ و فوائد اور ضروری تشریحات
(انہ)

(۱) مَوْلَانَا أَحْمَدُ الْعَلَوِيُّ صَالِحٌ (۲) مَوْلَانَا أَبُو الْفَتْحِ صَالِحٌ
(۳) مَوْلَانَا سُبْحَانُ كَهْمَدُ صَالِحٌ (۴) مَوْلَانَا قَارِي أَحْمَدُ صَالِحٌ

ناشر: محمد سعید ابن سیراز پبلشرز، کتب سنن، مقابل مولوی مسعود علی
کراچی

مترجم اور دو

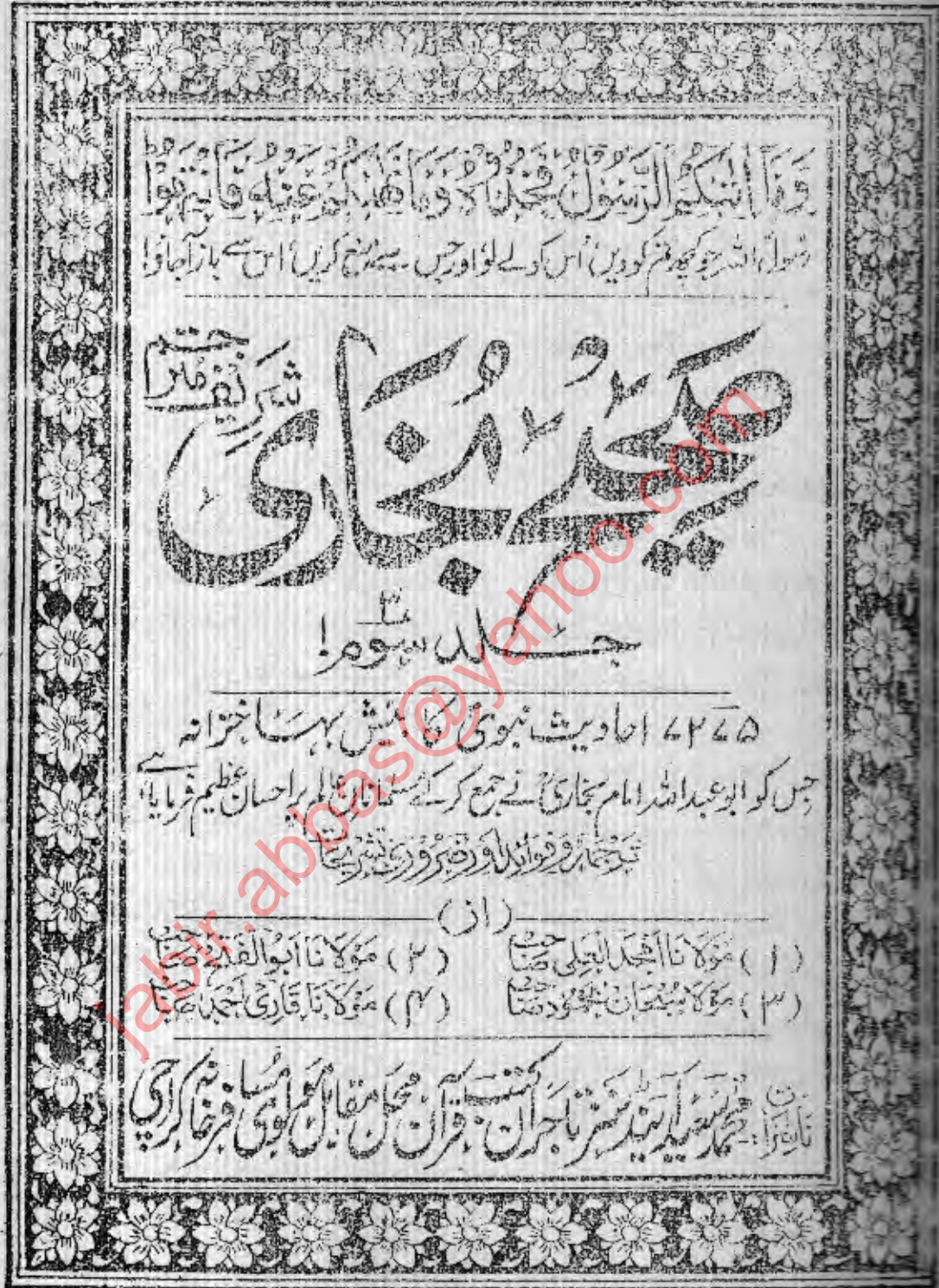
پر ظلم کیا، ان کے کوہان کاٹ دیا، اور ان کے کوہے توڑ ڈالے، اور
وہ ایک گھڑی بیٹھا، اور شراب پی رہا تھا، اور اسے تائب کرنے اپنی چپاڑ
منلو آکر اور بھی، اور چلے بیٹھے، اور آپ کے ساتھ تھے، اور زید بن حارثہ تھے
جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے اس گھڑی پہنچ کر اندر آئے، انہی کی
اجازت طلب کی، اور ان کی اجازت پر آپ اندر تشریف لائے، تو
آپ نے سب کو شراب نوشی کرتے دیکھا، اور حمزہ کو ان کی حرکت
پر ملامت کرنے لگے، مگر حمزہ بدستور تھے، اور ان کی سرخ سرخ
آنکھیں، اور سرخ ہونٹیں، انہوں نے پہنچ کر انہیں انکار کر دیا، اور انہوں
میں اللہ علیہ السلام کو کشتیوں تک دیکھا، اور انہوں نے تائب نہیں ہوئے، اور انہوں
اونچی کر کے تائب چہرے کو دیکھ کر کہہ، تم لوگ توبہ نہیں کرنا، آپ کے
علامہ ہو، مگر میں اللہ علیہ السلام سے تائب نہیں ہوئے، اور انہوں نے
نشر میں باقی مست رہے، اور آپ انہوں کو پاؤں لوٹ آئے، اور
پھر آپ کے ساتھ ہی واپس آئے، +

عبدالعزیز بن عبد اللہ، ابو نعیم، سعد، صالح، ابن شہاب،
عمر بن ذریرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ رہا کہ رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم کے اس ترکہ میں سے جو اللہ تعالیٰ نے مہر کار و عاقل کو بطور حصے
عناایت فرمایا تھا، ان کا بیڑائی احمدان کو حصہ دیں، تو صدیق اکبرؓ نے
ان کو جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے مال
میں مثل میراث نہیں ہوتا، ہم کو کچھ چھوڑ جائیں وہ حسب ہر قربے اس پر
جناب فاطمہؓ کو خوش سی ہوئیں اور اپنی وفات تک صدیق اکبرؓ کے لنگھونے کی
اور رسالت مآب کی رعایت کے بعد جب کچھ مال تک زندہ رہیں، حضرت
عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب فاطمہؓ سے صدیق اکبرؓ سے اپنا حصہ رسول اللہ
کے مال میں ہے کہ فیہ وفہ کہہ دیں کہ اور اس مال صدقہاں سے جو مدینہ منورہ
میں دفن تھا، العجب کہ تو صدیق اکبرؓ کے اس کے دینے سے انکار کیا
اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کچھ اس میں تصرف فرمایا ہے
یہ اس میں ہے۔ مآب کے کسی مثل کو نہیں چھوڑ سکتا، اس وقت ہوں کہ اگر

وَهَا هُوَ ذِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرِبَ فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَدَّاهِ فَأَرْتَدَايَ ثُمَّ انْطَأَى يَمِينِي
وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْلُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ
الَّذِي فِيهِ حَمْرَةٌ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ فَأَذَاهُمُ
شَرِبَ فَلَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ حَمْرَةٍ فِيمَا فَعَلَ فَأَذَاهُمُ قَدْ قَاتِلَ حَمْرَةَ
عَيْنَاهُ فَيَسْأَلُ حَمْرَةً رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ صَعِدَ النَّظَرَ فَظَهَرَ لَهُ زَكِيَّةٌ ثُمَّ صَعِدَ النَّظَرَ
فَنَظَرَ إِلَى شَرِيحَةٍ ثُمَّ صَعِدَ النَّظَرَ فَظَهَرَ لَهُ زَكِيَّةٌ ثُمَّ
قَالَ حَمْرَةٌ هَلْ أَتَيْتُمُ الْأَعْيُنَ لِي فِي عَرَفٍ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ تَمَلَّكَ فَتَكَلَّمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقَبِيَّةٍ
الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ

٥٣٣ هـ - حَكَمَ ثَمَامَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي وَثَّابٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَدُوَّةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَ الْمُؤْمِنِينَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ
ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ
وَالصَّاحِبَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يُقِيمَ لَهَا وَيُزَيِّنَ لَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورِثُ مَا
تَرَكَ نَصَبًا قَدْ فَضَحْتِ نَاحِلَةَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرْتُ أَبَا بَكْرٍ فَهَمَّ تَزَلُّفُهَا جَدْرَهُ
حَتَّى تَوَفَّيْتُ وَعَائِشَةُ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ
تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ تُصَيِّدُهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْلِهِ وَفُلْكَ وَصَلَاتِهِ بِالْمَكْرِ يَسْتَعِ

حضرت فاطمہ زہرا حضرت ابو بکرؓ سے ناراض ہو کر واپس سے رخصت ہو گئیں





صحیح بخاری شریف مترجم اردو

۱۱۰/۱

کتاب الفرائض

فرائض کی تعلیم کا بیان، اور عقیدہ بن عامر نے کہا، کہ ظالمین یعنی ان لوگوں سے پہلے علم حاصل کرو جو ظلم سے گفتگو کرتے ہیں +

موسیٰ بن اسماعیل، ونبیب، ابن طاؤس، غاؤس، حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم گمان سے جو پاس لئے کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے، اور نہ کسی کی عیب جوئی کرو، اور نہ کسی کی برائی کی توہ میں لگے رہو، اور نہ ایک دوسرے سے لڑیں رکھو، اور نہ پیچھے پیچھے ہلائی بیان کرو، اور اللہ کے بندہ سے بھائی بھائی ہو جاؤ +

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا اور جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے +

عبد اللہ بن محمد، ہشام، ہشام، زہری، عروہ، حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے انہی میراث مانگنے آئے اور وہ دونوں اس وقت فداک کی زمین سے اور خیر سے اپنا حصہ طلب کر رہے تھے، تو ان دونوں سے حضرت ابوہریرہ نے کہا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا، اور جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے، صرف اس مال سے کل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا میں نے، حضرت ابوہریرہ نے کہا، کہ غلطی قسم! میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام حق میں طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس کو نہیں چھوڑنا ہوں، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ سے ملنا چاہا اور دیا، اور ان سے گفتگو چھوڑ دی، یہاں تک کہ وفات پا گئیں +

اسماعیل بن ابان، ابن مبارک، یونس، زہری، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا، اور جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے +

باب ۹۱۹ تعلیم الفرائض. وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ غَامِرٍ: تَعَلَّمُوا قَبْلَ الظَّالِمِينَ. يَعْنِي الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِالظُّلْمِ +

۱۶۳۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَكَأَنَّهُمْ يَحْسَبُونَ وَلَا يَحْسَبُونَ وَلَا يَتَحَسَّبُونَ وَلَا يَتَحَسَّبُونَ وَلَا تَدَابُرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا +

باب ۹۲۰ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَرِّثُ مَا تَرَكَتَ صَدَقَةً +

۱۶۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَرَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُلُّهُمَا يَنْدِينُ يَطْلُبَانِ لِنَفْسِهِمَا مِنْ ذَلِكَ وَسَمِعَهُمَا مِنْ خَيْرٍ، فَكَانَ لِمَا أَبُو بَكْرٍ سَمِعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُوَرِّثُ مَا تَرَكَتَ صَدَقَةً إِنَّمَا يَأْكُلُ الْمَالُ مِنْ هَذَا الْمَالِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَرِهَ اللَّهُ لَا أَدْرِي أَمَّا لَا يَتَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنْعَتُهُ، قَالَ فَاجْعَلْهُ فَاطِمَةُ فَأَمَّا تَكَلِّبُهُ حَتَّى مَا تَرَكَ +

۱۶۳۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُورِّثُ مَا تَرَكَتَ صَدَقَةً +

حضرت فاطمہ زہراء حضرت ابوبکر سے میراث مانگنا

تحقیقی دستاویز

348



تَارِيخُ الْأُمَلِّ الْمُلُوكِ

لِلْإِمَامِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ حُسَيْنِ الطَّبْرِيِّ

لِلخِزَالِيَّاتِ

[فُوَيْلَتُ هَذِهِ الطَّبْعَةُ عَلَى النُّسخَةِ الْمَطْبُوعَةِ]

[بِطَبْعَةِ بَيْرُوتِ دَارِ بَنَدِينَةِ بَيْدُونِ فِي سَنَةِ ١٨٧٩ م.]

رَاسِدَةٌ وَصَحِيحَةٌ وَطَبْعَةٌ

نُخِبَتْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْأَجَلَاءِ

يُضَلِّبُ مِنَ الْمَذْكُوبَةِ الْفَقَارَةِ الْكِبَرَى ذَوُلْ شَارِعٍ مُحَمَّدٍ عَلِيٍّ قُتَيْبٍ

إِضَاحِيهَا : مُصِطَفَى مُحَمَّدٍ

مُطْبَعَةُ الْأَرْسَتَفَانَةِ بِالْقَاهِرَةِ

سُجَاعُ زَوَارِ مَاثَا ١٢

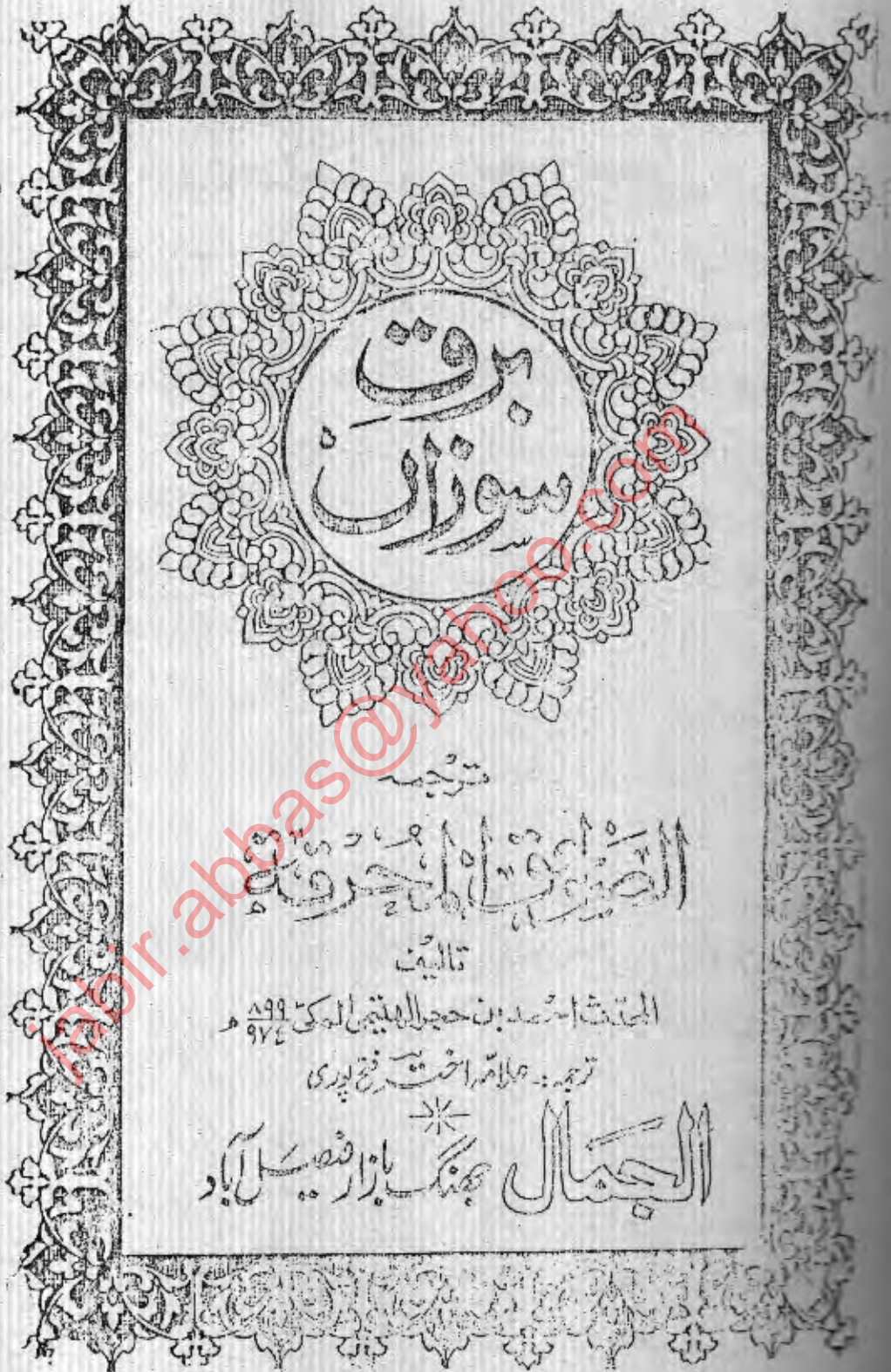
١٣٥٧ - ١٩٣٩

تحقيق و استاذ

349

حدثنا عبد الرزاق بن همام عن معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة أن فاطمة
والعباس أتيا أبا بكر يطلبان ميراثهما من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهما
حينئذ يطلبان أرثته من قديك وسبهم من خيبر فقال لهما أبو بكر أما إنني سمعت
رسول الله يقول لا نورث ما تركنا فهو صدقة إنما يأكل آل محمد في هذا المال
وإني والله لا أدع أمراً رأيت رسول الله يصنعه إلا صنعته قال فهجرت فاطمة
فلم يحكمه في ذلك حتى ماتت فدفعها علي ليلاً ولم يؤذن بها أبا بكر وكان علي
وإنما من الناس حياة فاطمة فلما توفيت فاطمة انصرف وجوه الناس عن علي
فحكمت فاطمة ستة أشهر بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم توفيت قال معمر
فقال رجل للزهري أفلم يبايعه علي ستة أشهر قال لا ولا أحد من بني هاشم
حتى يبايعه علي فليسا، أي علي انصرف وجوه الناس عنه ضرع إلى مصالحة
أبي بكر فأرسل إلى أبي بكر أن اتنا ولا يأتنا معك أحد وكره أن يأتبه عمر
لما علم من شدة عمر فقال عمر لا تأتوهم وحدثك قال أبو بكر والله لا تبينهم وحدثي
وما عسى أن يصنعوا بي قال فانطلق أبو بكر فدخل على علي وقد جمع بني هاشم
عنده فقام على حمد الله وأثنى عليه بما هو أهله ثم قال أما بعد فإنه لم يمنعنا من أن
نبايعك يا أبا بكر إنكار إفضيلتك ولا نقاسة عليك بخير سابقه الله إليك ولكننا
كنا نرى أن لنا في هذا الأمر حقاً فاستبددتم به علينا ثم ذكر قرابته من رسول الله
صلى الله عليه وسلم وحقهم فلم يزل علي يقول ذلك حتى بكى أبو بكر فلما صحت
علي تشهد أبو بكر فحمد الله وأثنى عليه بما هو أهله ثم قال أما بعد فوالله لقد أتاني
رسول الله أحب إلي أن أصل من قرابتي وإني والله ما ألوت في هذه الأموال التي
كانت بيني وبينكم غير الخير ولكنني سمعت رسول الله يقول لا نورث ما تركنا فهو
صدقة إنما يأكل آل محمد في هذا المال وإني أعوذ بالله لا أذكر أمراً صنعه محمد
رسول الله إلا صنعته فيه إن شاء الله ثم قال علي ذو عذبة العشيعة للبيعة فلما صلى
أبو بكر الظهر أقبل على الناس ثم عذر علياً ببعض ما اعتذر ثم قام علي فعدتهم
من حق أبي بكر وذكر فضيلته وسابقته ثم مضى إلى أبي بكر فبايعه قالت فأقبل

حضرت فاطمہ زہراء حضرت ابوبکرؓ دارائے دو کرمائے رضعت ہوئی





دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوہریرہؓ اور فہرک میں دیا تھا اور خمس خیر کا جو بقیہ تھا اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ کہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا اور اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا، اے محمدؐ کو صرف اس مال سے کھانے کی اجازت ہے اور قسم بخدا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن میں کوئی تغیر نہیں کروں گا بلکہ اسے اسی حال میں رہنے دوں گا جیسا کہ وہ آپ کے زمانہ میں تھا اور آپ کے لعل کے مطابق اس پر عمل کروں گا، حضرت ابوہریرہؓ نے اس میں سے کوئی چیز حضرت فاطمہؓ کو نہ دی جس سے آپ حضرت ابوہریرہؓ سے ناراض ہو گئیں اور وفات تک آپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے گفتگو نہیں کی۔ آپ حضور علیہ السلام کی وفات کے چھ ماہ تک زندہ رہیں جب آپ وفات پائیں تو حضرت علیؓ نے رات کے وقت آپ کو دفن کیا اور حضرت ابوہریرہؓ کو اس کی اطلاع تک نہ دی اور آپ کی نہ ان کا جنازہ بھی پڑھا، حضرت فاطمہؓ کی وجہ سے حضرت علیؓ کو لوگوں میں ایک مقام حاصل تھا جب آپ کی وفات ہو گئی تو حضرت علیؓ نے دیکھا کہ اب لوگوں کا معاملہ ان سے ویسا نہیں رہا جیسا حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں تھا تو آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کی بیعت اور ان سے مہارت کرنا چاہی، ان مہینوں میں آپ نے ان کی بیعت نہ کی تھی، آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اکیسے ہی عمار سے مل کر تشریف لائیں یہ اسلئے کہا کہ آپ حضرت عمرؓ کی آمد کو پسند نہ کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا کہ واللہ وہاں اکیسے نہ جائیں۔ آپ نے کہا مجھے امید نہیں کہ وہ مجھ سے ناروا سلوک کریں، خدا کی قسم میں ان کے پاس ضرور جاؤں گا، جب آپ ان کے پاس گئے تو حضرت علیؓ نے کہا کہ تم آپ کی فضیلت اور اللہ نے آپ کو جو مقام دیا ہے اس سے بخوبی واقف ہیں، ہم آپ سے کسی نیکی ہیں، آگے ہر نیے کے دعویدار نہیں لیکن امر خلافت کے بارے



إِنْسَانُ الْعِيُونِ

في
سيرة الأمين المأمون
الشمير بالسيرة الحلبية

تأليف

على بن برهان الدين الحلبي

(١٧٥٠ - ١٠٤٤ هـ)

الجزء الثالث

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر
محمود نصار الحلبي وشركاه - خلفاء

تحقيق وتحرير





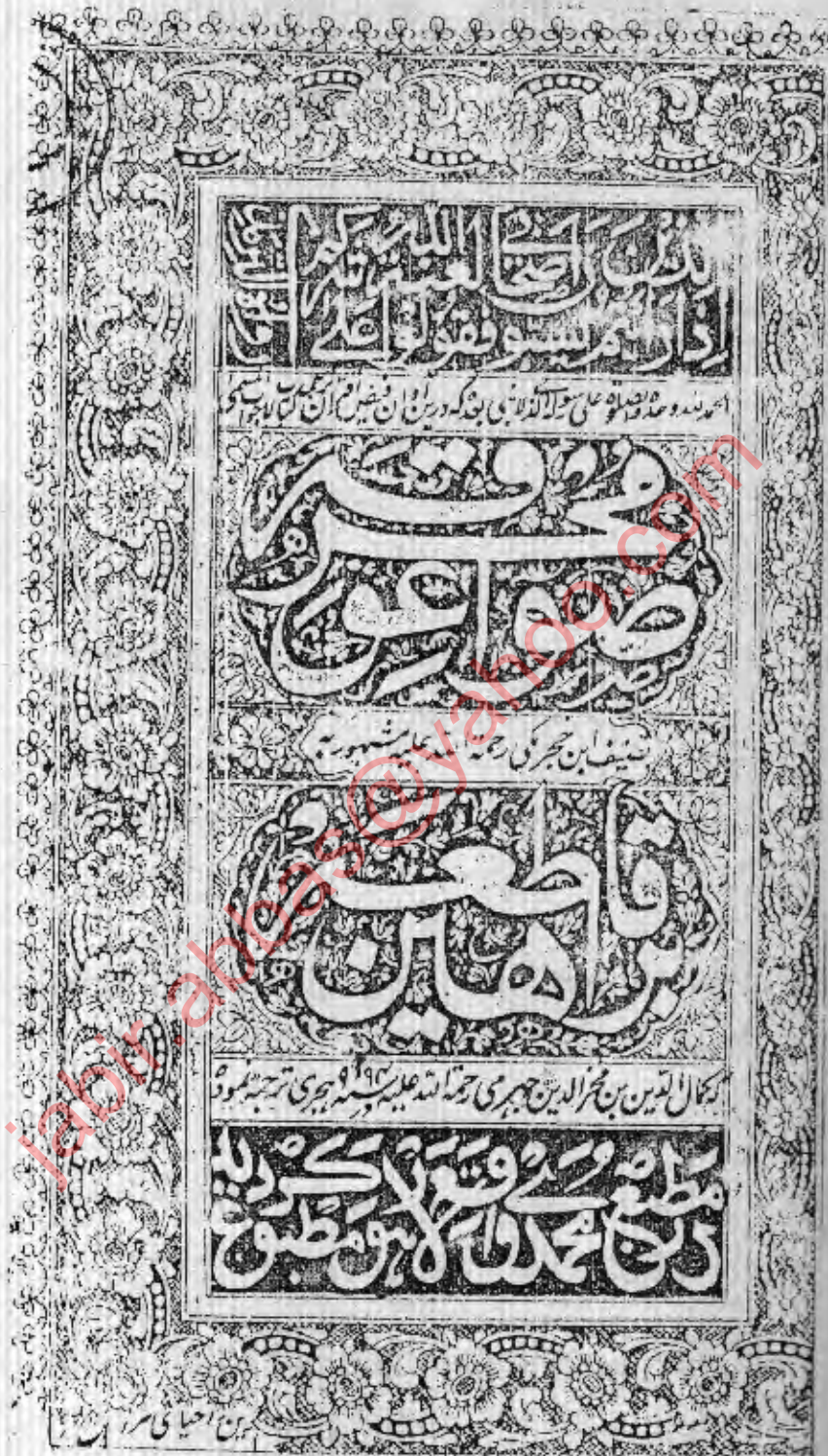
حضرت عمرؓ نے جب فاطمہ زہراؓ کا میراث نامہ پھاڑ دیا

— ۴۸۸ —

واعترض عليه الرافضة بأن فاطمة معصومة بنص (إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت) وخبر «فاطمة بضعة مني» فدعواها صادقة لعصمتها. وأيضا شهد لها بذلك الحسن والحسين وأم كلثوم رضي الله تعالى عنهم.

ورد عليهم بأن من جملة أهل البيت أزواجه صلى الله عليه وسلم. ولئن بمعصومات اتفقا فكذلك بقية أهل البيت. وأما كونها بضعة منه فجاز قطعا، وإنها كبضعة فيما يرجع للخير والشفقة. وأما زعم أنه شهد لها الحسن والحسين وأم كلثوم فباطل لم ينقل عن أحد ممن يعتمد عليه، على أن شهادة الفرع للأصل غير مقبولة.

وفي كلام سبط ابن الجوزي رحمه الله أنه رضي الله تعالى عنه كتب ذا بندق، ودخل عليه عمر رضي الله تعالى عنه فقال: ما هذا. فقال: كتاب كتبت له فاطمة بمبرأتها من أبيها فقال: ماذا تنفق على المسلمين وقد حاربك العرب كما ترى، ثم أخذ عمر الكتاب فشقه وقد جاء أن بعد موت فاطمة رضي الله تعالى عنها: أي وذلك بعد ستة أشهر من موته صلى الله عليه وسلم إلا ليالي على ما تقدم، أرسل على كرم الله وجهه وقد اجتمع على وبنو هاشم إلى أبي بكر وقالوا: اتنا ولايات معك أحد، كراهة أن يخضر عمر رضي الله تعالى عنه لما علموا من شدته، فخافوا أن ينتصر لأبي بكر رضي الله تعالى عنه، فيتكلم بكلام يوحيش قلوبهم على أبي بكر رضي الله تعالى عنه، فقال لهم رضي الله تعالى عنه لأبي بكر لا والله لا تدخل عليهم وحدك، قال ذلك خوفا عليه أن يغفلوا عليه في المعاناة، وربما كان ذلك سببا لتغير قلبه فيترتب عليه مالا ينبغي، فقال أبو بكر رضي الله تعالى عنه: وما يفعلون بي، والله لآتينهم، أي فدخل عليهم أبو بكر رضي الله تعالى عنه وحده، فقال له على كرم الله وجهه: إنا قد عرفنا لك فضلك وما أعطاك الله، ولم ننفس عليك خيرا ساقه الله إليك: أي لا نخسرك عليه، ولكن استبدت علينا بالأمر: أي لم نشاورنا فيه. وكنا نرى لقربنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لنا نصيبا: أي في المشاورة، ففاضت عينا أبي بكر رضي الله تعالى عنه وقال: والذي نفسي بيدي لقراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم أحب إلى من قرابتي، فقال له على كرم الله وجهه: موعداك العشي للبيعة، فلما صلى أبو بكر رضي الله تعالى عنه الظهر، أي وقد حضر عنده على كرم الله وجهه رقى المنبر بكسر القاف، فتشهد وذكر شأن على كرم الله وجهه وعذره في مخالفته عن البيعة ثم إن عليا رضي الله تعالى عنه بابه: أي بعد أن عظم أبا بكر رضي الله تعالى عنه



Y A A

تحقیقی و استواری



حضرت علی بن ابی طالبؓ

تالیف

علامہ عباس محمود العقاد (مصری)

ترجمہ

مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی

تیرتھ داس روڈ، سردوبازار، کراچی

تحقیقی دستاویز

365



عمرو بن العاص نے حضرت علیؑ کو منبروں پر برا بھلا کہنے کا حکم دیا

۵۹

حضرت علی بن ابی طالبؑ

آپ نے انہیں اپنی عادت نہیں بنایا جس طرح کہ انہوں نے آپ کو منابر پر برا بھلا کہا اور شہروں کے لوگوں میں آپ کی مذمت کی اشاعت کی۔

اشوث بن قیس نے آپ کے متعلق فتنہ برپا کیا اور فوج نے بھی آپ پر حملہ کیا اور آپ کے انصار کے درمیان فتنہ پھیلایا اور اس نے ایک بار جب آپ کو فہ کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے آپ کو ٹوکا تو آپ کا غصہ بھڑک اٹھا تو آپ نے جلدی سے کہا:-

”تجھ پر اللہ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو، جو لایا کا بیٹا جو لایا، کافر کا منافق بیٹا، خدا کی قسم ایک دفعہ تجھے کفر نے قید کیا اور دوسری بار اسلام نے، اور دونوں دفعہ کسی نے تیرا فدیہ نہ دیا، تیرا کوئی حساب ہی نہیں ہے اور جب کوئی آدمی اپنی قوم پر تلوار سے غالب آ جائے اور موت کو ان کی طرف سے لے آئے تو وہ اس بات کا بہتر اوارہ ہے کہ قریبی اس سے ناواقف ہوں اور دُور کے آدمی اس سے مامون نہ ہوں۔“

اور ابن العاص اہل شام کے درمیان مذاق و ٹھٹھے اور خوش طبعی کے رنگ میں آپ کی تعریف کرنے لگا اور منابر پر آپ کو برا بھلا کہنے کا حکم دینے لگا یہاں تک کہ اس کا رد کرنا اور اس کے خیالات کو باطل کرنا واجب ہو گیا آپ نے اپنے ایک خطبے میں

العامل

ناشی آراویک ڈپو اردو بازار، سرگودھا

اسے معاویہ اس کے والد نے ملے کھٹکے کے دن لڑائی کے دن، ہمارے خلاف دشمنوں کی دوا کی تھی۔
فقتلنا حتی جری من دہا بننا
 اس نے ہمیں ثابت ہے کہ وہی قتل کیا صغین مقام میں ہمارے خون بھر سوا کی طرح غلامیں مارنے لگے۔
وهذا ابنہ والمورث شہد بعہ
 یہ اس کا بیٹا ہے اور آدمی اپنے اصل کے ساتھ ہے۔
فیعت معاویۃ بابیاتہ الف عید اللہ بن ہاشم فکتب الیہ عید اللہ
 معاویہ نے اشعار عبد اللہ بن ہاشم کی طرف بھیج دی تھیں، عید اللہ بن ہاشم
 بن ہاشم۔
 خدا کی طرف کچھ بھیجا۔

معاویہ ان المرء عمر و ابنت له
سہ سواری عمر کے تحت اہل حق پرستوں سے
یومئذ قتلی یابن ہشند والنما
سہ سواری عمر کے تحت اہل حق پرستوں سے
لا انھم لا یقتلون اسیرھم
یعنی وہ بھی اپنے قیدی کو قتل نہیں کرتے تھے۔
فان قعت عقی تعف عن ذی قرابۃ
یعنی اگر کسی کے قریبی رشتہ دار کو معاف کر دے۔
وقال عمرو لعائشہ رحمہا اللہ لوددت انک کنت قتلتم
یعنی عائشہ! میں چاہتا تھا کہ اگر تیرا قتل ہو جاتا تو
یومئذ فقلت لہ لا ابا لک فقال کنت لیسو تین باجملک وشغیلین الجنة
یعنی میں نے کہا کہ تیرا باپ نہ ہو۔ یا ابا لیل! کیوں ہے وہ کہنے لگے آپ کو بھی اہل سے مرعوبی اور حبس میں
وحدثنی العباس بن العروج الریاشی فی
یومئذ فقلت لہ لا ابا لک فقال کنت لیسو تین باجملک وشغیلین الجنة
یعنی میں نے کہا کہ تیرا باپ نہ ہو۔ یا ابا لیل! کیوں ہے وہ کہنے لگے آپ کو بھی اہل سے مرعوبی اور حبس میں
وحدثنی العباس بن العروج الریاشی فی



نفع المفقی والسائل

مجمع

متفرقات المسائل

پہلیوں کے انداز میں مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ایک
مستند کتاب۔ اہل علم حضرات کے لئے بیش بہا علمی ذخیرہ
اور عام قارئین کے لئے دلچسپ معلومات کے ساتھ ان کے
مشکل مسائل کے حل کے لئے ایک لاجواب تحفہ۔

تالیف

الفقیہ الجلیل والمحدث النبیل المفقی العالم الہمام
ابی الحسنات مولانا محمد عبدالحی کھنوی

ترجمہ —————
حضرت مولانا محمد علی الطفی —————
تصحیح و تنقیح —————
مولانا انوار الحق قاسمی

ایچ ایم ایس سٹیٹ پبلیکیشنز

ادب، پاکستان چوک، کراچی



بنو امیہ کے سلاطین خلیفہ چہارم پر طعن و تشنیع کرتے تھے

۲۸۰

کی بنا پر پڑھا تھا، اور الف لام کو داخل کرنا اس کے منصرف ہونے کو چاہتا ہے
پس خطباء کو چاہیے کہ وہ اس نام کو منصرف پڑھیں۔ اور حمزہ کو لام کے
داخل کرنے کے ساتھ پڑھیں جو اسکے منصرف ہونے کا مقتضی ہے۔

اسی طرح بعض خطباء اس کو نکرہ کرتے ہیں اور اس کو غیر باقی رکھتے
ہیں، اور لفظ عباس کو معرف باللام کرتے ہوئے اس کو منصرف پڑھتے ہیں، آخر
ان دونوں میں فرق کرنے کی کیا وجہ ہے؟

سوال :- دوسرے خطبہ میں عام طور پر مروج ہے کہ خطباء کلام اللہ کی آیت
رَبِّ اللّٰهِ يَا مُرْكُزْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ، آلا یہ کی تلاوت کرتے ہیں،
اس کی اصل کیا ہے؟

جواب :- بنو امیہ کے سلاطین، دوسرے خطبہ میں خلیفہ چہارم پر طعن و
تشنیع کرتے تھے، جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے، وہ ایک دیندار عابد
زاد اور متقی امیر تھے تو انہوں نے اس مروج طریقہ طعن کو منسوخ کر دیا اور اسکی
جگہ دوسرے خطبہ میں اس آیت کا پڑھنا مقرر کر دیا۔ جیسا کہ زیر ہر الجالس و منتخب
النفائس میں لکھا ہے۔ جو عبد الرحمن الصفوری الشافعی کی تصنیف ہے۔

سوال :- جمعہ کی نماز یا دوسری وقتی نمازوں کے فوت ہو جانے کے خوف
سے کھانا ترک کر دینا ضروری ہے۔

جواب :- ہاں جمعہ کی نماز کے فوت ہونے کے خوف سے کھانا ترک کر دینا
واجب ہے، باقی دوسری نمازوں میں واجب نہیں، آلا یہ کہ اگر وقت کے چلے جانے
کا اندیشہ ہو تو بے شک کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ جیسا کہ السراجیہ
میں لکھا ہے۔

سوال :- اگر عید اور جمعہ کی دونوں نمازیں ایک دن میں جمع ہو جائیں، تو کیا
دونوں نمازوں کا ادا کرنا ضروری ہے یا یہ کہ دوسری سے ایک کو ادا کیا جائے؟
جواب :- اگر دونوں نمازیں ایک دن میں جمع ہو جائیں تو دوسری سے ایک



خَلِيفَةُ الزَّاهِدِ

حضرت عمر بن عبد العزیز

تاریخ اسلام کی وہ عظیم المرتبت شخصیت جس نے اسلام کی مثالی معاشی نظام کو عملی طور پر نافذ کر کے ثابت کر دیا کہ یہ خدائی نظام ہر دور کے سیاسی اور اقتصادی مسائل حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے

جس کے حسن سلوک نے غیر مسلموں کے دل موہ لئے اور لوگ جوق در جوق ملتقہ اسلام میں شامل ہو گئے جس نے اسلامی سلطنت کی حدود کو حیرت انگیز وسعت بخشی جس نے اقتدار کو اللہ کی امانت سمجھا اور درویشی میں سلطانی کی

مُصَنَّفٌ: **عبد العزیز سید الالہل**
ترجمہ: **مولانا راغب حماني**

ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار - کراچی



۲۴۶

بیت عمر بن عبدالعزیز

بن نعمان باہلی آذربائیجان کی طرف سے جنگ میں مصروف تھے۔ اور حملہ آوروں کو وہاں سے نکال رہے تھے۔

بدعت معاویہ اسلامی شہروں میں قابل افسوس و رسوا کن اور حیا سوز ایک بدعت سرائیت کر رہی تھی۔ جس نے شہروں کی ناک کاٹ کر رکھ دی تھی۔ پھر یہ بدعت

بڑھتے تمام منبروں پر چھا گئی تھی۔ اور تمام کانوں میں بھی گونجنے لگی تھی۔ اور مسجد نبویؐ میں بھی گونسنے لگی تھی۔ اور آپ کے منبر پر بھی چڑھ گئی تھی اور ذرائع شرمائی تھی۔ یہ بدعت معاویہ بن سفیان کی پھیلانی ہوئی تھی۔ اور ان کا اپنے حکام کو حکم تھا کہ اس بدعت کو جو کہ خطبوں میں منبروں پر دہرایا جائے۔ معاویہ کا خیال تھا کہ جب یہ بات لگاتا تو لوگوں کے کان کھٹکتی رہے گی اور لوگوں کے دلوں میں عقو نسبی جاتی رہے گی تو لوگ ضرور اس سے متاثر ہوں گے۔ اور ان کے دل ہماری طرف جھک جائیں گے۔

حضرت معاویہ کی پالیسی حضرت معاویہ چاہتے تھے کہ اپنی حکومت مضبوط و مستحکم کر دیں اور لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھادیں کہ خلافت میں نبوہاشتم کا حصہ نہیں۔ اور یہ بھی کہ ان کے سردار (حضرت علیؓ) کا جن کی اعانت کے لئے وہ معروف کارزار ہیں۔ اور جن پر فخر کرتے ہیں یہ حال ہے اور یہ مرتبہ ہے۔ لہذا جو ان کی طرف منسوب ہو وہ خلافت سے بدرجہ اولیٰ مست دور ہے۔ اور اسے خلافت تک پہنچنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

حضرت معاویہ کا خیال تھا کہ جب لوگ شہروں میں دیکھ انسان ایک بُری چیز سے بھی مانوس ہو جاتا ہے جب وہ بار بار اس کے سامنے آتی ہے

کر کوئی بُرا چہرہ ناپسند کریں گے۔ تو جب وہ بار بار ان کے سامنے آئے گا۔ اور عام و مکرر ہو جائے گا تو اس سے ان کی نفرت ختم ہو جائے گی۔ اور تنفر ہٹ جائے گا۔ اور پھر وہ ایک مانوس عادت بن جائے گی۔ اور ایک قابل قبول طریقہ ہو جائے گا۔ پھر وہ ایک دن کے لئے بھی غائب

۱: حجة الاسلام ج ۱ ص ۱۴۶

۲: خطط الشام ج ۱ ص ۱۵۵



۲۴۷

سیرت عبد العزیز

ہو گا تو لوگ اس کے منتظر رہیں گے اور اس کے دیکھنے کے شائق ہوں گے۔

حفرت معاویہ کی یہ رائے غلط تھی

اس رائے میں حضرت معاویہ غلطی پر تھے اور اس علم سے تجاوز کر گئے تھے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ

اس سے متصف و ممتاز تھے۔ علاوہ ازیں آپ کی رائے اور گمان کے خلاف یہ بدعت لوٹ گئی تھی کیونکہ یہ لوگوں کے دلوں میں شدت عنیف و غضب پیدا کر رہی تھی۔ اور ان میں ندامت پیدا کر رہی تھی۔ جو استغفار پر مجبور کرتی تھی۔ ایک ذہین خطیب یہ بات سمجھتا تھا۔ اور وہ اس سے بچنا چاہتا تھا اور اس پر عمل کرنے میں پس و پیش کرتا تھا۔ اگرچہ یہ غیر ذہین خطیب سے اوجھل رہتی تھی۔ اور دلوں کو ہلاک کرتی ہوئی اور بے حیائی ہوئی چلی جاتی تھی۔

معاویہ کی ایک اور بدعت

معاویہ نے عید و بقرعید کی نماز میں خطبہ کو مقدم کر دیا تھا۔ کیونکہ لوگ لعنت کو ناپسند کر کے خطبہ نہیں سنا کرتے تھے اور

نماز پڑھتے ہی مسجد سے نکل جایا کرتے تھے۔ اس لیے حضرت معاویہ نے نماز سے پہلے خطبہ دے کر لوگوں کو لعنت سننے پر مجبور کر دیا تھا لیکن لوگ ہر نماز کے بعد خطبہ سننے کے بعد خصوصاً طالبی حفرت جمع ہوتے اور اپنی تمام لعنتیں بنو امیہ پر الٹ دیا کرتے تھے۔

اس بدعت کے خون میں اسلامی ممالک کے تمام خطباء ملوث ہو گئے اور رنگ گئے

اور امیر کے حکم سے منبروں پر حضرت علی کی شان گرامی میں گستاخانہ کرنے لگے۔ اور بنی امیہ کے خطبانے

تو حد کر دی اور وہ عقل و مروت کو بالائے طاق رکھ کر دھوکے کی چوٹ حضرت علی کو بڑا کہنے لگے۔ فسطاط

مصر میں جامع مسجد کے منبر پر خود عبد العزیز بن مروان نے ایسا کیا۔ لیکن عبد العزیز ذہین و فاضل تھے۔

اس لیے آپ بے چین ہوتے رکتے بچتے اور پس و پیش کرتے۔ جب کبھی لعنت کا ارادہ کرتے۔ پھر

آپ محسوس کرتے کہ بہت سے دلوں میں غصہ ہے۔ اور بہت سے چہروں پر بل ہے اور بہت سے

مونہروں سے آہیں نکل رہی ہیں۔ لیکن اب تو لعنت ایک رسمی تقلید تھی۔ اور کوئی اس سے آپ کو

روکنے والا نہ تھا۔ اگر آپ کسی کو اس سے روکنے والا پاتے۔ تو یقیناً یا شاید رُک جاتے۔

عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: میرے معزز والد صاحب جب خطبہ کے آخر میں حضرت علی پر لعنت

کرنا چاہتے تھے تو پس و پیش کرتے تھے۔ میں نے کہا: آبا جان! آپ اپنا خطبہ برابر جاری رکھتے ہیں

اور کہیں نہیں رکتے۔ لیکن جب آپ حضرت علی کے ذکر پراتے ہیں تو میں آپ میں کوتاہی پاتا ہوں۔

تم نے یہ بات میرے اندر محسوس کر لی۔ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: جو لوگ ہمارا رُک رہے

حکم امیر معاویہ منبر پر حضرت علی کی شان میں گستاخیاں کی گئیں

تحقیقی دستاویز

372



البداية والنهاية

تأليف

أبو الفداء الحافظ ابن كثير الدمشقي
للمؤسسة ٧٧٤ هـ

دقق أصوله وحققه

ركتور أحمد أبو صائم
الأستاذ فؤاد السيد
ركتور علي نجيب عطوي
الأستاذ مهدي ناصر الدين
الأستاذ علي عبد السامر

المجلد الرابع
الجزء السابع

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان



معاویہ قوت میں حضرت علیؑ امام حسنؑ امام حسینؑ اور ابن عباسؑ پر لعنت کرتا تھا

بالسوط وقام إليه ابن لعمر و فضربه بالسوط ، وتفرق الناس في كل وجه إلى بلادهم ، فأما عمرو وأصحابه فدخلوا على معاوية فسلموا عليه بنحية الخلافة ، وأما أبو موسى فاستحس من علي فذهب إلى مكة ، ورجع ابن عباس وشريح بن هانئ إلى علي فأخبراه بما فعل أبو موسى وعمرو ، فاستضعفوا رأي أبي موسى وعرفوا أنه لا يوازن عمرو بن العاص ، فذكر أبو محنف عن أبي حنبل الكلبي أن علياً لما بلغه ما فعل عمرو كان يلعن في قنوته^(١) معاوية ، وعمرو بن العاص ، وأما الأعور السلمي ، وحبيب بن مسلمة ، والضحاك بن قيس ، وعند الرحمن بن خالد بن الوليد ، والوليد بن عتبة ، فلما بلغ ذلك معاوية كان يلعن في قنوته علياً وحسناً وحسيناً وابن عباس والأشتر النخعي ، ولا يصح هذا والله أعلم . فأما الحديث الذي قال البيهقي في الدلائل : أخبرنا علي بن أحمد بن عمار أبا أحمد بن عبد الصفار ثنا إسماعيل بن الفضل ثنا قتيبة بن سعيد عن جرير عن زكريا بن يحيى عن عبد الله بن يزيد وحبيب بن يسار عن سويد بن غفلة قال : إني لا مني مع علي شط الفرات فقال قال رسول الله ﷺ : « إن بني إسرائيل اختلفوا فلم يزل اختلافهم بينهم حتى بعثوا حاكماً بين فضلاً وأضللاً ، وإن هذه الأمة ستختلف فلا يزل اختلافهم بينهم حتى يبعثوا حاكماً بين فضلاً وأضللاً » فإتبع حديث مكر ورفع موضعه والله أعلم . إذ لو كان هذا معلوماً عند علي لم يوافق علي بحكيم الحكمين حتى لا يكون سبباً لاختلاف الناس ، كما نلق به هذا الحديث . وإذ هذا الحديث هو رد يابن يحيى وهو الكندي الحميري الأعرجي قال ابن معين ليس بشيء .

خروج الخوارج من الكوفة ومبارزتهم ذليلاً

لما بعث علي أبو موسى ومن معه من الجيش إلى دومة الجندل أشد أمر الخوارج وبالمعروف الكبير علي وعلي وصرحوا بكفره ، فجاء إليه رجلان منهم ، وهما زرع بن البرج الطائي ، وخرقوص ابن السعدني فقالا : لا حكم إلا لله ، فقال علي : لا حكم إلا لله ، فقال له خرقوص : ذنب من خطيتك . اذهب بنا إلى عدونا حتى نقاتلهم حتى نلقى ربنا . فقال علي : قد أردتكم على ذلك فأبينم . وقد كنا بيننا وبين القوم عهداً وقد قال الله تعالى : « وأوفوا بعهدي الله إذا عاهدتم » الآية فقال له خرقوص : ذلك ذنب يسعي أن تتوب منه ، فقال علي : ما هو بذنب ولكنه عجز من الرأي ، وقد تقدمت إليكم فيما كان منه ، ونهيتكم عنه ، فقال له زرع بن البرج : أما والله يا علي لن لم تدع تحكيم الرب في كتاب الله لأفانلك أطلب بذلك رحمة الله ورضوانه ، فقال علي : نأ لك ما أشفاك ! كأي بك قبيلاً نسفي عليك الريح ، فقال : وددت أن قد كان ذلك ، فقال له علي : إنك لو كنت محققاً كان في الموت تعزية عن الدنيا ، ولكن الشيطان قد استهوأك . فخرجنا من عنده بحكمان ونفى فيهم ذلك ، وجأهروا به الناس ، وتعرضوا لعلي في خطبه وأسمعوه السب والشتم والتعريض

(١) قنوته صلواته

(٢) الآية ٩١ من سورة النحل



نَهْمَةُ الْمُخَصَّرِ فِي أَخْبَارِ الْبَشَرِ (تَارِيخُ آيَاتِ الْوَرْدِيِّ)

لِلأَسَاطِذِ الْعَلَامَةِ الشَّيْخِ
زَيْنِ الدِّينِ عَشْرَبْنِ الْوَرْدِيِّ

اَشْرَافُ وَتَحْقِيقُ
أَحْمَدُ رَفْعَتُ الْبَدْرَاوِيِّ

الْجُزْءُ الْأَوَّلُ

النَّاشِرُ
دارُ المَعْرِفَةِ

بَيْرُوتُ - لُبْنَانُ

تَحْقِيقُ وَتَأْوِيلُ

375



معاوية قنوت میں حضرت علی پر بدعما کرتا تھا

ثم بث معاوية سراياه على عمال علي . فبعث النعمان بن بشير إلى عين النهر فنهب وهزم من بها من اصحاب علي ، وبعث سفيان بن عوف إلى هيت والأنبار فنهب ورجع بناها من المسال إلى معاوية ، وسير عبد الله بن سعد الفزاري إلى الحجاز فجهز علي رضي الله عنه اليه خيلاً فالتقوه بتيهه (١) فانهمز أصحاب معاوية ولحقوا بالشام . كل هذا وعلي يخطب الخطب البليغة ويجتهد على الخروج لقتال معاوية وعسكره يتقاعد عنه .

سنة تسع وثلاثين :

ودخلت والأمر على ما هو عليه . وفيها : بعث عبد الله بن عباس وهو عامل البصرة زياداً إلى فارس ، فأصلح ما اختل منها بسبب قتال علي ومعاوية وضبطها حتى قالت القوم : ما رأينا مثل سياسة النوشروان إلا سياسة هذا العربي .

سنة اربعين :

دخلت وكل واحد من علي ومعاوية يقنّت ويدعو على الآخر واصحابه . وفيها بعث معاوية بسر بن ارطاة في عسكر إلى الحجاز ، فهرب ابو ايوب الأنصاري عامل علي على المدينة ولحق بعلي ، وسفك بسر بها الدماء واستكره الناس على بيعة معاوية ، ثم سار إلى اليمن وقتل الوفا ، فهرب منه عبيد الله بن العباس عامل علي باليمن ، فوجد لعبيد الله ابنين صبيين فذبحهما وأتى بعظيمة فقالت امهما عائشة بنت عبد الله بن عبد المطلب تبيكهما :

ها من أحسن ابني الذين هما كالدرتين تشظى عنها الصدف
ها من أحسن ابني الذين هما قلبي ومحمي قلبي اليوم يخنطف
من دلّ واله حرّتي مدلهمة على صبيين ذلاً إذ غدا السلف
خبرت بسرّاً وما صدقت مازعموا من افكه ومن القول الذي اقترفوا

(١) تيهه انظر ص ٢٦٧ من الثاني للصحاح .



یا اللہ مالک

خلافت راشدہ حق پاریار * ائین تحفظ ختم نبوت زندہ یاد

بلسلہ درمود و دیت

مفتی محمد یوسف صاحب کے ”علی حبانہ“ کا

علی حبانہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم
بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت و الجماعت پاکستان

ناشر
تحریک خدام اہل سنت و الجماعت چکوال ضلع جہلم
لاہور میں ملنے کا پتہ: کتب خانہ شان اسلام - راجت یا رکیت اردو بازار لاہور

بار اول ۱۹۶۶ء تعداد ۲۰۰۰ قیمت ۱۲/- روپے





حضرت معاویہؓ کے منقبت :- مندرجہ بالا تین نمبروں میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو الفاظ مودودی صاحب نے استعمال کئے ہیں مدیر ماہنامہ السبائح کراچی نے اپنی کتاب ”حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق“ میں دیا ہے ماشاء اللہ مولانا موصوف کی یہ کتاب قابل ملاحظہ ہے جس میں علمی طور پر مودودی تبلیغ کا جواب بہت مناسبت سے دیا گیا ہے مجموعی اعتبار سے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

دب، رد انقض کی طرف سے جو بہتان حضرت معاویہؓ پر لگایا جاتا ہے کہ آپ بنبرسل پر حضرت علیؓ کو گالیاں دیتے تھے اسی کو مودودی صاحب نے غفلت و ملوکیت میں پرزور طور پر دہرایا ہے لیکن مودودی صاحب نے تاریخ کا یہ حوالہ کیوں نہیں نقل کیا کہ لعنت کرنے کی ابتدا حضرت علیؓ کی طرف سے ہوئی تھی۔

کیا حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ پر لعنت کی؟ :- چنانچہ تاریخ ابن خلکان میں واقعہ تحکیم کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ :- (ابو موسیٰ اشعری) مجلس حکم سے نکل کر کھڑے ہو گئے اور عمرو بن العاص مع اہل شام کی طرف واپس ہوئے معاویہؓ سے کل ماجرا بیان کر کے غفلت سپرد کر دی۔ ابن عباس اور مشرک امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں آئے اور کل واقعہ بیان کیا۔ امیر المؤمنین علیؓ نماز میں قنوت پڑھنے اور بدعا کرنے لگے اَللّٰهُمَّ اَلْعَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرُوہ۔ وجیباً و عبد الرحمن بن ملجم والضحاک بن قیس و ابالاعور (ترجمہ) اے اللہ لعنت بھیج اپر معاویہ و عمرو بن العاص ... کے انحر معاویہؓ کو جب اس کی خبر لگی تو وہ بھی حضرت علیؓ و ابن عباس و حسن و حسین و اشتر بلعن کرنے لگے تاریخ ابن خلکان مترجم مبدل ص ۵۳۹ اشاعت اہل جون ۱۹۶۶ء مطبوعہ نفیس البیروتی کراچی ۱۱ ہم نے یہاں ابن خلکان کی عربی عبارت بخوف غلطی ترک کر دی ہے۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ پر لعن کرنے میں سبقت کی اور حضرت معاویہؓ



محمد أبو زهرة

الأمم من زكاة

حياته وعصره - آراؤه وفكره

ملزم الطبع والنشر

دار الفكر العربي

تحقيق واستاذ

379



معاویہ نے اسلام میں بری سنت حضرت علیؑ پر لعن طعن ایجاد کی

۶۶

الأمر الثاني - هو أحقاد القلوب ، ونفرة ذوى الإيمان منهم ، حتى لقد اعتبروا حكم الحجاج ومن ولوه ابتلاء من الله ، واختباراً لإيمانهم ، بل إن الكثيرين قد اعتبروه نقمة الله تعالى لنخاذهم عن نصره آل البيت ، وتمكين الأمويين من الحسين رضي الله عنه .

۷۶ - ولقد زاد القلوب بغضاً لحكام الأمويين ما كانوا يحاولون به من النقص من مقام علي رضي الله عنه ، فقد كان ذلك ديدنهم ، واستوى في ذلك السفليانيون والروانيون .

قد سن معاوية سنة سيئة في الإسلام ، وهي لعن إمام الهدى علي بن أبي طالب كرم الله وجهه على المنابر ، بعد خطبة الجمعة ، وقد تضافرت على ذلك أخبار المؤرخين ، فذكره ابن جرير في تاريخه ، وابن الأثير وغيرهما ، ولقد ناه عن تلك السنة السيئة ، بل عن تلك الجريمة الكبرى الاتقياء من بقية الصحابة رضي الله عنهم ومن هؤلاء السيدة أم سلمة زوج رسول الله ﷺ وأم المؤمنين ، فقد أوصلت إليه كتاباً هذا نصه :

« إنكم تلعنون الله ورسوله على منابركم ، وذلك أنكم تلعنون علي بن أبي طالب ومن أحبه ، وأشهد أن الله أحبه ورسوله ، ولكن معاوية لم يلتفت إلى كلامها ، واستمر في غيبته ، وقد استمر ذلك طوله حكم الأمويين ، ولم يبلغ إلا في فترة حكم الحاكم العادل عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه ، فقد كان حكمه في وسط حكم الأمويين كالجوز الأبيض في وسط صفعة سوداء ، فقد ألقاه ، وأحل محله قوله تعالى : « إن الله يأمر بالعدل والإحسان وإيتاء ذى القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر ، ولكن حكاهم الآءوين الذين جاموا من بعده أعادوا الفجور إلى منابرهم ، ولا حول ولا قوة إلا بالله تعالى . »

۷۷ - وكان هذا بلا شك مثيراً لأحقاد المؤمنين ولم يرضه أحد من المسلمين ملأ رضاء إلا أولئك الذين وضعوا نلوهم تحت سلطان الحكام ، وتمت سلطان



الحلقات الشارحة

تأليف
عبد الوهاب النجار

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

تحقيق ودراسة
جابر عباس

381



ساتھ سال تک خطبوں میں حضرت علیؑ پر سب و شتم ہوتا رہا

— ۴۲۸ —

رجع ابن عباس وشریح إلى علی وأوقفاه علی جلیة ماتم . وهذا الأمر لا یرضیه كما قدمنا ، فكان إذا صلی صلاة الصبح یقنت فیقول : اللهم العن معاویة وعمرأ وأبا الأعور وحبیبا وعبد الرحمن بن خالد والضحاک بن قیس والولید . ولانی یازام هذا القنوت أقول : إن علیا رحمه الله قد سنن لخصومه أن یقابلوه بمثل عمله ویبتعدوا من لعنه نوعا من العبادة فی أعقاب الصلوات فكان معاویة إذا قنت سب علیا وابن عباس والحسن والحسین والأشتر وصار ذلك سنة فی بنی أمیة إلى زمن عمر بن عبد العزیز يأخذون الناس به فی أقطار بلاد الإسلام . لیس للمؤرخ امام ما كان من الفريقین أن یخطبهما فیما صنعوا ویلومهما فیما أتیا وهذا عمر بن الخطاب قد وقع رجل امامه فی الفرس فأظهر له النفور من قوله ، وقال له : إن الفرس حکمت فعدلت وعمرت بلاد الله فهم لا یستحقون ما تقول أو كما قال . فإذا كان هذا شأنه مع خصومه من الفرس فما بال أهل القبلة يتلاعبون ویأتون بما لا یلیق بأمثالهم من الوقیعة فی أهل دینهم ؟ علی أن علیاً قد مات واستمر بنو أمیة یسبونه فی أعقاب الخطب ستین سنة .

ویذكر ابن الاثیر أن سعد بن أبی وقاص كان حاضراً یوم إعلان الحکمین أمرهما فقال لأبی موسی : ما أضعفک عن عمرو ومکانه ا فقال أبو موسی : فما أصنع ، وافقنی علی أمر ثم نزع عنه . فقال ابن عباس . لا ذنب لك یا أبا موسی الذنب لمن قدمک فی هذا المقام . فقال . غدر فما أصنع ؟ فقال ابن عمر انظروا إلى ما صار إليه أمر هذه الأمة ، صار إلى رجل لا یبالی ما صنع ، وإلى آخر ضعیف وابن الاثیر یصحح أن معاویة حضر الحکمین وأنه قام عشية فی الناس



حضرت علی رضی اللہ عنہ

تاریخ اور سیاست کی روشنی میں

مصر کے مشہور نقاد اور نامور محقق

ڈاکٹر طہ حسین
کے قلم سے

اردو ترجمہ

علامہ عبد الحمید نعمانی

تفہیمِ اکیسویں صدی

تحقیقی دستاویز

383



مغیرہ بن شعبہ امیر معلویہ کے حکم سے حضرت علی کو برا بھلا کہتا تھا

۲۲۱

حضرت علیؓ کی تاریخ اور سیاست کی روشنی میں

شیعوں کے ساتھ ان کا طرز عمل اس سے بھی زیادہ نرمی اور درگزر کا تھا، ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔ بعض اوقات شیعوں نے ان سے سخت کلامی کی تو ان کو سمجھا دیا اور نرمی سے پیش آئے ان کو اس مخالفت کی طرف متوجہ کیا اور حکومت کی گرفت کا خوف دلایا تاہم ایذا پہنچائی نہ دولت میں نقصان کا باعث بنے۔

اس نرم اور روادار پالیسی سے شیعوں نے فائدہ اٹھایا، انھوں نے اپنی تنظیم کی اور مکمل کر لی۔ اس کی مخالفت کی، امیر معاویہؓ اس سے ناراض تھے لیکن وہ مخالفین پر قابو نہیں پاسکتے تھے، کوئٹہ میں بغیر دس سال تک امیر معاویہؓ کے گورنر رہے، اس عرصہ میں شیعوں کو ان کی کوئی بات غیر معمولی طور پر ناگوار نہیں ہوئی سوائے حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنے کے جس پر وہ عہد حکومت کے تحت مجبور تھے۔ اس حرکت پر شعبہؓ کسی چشم پوشی کرتے کبھی اظہارِ راضی۔

مغیرہ شدید حرص کے درجے میں چاہتے تھے کہ امیر معاویہؓ کو راضی رکھیں تاکہ کوئٹہ کی گورنری ان کے لئے منتقل ہو جائے، چنانچہ وہ امیر معاویہؓ اور زیادہ کے درمیان واسطہ بننے، زیادہ کی طرف سے امیر معاویہؓ کو اطاعت کا اور معاویہؓ کی طرف سے زیادہ کو ایمان دینے کا اطمینان دلایا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زیادہ اور معاویہؓ کے درمیان رشتے کے اعلان میں بھی انھیں کا ہاتھ رہا ہو۔ اس طرح کہنا چاہئے کہ مغیرہ نے زیادہ کے اس احسان کا بدلہ چکا دیا جو اس نے تردد آمیز گواہی دے کر ان پر کیا تھا اللہ عز و جل نے اس سے رک گئے۔ یہ خیال مغیرہؓ کی زیادہ کی پال بازی اور چالاکی کا خطرہ دور کر کے ایک منکار اور فریبی دشمن کو فحاش غیر خواہ جاکر امیر معاویہؓ کو راضی کر لیا۔ مغیرہؓ ہی نے امیر معاویہؓ کے داغ میں وہی چھدی کا تخیل پیدا کیا، اور نہ صرف اس طرف متوجہ کیا بلکہ اس کے اعلان پر امیر معاویہؓ کو آدھ کیا، اس کی کارنسی بھی کی کہ کوئٹہ کے لوگ، اس کو منظور کریں گے، اس کے بعد مغیرہؓ ہی نے خود بڑید کے دل میں بھی یہ تجویز آمانی، اور اس طرح انھوں نے یزید کے سامنے آکر دروں کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا، جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

مغیرہؓ نے یہ دس سال اس طرح گنوارے کہ خود بھی خوش رہے دوسروں کو بھی خوش رکھا، عاقبت بھی ان سے راضی رہی اور رنایا بھی نہیں۔ ہر خند کہ اپنے آپ کو مطمئن رکھنا ان کے لئے آسان نہ تھا اس لئے کہ وہ ایک لذت آشنا اور لطیف اندرز آدمی تھے، اس معاملے میں وہ اپنے لئے اور لوگوں کے لئے حد سے بڑھے ہوئے تھے، بڑے شادی باز اور بڑے طلاق باز تھے، ایک شادی نہیں کرتے تھے اور نہ چارہ چوبیس پر مزید کے لئے ایک کو طلاق دیتے تھے بلکہ لیا اوقات چاروں کو طلاق اور پھر پھر

تحقیقی دستاویز

384



امیر معاویہ حضرت علیؑ سے ہزاری اور لعنت کرنے کی بیعت لیتا تھا

۲۴۴

حضرت علیؑ تاریخ اور سیاست کی روشنی میں

دیار اور بعضوں نے کہا کہ ان کو شام کے دیہاتوں میں منتشر کر دیا جائے، امیر معاویہؓ کچھ دنوں تک فیصلہ نہ کر سکے اور زیادہ کو لکھا کہ وہ اس معاملے میں کچھ توقف کرے، تب زیادہ نے امیر معاویہؓ کے تردد پر قیاب کا اظہار کرتے ہوئے لکھا: اگر آپ کو عراق کی ضرورت ہے تو ان کو میرے پاس نہ بھیجنا۔

اب امیر معاویہؓ پر راہ کھل گئی، اس نے ان قیدیوں پر اپنے آدمیوں کے ذریعے دو باتیں پیش کیں، حضرت علیؑ سے برأت اور ان پر لعنت، اور حضرت عثمانؓ سے محبت، جس نے یہ منظور کر لیا پھوڑ دیا اور جس نے ان سے انکار کیا اس کی گردن اڑا دی۔

شام کے سربراہ اور وہ حضرات کی ایک جماعت نے ان قیدیوں میں سے بعض کی سفارش کی معاویہؓ نے ان کی سفارش منظور کر لی، اب ان میں سے صرف آٹھ آدمی رہ گئے، جی پر علیؑ سے ہزاری پیش کی گئی انھوں نے اس سے انکار کر دیا۔ ان کے قتل کا ایک طویل قصہ ہے، دو تے دیکھا کہ تلواریں کھینچی ہوئی ہیں قبری تیار ہیں اور کفن کی چادریں پھیلی ہوئی ہیں، جیسا کہ اپنی موت سے کچھ پہلے پھر نے کہا تھا تو انھوں نے درخواست کی کہ ان کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیا جائے، وہ علیؑ اور عثمانؓ کے بارے میں امیر معاویہؓ کے ہم خیال ہیں، چنانچہ ان کی درخواست منظور کر لی گئی اور باقی چھ آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔ یہاں درسی کے قتل ہونے والوں میں یہ بیسے مسلمان ہیں۔

اس کے بعد ان دنوں کو امیر معاویہؓ کے پاس لے گئے، ایک نے اپنی زبان سے علیؑ سے ہزاری کا اظہار کیا اور کسی شامی نے اس کی سفارش بھی کر دی معاویہؓ نے اس کو ایک ماہ جیل میں رکھا اور پھر اس شرط کے ساتھ رہا کر دیا کہ شام کے کسی جھگڑے میں بھی قیام کرے، عراق نہ جائے۔ چنانچہ اس نے موصل میں اقامت کی اور وہیں مرا۔

دوسرے نے علیؑ سے برأت کا انکار کر دیا، بلکہ عثمانؓ اور خود معاویہؓ کے بارے میں ناگوار باتیں سنائیں، معاویہؓ نے اس کو زیادہ کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ اس کو بڑی طرح قتل کیا جائے، زیادہ نے اسکو زندہ دھوکہ دیا اس طرح یہ شرفناک ایسا اپنی انتہا کو پہنچا جس میں مسلمانوں کے ایک گورنر نے لوگوں کو ایسی مخالفت پر ہزادی جو گناہ نہ تھی اور سربراہ اور وہ اور ممتاز لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ بیتان طرازی کریں اور چھوٹے بیان پڑھتے کریں، پھر قاضی کے دستخط بغیر اس کے علم و خواہش کے ثبت کر دیئے، اور جب حکمرانوں کی گردن مارنے کے لئے لایا گیا تو انھوں نے کہا، ہمارے اور امت کے درمیان خدا ہے، عراق والوں نے ہمارے خلاف گواہی دی اور شام والوں نے ہماری گردن ماری۔

ایک مسلمان کہنے اس گناہ کو مباح اور اس بدعت کو حلال سمجھا اور اپنے لئے جائز رکھا کہ ان لوگوں کو



سَمَاءُ الْقَارِئِ

وَشَيْخُ

صَحِيحُ الْحَبَشِيِّ

مُطْبَعَةُ الشَّيْخِ الْإِمَامِ السَّلَامَةِ بِدَرْ الدِّينِ أَبِي مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَيْنِي كَهْـ
الْمَدِينَةِ الْمُطَوَّلَةِ سَنَةِ ١٨٥٥ هـ

الْجُزْءُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ

مُطْبَعَةُ قَوْلِ عَلَى عِدَّةِ نَسْخٍ خَطِيئَةٍ كَهْـ

دَارُ الْفِكَرِ

تَحْقِيقِي وَتَسَاوِيرُ

386

۱۴ - (۱) حَرْشًا مَعْمَدُ بْنُ الْمُنْتَنِي حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي يَسْرُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ الْقُضَيْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حَدِيثَهُ بَيْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ
يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَيْرِ وَكَانَتْ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يَنْذِرَ كُنِيَ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ قُلْتُ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ
قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا ذَلِكَ دَخَنٌ قُلْتُ يَنْذِرُ
يَنْذِرُ هَذَيْنِ تَعْرِفُ مِنْهُنَّ وَتَنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ
الْجَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قُدُّوا فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَبَشَرَتُكُمْ كَلَامُكُمْ
بِالسِّيَرَةِ قُلْتُ قَدْ أُنْزِلَ لِي أَنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلَوُّمُ بَشَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَتُهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ
جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ لِمَ فَاصْتَرَلُ تِلْكَ الْفِرْقَ كَلَامُهَا وَلَوْ أَنَّ تَعْصِي بَأْصَلَ شَجَرَةٍ حَتَّى يَنْذِرَكَ الْمَوْتَ
وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

• مطابقہ الماترجمۃ توخذ من قوله فان لم يكن لهم جماعة ولا امام الى آخره وابن جابر بالجيم وكسر الياء الواحدة هو
عبد الرحمن بن زيد بن يابر قاسم ح ۱۴۰ مسلم في روايته عن محمد بن المنذر شيخ البغاري فيه وبسر بضم الباء الواحدة
وسكون السين المائلة ابن عبد الله الحضرمي يفتح الحاء المائلة وسكون الصاد المعجمة وابدريس طائفة الله بالذال المعجمة
الخولاني يفتح الحاء المعجمة والسديس مفتوح في علامات النبوة عن يحيى بن موسى واخرجه مسلم في الفتن عن محمد بن المنذر
به واخرجه ابن ماجه فيه عن علي بن محمد يعضه قوله مخافة ان يدركني أي الشر وكذا ان مصدرية
قوله في جاهلية وشرب شير به الى ما كان قبل الاسلام من الكفر وقتل بعضهم بعضا ونهب بعضهم بعضا وارثا
الفواحش قوله بهذا الخير يعني الايمان والامن وصالح الحال والاحتياط الفواحش قوله دخن يفتح الدال المعجمة وفتح
الحاء المعجمة وهو الدخان واراد به ليس خبرا خالصا بل فيه كدورة بمنزلة الدخان من النار وقيل اراد بالدخن
الحقد وقيل الدغل وقيل نساد في القاب وقيل الدخن كل امر مكر ومو قال النووي اراد من الدخن ان لا تصفو
القلوب بعضها لبعض فكانت عليه من الصفاء قوله يندون يفتح اوله قوله يشير هدي بياء الاضافة عند الاكرين
وبياء واحدة بالتون في رواية الكشي يني وفي رواية الاسود تكون يندى ائمة يندون يندى ولا يستون يستون قوله
تعرف منهم اي من تقوم المذكورين وتكر يني من اعلمهم وقال القاضي الخيس بعد الشر ايام عمر بن عبد العزيز
رضي الله تعالى عنه والذي يعرف منهم وتكرهم الامراء بعده ومنهم من يدعو الى بدعة وضلالة كالخوارج وقال
الكرماني يحتمل أن يراد بالشر زمان قبل عثمان رضي الله تعالى عنه وبالجبر بعده زمان خلافة علي رضي الله تعالى عنه
والدخن الخوارج ونحوهم والشر بعده زمان الذين يلغون على المنابر قوله «دعاة» بضم الدال جمع داع على أبواب
جهنم قال ذلك باعتبار ما يؤول اليه مسلم قوله «من جلدتنا» أي من قومنا ومن أهل لساننا وملتنا وفيه إشارة الى أنهم
من العرب وقال الداودي أي من بني آدم وقال القاضي عتامة أنهم في الظاهر على ما يتوافق الباطن بخالفون وجادة الشيء
ظاهر وهو في الأصل غشاة البدن قوله «وامامهم» بكسر الميم أي اميرهم وفي رواية الاسود تسمع وتطيع وان
ضرب ظهرك واخذ مالك قوله «وان تعصى» بفتح العين المائلة وتشديد الصاد المعجمة من عصى يعص من باب
علم يعلم أي ولو كان الاعتزال من تلك الفرق بالعض فلا تميل عنه ولفظ تعصى منسوب عند الرواة كالمعجوز مضم

ظرافت علی کے بعد شرف جس میں بر سر منبر علی پر الفتی جاتی تھی



الجزء الثاني

بشرح الأكرمانى

الجزء الرابع والخمسون

حقوق الطبع محفوظة للناسخ

طبعة أولى : ١٣٥٦ هـ - ١٩٣٧ م

طبعة ثانية : ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

دار إحياء التراث العربى
بيروت - لبنان

تحقيق واستاذ

388



كتاب الفتن

١٦٢

فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلْزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ ذَلِكَ الْفِرْقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنَّ تَعَصَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يَدْرَكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

٦٦٥٩

بَابُ

مَنْ كَرِهَ أَنْ يَكْثُرَ سِوَادُ الْفِتَنِ وَالْخُلَامِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ غَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعَثَ فَأُكْتُبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهَا أَشَدُّ الشَّيْءِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَتْلَسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يَكْثُرُونَ سِوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي السَّيِّئُ فَيَرْمِي أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمْ

عِثَانٌ وَبِاخْتِيارٍ بَعْدَ زَمَانٍ خَلَافَةً عَلَى رِضَى اللَّهِ عَنْهُ وَبِالدُّخُولِ فِي الْحَوْلِ وَالشَّرِيعَةِ زَمَانٍ الَّذِينَ يَلْعَنُونَهُ عَلَى الْمَنَابِرِ قَوْلُهُ (وَلَوْ أَنَّ تَعَصَّ) أَيُّ وَلَوْ كَانَ الْإِعْتِزَالُ بِأَنْ تَعَصَّ فِيهِ الْإِشَارَةُ إِلَى مُسَاعَدَةِ الْإِمَامِ بِالْقِتَالِ وَنَحْوِهِ إِذَا كَانَ إِمَامًا وَإِنْ كَانَ ظَالِمًا فَسَيَاوِ الْإِعْتِزَالِ إِذَا لَمْ يَكُنْ وَمَرَا الْحَدِيثِ فِي عِلَامَاتِ النُّبُوَّةِ وَفِيهِ لَزُومُ الْجَمَاعَةِ. قَوْلُهُ (عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ) مِنْ الزِّيَادَةِ الْمَقْرُوءِ بِفَاعِلٍ الْإِقْرَاءِ وَبِإِحْيَاؤِهِ بِفَتْحٍ الْمُهَيَّاةِ وَأَسْكَانِ التَّحْنِاتِ وَبِفَتْحِ الْوَاوِ ابْنَ شَرِيحٍ مُصَغَّرِ الشَّرْحِ بِالْمُعْجَمَةِ وَالرَّاءِ وَالْمُهَيَّاةِ التَّحْيِي بِضَمِّ الْقَوَائِمِ وَكَسْرِ الْحَاوِ وَالتَّحْنِاتِ وَالْمُوَحَّدَةِ (وَبِغَيْرِهِ) فِي بَعْضِهَا عُبْدَةُ ضِدَّ الْحَرَةِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَبِأَبِي الْأَسْوَدِ ضِدَّ الْأَيْضِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَسَدِيُّ يَقِيمُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَبِغَيْرِهِ أَيُّ جَيْشٍ يَبْعَثُ إِلَى الْحَرْبِ وَبِأُكْتُبْتُ بِمُ بَلَنْظُ الْمَجْهُولِ وَبِالْمَعْرُوفِ يُقَالُ أَكْتُبْتُ أَيُّ كَتَبْتُ نَفْسِي فِي دِيْوَانِ السُّلْطَانِ. قَوْلُهُ (فَيَرْمِي) فَإِنْ قُلْتَ الْمَعْنَى عَلَى أَنْ تَقْدَمَ لَفْظُ فَيَرْمِي عَلَى

فَلَا فتن حفر على البحر شرها جميعا بمصر فخره على بر الحفرت في جبالها

تحقيق وستانيز

389



تاریخِ ملت

تاریخِ عالم قبل از اسلام سے لے کر خلیفہ سلطنت کے آخری تاجدار بشارتِ شاد و ظفر تک ملتِ اسلامیہ کی تیرہ صد سالہ مکمل تاریخ، دھاتی ہزار سے زائد صفحات پر افراد اور اقوام کے تشییب، فرازا اور عروج و زوال کی داستانوں پر مشتمل مفید علم کا یہ جو تاریخِ اسلام کی بے شمار کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سلیس زبان، عام فہم اور آسان طرز بیان، مدارس سکولوں، کالجوں اور جامعات کے اساتذہ و طلباء کے لیے یکساں فائدہ مند ایک ایسی منفرد تاریخ جس کا ہر اچھی لائبریری اور پڑھنے لکھنے والے میں ہونا ضروری ہے۔

تالیف

جناب مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی ○ جناب مفتی اسحاق شاہی اکبر آبادی

جلدِ اول

- ① نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم
- ② خلافتِ راشدہ
- ③ خلافتِ بنی امیہ
- ④ خلافتِ بنی عباس
- ⑤ خلافتِ بنی عباس: اول
- ⑥ خلافتِ بنی عباس: دوم
- ⑦ تاریخ مصر و مغرب اسی
- ⑧ خلافتِ عثمانیہ
- ⑨ تاریخِ حقیقت
- ⑩ سلطانین ہند: اول
- ⑪ سلطانین ہند: دوم

- ① نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم
- ② خلافتِ راشدہ
- ③ خلافتِ بنی امیہ
- ④ خلافتِ بنی عباس

اِخْرَاجُ اِسْلَامِیَّاتٍ اِنَّا زَكَّیْهِ لَافْوَ



عمر بن عبد العزیز کے دور میں حضرت علیؑ پر سب و شتم کا سلسلہ بند ہوا

۶۵۹

نور اس پر عمل کیا اور پھر فرمایا ”اے اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے ایسی اولاد دی جو دینی کاموں میں میری مددگار ہے“

سب علیؑ کا انسداد | لیکن اصلاحات کے سلسلہ میں سب سے بڑی اصلاح جو ان کے نامہ اعمال میں سنہری حروف سے ثبت ہے حضرت علیؑ کی شان میں بدگوئی کا انسداد ہے۔ یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ خلفاء ہی ائمہ اور ان کے اعمال خطبوں میں حضرت علیؑ پر لعن و طعن کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے والد بزرگوار عبد العزیز بھی مصر کے والی کی حیثیت سے اس تکلیف دہ فریضہ منہی کو ادا کرنے پر مجبور تھے۔ لیکن چونکہ دل زبان کا ہموار تھا اس لئے اس موقع پر آپ کی آواز سب سے اچانک نکلی۔ بیٹے نے باپ کی اس کمزوری کو مہمانیہ لیا اور ان سے اس کی وجہ پوچھی۔ امیر عبد العزیز نے کہا: ”یہ دنیا جو لوگ ہمارے ساتھ ہیں اگر ان کے فضائل معلوم ہو جائیں تو کوئی ہمارے ساتھ نہ رہے اور سب ان کی اولاد کے حامی بن جائیں۔“

پھر مدینہ منورہ کے دوران قیام میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے ان کا حضرت عمر بن عبد العزیز بڑا احترام کرتے تھے انہیں سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر و اصحاب بیعت رضوان سے اپنی رضامندی کا اعلان فرمایا ہے۔ پھر کہا حضرت علیؑ ان میں شامل نہیں؟ اگر شامل ہیں اور یقیناً شامل ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے مقابلہ میں تمہاری ناراضگی کے کیا معنی؟

یہ بات حضرت عمرؓ کے دل میں گھر کر گئی۔ انہوں نے فرمایا میں اس ناروا حرکت سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر جب آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے مال کے نام حکم جاری فرمایا کہ خطبوں میں سے حضرت علیؑ پر لعن و طعن کو خارج کر دیا جائے اور اس کی بجائے یہ آیت کہ یہ پڑھی جائے۔

ابن اثیر جلد ۲۴

تحقیقی دستاویز

391



صَلَوَاتُكَ يَا نَبِيَّ الْاٰمَنُوْنَ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
كِتَابُ تَطَابُ

سیرِ نبی

یعنی

سوانح اقدس حضرت سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حصہ اول

از ولادت تا ختم سلسلہ مغز و آمع مقدس شامل بر نقد فن سیر و تاریخ قبیل ظہور و بعثت

حجۃ المیلاد والکون علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

دینی کتب خانہ، اردو بازار لاہور پاکستان





یعنی یہ کہنا یقین نے ان کی طرف منسوب کر دیئے ہوں گے، پھر تمام مسلمانوں میں پھیل گئے،
 تاریخ بخاری ۸۔ فن تاریخ دروایت پر جو خارجی اسباب اثر کرتے ہیں، ان میں سب سے
 سبب کا اثر ۱۔ بڑا قوی اثر حکومت کا ہوتا ہے، لیکن مسلمانوں کو ہمیشہ اس پر فخر کا موقع
 مل رہا ہے گا کہ ان کا تلم تلوار سے نہیں دیا، حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ہوئی، جنہوں
 نے ہرے ۹ برس تک سندھ سے ایشیا کو چمک اور اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہ
 کا توہین کیا اور جمعہ میں سرسبز حضرت علیؑ پر لعن کھلوا یا، سینکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہؓ
 و خوں کے فضائل میں بنائیں، عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک خلیفہ کے نام بنام پیشین گوئیاں حدیثوں
 میں داخل ہوئیں، لیکن نتیجہ کیا ہوا، میں اسی زمانہ میں محدثین نے علامہ سناویؒ کر دی کہ یہ سب بھوٹی
 باتیں ہیں، آج حدیث کا فن اس شخص و خفا کا سے پاک ہے، اور بنو امیہ اور عباسیہ جو
 اس مادہ اور باتیں پیغمبر تھے، اُسی مقام پر نظر آتے ہیں جہاں ان کو ہونا چاہیئے تھا۔

ایک دفعہ ایک شاعر نے مامون الرشید کے دربار میں تصدیہ پڑھا کہ "امیر المومنین اگر تو
 حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انتقال کے وقت موجود ہوتا تو خلافت کا جھگڑا سرے سے
 پیدا نہ ہوتا، دونوں طریق تیرے ہاتھ پر سوچت کر لیتے؟ وہیں سرور بار ایک شخص نے اٹھ کر کہا
 بھوٹا کتا ہے، امیر المومنین کا باپ (حضرت عباسؓ) بنو عباسیوں کے مورث الہی ہیں وہاں
 جو دعویٰ اس کو کس نے پوچھا؟ مامون الرشید کو بھی اس گستاخانہ لیکن سچ جواب کی تحسین
 ملی۔

تاہم یہ عالمگیر مؤثر بالکل بے اثر نہیں رہ سکتا تھا، اس لیے مغازی میں اس کے نشانات پائے
 گئے ہیں، تاریخ نگاری کا قدیم طریقہ یہ تھا کہ فتوحات اور ذمہ کار ناموں کو نہایت تفصیل سے
 لکھتے تھے، مگر نظم و نسق اور تمدن و معاشرت کے واقعات یا تو بالکل قلم انداز کرتے تھے، یا
 طرح پر آگندہ اور بے اثر لکھتے تھے کہ ان پر نگاہ نہیں پڑتی تھی، اسلام میں جب تالیف و تصنیف
 ابتداء ہوئی تو یہی نمونے پیش نظر تھے، اس کا پہلا نتیجہ یہ تھا کہ سیرت کا نام مغازی کہنا لگیا،



اِنَّ الدِّينَ لَا يَتَغَيَّرُ مَا يَقْوَمُ بِحَسْبِ يَدِ الْغَيَّرِ وَامَّا يَا نَصِيْبِهِمْ وَالرَّحْمٰنُ اَعْلَمُ
واقعی اشتقاقی کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے

تاریخ اسلام

مؤلف: علامہ محمد امجد علی دہلوی
ترجمہ: علامہ محمد امجد علی دہلوی

نشاہت حسین الدین احمد بروہی

حصہ دوم
عہد رسالت و خلافت راشدہ
آغاز اسلام سے لے کر خلافت راشدہ کے اختتام
تک اسلام کی مذہبی سیاسی تمدنی اور علمی تاریخ

ناشر

محمد امجد علی دہلوی
محمد امجد علی دہلوی
محمد امجد علی دہلوی



معلوم کرنے اپنے ناکہ میں حضرت علی پر سب و شتم کی مذموم بدعت جاری کی

امیر معاویہؓ نے کوفہ کی ولایت بھی زیادہ سے متعلق کر دی۔ زیادہ پہلا شخص ہے جو کوفہ اور بصرہ دونوں شہروں کا حاکم ہوا، چچہ مہینہ وہ ہر مقام پر رہتا تھا، کوفہ آنے کے بعد اس نے بصرہ کی طرح جامع کوفہ میں بھی اپنے آئندہ طرز عمل کے متعلق ایک تقریر کی، اہل کوفہ نے اس پر کنسکریاں پیش کیں، اس نے فوراً مسجد کے دروازے بند کرادیئے اور چار چار آدمیوں کو بلوکر ان سے قسم لے کر پوچھتا کہ کس نے کنکریاں پھینکی تھیں، جو قسم کھا کر برأت ظاہر کرتا اسے چھوڑ دیتا، اور جو قسم نہ کھاتا اسے قید کر دیتا۔ ایسے تیس آدمی نکلے زیادہ نے ان کے ہاتھ کڑوا دیئے۔

جبر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کا قتل | کوفہ کے ایک صحابی جبر بن عدی حضرت علیؓ کے برے فدا یوں میں تھے، حضرت علیؓ کی وفات کے بعد حضرت امام حسنؓ کے ویسے ہی ہمال شمار رہے، آپ کی دست برداری سے جبر بن عدی کو بڑا عمدہ پہنچا تھا، اور انھوں نے حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کو امیر معاویہؓ کے مقابلہ پر ہمارا، لیکن یہ حضرات آگاہ نہ ہوئے۔ امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں برسر منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی مذموم بدعت جاری کی تھی اور ان کے تمام عمال اس رسم کو ادا کرتے تھے، مغیرہ بن شعبہؓ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے لیکن امیر معاویہؓ نے تنقید میں یہ بھی اس مذموم بدعت سے نہ بچ سکے، جبر بن عدی اور ان کی جماعت کو قدرۃ اس سے تکلیف پہنچتی تھی، اس کے جواب میں وہ بھی مغیرہ اور امیر معاویہؓ کو برا بھلا کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال بیٹھے تھے، مغیرہ اس پر باز پرس نہ کرتے تھے یہ

ایک مرتبہ سب قبول مغیرہؓ بن شعبہؓ جناب امیر کو برا بھلا کہہ رہے تھے، اس پر جبر بن عدی نے کنکریاں پھینکیں، زبانی بھی قاطعہ الفاظ کہے، اور لوگ بھی ان کے ہمراہ ہو گئے، مغیرہ بالکل خاموش رہے اور پاؤں ہزاروں سے کھجور کا کوڑا بھی کیا۔

۱۔ اخبار الطوال ص ۲۳۵ تا ۲۳۶ ۲۔ توفیق بک ۱۰ تاریخ الخلفاء اولی ص ۱۸۶

۳۔ اخبار الطوال ص ۲۳۶ تا ۲۳۷ ۴۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۸۶



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسلمانوں کا عروج و زوال

یعنی

مسلمانوں کے حیرت انگیز عروج اور برکت خیز زوال کی داستان تاریخی حقائق کی روشنی میں جس میں خلافت راشدہ کے دور سے لیکر مسلمانوں کی حکومتوں، ان کی سیاسی حکمت عملیوں اور مختلف دوروں میں ان کے عام اجتماعی، معاشرتی اور تمدنی احوال و واقعات پر تبصرہ کر کے ان اسباب و عوامل کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ جو مسلمانوں کے غیر معمولی عروج اور عروج کے بعد لرزہ خیز انحطاط و زوال میں موثر ہوئے ہیں۔ تاریخ اسلام کی حیرت انگیز داستان گردش ایام کی روشنی میں :

تالیف

پروفیسر مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی ایم اے
پروفیسر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی و ایڈیٹر ماہنامہ برہان دہلی

ناشر

ادارۃ اسلامیہ ۱۹۰ انارکلی لاہور



ہو، یزید سے لیکر آخری اموی خلیفہ مروان تک بحر دو ایک کے سب اموی خلفاء میں یہ بات مشترک طور پر پائی جاتی ہے کہ وہ خلاف طبع بات پر بیجا تشدد اور ناروا سیر سے کام لیتے تھے۔ ہشام بن عبد الملک نسبتاً بہتر تھا۔ اس نے پہلے خلفاء بنی امیہ کے زمانوں میں منبروں پر علی الاعلان حضرت علیؑ پر جو سب و شتم کیا جاتا تھا۔ اس نے اسے بند بھی کر دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود عصبیت کا یہ حال تھا کہ خاندان علیؑ میں سے کسی ایک کی تعریف نہیں کر سکتا تھا۔

چنانچہ ایک مرتبہ امام زین العابدینؑ (امام حسینؑ کے صاحبزادہ) طواف کعبہ کر رہے تھے جب وہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے تو غریب ادب و احترام سے لوگوں کا ہجوم چھٹ گیا لیکن جب ہشام بن عبد الملک بوسہ کے لئے آگے بڑھا تو مجمع میں سے ایک شخص نے بھی راستہ نہیں چھوڑا۔ یہ دیکھ کر ایک شامی نے امام زین العابدینؑ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا من ہذا یہ کون ہیں؟ ہشام امام سے اچھی طرح واقف تھا مگر اس وقت ازراہ تجاہل عارفانہ بولا ”میں نہیں جانتا“ عربی کا مشہور شاعر فرزدق اس وقت موجود تھا۔ ہشام کی زبان سے امام عالی مقام کی شان میں یہ گستاخی برداشت نہ کر سکا اور اس نے برجستہ ایک قصیدہ پڑھا۔ یہ قصیدہ جو کہ ویش عربی ادب و تاریخ کی تمام کتابوں میں مذکور ہے، خلوص و محبت اہل بیت کے ایسے پاکیزہ جذبات سے پرم ہے کہ ارباب ذوق اس کو پڑھتے ہیں اور وجد کرتے ہیں۔

۱۔ اس قصیدہ کا پہلا شعر یہ ہے۔

هذا سليل حسين وابن فاطمة بنت الرسول من انجابت به العظم
ترجمہ: یہ (امام زین العابدینؑ) حسینؑ کے فرزند و بلند ہیں اور فاطمہؑ کے نخت جگر کون فاطمہؑ جو رسول اللہؐ کی دختر نیک اختر تھیں۔ جن کے ذریعہ تاریکیاں چھٹ گئیں۔

قصیدہ بہت طویل ہے۔ لیکن اس کے بعض چیدہ چیدہ اشعار آپ بھی سن لیں تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) هذا الذي تعرف البطحاء وطأته والبيت يعرفه والحل والحرم

(۲) اذارات قد وثق قال قائلهم الى مكان هذا ينتهي الكرم

(باقی صفحہ ۵۵ پر ملاحظہ ہو)





۶

ہو مستعان

سیرۃ النعمان

یعنی

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری

کا

حصہ اول

یوسف

مولانا محمد شبلی نعمانی

افضل المطابع دہلی میں چھپا

تحقیقی دستاویز

398



سید اول

۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلیمان بن عبد الملک کے منصب خلافت کو زینت دی جبکہ نسبت مورخین کا بیان ہے کہ خلفائے نبویؐ
 میں سب سے افضل تھا۔ سلیمان نے اسلامی دنیا پر سب سے بڑا احسان کیا کہ عمر بن عبد العزیز کو شیخ سلطنت
 بنایا اور اس نے ہم تحریری وصیت کی کہ میرے بعد عمر بن عبد العزیز تخت نشین ہوں۔ سلیمان نے
 ۹۰ھ میں وفات پائی اور وصیت کے موافق عمر بن عبد العزیز نے خلافت پر بیٹھے۔ انکی خلافت نے
 رفتہ رفتہ حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا۔ اور تمام ملک میں عدل و انصاف علم و عمل شہر و برکت کی جان
 تازہ ڈال دی ایک مدت سے حضرت علیؑ پر خطبوں میں جو لے کر پڑھا جاتا تھا ایک وقت موقوف کر دیا۔ شہزادگان
 بنو امیہ کے ہاتھوں سے جاگیریں چھین لیں۔ جہاں جہاں ظالم عمال تھے یک قلم معزول کر دیئے
 سب بڑے حکمرانوں کو وہ روٹی دی کہ گھر گھر پہنچے۔ پھر پھیل گئے امام زہری کو حکم دیا کہ وہ شیعوں
 کو بھاکریں۔ یہ مجبورہ طیار ہوا تو مالک سلیمان نے انکی نقلیں بھجوائیں۔ غرض جلال اور ولید کے عہد تک
 تمام اہل حق کو تفصیل علم کی طرف متوجہ ہونے کی نہ رغبت ہو سکتی تھی نہ کافی موقع مل سکتا تھا۔ تجارت
 باہر دہا کی سیرت تھی اسلئے خزانہ کا کارخانہ قائم کیا۔ اور جن تدبیر سے اسکو بہت کچھ ترقی دی۔
 لیکن سلیمان کے عہد خلافت میں جب درس و تدریس کے چرچے زیادہ عام ہوئے تو انکے دل
 میں ہی ایک تھریک پیدا ہوئی۔ جس اتفاق یہ کہ ان ہی دنوں میں ایک اتفاقی واقعہ پیش آیا۔
 جس سے انکے ارادہ کو اور بڑی استحکام ہوا۔

ایک مدت سے حضرت علیؑ پر خطبوں میں جو لے کر پڑھا جاتا تھا

تخلیل علم
 کی تحریک

ایک دن بازار جا رہے تھے۔ امام شہبائیؒ جو کوفہ کے مشہور امام تھے ان کا مکان راہ میں تھا۔
 ہمارے سے نکلے تو انھوں نے یہ سمجھ کر کہ کوئی نوجوان طالب علم جو پاس بٹلایا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے
 ہو؟ انھوں نے ایک سوداگر کا نام لیا۔ امام شہبائیؒ نے کہا ”میرا مطلب یہ نہ تھا کہ تم سے کس سے ہو؟“
 انھوں نے افسوس کے ساتھ جواب دیا کہ ”کسی سے بھی نہیں“ شہبائیؒ نے کہا کہ ”مجھ کو تم میں قابلیت کے
 جوہر نظر آتے ہیں تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ اس نصیحت نے انکے دل میں گہر کر لیا اور نہایت
 اہتمام سے تحصیل علم پر متوجہ ہوئے۔ اس وقت تک علم جس چیز کا نام تھا وہ ادب۔ انساب و ایام

نہ تھا کان بلب ساور ۱۲

تخلیل و ستار

399



حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و
استخلاف یزید
بجواب
تحقیق یزید علی خلافت معاویہ یزید
مُصَنَّفُہَا
سید لعل شاہ بخاری تجاوز عن
ذنب الباری
خطیب فی مسجد لائق علی جوک و اہ کینٹ



شمار ہوتا تھا۔ بہت سے محدثین نے لکھا ہے کہ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بھائی کے ساتھ حاضر ہوئے تھے بنا بریں صحابی تھے اور بہت سے محدثین ان کی صحبت کے قائل نہیں۔ شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آنحضورؐ سے براہ راست کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ صغیفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے اور مجاہد علیؑ نہیں سے مشہور ترین شخص ہیں۔ ان کی صحبت نبوی میں اگرچہ بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے، لیکن زاہد متقی، پیر سیرگار ہونے کا کسی نے انکار نہیں کیا، کوفہ میں بڑے رسوخ کے حامل تھے۔ کوفہ چونکہ شیعان علیؑ کا مرکز تھا، اس مقام کی اہمیت متقانی تھی کہ یہاں کا گورنر نہایت جاہل بنی امیہ کا زبردست حامی اور شیعان علیؑ کا سخت دشمن ہو۔ اتفاق سے کوفہ کی ولایت حضرت مغیرہ ابن شعبہ کی فترت میں آئی۔ وہ ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابی اور مبایعین مدینہ علیہم السلام میں سے ہیں۔ ہر موقع پر نہایت اہم خدمت انجام دی اور نہایت جاہل شاری کا ثبوت دیا لیکن ان کا دل حضرت علیؑ المرتضیٰ کی طرف سے مائل نہیں تھا۔ کونکہ حضرت علیؑ المرتضیٰ نے ان کا ایک مشورہ قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت مغیرہؓ کو حضرت معاویہؓ کی طرف سے ہدایت تھی کہ وہ خطبہ جمعہ میں مدح عثمانؓ اور مذمت علیؑ کا التزام کریں چنانچہ وہ حضرت علیؑؓ پر خطبہ جمعہ میں تعرض کرتے تھے۔ تعرض قابلِ تخریم جرم نہیں لیکن ایذا رسانی میں تصریح سے بڑھ کر ہے۔ حجر بن عدیؓ اور اسکے ساتھی بر ملا مغیرہ ابن شعبہؓ کو جواب دیتے تھے، بسا اوقات سخت ست کہنے میں مدد دے متبادل بھی ہو جاتے۔

کہنے والے حضرت مغیرہؓ کو کہتے ہیں کہ حجر بن عدیؓ سنگین سزا کا مستحق ہے۔ اگر تو چاہے تو ہم اسے قتل کر دیں۔ لیکن حضرت مغیرہؓ اس سے درگزر کرتے تھے

مغیرہ ابن شعبہ کا دل حضرت علیؑ کے بارے میں صاف نہ تھا



۲۲

اسے روایت سے یہ حقیقت نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ سب علیؑ کا کم از کم درجہ ہیں
لا حضرت پہل ابن سعدؒ سے مطالبہ کیا گیا وہ "لعن اللہ ابا تراب" کی گالی ہے اگر کوئی
تأید اس سنت کے وزن کو کم کر سکتی ہے تو بسم اللہ پیش کیجئے۔

ابھی اتنے عیش ہے رہتا ہے کیسا آگے آگے دیکھتے ہوئے ہے کیا

صحیح بخاری و صحیح مسلم و دیگر صحاح کی کتابوں میں صحیح روایت سے ثابت ہے کہ
مردان ابن الحکم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت کے
برعکس خطبہ عید کو نماز پر مقدم کر دیا تھا صحابہ کرام نے اس پر بیکر بھی کی کہ مخالفت استہ
تو بے سنت کی خلاف ورزی کی تو اس نے جواب دیا ان الناس لا یجلسون لنا بعد
الصلوة فجعلنا قبل الصلوة، کہ لوگ ہمارے لئے نماز کے بعد نہیں بیٹھتے پس
میں نے خطبہ کو نماز پر مقدم کر دیا۔

شیخ شیعنا الانور نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں :-

لأنه كان يسب علياً رضي الله عنه ^{چونکہ وہ مردان حضرت علی کو خطبہ میں سب کرتا اور}
وكان الناس يقيمون عندها فقد مها ^{لوگ خطبہ سے کھڑے ہو جاتے پس اس نے خطبہ نماز}
فی ابوری ۳۵۹ ج ۲ عرف الشندی من ۲۳ ^{سے مقدم کر دیا۔}

علامہ ذہبی اور حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ مردان جمعہ کے خطبہ میں حضرت علیؑ
کو سب کرتا تھا۔ تاریخ الاسلام الذہبی ۲۸۵ ج ۲ ابدایہ النہایہ ۲۴ ج ۸
امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کے اتباع بکثرت حضرت علیؑ پر سب کرتے تھے

(فتاویٰ ابن تیمیہ مشاہیر ۳۰ د ۳۳ ج ۲)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ عثمان ابن صالح الہمی کہتے ہیں کہ اہل محص حضرت علیؑ کی
تقیص کرتے تھے حتیٰ نساء فیہم اسماعیل ابن عیاش فحدثهم بفضا
الکفر عن ذالک کہ اسماعیل ابن عیاش جب ان میں پیدا ہوئے تو انہیں حضرت علیؑ

مطلوبہ کے اہل بکثرت حضرت علیؑ پر سب کرتے تھے



اِنَّ الدِّينَ لَا يَخْفَىٰ مَا يَقُوْمُ بِهِ حَتّٰى يَخْفَىٰ مَا يَتَّبِعُوْنَهُمُ الْاُولٰٓئِكَ
واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے

تاریخ اسلام

مؤلفہ

شاہ حسین الدین احمد بروہی

حصہ دوم

عہد رسالت و خلافت راشدہ

آغاز اسلام سے لے کر خلافت راشدہ کے اختتام
تک اسلام کی مذہبی سیاسی تمدنی اور علمی تاریخ

ناشر

محمد سعید امجدی سسرہ ناشران کتب قرآنی حیدرآباد

مقابل مولوی مسافر بازار کراچی

تحقیقی دستاویز

403



تاریخ اسلام

۲۳۵

جلد دوم

بیان ہے کہ ولید عمارتوں کا بانی تھا، اس لئے اس کے زمانہ کا عام مذاق یہی ہو گیا تھا، اور لوگ آپس میں صرف تعمیر اور عمارتوں پر گفتگو کرتے تھے، سلیمان کو عورتوں اور نکاح سے دلچسپی تھی، اس لئے اس کے زمانہ میں اسی کا چرچا تھا، اور لوگوں کا موضوع بحث شادی اور لڑیاں تھیں، لیکن جب عمر بن عبد العزیز نے تخت خلافت پر قدم رکھا تو مذہب، عبادت اور اس کی تفصیلات موضوع بن گئیں۔

غرض حضرت عمر بن عبد العزیز نے جیسا نئے شریعت کے ساتھ مسلمانوں کی اخلاقی نگہداشت بھی فرمائی۔

ایک بڑی بدعت کا خاتمہ | اموی خلفاء نے ایک بڑی بدعت یہ جاری کی تھی کہ وہ تود اور ان کے تمام سہماں خطبہ میں حضرت علیؓ پر لعن طعن کیا کرتے تھے، اور اسے خطبہ کا جز بنا دیا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اسے بالکل بند کر دیا، اور تمام عمال کے نام فرمان جاری کر دیا کہ حضرت علیؓ کے متعلق جو کلام الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں، وہ بند کر دیے جائیں اور اس کی جگہ کلام اللہ کی یہ آیت داخل کی۔

اِنَّ اَدْنٰى مَا اَمْسَا لِحَدِيْبٍ وَّ اَلِیْحَسٰنٍ
وَاَیُّنَا ذِی الْقُرْبٰی اَوْ یَتٰھٰمٰی
اَلْقَتٰھَا وَاَمْسٰی حَسٰبِی وَاَلْبَغِی
یَحْضِلُ لَھِمْ وَاَمْسٰی حَسٰبِی وَاَلْبَغِی

اللہ تمہارے عدل، احسان اور
قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا
ہے۔ اور محبت، برائی اور ظلم
سے منع کرتا ہے کہ شاید تم سمجھو

جو آج تک جاری ہے یہ

اشاعت اسلام | اسلامی حکومت کے حدود میں تو مین کے بجائے اسلام کو ترویج و
اشاعت کو مقصد قرار دیا، اور اپنی ساری توجہ اس کی تبلیغ میں صرف کر دی اور اس کے

تہ تاریخ الخلفاء جلد ۲۳۵ و این مسودہ ۲۹۱

جلد دوم ۱۲۴۳ و ۱۲۴۲

بنی امیہ کے عمل حضرت علیؓ پر لعن طعن کرتے تھے

تحقیقی دستاویز

404



عادلانہ و فلاح اور علمائے اہل سنت

مترجمہ

جمیل احمد رانا

- ۱۔ رائا پبلیکیشنز، میانوالی
۲۔ مکتبہ آئین، نسیم مارکیٹ

۲۱۔ پریس روڈ لاہور

تحقیقی دستاویز



۱۶۲

نفرت تھی۔ امیر معاویہؓ کو اس کا اندازہ تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ان کو دیرینہ تنازری کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ انہوں نے نورا عراق پر فوج کشی کر دی۔
 گو تار یخوں میں اس کی تصریح نہیں ملتی لیکن واقعات و قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ عراقی فوج میں امیر معاویہؓ کا مخفی اثر کام کر رہا تھا۔ اور اس کا ایک حصہ ان کے افسروں کا شمار ہو چکا تھا چنانچہ جب شامیوں سے مقابلہ کا موقع آیا عراقیوں نے غداری کا ثبوت دیا۔
 ملخص ملفظہ ص ۳۸ تا ص ۳۸۲ جلد ۱



گوفہ کے ایک صحابی حجر بن عدیؓ، حضرت علیؓ کے بڑے فدائیوں میں تھے۔ امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں برسرِ منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی مذموم رسم جاری کی تھی۔ اور ان کے تمام عمال اس رسم کو ادا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے لیکن امیر معاویہؓ کی تقلید میں یہ بھی اس مذموم بدعت سے نہ بچ سکے۔ حضرت حجر بن عدیؓ بڑے رتبے کے صحابی تھے۔ اس لئے ان کے قتل

خاندان علیؓ سے براہِ سب کی دشمنی تھی



معلویہ علی الاعلان حضرت علیؑ کی توہین کرتا تھا

۲۱۸

حکومت کے لئے ناموزوں ہو۔ یزید سے لے کر آخری اموی خلیفہ مروان تک بجز دو ایک کے سب اموی خلفائے یہ بات مشترک طور پر پائی جاتی ہے کہ وہ خلاف طبع بات پر بے جا تشدد اور ناروا جبر سے کام لیتے تھے۔ ہشام بن عبد الملک نسبتاً بہتر تھا۔ اس سے پہلے خلفاء بنی امیہ کے زمانوں میں منبروں پر علی الاعلان حضرت علیؑ پر جو سب و شتم کیا جاتا تھا اس نے اسے بھی بند کر دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود عصیت کا یہ خیال تھا کہ خاندانِ علیؑ نہیں کئے کسی ایک کی توفیق نہیں سن سکتا تھا۔

ص ۵۲ تا ص ۵۳

منقول از: "مسلمانوں کا عروج و زوال"
تالیف پروفیسر مولانا سعید احمد ایم اے ناضل دیوبند
شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی سن اشاعت ۱۹۴۷ء





اسلامی مذاہب

★
ترجمہ و تفسیر

پروفیسر غلام احمد حریری ایم بی
صدر شعبہ اسلامیات و عربی
زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

★
تصنیف

شیخ محمد ابو زہرہ
پروفیسر لاء کالج جامعۃ القاہرہ
مصر

★
ناشرین

مکس سنٹر تاجران کتب کارخانہ مازار فیصل آباد
قون مبدیہ قیمت ۱۰/- روپے صرف

تحقیقی دستاویز

408



وہ زمان و مکان جہاں شیعہ مذہب پروان چڑھا:

۲۳۔ خلافت عثمانی کے اواخر میں شیعہ مذہب معرض ظہور میں آیا۔ اور حضرت علی کے عہد میں پروان چڑھا۔ بغیر اس کے کہ آپ سہ اس کی نشو و ارتقا میں کوئی حصہ لیا ہو۔ البتہ آپ کی خداداد صلاحیتیں از خود شیعہ مذہب کی جانب دعوت دیتی تھیں جب آپ اپنے رب سے جا ملے تو شیعہ مذہب کئی فرقوں میں بٹ گیا۔ بعض غالی تھے اور بعض اعتدال پسند۔ مگر دونوں قسم کے شیعہ اہل بیت سے شدید محبت رکھنے اور ان کی طرفاری میں ایک دوسرے کے ہمنوا تھے۔ اموی دور خلافت حضرت علی کے اعزاز و احترام میں مزید اضافہ کا موجب ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت معاویہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک بدترین سنت کو ایجاد کیا جو ان کے بیٹے یزید اور ان کے بعد آنے والے خلفاء میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک باقی رہی۔ وہ سنت تبلیغہ یعنی کہ خطبہ پڑھنے کے بعد حضرت علی پر لعنت بھیجی جاتی تھی جو صحابہ اس وقت بقیہ حیات تھے انہوں نے اسے نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور حضرت معاویہ اور اموی خلفاء کو اس سے منع کیا۔ ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ کو اس مضمون پر مشتمل ایک خط لکھا۔

جب تم منبر پر کھڑے ہو کہ حضرت علی اور ان کے احباب پر لعنت بھیجتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ و رسول کو ملعون قرار دیتے ہو۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ نبی کریم حضرت علی کو چاہتے تھے۔

اس سے بڑھ کر یزید کے عہد خلافت میں حضرت حسین بن علی شہید کر دیئے گئے جن کے ہارے میں آنکھوں نے فرمایا تھا کہ حسن اور حسین کو جو انان حنت کے سردار ہیں۔ آپ کا خون ضائع کیا۔ اور قصاص بھی نہ لیا گیا۔ نہ دین متین کی حرمت کا کچھ خیال رکھا گیا۔ حضرت حسین و علی کی بیٹیاں قیدی ہو کر دربار یزید میں پہنچائی گئیں۔ حالانکہ یہ آپ کی نواسیاں ہونے کے اعتبار سے خاندانہ نبوت میں داخل تھیں۔

لوگوں نے یہ مظالم اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیئے مگر مجبوراً خاموش ہو رہے۔ اور اہل بیت کی امداد کے لیے کچھ نہ کر سکے۔ تاہم ان کے غم و رنج کا پیمانہ بے ریزہ ہو گیا اور وہ

معاویہ نے اپنے عہد خلافت میں بدترین سنت قبیحہ حضرت علی کی توہین ایجاد کی



خلافت و ملوکیت



سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ



ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور



نہایت مکروہ بدعت معاویہ کے عہد میں، حضرت علیؓ پر سب و شتم کی بوچھاڑ

۱۷۴

نصبت کر دیا اور باقی نصف خود بلا شروع کر دی۔

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود، اور ان کے حکم سے ان کے تمام گمراہ خفیوں میں برسرِ منہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبویؐ میں منبر رسولؐ پر عینِ روضہ نبویؐ کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور غرض من طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گنہگارِ خدا تھا۔ حضرت عمر بن العزیزؓ نے اگر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سبت علیؓ کی جگہ یہ آیت پڑھنی شروع کر دی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْسَبُوا** **وَايْتَنَاقِي ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** (الفل - ۹۰)۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنت رسولؐ کے مروج احکام کی خلاف ورزی کی۔ کتاب و سنت کی رو سے پورے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہیے اور باقی چار حصے اُس فوج میں تقسیم کیے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو۔ لیکن حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سے چاندی سونا ان کے لیے الگ نکال لیا جائے، پھر باقی مال شری قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

۱۔ البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۱۳۹۔ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں: **وكان معاوية اول من قصرها الى النصف واخذ النصف لنفسه**۔

۲۔ العزیز، جلد ۸، ص ۱۸۸۔ ابن الاثیر ج ۳، ص ۲۳۳۔ ج ۴، ص ۱۵۰۔ البدایہ ج ۸، ص ۲۵۹۔ ج ۸، ص ۱۱۸۔

۳۔ طبقات ابن سعد ج ۴، ص ۲۸۔ العزیز ج ۴، ص ۱۸۴۔ الاستیعاب ج ۱، ص ۱۱۸۔

ابن الاثیر ج ۳، ص ۲۳۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۲۹۔





كِتَابُ
الْحَقِّدِ الْفَرْدِي

تَأْلِيفُ
أَبِي عَمْرٍو أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْأَنْدَلُسِيِّ

مُتَرَجِّمُهُ وَضَبَطَهُ وَعَمَّنُونُ مَوْضُوعَاتِهِ
أَحْمَدُ أَيْبُونُ ، أَحْمَدُ الزَّيْنُ ، إِبْرَاهِيمُ الْبَيَّارِيُّ

الجزء الثالث

دار الأندلس
للطباعة والنشر والتوزيع



معاویہ کے دربار میں خدا اور رسولؐ اور حضرت علیؑ کو گالیاں دی جاتی تھیں

کتاب المسجدة الثانية

صاحب الموكب أنفأ مع ما بلغني من وقوف ذوي الحاجات ببالك؟ قال: نعم يا امير المؤمنين. قال: ولم ذلك؟ قال: لأننا في بلاد لا يمتنع فيها من جواسيس العدو، فلا بد لهم مما يرهبهم من هبة السلطان، فإن أمرتني بذلك أقمت عليه، وإن نهيتني عنه انتهيت. قال: لئن كان الذي قلت حقاً فإنه رأيي أريب، ولئن كان باطلاً فإنها خدعة أديب، ولا أمرك به ولا أنهاك عنه. فقال عبد الرحمن بن عوف: لحسن ما صدر من هذا الفتى عما أوردته فيه. قال: بلحسن مصادره وموارده جشمناه ما جشمناه.

وقال معاوية لابن الكواء: يابن الكواء، أنشدك الله، ما علمك في؟ قال: أنشدتني الله! ما أعلمك إلا واسع الدنيا ضيق الآخرة.

ولما مات الحسن بن علي خج معاوية، فدخل المدينة وأراد أن يلعن علياً على منبر رسول الله ﷺ. فقبل له. إن ها هنا سعد بن أبي وقاص، ولا تراه يرضى بهذا، فأبعث إليه وخذ رأيي. فأرسل إليه وذكر له ذلك. فقال: إن فعلت لأخرجن من المسجدة، ثم لا أعود إليه. فأمسك معاوية عن لعنه حتى مات سعد. فلما مات لعنه على المنبر، وكتب إلى عماله أن يلعنوه على المنابر، ففعلوا. فكتبت أم سلمة زوج النبي ﷺ إلى معاوية: إنكم تلعنون الله ورسوله على منابرهم، وذلك أنكم تلعنون علي بن أبي طالب ومن أحبه، وأنا أشهد أن الله أحبه ورسوله، فلم يلتفت إلى كلامها.

وقال بعض العلماء لولده: يابني، إن الدنيا لم تبن شيئاً إلا هدمه الدين، وإن الدين لم يبن شيئاً فهدمه الدنيا، ألا ترى أن قوماً لعنوا علياً ليخففوا منه فكأنما اتخذوا بناصيته جبراً إلى السوء.

ودخل صعصعة بن صوحان على معاوية ومعه عمرو بن العاص جالس على سريره، فقال: وسع له على ترائية فيه. فقال صعصعة: إني والله لتراي، منه خلقت، وإليه أعود، ومنه أبعث، وإنك لما رج من نار.

الغثي عن أبيه، قال: قال معاوية لعمرو بن العاص: ما أعجب الأشياء؟ قال غلبة من لا حق له ذا الحق على حقه. قال معاوية: أعجب من ذلك أن يعطى من لا حق له ما ليس له بحق من غير غلبة.

وقال معاوية: أعنت على علي بأربعة، كنت أكنتم سرّي وكان رجلاً يُظهِره، وكنت في أصلح جند وأطوعه وكان في أخب جند وأغصاه، وتركته وأصحاب الجمل وقلت: إن ظفروا به كانوا أهون علي منه، وإن ظفروا بهم أغتر بها في دينه، وكنت أحب إلى قریش منه. فبالك من جامع إلى ومفرق عنه!



عمربن عبد العزیز

تصنیف — احمد زکی صفوت مصری
ترجمہ — عبدالقہد صادم الازہری

jabir.abbas@yahoo.com

مکتبہ میری لائبریری لاہور ۲





۵۴

اللہ کے مالِ غنیمت کو رک لیا ہے جو غریبوں مسکینوں اور یتیموں کا حق ہے۔ مجھ سے بڑا ظالم اور
عبدِ خدا دندہ می کو چھوڑنے والا وہ شخص تھا جس نے آپ کو حبلیت ابھی لکھ کر جہان ہی تھے مسلمانوں
کے لشکر کا سپہ سالار بنا دیا تھا اور آپ اپنی من مانی کرتے تھے۔ یہ سب کچھ صرف اس لیے ہوا
تھا کہ باب کو اپنے بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ آپ پر اور آپ کے باپ پر نفوس ہے قیامت کے دن آپ
دونوں سے کتنے لوگ جھگڑیں گے اور آپ کے والد اس دن اپنے جھگڑنے والوں سے کیسے جھپکا راجل کر سکیں گے؟
مجھ سے بڑا ظالم اور عبدِ خدا دندہ می کا پاس نہ کرنے والا وہ شخص تھا جس نے حجاج بن یوسف
کو عربک والی بنایا تھا، جو حرمت والے خون کو بہاتا تھا اور حرام مال لیتا تھا۔

مجھ سے بڑا ظالم اور عبدِ خدا دندہ می کا لحاظ نہ کرنے والا وہ شخص تھا جس نے قزوین شریک
جیسے اکھڑ بد کو مضر کا گورنر بنا دیا تھا اور اُسے لہو و لعب اور شراب کی اجازت دے رکھی تھی
مجھ سے بڑا ظالم اور تارک عبد اللہ وہ شخص تھا جس نے محالیہ بربرہ کو قفس میں سے جھڑ دیا تھا
اے ابنِ بنانہ! ذرا توقف فرما، اگر میں مالِ غنیمت کے معاملات فارغ ہو چکا ہوتا تو آپ
کی اور آپ کے خاندان والوں کی خبر لیتا اور انہیں سیدھی راہ پر ڈال دیتا۔ آپ لوگوں نے اکثر د
بیشتر حق کو ٹھکرایا ہے اور اس کے راستے میں دیواریں کھڑی کی ہیں۔ آپ کے غلام اور اموال کو میں
یتیموں مسکینوں اور یتیموں میں تقسیم کر دیتا کیونکہ ہر شخص آپ کے خلاف دعویدار ہے اور حقوق
کا طالب ہے ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کی سلامتی ظالموں کو نہیں پہنچتی۔

حضرت علیؓ پر تبر ابانہ می

جناب عمرؓ نے منبروں پر حضرت علیؓ پر تبر اکہنا ممنوع قرار دیا، امیر معاویہ کی خلافت کے -

بعد سے تبر کا طریقہ چلا آ رہا تھا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ امیر معاویہ نے ۴۱ھ میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ میں اس شخص



سے بری الذمہ ہوں جس نے علیؑ یا ان کے گھرانے کے بارے میں کسی قسم کے فضائل بیان کیے ہنذا ہر گاؤں اور ہر منبر پر خطیب حضرت علیؑ کو معین طعن کرنے لگے ان سے برأت کا اظہار کرنے لگے اور ان کے اور ان کے گھرانے کے بارے میں زبان درازی کرنے لگے۔

امیر معاویہؓ نے تمام اطراف مملکت میں لکھ بھجوا دیا کہ سیدنا علیؑ میں سے اور ان کے خاندانوں میں سے کسی شخص کی گواہی کو نہ مانا جائے۔ پھر اس کے بعد ایک چٹھی میں لکھا: ”دیکھو جس کسی کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ علیؑ اور ان کے اہل بیت سے محبت کرتا ہے اس کا نام دفتر سے خارج کر دو۔ اور اس کا وظیفہ بند کر دو، ایک دوسری چٹھی میں لکھا: جس کسی کو ان لوگوں کا دوست پاؤ اس کو سخت سزائیں دو اور اس کا گھر ڈھا دو۔“

حضرت امیر معاویہؓ جج کے لیے گئے تو مدینہ بھی گئے۔ انہوں نے چاہا کہ رسول اللہ کے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علیؑ کے بارے میں اپنی اختلافی رائے بیان کریں تو ان سے لوگوں نے کہا، یہاں سعد بن ابی وقاص ہیں، وہ اس بات کو گوارا نہیں کریں گے، پہلے ان کے پاس کہی کو بھیج کر ان کی رائے دریافت کیجئے۔ معاویہؓ نے ان کے پاس قاصد بھیجا اور اس امر کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا، اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مسجد سے نکل جاؤں گا اور دوبارہ مسجد میں قدم نہیں رکھوں گا۔ لہذا معاویہؓ اس سے باز رہے حتیٰ کہ وہیں سعدؓ کا انتقال ہو گیا جب ان کا انتقال ہو گیا تو معاویہؓ نے حضرت علیؑ کی منبر پر چڑھ کر مذمت کی اور اپنے تمام اعمال کو لکھا کہ وہ منبروں پر ان کی مذمت کریں چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی حضرت امیر المومنین ام سلمہؓ نے حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ تم اللہ اور رسول اللہ کو منبروں پر طعن کرتے ہو کیونکہ تم علی بن ابی طالب اور ان کے درستیوں، ائمن کرتے ہو ہمیں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کا رسول ان سے محبت کرتا تھا۔ امیر معاویہؓ نے ان کی بات کی طرف کچھ بھی دھیان نہ دیا۔

معدنی نے حضرت علیؑ کی منبر پر چڑھ کر مذمت کی کیا کرے کا تمام اپنے عمل کو حکم بنا



محاضرات تاريخ الإسلام

تأليف المرحوم

الشيخ محمد الحضري بك المفتي بوزارة المعارف

ومدرس التاريخ الإسلامي بالجامعة المصرية

الجزء الثاني

الطبعة الثامنة : سنة ١٣٨٢ هـ

(حقوق الطبع محفوظة)

يطلب من
المكتبة القبارية الكبرى
بمصر ص.ب ٥٧٨





۱۸۳

لا أعمل بسنة رسول الله ولكن القوم أسرفوا على أنفسهم على علم منهم أنه محرم عليهم ولكن غلب عليهم الشقاء - قال الخارجي فأمرأ بما خالف عملك ورد أحكامهم قال عمر أخبرني عن أبي بكر وعمر ألبسا على حق قال بلى قال أن أبا بكر حين قاتل أهل الردة سفك دماءهم وسبي الذراري وأخذ الأموال قال بلى قال أن أعلم أن عمر رد السبايا بعده إلى عشائهم بندية ، قال نعم قال فهل يرى عمر من أبي بكر قال لا قال أفببره من أنتم من واحد منهما قال لا قال فأخبرني عن أهل النهر وان وهم أسلافكم هل تعلم أن أهل الكوفة خرجوا فلم يسفكوا دما ولم يأخذوا مالا وأن من خرج إليهم من أهل البصرة قتلوا عبد الله بن خبيب وجاريتته وهي حامل قال نعم - قال فهل يرى من لم يقتل ممن قتل واستعرض قال لا قال أفببره من أنتم من إحدى الطائفتين قال لا قال أفببره من أن تتحولوا أبا بكر وعمر وأهل البصرة وأهل الكوفة وقد علمتم اختلاف أعمالهم ولا يسعني إلا البراءة من أهل بيتي والذين واحد ، فأتقوا الله فإنكم جهال تقبلون من الناس ما رد عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وتردون عليهم ما قبل ، وبأن من عندكم من خاف عنده ، ويخاف عندكم من أمر عنده ، فانكم يخاف عندكم من يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله ، وكان من فعل ذلك عند رسول الله آمنا وحقن دمه وما نأمن أنتم تقبلون ، وبأن من عندكم سائر أهل الأديان فتجرمون دماءهم وأموالهم فقال الخارجي أرأيت رجلا رلى قوما وأموالهم فعدل فهاشم صيرها بعده إلى رجل غير مأمون أترأه أدى الحق الذي يلزمه الله عز وجل أوترأه قد سلم قاله عمر لا ، قال أفقتسم هذا الأمر إلى يزيد من بعدك وأنت تعرف أنه لا يقوم فيه بالحق قال إنما رلاه غیری والمسلمون أولى بما يكون منهم فيه بعدی قال أفترى ذلك من ضنع من ولاه حقا . وكان هذا السؤال الأخير محمدا لعمر قطاب النظرة في الإجابة عنه وكانت هذه المناظرة سببا لأن أحد الرسولين شهد أن عمر على حق وأقام عنده فأمر له بالعطاء ، أما الثاني فقال ما أحسن ما وصفت ولكني لأفتات على المسلمين بأمر أعرض عليهم ما قلت ، أعلم ما حاجتهم . فانظروا كيف فعل مع عمر هؤلاء الناس لما علم أنهم إنما خرجوا طلبا للآخرة ولكنهم أخطأوا طريقة فانه طلبهم وناظرهم ليعلمهم الحق ويكشف لهم عن أمره . وهذا من نهاية الرفق على أمته .

ومن أعماله العظيمة تركه لسب علي بن أبي طالب على المنابر وكان بنو أمية يفعلونه

بنو أمية ممنول بر حضرت علی کو کایاں دیا کرتے تھے

تحقیقی دستاویز

420



فتركه وكتب إلى الأمصار بتركه وكان الذي وقر ذلك في قلبه أنه لما ولي المدينة كان من خاصته عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود من فقهاء المدينة فبلغه عن عمر شيء عما يقول بنو أمية فقال عبيد الله متى علمت أن الله غضب على أهل بدر وبيعة الرضوان بعد أن رضى عنهم فقال لم أسمع ذلك قال فما الذي بلغني عنك في علي فقال عمر معذرة إلى الله وإليك وترك ما كان عليه فلما استخاف وضع مكان ذلك ﴿إن الله يأمر بالعدل والإحسان وإيتاء ذى القربى ويهيى عن النجش والمسكر والبغى يعظكم اعلمكم تذكرون﴾ فأبى شر رفع وأبى خير وضع وقال في ذلك كثير عزة .

وليت فلم تشتم عليا ولم تخف برأيا ولم تتبع مقالة مجرم
تكلمت بالحق الذين زانما تبين آيات الهدى بالنسك
ومدقت معروف الذي قلت بالذي فعلت فأخفى راضيا كل مسلم
ألا إنما يكفى الفتى بعد زيفه من الأود البادى تغاف المقوم
ومن إصلاحه أمره بعمل الخانات في البلدان القاصية فقد كتب إلى سليمان بن
أبي السرى أن يعمل خانات في مراكب من المسلمين فأقروه يوما وليلة وتعهدوا
دوابهم ومن كانت به علة فأقروه يومين ولياليتين وإن كان منقطعا فأبلغه بلده
ومما يذكر به أنه أبطر مغارم كثيرة كانت قد استحدثت في عهد الحجاج بن يوسف
فقد كتب إلى أمير العراق (أما بعد : فإن أهل الكوفة قد أصابهم بلاء وشدة وجور
في أحكام الله وسنة خبيثة سنها عليهم عمال السوء وإن قوام الدين العدل والإحسان
فلا يكون شيء أهم إليك من نفسك فلا تحملها قايلا من الإجماع لا تحملا خيرا بطول عسر
وخذمنه ما طاق وأصلحه حتى يعمر ولا يؤخذ من العامر الا وظيفته الخارج في رفق
وتسكين لأهل الأرض ولا تأخذن أجور الضرابين ولا هدية النوروز وانهم جان
ولا تمن الصحف ولا أجور النخوح ولا أجور البيوت ولا درهم النكاح ولا خراج
على من أسلم من أهل الذمة فأتبع في ذلك أمرى فأبى قدو لينك من ذاك ما ولا في الله
ومما فعله أنه نهى عن تنفيذ حكم بقتل أو قطع إلا بعد أن يراجع فيه بعد أن كانت
الدماء قبله تراق من غير حساب بل على حسب دوى الأمير وما ذكر الحجاج عنكم
ببعيد. ومن الحكمة أن لا يتساهل في مثل هذه الحدود وضم رأي الخليفة إلى رأي
القاضي الذي حكم ضمان كبير لأن يكون الحكم قد وقع موقعه .



البَيْتُ وَالشَّهَادَةُ

في التاريخ

للامام الحافظ المفسر المؤرخ عماد الدين ابى الفداء اسماعيل

ابن عمر بن كثير القرشي الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

الجزء الثاني



من طبعة النسخة بحار محافضة





خلافة الحسن بن علي رضي الله عنه وعن أبيه وأمه

قد ذكرنا أن علياً رضي الله عنه لما ضرب به ابن ملجم قالوا له : استخلف يا أمير المؤمنين فقال : لا ولكن أدعكم كما ترككم رسول الله ﷺ - يعني بغير استخلاف - فان يرد الله بكم خيراً يجمعكم على خيركم كما جمعكم على خيركم بعد رسول الله ﷺ ، فلما توفي وصلي عليه ابنه الحسن - لأنه أكبر - بليه رضي الله عنهم - ودفن كما ذكرنا بدار الامارة على الصحيح من أقوال الناس ، فلما فرغ من شأنه كان أول من تقدم إلى الحسن بن علي رضي الله عنه قيس بن سعد بن عبادة فقال له : ابسط يدك أبايعك على كتاب الله وسنة نبيه ، فسكت الحسن فبايعه ثم بايعه الناس بعده ، وكان ذلك يوم مات علي ، وكان موته يوم ضرب علي قول وهو يوم الجمعة السابع عشر من رمضان سنة أربعين ، وقيل إنما مات بعد العظيمة بيومين ، وقيل مات في العشر الأخير من رمضان ، ومن يومئذ ولي الحسن ابن علي ، وكان قيس بن سعد على إمرة أذربيجان ، وفتح يده أربعين ألف مقاتل ، قد بايعوا علياً على الموت ، فلما مات علي ألح قيس بن سعد على الحسن في النفير لقتال أهل الشام ، فعزل قيساً عن إمرة أذربيجان ، وولى عبيد الله بن عباس عليها ، ولم يكن في نية الحسن أن يقاتل أحداً ، ولكن غلبوه على رأيه ، فاجتمعوا اجتماعاً عظيماً لم يسمع بمثله ، فأمر الحسن بن علي قيس بن سعد بن عبادة على المقدمة في اثني عشر ألفاً بين يديه ، وسار هو بالجيش في أثره قاصداً بلاد الشام ، ليقاوم معاوية وأهل الشام فلما اجتاز بالمدائن نزلها وقدم المقدمة بين يديه ، فبينما هو في المدائن معسكراً بظاهرها إذ صرخ في الناس صارخ : ألا إن قيس بن سعد بن عبادة قد قتل ، فثار الناس فاثمبوا أمتعاً بعضهم بعضاً حتى انتهوا سرادق الحسن ، حتى نازعوه بساطلاً كان جالساً عليه ، وطمع به بعضهم حتى ركب طعنة أميتوه وأشوته فكرههم الحسن كراهية شديدة ، وركب فدخل القصر الأبيض من المدائن فقتله وهو جريح ، وكان عامله على المدائن سعد بن مسعود الثقي - أخو أبي عبيد صاحب يوم الجمل - فلما استقر الجيش بالقصر قال المختار بن أبي عبيد قبيح الله لعمه سعد بن مسعود : هل لك في الشرع والغنى ؟ قال : ماذا ؟ قال : تأخذ الحسن بن علي فتقيده وتبشبهه إلى معاوية ، فقال له عمه : قبحكم الله وقبح ما جئت به ، أغدر بأبن بنت رسول الله ﷺ ؟ ولما رأى الحسن بن علي تفرق جيشه عما مقتهم وكتب عند ذلك إلى معاوية بن أبي سفيان - وكان قد ركب في أهل الشام فقتل مسكراً يراوضه على الصلح بينهما ، فبعث إليه معاوية عبد الله بن عاصم وعبد الرحمن بن سمرة ، فقدموا مد الكوفة فبذلا له ما أراد من الأموال ، فاشترط أن يأخذ من بيت مال الكوفة خمسة آلاف ألف درهم ، وأن يكون خراج دار أبحر دله ، وأن لا يسب على وهو يسمع ، فإذا فعل ذلك نزل عن الاما

الحسن بن علي رضي الله عنه وعن أبيه وأمه



نشریات المعهد الهولندی للآثار المصریة والبحوث العربیة
المتأهرة : ١

الانبياء فی تاریخ الخلفاء

جَمْع

محمد بن علی بن محمد المعروف بابن العجمانی

المتوفى فی حدود سنة ٥٨٠ هجرية

تحقیق

وتقديم ودراصة

الدكتور قاسم الشامرائی

لانیڈن

١٩٧٣





السيرة عادلا في الرعية ، يموذ المرعى ، ويشجع الخنار ، يأخذ مال الله من وجهه ويصرفه في حقه . وكان عمر بن الخطاب - رضوان الله عليه - جده لأمه . وكان قبل خلافته يلبس الحلة بألف دينار ويقول : ما أحسنها . وحين ولي الخلافة كان قميصه وعمامة وجبجبع ما يكون على بدنه من ثوب واحد حشن وتحت جبة سيف تلاقى جلده على بدنه ويقول : هذا لمن يموت كثير . وبعد وفاته رُئي في المنام وهو على حلة حسنة وعليه ثياب فاخرة وهو جالس في روضة نزهة فقال له الراي له في المنام : يا أمير المؤمنين قل لي ما أعيدته عنك إلى أهلِكَ ورعيَتِكَ . فقال له عمر : قل لهم : « لئلا يحزنوا على المملوكين » [٦٦] ثم تلا بعد ذلك قول الله تعالى : « تلك الدار الآخرة بمنها للذين لا يريدون علواً في الأرض ولا فساداً والعاقبة للمتقين » . وكان بنو أمية يسمون علياً - صلوات الله عليه وسالمة - على التبريد ولي عمر بن العزير فقلع تلك الممنة وقبضت هذه السنة بمصر إلى اليوم (٣٥) . ومات بدير ستمان خمس بقين من رجب سنة إحدى ومائة ، وكانت خلافته ستين وخمسة أشهر وأربعة أيام - رضي الله عنه وفدس روحه - .

يزيد بن عبد الملك ، بويغ له خمس بقين من رجب سنة إحدى ومائة ، وتوفي يوم الخميس خمس بقين من شعبان سنة خمس ومائة . فسكانت خلافته أربع سنين وثماناً واحداً .

هشام بن عبد الملك ، أبو الوليد ، ويعرف بهشام الأحول ، بويغ له بالخلافة في رمضان سنة خمس ومائة وكانت وفاته لعشر خلون من ربيع الآخر سنة خمس وعشرين ومائة ، وكانت خلافته تسع عشرة سنة وسبعة أشهر وخمسة عشر يوماً .

الوليد بن يزيد بن عبد الملك ، كنيته أبو العباس ، بويغ له في جمادى الأولى سنة خمس وعشرين ومائة . وحين بلغته وفاة هشام كان يقرأ في المصحف موضعه من يده وقال : هذا فراق بني وبينك (٣٦) ثم قال : والله لأنفق هذه النعمة بسكرة قبل الظاهر فأخذ رطلاً وشربه وثني وثنت حتى سكر ونام ، وكان فجراً [١٧] فاستقأ

علم بنو أمية من قبل حضرت علي بن سب كرسه تھے



الصواعق المحرقة

في
الرد على أهل البدع والزندقات

وبإيه كتاب

تطهير الجنان واللسان
عن الظور والغبوة حسب سيرة معادية به أبي سفيان
كلما تأليف

المحدث أحمد بن حجر الهيتمي المكي
٨٩٩ - ٩٧٤ هـ

خرج أحاديثه وعلق حواشيه وقدم له

عبد الوهاب عبد اللطيف

الأستاذ المساعد بكلية أصول الدين بجامعة الأزهر

حق الطبع محفوظ للناس

مكتبة القاهرة

لصاحبها، على يوسف سليمان
تأليف الأستاذ فتيحة، بيلان الأزهر بمصر

شركة الطباعة الفنية المتحدة





بنی امیہ حضرت علیؑ کی تنقیص اور ان کو کالی گلوچ کرتے تھے

— ۱۲۱ —

اکثر ما جاء في علي (۱) وقال بعض المتأخرين من ذرية أهل البيت النبوي وسبب ذلك والله أعلم أن الله تعالى أطلع نبيه علي ما يكون بعده مما ابتلي به علي وما وقع من الاختلاف لما آل إليه أمر الخلافة ، فانتضى ذلك نصح الأمة بأشهاد تلك الفضائل لتحصل النجاة لمن تمسك به من بلنته ثم لما وقع ذلك الاختلاف والخروج عليه نشر من سمع من الصحابة تلك الفضائل وبها نصحا الأمة أيضا ، ثم لما اشتد الخطب واشتعلت طائفة من بني أمية بتقصيه ، سبه علي المنابر ووافقهم الخوارج لعنهم الله بل قالوا بكفروه اشتعلت جهابذة الحفاظ من أهل السنة بكت فضائله حتى كثرت نصحا للأمة وتصرة للحق .

ثم اعلم أنه سيأتي في فضائل أهل البيت أحاديث مستكرة من فضائله فلتكن منك علي ذكر فانه مرفى كثير من الأحاديث السابقة في فضائل أبي بكر جل من فضائل علي وافتصرت هنا علي أربعين حديثا لأنها من غرر فضائله (الحديث الأول) أخرج الشيخان عن سعد بن أبي وقاص وأبي البزار عن أبي سعيد الخدري والطبراني عن أسماء بنت عميس ، سلسلة وحيد بن جنادة وابن عمر وابن عباس وجابر بن سمرة وعلي والبراء بن عازب وزيد بن أرقم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خلف علي بن أبي طالب في غزوة تبوك فقال يا رسول الله تخلفني في النساء والصبيان ؟ فقال أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هرون من بني نوح ؟ غير أنه لا نبي بعدي ، ومن السلام علي هذا الحديث مستوفى في الثاني عشر من النسخ (الحديث الثاني) أخرج الشيخان أيضا عن سهل بن سعد والطبراني عن ابن عمر وابن أبي ليلى وعمران بن حصين ، والبزار عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم خيبر لأعطين الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ، فبات الناس يذكرون - أي يخوضون ويتحدثون ليلتهم - أيهم يعطاها فلما أصبح الناس غدوا علي رسول الله صلى الله عليه وسلم كاهم يرجو أن يعطاها فقال أين علي بن أبي طالب فقيل يشتكي عيشه قال فأرسلوا إليه فأتى به فبسط رسول الله عليه وسلم في عيشه ودعاه فبرىء حتى كان كأن لم يكن به وجع فأعطاه الراية . وأخرج والترمذي عن عائشة رضي الله عنها كانت فاطمة أحب الناس إلى رسول الله ﷺ وزوجها علي أحب الرجال إليه (الحديث الثالث) أخرج مسلم عن سعد بن أبي وقاص قال لما نزلت هذه الآية . ندع أبناءنا وأبناءكم . دعا رسول الله ﷺ عليا وفاطمة وحسينا فقال اللهم هؤلاء أهل

(۱) وقال الذهبي في تلخيص الموضوعات لم يرو لاحد من الصحابة في الفضائل أكثر مما روى لعلي رضي الله عنه وهي ثلاثة أقسام صحاح وحسان وقسم ضعاف وفيها كثرة وقسم موضوعات وهي كثيرة إلى الغاية ولعل بعضها ضلال وزندقة انتهى وفي كتاب تنزيه الشريعة المرفوعة . قال الحليل في الارشاد قال بعض الحفاظ تأملت ما وضعه أهل الكوفة في فضائل علي وأهل بيته فرأيت على ثلاثمائة ألف والله أعلم .





معاویہ نے نوے برس تک آل فاطمہ کی توہین حضرت علیؓ پر برسر منبر لعن کملوایا

۱۲۰

نہیں دبا۔ حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ہوئی۔ جنہوں
نے پورے نوے برس تک سندھ سے ایشیائے کوچک اور
اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہ کی توہین کی اور جمعہ میں
سر منبر علیؓ پر لعن کہا دیا۔ سینکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ
وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں۔ عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک
خانیقہ کے نام بنام پیش گوئیاں حدیثوں میں داخل ہوئیں لیکن
نتیجہ کیا ہوا۔ عین اسی زمانہ میں محدثین نے علانیہ منادی کر دی کہ
یہ سب جھوٹی روایتیں ہیں۔“

رسیت النبی حصہ اول ص ۶۶-۶۷

یہی مورخ اسلام مولانا شبلی نعمانی بھی مسمیٰ بات فرماتے ہیں کہ خلفائے
بنو امیہ نے پورے نوے برس پورے عالم اسلام میں جامع مساجد میں آل
فاطمہ کی توہین کی اور جمعہ میں سر منبر حضرت علیؓ پر لعن کہا دیا۔
شاہ اسماعیل شہیدؒ
مولانا اشرف علی تھانویؒ

مولانا اشرف علی تھانویؒ، حکایات الاولیاء میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کے
لکھنؤ میں کیے گئے ایک وعظ کا ذکر کرتے ہیں جس میں ان کا ایک مکرملہ ایک
شیعہ سبحان خاں سے ہوا:

”شاہ شہیدؒ نے سبحان خاں سے پوچھا ”کیا حضرت علیؓ کے دربار
میں امیر معاویہؓ پر تبرہ ہوتا تھا؟“ اُس نے کہا ”نہیں۔ حضرت علیؓ“

تحقیقی دستاویز

431



عہد معاویہ میں حضرت علیؓ کی شان میں بدگوئی ہوتی تھی

۱۲۱

کا دربار پہنچ گئی سے پاک تھا۔ پھر پوچھا کہ حضرت معاویہؓ کے یہاں حضرت علیؓ پر تبراً ہوتا تھا؟ کہا کہ بے شک ہوتا تھا۔ اس پر مولانا شہیدؒ نے فرمایا کہ اہل سنت الحمد للہ حضرت علیؓ کے مقلد ہیں اور مروافض حضرت معاویہؓ کے۔ (حکایات الاولیاء ص ۱۲۴)

اس مکالمہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور — مولانا اشرف علی تھانویؒ اس امر واقعہ سے متفق ہیں کہ حضرت حضرت معاویہؓ کے دربار میں حضرت علیؓ کے خلاف تبراً بازی ہوتی تھی۔ اب اگر کوئی شخص سٹ دستری کا ثبوت دے اور سب علیؓ کے امر واقعہ کا سرے سے انکار کر دے اور اس سلسلہ میں وارد روایات، اقوال اور تحریروں کو خرافات اور کجواں قرار دینے سے بھی اکتنا نہ کرے تو اس کا علاج جوابِ جہالان باشند ناموشی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن اسے نوٹ کر لینا چاہیے کہ اس بدزبانی اور گالیوں کی زد میں کون کون سی بزرگ ہستیاں آ رہی ہیں۔

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی تاریخ ملت میں لکھتے ہیں:

”عمر بن عبد العزیز کی اصلاحات کے سلسلہ میں سب سے بڑی اصلاح جو ان کے نامہ اعمال میں سنہری حروف سے ثبت ہے۔ حضرت علیؓ کی شان میں بدگوئی کا انہدام ہے۔ عرصہ سے یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ خلفاء دینی امیہ اور ان کے عمال خطبوں میں حضرت



عهد معاویہ میں حضرت علیؓ پر سب و شتم کرنا اکابر علماء کی آراء سے ثابت ہے

۱۲۲

علیؓ پر لعن طعن کیا کرتے تھے مسند
خلافت پر متمکن ہوئے تو آپؓ نے عمال کے نام حکم جاری فرمایا کہ
خطبوں سے حضرت علیؓ پر لعن طعن کو خارج کر دیا جائے اور اس
کی بجائے یہ آیہ کریمہ پڑھی جائے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ
.. لَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ (تاریخ ملت حصہ سوم ص ۲۶۴)

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی "تاریخ اسلام" میں تحریر فرماتے ہیں:
"امیر معاویہ نے اپنے زمانہ میں جو منبر حضرت علیؓ پر سب و
شتم کی مذموم رسم جاری کی تھی۔ اور ان کے تمام عمال اس رسم کو
ادا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے، لیکن
امیر معاویہ کی تقلید میں یہ بھی اس مذموم بدعت سے نہ بچ سکے۔"

(تاریخ اسلام حصہ اول و دوم ص ۱۳-۱۴)

عباسی و بخاری صاحبان فرماتے کہ گزشتہ صفحات میں جن اکابر علماء کی آراء
سب علیؓ کے سلسلہ میں پیش ہوئی ہیں وہ علمائے اہل سنت ہیں یا کہ نہیں؟ اگر یہ
سب حضرات مسئلہ علمائے اہل سنت ہیں تو ان کے خلاف رائے رکھنے والے
کو کیا حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہل سنت میں شمار کرے۔ اس کے لیے مناسب
راستہ یہ ہے کہ وہ اپنے طبعی رجحان کے مطابق یزیدیت اور ناصبیت کا علم
سنبھال لے اور لوگوں کو اپنی جدت فکر سے محظوظ نہ کرے۔

تحقیقی دستاویز

433



خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ

ملک غلام علی

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۱۳-ای۔سٹ۔ عالم مارکیٹ، لاہور پاکستان

تحقیقی دستاویز

434



(۲۱) مسئلہ سب و شتم

میں نے ضروری آثار و شواہد کے ساتھ اس امر کا پورا ثبوت فراہم کر دیا تھا کہ سب و شتم علی کی ذمہ
کا آغاز امیر معاویہؓ نے کیا تھا اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد تک یہ پورے زور شور سے
جاری رہی تھی۔ مگر مجھے سخت حیرت ہے کہ مدیر البلاغ نے پھر میری باتوں کو غلط قرار دینے کی
کوشش کی ہے اور میں بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ دوبارہ مجبوراً اس تکلیف دہ موضوع
پر کلام کر رہا ہوں۔ انہوں نے میری تردید کرتے ہوئے پہلے اس روایت کا حوالہ دیا ہے
جو میں نے البدایہ سے نقل کی تھی اور جس میں یہ مذکور ہے کہ امیر معاویہؓ نے حضرت رضی اللہ عنہ ابی
دقاس کے ساتھ حضرت علیؓ کے حق میں بدگوئی اور سب و شتم کا آغاز کر دیا۔ اس کے بعد
مسلم کی جو روایت میں نے درج کی ہے، اُسے دوبارہ نقل کیا ہے جو یوں ہے:

”امر معاویہ بن ابی سفیان سعداً فقال ما منعك ان تسب

ابا تراب۔ فقال اما ما ذكرت فلا قال من رسول الله صلى الله عليه

وسلم فلن اسبہ“

اس روایت کا ترجمہ بھی میرے الفاظ میں مولانا محمد تقی صاحب نے دے دیا ہے اور وہ یہ ہے:

”حضرت معاویہؓ نے حضرت سعد کو حکم دیا پھر کہا کہ آپ کو کس چیز نے روکا ہے

کہ آپ ابو تراب (حضرت علیؓ) پر سب و شتم کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں ان

تین ارشادات کو یاد کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق

فرمائے تھے تو میں ہرگز ان پر سب و شتم نہیں کر سکتا“

اس پر مولانا عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ ”سب سے پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے

کہ اگر اس ترجمہ کو درست مان لیا جائے، تب بھی اس کی روشنی میں اس قول کی دلیل کیسے مل

گئی کہ ”حضرت معاویہؓ خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی بوجھاڑ کرتے تھے“

بہتر یہ کہ عثمانی صاحب میرے غلط ترجمے کے ساتھ اپنا درست ترجمہ بھی درج فرمادیتے،

اس کے بغیر آخر میری غلطی کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر میری اس ایک پیش کردہ روایت

پر یہ سوال کتنا عجیب و غریب ہے کہ اس میں خطبوں میں برسرِ منبر سب و شتم کا ثبوت کیسے

سب علی کی ذمہ کا آغاز امیر معاویہؓ نے کیا تھا



روایات الطیب

بزرگانِ دارالعلوم کے
ایمان افروز، نادر و قعات

حضرت مولانا قاسم محمد صاحب
مہتمم دارالعلوم دیوبند

ادارۃ اسلامیات، ۱۹/انارکلی۔ لاہور



معاویہ کے دربار میں حضرت علیؓ پر تبرا ہوتا تھا

۸۷

اس نے کہا کہ نہیں۔ حضرت علیؓ کا دربارہ جو کوئی سے پاک تھا۔
پھر پوچھا کہ حضرت معاویہ کے یہاں حضرت علیؓ پر تبرا ہوتا تھا کہا شک
نہیں تھا۔

اس پر مولانا شبیرؒ نے فرمایا کہ اہل سنت الحمد للہ حضرت علیؓ کے
مقلد ہیں اور روافض حضرت معاویہؓ کے۔ اور پھر خود ہی اپنے امام
کے حق میں زبان تنقیص بھی کھولتے ہیں اور ہم اپنے امام کے مقلد ہیں۔
کہ ان کو اور ان کے سوا سب صحابہ کو اپنا مقتدا جانتے ہیں۔

۵۲ حکایت

مولانا اسماعیل شہیدؒ جب سید صاحب کے قافلہ میں حج سے واپس
ہوئے ہیں تو راستہ میں لکھنؤ میں بھی قیام ہوا اور وہیں حضرت شاہ عبد
الغفریہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر معلوم ہوئی۔ سید صاحب نے
فرمایا کہ آپ دہلی ابھی چلے جائیں اور وہاں پہنچ کر تحقیقی اطلاع ہوئی
یا نہیں اور مولانا شہیدؒ کو خاص اپنی سواری کا تقری بنک کا گھوڑا سواری
کے لیے دیا۔ مولانا شہیدؒ ادب کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے
کہ سید صاحب کا خاص گھوڑا ہے بلکہ لکھنؤ سے دہلی تک اس کی لگام
تھام کر آئے۔



کتاب و سنت کی روشنی میں ایک دستاویز

معیار صحابیت

رفضیت کی تاریکی میں لکھی گئی باتوں کا جواب

تالیف

الحاج ڈاکٹر علامہ خالد محمود زید مجتہد

ڈاکٹر اسلام آباد ایسٹریٹجک
نائب امیر مرکزی جمعیت علماء اسلام پاکستان

مرکز تحقیقات اسلامیہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ، امامیہ کالونی، لاہور

تحقیقی دستاویز

438



حضرت علی مرتضیٰ نے شراب پی کر نماز پڑھائی

۱۵

اس پر مروج الذہب کا حوالہ دیا گیا ہے جو خالصہ شیعوں کی کتاب ہے۔ پھر معبد کے دن کی قصا ہوتی نماز کسی نے اگلے بدھ پڑھائی تو اس میں کون سی نیکی اور بدی کی تقسیم ہے۔ اور اس میں کیا حرج ہے؟

۳) پھر یہ بھی جھوٹ ہے کہ حضرت طلحہؓ نے حضورؐ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کا قصد کیا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں امت کی مائیں کہہ دیا تو اب کوئی بد بخت حضورؐ کی وفات کے بعد ان مائوں کے بارے میں اس طرح کی بات نہیں سوچ سکتا۔ ہاں اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کسی نادان نے نادانی میں ایسی بات کہی تو اب اللہ سبحانہ نے اسے حرام ٹھہرایا۔ پیغمبر کی بیویوں کو مومنین کی مائیں کہنا تو کیا اب یہ آیت نادانی میں ایسی بات کہنے والوں کے مومن ہونے کی شہادت نہیں ہاں اس آیت کے نازل ہونے کے بعد جو شخص اس کا قصد تک کر دے وہ جیسا کفر ہوگا صحابی نہ ہوگا۔

بیشر حسین مذکور نے حدیث پر تفسیر کبیر سے ترجمہ بات نقل کی اس کے ان الفاظ کو دیکھیں۔

ان بعض الناس قبل هو صلحہ بن عبد اللہ قال

ابو سلمیٰ نے مخفی نہیں کہ حضرت طلحہؓ کا نام فقط قبل سے ذکر کیا گیا ہے جو ضعف قولہ پر دلالت کرتا ہے کہی حدیث صحیح سے ثابت نہیں کہ حضرت طلحہؓ نے یہ بات کہی ہو۔ پھر بشیر حسین موصوف اسے اس طرح نقل کرتا ہے گویا یہ بات کسی صحابی نے حضورؐ کی وفات کے بعد کہی ہے وہ لکھتا ہے۔

ایسے صحابی بھی تھے جنہوں نے حضورؐ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کے ارادے کیے۔ ص ۱۲

یہ کھٹا جھوٹ ہے اور صحابی پر افتراء ہے۔ کتاب کا حوالہ غلط پیش کیا ہے کسی شخص نے حضورؐ کی وفات کے بعد نہ اس کا ارادہ کیا نہ یہ بات کہی نہ کوئی مسلمان یہ بات کہہ سکتا ہے۔ ازواج مطہرات کے اہانت المؤمنین قرار دیے جانے سے پہلے کسی نے یہ کہا ہو تو یہ البتہ کفر نہ ہوگا۔

۴) خلفائے راشدین میں سے ایک نے حضورؐ کی حیات میں شراب پئے نشہ کی حالت میں نماز پڑھائی۔ اس میں سورہ کافرون پڑھی اور اس میں وہ چاروں لا بھول گئے۔ اس پر یہ آیت اتزی کر اے مومنون نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔

فقد موعلاً یصلیٰ ہمہ المغرب فقراً قل یا ایہا الکافرون اعبدا ما تعبدون۔ (ابن جریر ج ۲ ص ۲۳)
ترجمہ سوا انہوں نے انہیں آگے کیا کہ مغرب کی نماز پڑھائیں۔ آپ نے قرأت اس طرح کی اور لا بھول گئے۔
قل یا ایہا الکافرون اعبدا ما تعبدون۔ (لا بھول دیا)

تحقیقی دستاویز





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سید احمد شہید

شاہ اسماعیل شہید

ترجمہ
مولانا محمد اکرم
جامعہ

اسلامی اکیڈمی

۳۰ اردو بازار لاہور



ایضاً عبد العزیز بن مسعود رضی اللہ عنہما بطول بقائہ و اغزنا و سائر المسلمین مجیدہ و علائہ کی اور آپ کو انجانب کے ساتھ طریقہ نقشبندیہ میں بیعت حاصل ہوئی اور حصول بیعت کے بعد اور انجانب کی توجہات کی برکت سے آپ کو نہایت عجیب عجیب معاملات ظاہر ہوئے کہ انہیں وقائع عجیبہ کے سبب طریق نبوت کے کمالات جو ابتداء سے فطرت میں نمودار تھے۔ ان کی اب تفصیل اور تشریح کی نوبت پہنچی اور مقامات طویق ولایت بھی اچھی جگہ پر جلوہ گر ہوئے۔ ان سب معاملات سے اول اور بہتر یہ ہے کہ آپ نے جب رسالت اللہ و صلوات اللہ و سلامہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور انجانب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیس عدد چھو بار سے اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کو کھلائے۔ اس طرح سے کہ ایک ایک چھو بار اپنے ہاتھ مبارک سے لے کر حضرت سید صاحب کے منہ میں رکھتے تھے اور بعد ازاں کہ آپ بیدار ہوئے آپ کے رویے حقہ کا اثر ظاہر باہر اپنے نفس میں پائے تھے اور اسی خواب کی بدولت ابتداء سے سلوک نبوت حاصل ہو گیا بعد ازاں ایک دن جب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور شیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا۔ پس جناب علی مرتضیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح شست و شو کی۔ جس طرح والدین اپنے بچوں کو شست و شو کرتے ہیں۔ اور جناب فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ و خوبصورت لباس اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب کمالات طویق نبوت نہایت جلوہ گر ہوئے۔ اور اقبائے ازل جو کہ انزل الازل علی شیدہ تھی مقدسہ و شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ اور عنایت ربانی اور تربیت رحمانی بلا واسطہ آپ کے حال کے متکفل ہوئی اور بے دریغ معاملات اور بے شمار واقعات و قورع ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت سخی جل و علائے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا اور کوئی پیرا اور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور





حیاتِ سید محمد شہید

حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی کے
حالات

از
محمد جعفر تھانیسری

نفیس اکیڈمی

کراچی

بلاسٹریٹ

قیمت : بارہ روپے





۶۴

حیات سیدہ امیر شہیدہ

انہی خواتین کے ہاوت میں شریک ہو گیا اور جب بعد ازاں شریک بخدمت مولانا صاحب کے ساتھ
 جگہ سامعہ جگہ بجا تو بہت مسرور اور مفلح ہو کر آپ نے فرمایا کہ باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے
 کہ آپ آج کی شب اپنی مادی کو پہنچ گئے ہیں اس روز کے بعد سے آنا فانیات و ترقیات و علو
 درجات و معاملات عجیب و ارباب غریب آپ پر ظاہر ہونے لگیں۔

اس معاملہ عجیبہ کے بعد صاحب مخزن بحوالہ اہل مستقیم لکھا ہے
 حضرت علی کی زیارت کہ ایک خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بیوروں سے
 دست مبارک سے سید صاحب کے منہ میں ایک درہم لے کے ہوا۔ کچھ کر بہت پرہیز
 و احتیاط سے کھلائے اور جب آپ بیدار ہوئے تو ان چھوٹوں کی تیرہ بیوی آپ کے ظاہر
 پر آئے جو یہ بات سنی۔ اس کے بعد ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدہ
 فاطمہ علیہما السلام کو سید صاحب نے خواب میں دیکھا۔ اس رات کو حضرت علی نے
 سیدہ فاطمہ سے کہا کہ آپ کو بھلایا اور حضرت فاطمہ نے ایک لباس پہنے یا تھوکتے آپ
 کو چھوئے۔ واقعات کے بعد کائنات طریقہ نبوت کے نہایت آسان و آسان کے ساتھ آپ
 کو چھوئے گئے درود و عزت ازیں جو ممکن اور محبوب تھی ظاہر ہو گئی اور نہایت
 دلچسپی سے کسی کے شغل حال آپ کے ہو گئی اور نہایت عجیب و غریب معاملات آپ
 پر رونق پڑے کہ ایک دن ایک درویش فقیر میں اللہ رب العزت نے اپنے دست
 مبارک سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ایک چیز انعام دے دی کہ جو نہایت رفیع
 و عالیٰ تھی آپ کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ تم کو یہ چیز اب نہایت ہونی ہے اور اس کے
 بعد نہایت ہی چیزیں تم کو عافیت فرما دی گئے۔

انہیں آیات میں ایک شخص نے سید صاحب
 سیدہ صاحبہ کو بیعت لینے کی اجازت سے درخواست کی تھی۔ مگر ان آیات
 سے سید صاحب علیٰ العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے اس واسطے کہ ان شخص کی درخواست
 کو مسترد نہ فرمایا۔ تب وہ شخص نہایت محزون و انکساری سے عرض کرنے لگا اس وقت
 آپ نے فرمایا کہ ایک روز در وقت کہ اس کے بعد جو مناسب وقت ہو گا یا چین
 لکھیں گے بعد سید صاحب نے برائے استغفار درجہ اولیٰ میں بیعت کے جناب
 سے فرمایا کہ ایک مذہب سے مذہب میں سے نبوت بیعت





تتممة المختصر في أخبار البشر (تأريخ آبت الوردی)

للأستاذ العلامة الشيخ
زين الدين عسمر بن الوردی

إشراف وتحقيق
أحمد رفعت البدرأوي

المجلد الأول

الناشر
دار المعرفة
بيروت - لبنان

سنة إحدى وأربعين :

قيل : ان علياً تجهز قبل موته لقتال معاوية وبابيع أربعين ألفاً على الموت فالتقى قتله ، فلما بوبيع الحسن بلغه مسير أهل الشام مع معاوية لقتاله ، فتجهز الحسن في ذلك الجيش وسار عن الكوفة في لقاء معاوية ووصل المدائن ، وجعل على مقدمته قيس بن سعد في اثني عشر ألفاً وقيل : بسل عبيد الله بن عباس ، وجرى في عسكره فتنة قيل : نازعوا الحسن بساطاً تحته فدخل المقصورة ليصعد بالمدائن ونفر قلبه من ذلك العسكر ، فكتب إلى معاوية واشترط شروطاً ان أجابه اليها سمع وأطاع ، فأجابه معاوية إليها . والشروط : أن يحطه ما في بيت مال الكوفة ، وخراج دار ابجرود من فارس ، وأن لا يسب علياً . فلم يجب إلى الكف عن السب ، فطلب أن لا يسب وهو يسمع ، فحطه وما وقي به ، وقيل : أنه وصله بأربعمائة ألف درهم ولم يصله شيء من خراج دار ابجرود .

ودخل معاوية الكوفة وبابيعه الناس ، وجرت بين قيس بن سعد بن عباد بن عبد الله بن عباس وبين معاوية مراسلات آخرها المبايعه بمن معها وشروطاً أن يحط بها مال ولا دم ، ووفي لها معاوية ، ولحق الحسن بالمدينة واهل بيته .

وقيل : سلم الأمر الى معاوية في ربيع الأول سنة إحدى وأربعين ، وقيل : في ربيع الآخر ، وقيل : في جمادي الاولى . وعلى هذا فخلافته ^(١) على القبول في رجب سنة ثمان وخمسون شهر وعلى الثاني ستة أشهر وكسر .

وقام الحسن بالمدينة إلى أن توفي بها في ربيع الأول سنة تسع وأربعين ^(٢) ، وبعث معاوية جيشاً من ثلاث من الهجرة ، وهو أكبر من الحسين بسنة وكان مطلقاً .

ان الذي حقيقته : أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تكون ملكاً حسنة . وكان آخر الثلاثين يوم خلع الحسن نفسه من الخلافة . وقيل : أن زوجته جعدة بنت الاشعث سمته ، قيل : بأمر معاوية وقيل : بأمر يزيد بن معاوية .



مجموع فیتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیة

قدس الله روحه

جمع وترتيب الفقير إلى الله

عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمي البكري المنبهي

وساعده ابنه محمد وفقهما الله

المجلد الرابع

الطبعة الثالثة ١٤٠٣ هـ

مكتبة ابن تیمیة
الطبعة ونشر الكتب السلفية

تحقيق ودرستی

446



محبان عثمان حضرت علیؑ سے منحرف، ان سے بغض، اور ان پر سب و شتم کرتے تھے

أوساخ الناس، وقد قال بعض السلف: حب أبي بكر وعمر إيمان، وبغضهما نفاق. وفي المسانيد والسنن أن النبي صلى الله عليه وسلم قال للعباس — لما شكا إليه جفوة قوم لهم قال: «والذي نفسي بيده لا يدخلون الجنة حتى ينجسوا من أجلى».

وفي الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: «ان الله اصطفى بني اسماعيل؛ واصطفى بني كنانة من بني اسماعيل؛ واصطفى قريشا من كنانة، واصطفى بني هاشم من قريش؛ واصطفاني من بني هاشم».

وقد كانت الفتنة لما وقعت بقتل عثمان وافتراق الامة بعده، صار قوم ممن يحب عثمان ويغلو فيه ينحرف عن علي رضي الله عنه، مثل كثير من أهل الشام؛ ممن كان اذ ذاك يسب علياً رضي الله عنه ويبغضه.

وقوم ممن يحب علياً رضي الله عنه ويغلو فيه ينحرف عن عثمان رضي الله عنه، مثل كثير من أهل العراق؛ ممن كان يبغض عثمان ويسب رضي الله عنه.

ثم تغلظت بدعتهم بعد ذلك؛ حتى سبوا أبا بكر وعمر رضي الله عنهما وزاد البلاء بهم حينئذ.

والله محبة عثمان وعلي جميعاً، وتقديم أبي بكر وعمر عليهما رضي الله



كِتَابُ
الْحَقِّ الْفَرِيدِ

تَأَلِيفُ

أبي عمر أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي

شرحاً وضبطاً وعنون موضوعاته

أحمد أمين ، أحمد الزين ، إبراهيم البياري

الجزء الثالث

دار الأندلس

للطباعة والنشر والتوزيع





حضرت علیؓ کو مست اونٹ کی طرح پکڑ کر لایا جاتا تھا

الجزء الثالث من العقد الفرید

ولا قائد يرشده، دعاه اخوى فاجابه، وقاده فاتبعه. زعمت أنك إنما أسند عليك يعني خفوري^(١) لعثمان. ولعمري ما كنت إلا رجلاً من المهاجرين أوردت كما أوردوا، وأصدرك كما أصدروا. وما كان الله ليجمعهم على ضلته ولا ليضربهم بالعصي. وما أمرت فلزمتني خطيئة الأمر، ولا قتلت فأخاف على نفسي بقصاص القتلى. وأما قولك إن أهل الشام هم حكام أهل الحجاز، فهات رجلاً من أهل الشام يقبل في الثوري أو تحل له الخلافة، فإن سميت كذبتك المهاجرون والأنصار. ونحن نأتيك به من أهل^(٢) الحجاز. وأما قولك: ادفع إلي قتل عثمان؟ فما أنت وذاك؟ وما هذا بنو عثمان، وهم أولى بذلك منك. فإن زعمت أنك أقوى على طلب دم عثمان سداً فأرجع إلى البيعة التي لزمك وحاكم القوم إلي. وأما تمييزك بين أهل الشام والنصرة، وبينك وبين طلحة والزبير. فلعمرى ما الأمر هناك إلا واحد، لأنها بيعة عامة لا يتأتى فيها النظر ولا يستأنف فيها الجبار. وأما قرابتي من رسول الله ﷺ بحسبي في الإسلام، فلو أستطعت دفعه لدفعته.

وكتب معاوية إلى علي: أما بعد. فإنك قتلت ناصرك، واستنصرت واترك. قسم الله لأرميك بشهاب تركبه الريح ولا يطفئه الماء. فإذا وقع وقب^(٣)، وإذا مس قلبه فلا تحسني كسحيم أو عبد القيس أو حلوان الكاهن.

طاجه علي: أما بعد. فوالله ما قتل ابن عمك غيرك، وإني أرجو أن أخفك به على مثل ذنبه وأعظم من خطيئته. وإن السيف الذي ضربت به أهلك^(٤) لمعي دائم. والله ما استحدثت ذنباً، ولا استبدلت نبياً، وإنني على المهاج الذي تركتموه طائعين، واللهم فيه كارهين.

وكتب معاوية إلى علي بن أبي طالب: أما بعد. فإن الله أصطفى عبداً وجعله الخليفة على وجهه، والرسول إلى خلقه، وأختار له من المسلمين أعواناً أبدتهم بهم، فكانوا في سترهم عنده على قدر فضائلهم في الإسلام، فكان أفضلهم في الإسلام وأحسنهم لله ورسوله الخليفة، وخليفة الخليفة، والخليفة الثالث، فكلهم حسدت، بغير نعيم نعيم. عرفنا ذلك في نظرك الشرر، وتنفسك الصعداء، وإبطانك على

^(١) خفوري: اسم الفخري، إذا لم يف بها: والخفوري، هو الإخمار نفسه من قبل الحفر، من غير فعل. ويقال: خفوري: إذا لم يف بها ولم تنم. وفي بعض الأصول: «خفوري».

^(٢) من أهل الحجاز: «قرش».

^(٣) وإذا وقع: «وقب».

^(٤) وأهلك: «أهلك».





كتاب العسجدة الثانية

الخلفاء، وأنت في كل ذلك تقاد كما يُقاد البعير المُخشوش^(١)، حتى تباع وأنت كاره. ولم تكن لأحد منهم أشدَّ حسداً منك لابن عمك عثمان، وكان أحفهم أن لا تفعل ذلك في قرابته وصهره. فقطعت رحمة، وقُبِحت محاسنه، وأُلبت عليه الناس، حتى ضُربت إليه آباط الإبل، وشُهر عليه السلاح في حرم الرسول، فقتل معك في المحلة وأنت تسمع في داره المائعة^(٢)، لا تُؤذي عن نفسك في أمره بقول ولا فعل برّ. أقسم قسماً صادقاً لو قمت في أمره مقاماً واحداً تنهين الناس عنه ما عدل بك ممن قبلنا من الناس أحد ونحنا ذلك عنك ما كانوا يعرفونك به من المجانية لعثمان، فهم بضانتك وعُضدك وأنصارك. فقد بلغني أنك تتنفي من دمه، فإن كنت صادقاً فادفع إلينا قتله نقتلهم به، ثم نحن أسرع الناس إليك، وإلا فليس لك ولا لأصحابك عندنا إلا الشف. والذي نفس معاوية بيده لأطلين قتلة عثمان في الجبال والرمال والبر والبحر حتى نقتلهم أو نلحق أرواحنا بالله.

فأجابه علي: أما بعد. فإن أبا خولان قدّم علي بكتاب منك تذكر فيه محمداً ﷺ وما أنعم الله به عليه من الهدى والوحي. فالحمد لله الذي صدقه الوعد، وثم له النصر، ومكنه في البلاد، وأظهره على الأعادي من قومه، الذين أظهروا له التكذيب، ونابدوه بالعداوة، وظاهروا علي إخراجهم وإخراج أصحابه، وألبوا عليه العرب، وحزبوا الأحزاب، حتى جاء الحق وظهر أمر الله وهم كارهون. وذكرت أن الله اختار من المسلمين أعواناً أيده بهم، فكانوا في منازلهم عنده على قدر فضائلهم في الإسلام، فكان أفضلهم في الإسلام^(٣) وأنصحهم لله ولرسوله الخليفة من بعده. ولعمري إن كان مكانهم^(٤) في الإسلام لعظيماً، وإن كان المصاب بهم^(٥) جرحاً في الإسلام شديداً، فرحمهم الله وغفر لهم. وذكرت أن عثمان كان في الفضل ثالثاً، فإن كان محسناً فليقل رياء شكوراً بضاعف له الحسنات ويخزيه الثواب العظيم، وإن يك مُسبباً فليقل رياء غفوراً. لا يتعاضمه ذنب يغفره. ولعمري إني لأرجو إذا الله أعطى الأسم^(٦) أن يكون سهمنا أهل البيت أوفر نصيب. وأيم الله، ما رأيت ولا سمعت بأحد كان

(١) يقال: حششت البعير فهو مخشوش، إذا جعلت في أنفه خشاشاً، وهو ما يدخل في عطف أنف البعير من خشب.

(٢) المائعة: الصوت الشديد تفرع منه.

(٣) في بعض الأصول: وأفضلهم ابن عمك في الإسلام.

(٤) في بعض الأصول: مكانهم.

(٥) في بعض الأصول: بهم.

(٦) في بعض الأصول: الإسلام.



قصة النازي

على صيغ الجازي

من أنما إلى الله في الدنيا والآخرة
إمام العصر الشيخ محمد نور الكاشغري ثم الديوبندري
المتوفى ١٣٥٢ هـ

مع حاشية البدوي إلى الفين الجازي
من مشايخ الفضيلة الأئمة الكبار الذين تفرغوا للتراث
من أساتذة الحديث بالجامعة الإسلامية ببيس

١٢

طبع على نفقة

إدارة جمعية علماء الترانسفال « في جوهانسبرج (أفريقية الجنوبية) »

تحت إشراف « المجلس الأعلى » بزمبابوي - موزمبيق (الهند)

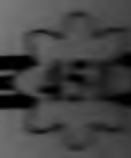
حقوق الطبع محفوظة للإدارة المذكورة

الطبعة الأولى

١٣٥٧ هـ - ١٩٣٨ م

طبعة جازي بالفامرة

تحقيق رستاق





صلاة العبدین

باب (الخروج إلى المصلي) واعلم أن السنة أن يخرج الإمام بدون منبر فإن النبي ﷺ هكذا كان يخرج ولم يكن منبر بالمصلي أيضاً نعم يعلم من الروايات أنه كان هناك موضع مرتفع بخطب عليه لما في البخاري ثم نزل ثم بناه كثير بن الصلت في عهد الخلفاء من ابن وطين ثم إن من السنة تقديم الصلاة على الخطبة وإنما قدمها مروان على الصلاة لأنه كان يسب علياً رضي الله عنه وكان الناس يقهرون عنها فقدمها على الصلاة لهذا وأما تقديم عثمان رضي الله عنه فكان لمصلحة أخرى (١)

قوله : « أحب إلى من شائين » أي إحداهما التي ذبحتها ولم تعتبر والثانية هذه كانت تلك أحب شائيه لا أن تلك كانت أسمن وأحب من الشائين

باب (المنى والركوب الخ) واعلم أنه لم يثبت الأذان والإقامة للعبدین في عهد النبي ﷺ وإنما تفرد به ابن الزبير رضي الله عنه وكلم له مثل هذه التفردات كما مر من قبل ، نعم كان بلال ينادي بالصلاة جامعة ولذا أجيز بنحوه في الكسوف أيضاً ونعم ما قال أحمد رحمه الله تعالى الأصل في العبادات أن لا يشرع منها إلا ما شرعها الله والأصل في المعاملات أن لا يتخذ منها إلا ما حذر الله منه

باب (الخطبة بعد الصلاة) حدثنا أبو عاصم أنا ابن جريج قال أخبرني حسن بن مسلم عن طاوس — واعلم أن الحسن هذا من أخص تلامذة طاوس وهو يسأل عن رفع اليدين ويحققه عن طاوس فعلم أن رفع اليدين ليس شيئاً بدعيها كما فهمه الخصوم ثم الحسن هذا من رواة البخاري

قوله : « لم يصل بعدها » وفي البحر لا يصل في صلاة الضحى أيضاً وإن اعتاد بها وعن علي رضي الله عنه أنه رأى رجلاً يصل بالمصلي فقال له الناس ألا تنهى عنها قال لم أر النبي ﷺ يصلها في ذلك اليوم إلا أني لا أمنعه خشية أن أدخل في قوله أرايت الذي ينهى عبداً إذا صلى . وقال

حكم عام كما خص هذا الرجل ههنا وعند الترمذي أنه أباح لامرأة النياحة لما استأذنته فيها وأصرت عليه أن يؤذن لها في النياحة مرة فضاء عما كانت عليها لأحد في زمن الجاهلية وقوله لرجل جاءه يستخبره عما يجب عليه وجوابه إياه والله لا أزيد على هذا ولا أنقص فقال له أفلمح الرجل وأنت ان صدق علي ما مر تقريره وقوله لرجل ظاهر من أمر أنه ثم واقفها في رمضان ولم يستطع أداء الكفارة على وجهه — وقوله لرجل لم يبق عنده الاعتود في الأضحية ضح به أنت ولا تنجز لأحد بعدك .

(١) يقول العبد الضعيف قال الحافظ رحمه الله تعالى إن عثمان رأى مصلحة الجماعة في إدراكهم الصلاة وروى مثله عن عمر ومعهقه ونظر فيه الحافظ رحمه الله تعالى وجمع بوقوعه عنه نادراً أو الترجيح بما روى عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه في الصحيحين وسيأتي عند البخاري بعد حديث .

رواه ابن عمر حضرت علي بن عباس وشمس كراتي



البَيْزَانِيُّ وَالشَّهَائِدَةُ

في التاريخ

للامام الحافظ المفسر المؤرخ عماد الدين ابى الفداء اسماعيل

ابن عمر بن كثير القرشي الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٠ هـ

الجَزَعُ الشَّيْئِيُّ



مطبعة السخاذه بجوار محافظة تبصر

تحقيق ودرستين



(۸۴)

ذو الناج، لأنه كان إذا اعتم لا يعتم أحد يومئذ إعظاماً له، وكان سعيد هذا من عمال عمر على
السواد، وجعله عثمان فيمن يكتب المصاحف لفصاحته، وكان أشبه الناس لحية برسول الله ﷺ
وكان في جملة الاثني عشر رجلاً، الذين يستخرجون القرآن ويعلمونه ويكتبونه، منهم أبي بن كعب
وزيد بن ثابت. واستنابه عثمان على الكوفة بعد عزله الوليد بن عتبة، فافتتح طبرستان وجرجان
ونقض العهد أهل أذربيجان فغزاهم ففتحها، فلما مات عثمان اعتزل الفتنة فلم يشهد الجمل ولا صفين
فلما استقر الأمر لمعاوية وفد إليه فكتب عليه فاعتذر إليه فعدله في كلام طويل جداً، وولاه الله
مرتين، وعزله عنها مرتين مروان بن الحكم، وكان سعيد هذا لا يسبُ علياً، ومروان بن الحكم
وروي عن النبي ﷺ، وعن عمر بن الخطاب، وعثمان، وعائشة، وعنه ابنه عمرو بن سعيد الأشج
وأبو سعيد ومسلم بن عبد الله بن عمر، وعروة بن الزبير، وغيرهم، وليس له في المسند ولا في الكتب
الستة شيء. وقد كان حسن السيرة، جيد السريرة، وكان كثيراً ما يجمع أصحابه في كل جمعة فيطعمهم
ويكسومهم الخلل، ويرسل إلى بيوتهم بالهدايا والتحف والبر الكثير، وكان يصبر الصبر فيضعهم
يدي المصلين من ذوى الحاجات في المسجد. قال ابن عساكر: وقد كانت له دار بدمشق نمر
بعده بدار نعيم، وحمام نعيم، بنواحي الديلم، ثم رجع إلى المدينة فأقام بها إلى أن مات، وما
كر بما جواداً محمداً. ثم أورد شيئاً من حديثه من طريق يعقوب بن سفيان: حدثنا أبو سعيد
ثنا عبد الله بن الأجلح ثنا هشام بن عروة عن أبيه أن سعيد بن العاص قال: إن رسول الله ﷺ
قال: «خيركم في الإسلام خياركم في الجاهلية» وفي طريق الزبير بن بكار: حدثني رجل
عبد العزيز بن أبيان حدثني خالد بن سعيد عن أبيه عن ابن عمر قال: جاءت امرأة إلى رسول الله
ﷺ ببرد. فقالت: إني نذرت أن أعطي هذا الثوب أكرم العرب، فقال: «أعطه هذا النذر»
يعني سعيد بن العاص - وهو واقف، فلذلك سميت الثياب السعيدية وأنشد الفرزدق قوله فيه -
تري الغر الجحاجح من قریش * إذا ما الخطب في الحدان علا
قياماً ينظرون إلى سعيد * كأنهم برون به هلالاً

وذكر أن عثمان عزل عن الكوفة المنيرة وولاه سعيد بن أبي وقاص، ثم عزله وولاه الوالد
ابن عتبة، ثم عزله وولى سعيد بن العاص، فأقام بها حيناً، ولم يحمده سيرته فيهم ولم يحبوه.
ركب مالك بن الحارث - وهو الأشتر النخعي - في جماعة إلى عثمان وسألوه أن يعزل عنهم سعيد
يعزله، وكان عنده بالمدينة فيهم، وسبق الأشتر إلى الكوفة فخطب الناس وحثهم على منع
الدخول إليهم، وركب الأشتر في جيش بمنعوه من الدخول، قيل تلقوه إلى العذيب، - وقد
سعيد بالرعة - فمنعوه من الدخول إليهم، ولم يزالوا به حتى ردوه إلى عثمان، وولى الأشتر أبا

مروان بن الحكم خطيب من حضرت علي بن ابي طالب

تحقيق رشتا

فقد احسن الله تعالى بغيره رحمة
 انما اول ما يلقى من طوبى ما هو وانه العارف يا بشة
 ولاننا الحياج اليه في كل امر الى اننا نرى اننا نرى اننا نرى
 اننا نرى اننا نرى اننا نرى اننا نرى اننا نرى اننا نرى

الكتاب المسمى

الكتاب المسمى

الكتاب المسمى

انقول

عبد الرحمن الفقيه وصدرا الحكيم العلامة آقاي ابيان الذي احيانا للودعي العلامة شيخ مولانا محمد محيى الكاظمي علوي
 في سره في قراءة ابحاث الحديث على محضر الامام وطلال الطول بحال العلامة في انظار الحاج محمد زكريا
 شيخ الحديث بظاهر علوم رقاها الله على القل لمرات ومرت من فضله في المقامات لطيفه بالشرع فله
 على هذه اسئلة تلوان غلبته وصر في لغيره لما اشهد من الاخوان والاكارم الاحكام والاقرار ولم
 يقبلوا شيئا من وجوه التوقف والاعتذار وراى اسعاف ما موطنهم فشرعن سابق الجسد
 واهم اليها باليسى والدك فارتفع المشكلات وفتح المخلفات ودين الحواشي
 في غير البيان وطرز بجوابه التبيان فجا بجوابه على حسن ما يرام وانفع شئ
 لانام فقام بعبارة تشكر الراجي فلاح يوم الدين

نقله لوالده و لمشاخه (المبعين) الناظم المكتبة الخيرية بها بوس

تحقیقی و استواری



علیه العکلت فی تفصیل الطیب بسملة عن احمد وابشره ونحوه وانما ذلك لو كان للطيب في اهلر وان لم يكن للطيب الخ

البواب العیدین

فی بعض طلبہ العباد لفظ الیاء والنون الذی ہو علامۃ لتثنیۃ لما رأی الاحادیث الواردة بعد هذا لیست فی الاصحیح خلافاً ذاکراً حکام الاحادیث الثانیۃ مشترکۃ بینہما ومع ذلك فقد قال فی الباب الاخر والا یطعم یوم الاصحیح حتی یرجع صبیۃ قول من السنۃ ان الیاء انا اعتیاد وهو الظاہر فترک خلاف لما ہو اوسلہ واما عبادۃ فترک مکروہ تنزیہاً لینی برائۃ من سنن الہدیۃ او من السنن الزوائد فان قول من السنۃ شال لہما والوجہ فی الامر بالاکل قبل الخروج الی المصلی قطع العرق مما یلزم من صلوۃ الزیادۃ علی ما فہمہ اللہ تعالیٰ من الصیام فان امساک هذا القدر من الوقت صوم ظاہراً وان لم یستہر الشارح ما لم یشتم مع الذیۃ باب فی صلوۃ العیدین قبل الخطبۃ ہذا دفع ما لعلہم یموتون من تقدیم مروان الخطبۃ سنیۃ ولما لعلہم یقیسون العیدین علی الجمعۃ ویس کذلک لان خطبۃ الجمعۃ شرط لہا والشرط مقدم علی ما ہو بشرط لہ ولا کذلک فی العید قولہ ویقال ان اول من خطب قبل الصلوۃ مروان بن الحکم ای بنیۃ فاسدۃ والا فقد فعل فک قبل عثمان بن عفان فہذا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاما قدیم الخطبۃ لما کثر الناس وازدحم المسلمون فکان یری فی خطبۃ افواج الناس یأتون الی المصلی تقدم الخطبۃ لکلا تقوت المسلمین صلوۃتہم فکان فعلہ ذلک حسناً لم ینکرہ علیہ احد من الصحابۃ والتابعین واما مروان فکان یعرض فی خطبۃ بابل بیت البقی صلی اللہ علیہ وسلم ویسئ الداب بہم فکما رأی الناس ذلک وان لیس لہم صبر علی استماع افانہم رضی اللہ عنہم جیاداً یموتون اذا فرغوا من الصلوۃ وترکوا خطبۃ مروان ان یسمعوہا فقدم مروان الخطبۃ علی الصلوۃ لیسبہم الی سماءہا فکان فعلہ ذلک خبیثاً ظاہراً فانکرہا علیہ باب ان صلوۃ العیدین بغیر اذان لا اقامۃ ہذا لیس نفیاً للاعلام مطلقاً بل فی بعضی للاعلام بطریق مخصوص لکنہ لعل من بعض الروایات انہ

مروان بن الحکم خطب قبل حضرت علی بن ابی طالب

ملک فی الدر المختار ندب یوم الغفران کما علواً دترأ قبل الصلوۃ واستیارک واعتقاد قال ابن ماجہ بن الندی قول بعض وعد الصنف انش بافا من السنن والصحیح ان النخل سنۃ ۱۲۰ ع ۱۱ ہی سنۃ قال الشافعی عن الیہ حتی لو لم یخطب اصلاً مع واسا لکن لکن السنۃ ولو قد ہما علی الصلوۃ صحت واسا ولا تقاد الصلوۃ ۱۲۰ ع ۱۲ فقد خرج السیوطی فی اولیات عثمان من تاریخ الخلفاء اذ اول من قدم الخطبۃ فی العید علی الصلوۃ وخرج ایضا قال الترمذی اول من احدث الخطبۃ قبل الصلوۃ فی العید معویۃ الخرج عبد الرزاق احوثت والیہ منہا فیستعذر ذابث ذلک والا فانکر ابو الطیب شارح الترمذی لروایۃ البخاری عن الیہ عبد الجدری فکما یزل الناس علی ذلک ای علی ابتداء الصلوۃ قبل الخطبۃ حتی خرجت مع مروان الحدیث ۱۲۰ ع ۱۳ ما فادہ الشیخ من جواز الاعلام بغیر الاذان مرہ بذلک الشیخ سرار شارح الترمذی فقال یندب عند اللائم الاربعۃ ان ینادی لہا بالصلوۃ جامعۃ وکذا علی غیرہم کما فی الاوجز وعلی الزرقانی من المالکیۃ والجمہور ان لا ینادی لہا بشئ وعلی ہذا فلا یصح قیاس علیہم الکسوف وغیرہ لان صلوۃ غیر معلومۃ للناس ووقتها لم تعین بخلاف صلوۃ العید فان وقتہا معلوم متعین والتبکیہ لہا مسنۃ فخال وشکل الشیخ قدس سرہ یستحب فی ثلاث الاری فی الوتر اکسوف علی اندر فی البیتۃ



وهو العقود من البراءة

فحملة على ما من علينا النشر تعليقات مستفاد من
الدروس الحديثة للعلماء خاتمة الحديث من المفسرين
الفقهاء والمتكلمين مولانا السيد محمد انور شاه
شيخ الحديث وصدر المدرسين بلكه العلوم الدينية

الشيخ
محمد
ابراهيم
ابن
عبد
الله

والمسلم

بناحية الاحقر الا تقرر الحافظ من كل نوع من المالك

المكتبة التيمية الواقعة في بلدة بنو



اما مسئلة ما خالف فيها الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين -
باب ما جاء في السفر يوم الجمعة لو ارادوا ان يخرجوا قبل الزوال فيها وان تأخر الى ما بعد الزوال
 فلا يجوز له السفر بدون اداء الجمعة -

باب ما جاء في الطيب والسواك يوم الجمعة فليسب الى مالك وجوز الغسل كما مر من اتفاق قول
 فالما له طيب اي الغسل كاف وهذا من قبيل سح حجة بينهم ضرب وجعل الكارعة رجل غني

ابواب العيدين

باب في صلاة العيدين قبل الخطبة السنة الخطبة بعد العيدين وتلقاه الامتة بالقبول وخالفوا من
 فانه كان يجوز في خطبة طيناً حتى الذرعة واستكره الناس وكانوا لا يسمون الخطبة فقدم الخطبة على ما تقدموا
 خطبة الجمعة ايضاً بعد الاشارة عليه السلام كان يخطب فنظر الناس كلهم زعموا منهم ان سح الخطبة ليس بحكم فبقية اثنا
 عشرة نفساً حوله عليه السلام فقدمها النبي صلى الله عليه وسلم كما في مراسيل ابي داود وثبت عن عثمان ايضاً انه قد رجم الخطبة
 على صلاة العيدين يركل الناس صلاة العيد -

باب ان صلاة العيدين بلا اذان واقامة هكذا عمل الامتة المبررة ولا يقال ان الاذان والاقامة امران
 حسان فاي خرج فيها فانه قد ثبت من عليه السلام صلاة العيدين تسع سنين ما شتا و صيف من هذا ما روى
 ان طيناً رضي الله عنه اني ابيصلي فوجد رجلاً يتلو ع فيها فقال للرجل اعذب على صلواتي قال علي انك
 تعذب علي خلافاً لسنة وفي كتاب الشافعية يجوز في صلاة العيدين بناوي في الاسواق بالصلوة هامة وقاموا
 على جودها في صلاة الكسوف اخرجهم مسلم ٢٩١ ثبت النبي صلى الله عليه وسلم مسنداً بالصلوة جامة فاجتمعوا
 الخ وليس هذا في كذا واذان واقام ابن الزبير وما وافقه الامتة في وقال البخاري ان المبررة ليست الا سنة
باب ما جاء في القراءة في العيدين حديث الباب يفيد في مقابلة من يدعي اهل بالحدوث فانه
 يقول اذا اجتمع العيد والجمعة فاجتمع عفو ورفوع الباب يرفعهم ولا يرفعهم نعم ثبت ما قالوا عن ابن الزبير
 ويصلى تسابيحاً لما في البخاري عن عثمان انه صلى العيد ثم قال للناس من اراد ان يذبح فليذبح فليس مرادوا العفو
 عن اهل مصر بل لما جازة اهل القرى الذين يجمعوا -

باب ما جاء في التكبير في العيدين قال ائمتنا الثلاثة وسفيان الثوري ان التكبير الزوائد مستحقة
 ثلثة في الاولى قبل القراءة وثلثة في الثانية بعد اوقال مالك واسحق والشافعي الزوائد ثلثي عشر تكبيرة قبل القراءة

مولان بن محمد خطيبان حضرت علي بن ابي طالب

چوہاب

سَلَامٌ عَلَى السَّالَمِينَ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ: ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص میرے اصحاب کو
برا کہے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (طبرانی)

توبہ الایمان تطہیر الحیان

مصنفہ

عَلَامَہ ابن حَجَر مکی رَحْمَۃُ اللہ علیہ المتوفی ۹۹۵ھ

مترجم

عَلَامَہ محمد عبد الشکور فاروقی لکھنؤی

المتوفی ۱۴ رذی قمر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۶۷ء

تحقیقی دستاویز



ایک اور روایت جس کی سند میں عطاء بن سائب ہیں اور ان کی عقل میں فتور آگیا تھا مروی ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مروان نے گالیاں دیں تھے کہ یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم تم بیشک ملعون گھرانے کے ہو اس پر حضرت حسین کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو یہ کہتا ہے تو ہم سے بھی سن لے خدا کی قسم خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربانی تجھ پر نازل ہے حالانکہ تو اس وقت اپنے باپ کی پشت میں تھا پس مروان چپ ہو گیا۔

اور ایک روایت میں جس کے راوی ثقہ ہیں مروی ہے کہ مروان جب حاکم مدینہ ہوا تو پھر جمعہ کو منبر پر حضرت علی مرتضیٰ کو برا کہنے لگا پھر اس کے بعد سعید بن عاص والی مدینہ ہوئے تو وہ کچھ کہنے لگے پھر مروان والی ہوا تو بدستور سابق خرافات کہنے لگا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس سے واقف تھے خاموش رہتے تھے اور مسجد میں تکبیر ہی کے وقت تشریف لاتے تھے مگر مروان حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس تحمل پر بھی راضی نہ ہوا اور آپ کے گھر میں آپ کو اور آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ کو بہت کچھ برا بھلا بھیجا بخلاف اس کی خرافات کے ایک جملہ یہ بھی تھا کہ تمھاری مثال خچر کی سی ہے کہ اس سے پوچھو کہ تیرا باپ کون ہے تو کہے گا کہ گھوڑا حضرت حسن نے قاصد سے فرمایا کہ ٹوٹ جا اور مروان سے کہدے کہ تم مجھے گالیاں دے کر جو کچھ تو نے کہا ہے اسکو مٹانا ہمیں چاہئے ہاں میری اور تیری پیشی خدا کے سامنے ہوگی اگر تو جو ٹانگا تو خدا سخت انتقام لینے والا ہے۔ بیشک مروان نے میرے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تنظیم کی کہ میری مثال خچر کے مثل بیان کرتا ہے قاصد جب وہاں سے چلا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ ملے اور ان کے بہت ڈرائے دھمکانے پر مروان کا منہ اس لئے نہیں سٹایا۔ حضرت امام حسین نے فرمایا مروان سے کہنا کہ تو ہی اپنے باپ اور قوم کی خبر لے اور میرے تیرے درمیان میں علامت یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت تیرے دونوں شانوں کے درمیان میں چوٹ گئی ہے۔ اور نیز بند حسن مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تین شخص ایسے پیدا نہ ہوں کہ بخلاف ان کے میلہ اور عنسی اور مختار ہوں گے۔ یہ میلہ آنحضرت صلی اللہ وسلم کے انتقال کے بعد ظاہر ہوا۔ آپ کی حیات شریف میں تھا اور بدترین عرب کے نبی امیہ اور بنی حنیفہ اور ثقیف ہیں۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بطریق صحیح جس کی نسبت حاکم علی

روان بن عمر نے امام حسین کو گالیاں دیں کہ تم ملعون گھرانے کے ہو



مجموع فیتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیة

قدس الله روحه

جمع وترتيب الفقير إلى الله

عبد الرحمن بن محمد بن عاصم النجدي الحنبلي

وساعده ابنه محمد وفقهما الله

المجلد الرابع

الطبعة الثالثة ١٤٠٣

مكتبة ابن تیمیة
الطبعة ونشر مكتبة السلفية





شائعاً في اتباع معاوية ، ولهذا كان علي وأصحابه أولى بالحق وأقرب الى الحق من معاوية وأصحابه . كما في الصحيحين عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : « تمرق مارقة علي حين فرقة من المسلمين فتقتلهم أولى الطائفتين بالحق » وروى في الصحيح أيضاً : « أدنى الطائفتين الى الحق »

وكان سب علي ولعنه من البغى الذي استحققت به الطائفة أن يقال لها : الطائفة الباغية : كما رواه البخاري في صحيحه عن خالد الحذاء عن عكرمة قال : قال لي ابن عباس ولابنه علي : انطلقا إلى أبي سعيد واسمعا من حديثه فانطلقنا ، وبذا هو في حائط يصلحه فأخذ رداءه فاحتجب به ثم أنشأ يحدثنا ، حتى اذا أتى علي ذكر بناء المسجد فقال : كنا نحمل ابنة ابنة وعمار لبنتين لبنتين ، فرآه النبي صلى الله عليه وسلم فجعل ينفخ في البصائر . سنة ويقول : « ويح عمار ! تقتله الفئة الباغية » ، يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار » قال : يقول عمار : أعوذ بالله من الفتن .

ورواه مسلم عن أبي سعيد أيضاً قال : أخبرني من هو خير مني أبو قتادة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعمار - حين جعل يحفر الخندق - جعل يمسح رأسه ويقول : « يؤس ابن سمية تقتله فئة باغية » . ورواه مسلم أيضاً عن أم سلمة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال : « تقتل عماراً الفئة الباغية » .

وهذا أيضاً يدل على صحة امامة علي ، ووجوب طاعته . وأن الداعي الى طاعته داع الى الجنة والداعي الى مقاتلته داع الى النار - وان كان متأولاً - وهو



جوامع السيرة

وخمس رسائل أخرى

لأبى حزم

الإمام الحافظ، أبو محمد، علي بن أحمد
بن سعيد بن حزم

٣٨٤ - ٤٥٦

تحقيق

الدكتور ناصر الدين الأسد

دكتور إحسان عباس

ومراجعة

أحمد محمد شاكر

دار إحياء التراث العربى
بيروت - لبنان
باكستان

تحقيق رستاز



والعزل في أقصى البلاد ، فكانوا يعزلون العمالي ، ويولّون الآخر ، في الأندلس ،
وفي السّند ، وفي خراسان ، وفي إرمينية ، وفي اليمن ، فما بين هذه البلاد .

ولاية السّفاح أبي العباس

وانتقل الأمر إلى بني العباس بن عبد المطلب رضوان الله عليه .
وكانت دولتهم أعجمية ، سقطت فيها دواوين العرب ، وغلب عجمُ
خراسان على الأمر ، وعاد الأمر ملكاً عضوضاً تحقّقاً كثرَويّاً ، إلا أنهم
لم يُعلِنوا بسبب أحد من الصحابة ، رضوان الله عليهم ، بخلاف ما كان
بنو أمية يستعملون من لعن على بن أبي طالب رضوان الله عليه ، ولعن
بنيه الطاهرين بنو الزهراء ؛ وكلّهم كان على هذا حاشا عمر بن عبد العزيز
وزيد بن الوليد رحمهما الله تعالى ، فإيهما لم يستجيزا ذلك .

وافترقت في ولاية أبي العباس^(١) كلمة المسلمين ، فخرج عنهم من منقطع
الزّابن دون إفريقية إلى البحر وبلاد السودان ، فتغلب في هذه البلاد
طوائف من الخوارج وجماعية وشيعة ومعتزلة من ولد إدريس وسليمان ابني^(٢)
عبد الله بن الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب ، ظهروا في نواحي
بلاد البربر ، ومنهم من ولد معاوية بن هشام بن عبد الملك بن مروان ،
تغلبوا على الأندلس ، وكثير من غيرهم . وأيضاً في خلال هذه الأمور
تغلب الكفرة على نصف الأندلس وعلى نحو نصف السّند .

(١) لعلها « بني العباس » إذ أن ما يذكره بعد لم يحدث زمن أبي العباس السفاح وإنما حدث في

زمن أبي جعفر المنصور ومن بعده .



عادلانہ وقایع اور علمائے اہل سنت

مفت

جمیل احمد رانا

- ۱۔ رانا پبلیکیشنز، میانوالی
- ۲۔ مکتبہ آئین، نسیم مارکیٹ

۲۱۔ پٹوے روٹ۔ لاہور

تحقیقی دستاویز



نفرت تھی۔ امیر معاویہؓ کو اس کا اندازہ تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ان کو دیرینہ تئنا پوری کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ انہوں نے فوراً عراق پر فوج کشی کر دی۔
 گوتارینوں میں اس کی تصریح نہیں ملتی لیکن واقعات و تراجم سے معلوم ہوتا ہے کہ عراقی فوج میں امیر معاویہؓ کا مخفی اثر کام کر رہا تھا۔ اور اس کا ایک حصہ ان کے افسروں کا لشکار ہو چکا تھا چنانچہ جب شامیوں سے مقابلہ کا موقع آیا یوڑیوں نے غداری کا ثبوت دیا۔
 ملخص ملفظہ ص ۳۸ تا ص ۳۹ جلد ۱

کوفہ کے ایک صحابی حجر بن عدیؓ، حضرت علیؓ کے بڑے فدیوں میں تھے۔ امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں بدستور منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی مذموم رسم جاری کی تھی۔ اور ان کے تمام عمال اس رسم کو ادا کرتے تھے، مخیر بن شعبہ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے لیکن امیر معاویہؓ کی تقلید میں یہ بھی اس مذموم بدعت سے نہ بچ سکے۔ حضرت حجر بن عدیؓ بڑے رتبے کے صحابی تھے۔ اس لئے ان کے قتل



مَوْجِ الزَّهْرِب

ومعادن الجوهر

تصنيف الرحالة الكبير ، والنورخ الجليل
أبي الحسن علي بن الحسين بن علي السعدي
المتوفى في عام ٣٤٦ من الهجرة

بمطبعة

بتحقيق

محمد محي الدين عبد الحليم

عفا الله تعالى عنه

للجزء الثالث

١٩٦٧

تحقيق رستادير



معلویہ نے سعد بن ابی وقاصؓ کے سامنے حضرت علیؓ کو گالیاں دیں

الجزء الثالث : ذکر خلافة معاوية بن أبي سفيان ۲۳

لم نبأها بعدُ ، فأما طلبك مني الشتم فأني لم أكن أعطيك اليوم ما منعتك
أمس ، وأما استوائنا في الخوف والرجاء فلست بأقصى على الشك مني على
اليقين ، وليس أهل الشام على الدنيا بأخراص من أهل العراق على الآخرة ،
وأما قولك نحن بنو عبد مناف فكذلك نحن ، وليس أمية كهائس ،
ولا حرب كعبد المطلب ، ولا أبو سفيان كأبي طالب ، ولا الطليق كالمهاجر ،
ولا المنفل كالحق ، وفي أيدينا فضل النبوة التي قتلنا بها العزيز ، وبنا بها
الحر ، والسلام .

بین سعد
ومعاوية

وحدث أبو جعفر محمد بن جرير الطبري ، عن محمد بن حميد الرازي ،
عن أبي مجاهد ، عن محمد بن إسحاق ، عن ابن أبي نجیح^(۱) ، قال : لما حج
معاوية إلى البيت مع سعد ، فلما فرغ انصرف معاوية إلى دار الندوة ،
فأجلسه معه على سريره ، ووقع معاوية في علي وسرع في سبه ، فرجف
سعد^(۲) ثم قال : أحسنتي معك على سريرك لم شرعت في سب علي ، والله
لأن يكون في خصلة واحدة من خصالك لعل أحب إلي من أن يكون
لي ما طلعت عليه الشمس ، والله لأن أكون صبراً لرسول الله صلى الله عليه
وسلم وأن لي من الولد ما لعل أحب إلي من أن يكون لي ما طلعت عليه
الشمس ، والله لأن يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لي ما قاله يوم
خيبر : « لأعطين الراية غداً رجلاً يحبه الله ورسوله [ويحب الله ورسوله]^(۳) »
ليس بفرار ، يفتح الله على يديه « أحب إلي من أن يكون لي ما طلعت
عليه الشمس ، والله لأن يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لي ما قال
له في غزوة تبوك : « ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى ،
إلا أنه لا نبي بعدي » أحب إلي من أن يكون لي ما طلعت عليه الشمس ،
وأبم الله لا دخلت لك داراً ما بقيت ، ثم نهض .

(۱) في ۱ ، ب « عن محمد بن إسحاق بن أبي نجیح » وليس بذلك .

(۲) في ۱ « فرجف سعد » . (۳) زيادة في ب وحدها .



جزء السابغ

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن اسمعيل
البخاري الشيخ الأمام قاضي القضاة الحافظ
أبو الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن
محمد بن حجر العسقلاني الشافعي
نزيل القاهرة رحمه الله

الزمام عبد الرحمن محمد

ميدان الجامع الأزهر بمصر
سنة ١٢٤٨ هـ

المطبعة الميمنية بمصر لصاحبها عبد الرحمن محمد

الطبعة الرابعة ١٤٠٨ هـ ١٩٨٨ م

و ل ر

لحماء والدرر والفرز

بيروت

تحقيق رستاز



باب مناقب علي ابن أبي طالب القرشي الهاشمي أبي الحسن رضي الله عنه وقيل النبي ﷺ ليلى أنت مني وأنا منك. وقال عمر بن نوفل رسول الله ﷺ وهو عنه راض **حدثنا** قتيبة بن سعيد حدثنا عبد العزيز عن أبي حازم عن سهل بن سعد رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال لأعطين الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه قال فباتت الناس يدورون ليلتهم أيهم يعطاه فلما أصبح الناس غدوا على رسول الله ﷺ كلهم يرجو أن يعطاه . فقال أين علي بن أبي طالب . فقالوا يشتكي عيني يارَسُولَ اللَّهِ . قال فأرسلوا إليه فاتوا به . فلما جاء بصق في عينيه ودعا له . وقرأ حتى كأن لم يكن به وجع . فأعطاه الراية فقال علي يارَسُولَ اللَّهِ أقاتلهم حتى يكونوا مثلنا . فقال أقتل على رسلك حتى تنزل بساحتهم . ثم أذعهم إلى الإسلام . وأخبرهم بما يجب عليهم من حق الله

وقد اشارة بذلك الى قوله لا أقبلها حيا وميتا لان الذي يقع من يستخلف بهذه الكيفية انما ينسب اليه بطريق الاجمال لا بطريق التفصيل فعيونهم ومكنهم من المشاورة في ذلك والمناظرة فيه تقع ولاية من يتولى بعده عن اتفاق من معظم الموجودين حينئذ بلده التي هي دار الهجرة وبها معظم الصحابة وكل من كان ساكنا غيرهم في بلد غيرها كان يعلم فيها يتفقون عليه . (قوله باب مناقب علي بن أبي طالب) أي ابن عبد المطلب (القرشي الهاشمي أبي الحسن) وهو ابن عم رسول الله ﷺ شقيق ابيه واسمه عبد مناف على الصحيح ولد قبل البعثة بعشر سنين على الراجح وكان قد رآه النبي ﷺ من صغره لقصة مذكورة في السيرة النبوية فلازمه من صغره فلم يفارقه الى ان مات وامه فاطمة بنت اسد بن هاشم وكانت ابنة عمه ابيه وهي أول هاشمية ولدت لها شمي وقد اسلمت وصحبت وماتت في حياة النبي ﷺ قال احمد واسماعيل القاضي والنسائي وابو علي النيسابوري لم يرد في حق احد من الصحابة بالاسانيد الجياد اكثر مما جاء في علي وكان السبب في ذلك انه تأخر ووقع الاختلاف في زمانه وخروج من خرج عليه فكان ذلك سببا لانتشار مناقبه من كثرة من كان بينهم من الصحابة مردا على من خالفه فكان الناس طائفتين لكن المبتدعة قليلة جدا ثم كان من امر علي ما كان فتجمعت طائفة اخرى حاربه ثم اشتد الخطب فتقصوه واتخذوا منه على المنابر سنة ووافقهم الحوارج على بغضه وزادوا حتى كفروه مضموما ذلك منهم الى عتبان فصار الناس في حق علي ثلاثة اهل السنة والمبتدعة من الحوارج والجارين له من بني امية واتباعهم فاحتاج اهل السنة الى بث فضائله فكثرت الناقلة لذلك لكثرة من خالف ذلك والا فالذي في نفس الامران لكل من الاربعة من الفضائل اذا حُرر بميزان العدل لا يخرج عن قول اهل السنة والجماعة اصلا وروى يعقوب بن سفيان باسناد صحيح عن عروة قال اسلم علي وهو ابن ثمان سنين وقال ابن اسحق عشر سنين وهذا ارجحها وقبل غير ذلك (قوله وقال النبي ﷺ أنت مني وأنا منك) هو طرف من حديث البراء بن عازب في قصة بنت حزمة وقد وصله المصنف في الصلح وفي عمرة القضاء مطولا وبأني شرحه في المغازي مستوفى ان شاء الله تعالى ثم ذكر المصنف في الباب سبعة احاديث . أولها حديث سهل بن سعد في قصة فتح خيبر وسأني شرحه في المغازي . ثانيا حديث سلمة بن الأكوع في المعنى وبأني هناك ايضا مشروحا وقوله في الحديث ان عليا يحب الله ورسوله اراد بذلك وجود حقيقة المحبة والافضل مسلم يشترك مع علي في مطلق هذه الصفة وفي الحديث تلميح بقوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحبكم الله فكانه اشار الى ان عليا تام الاتباع لرسول الله ﷺ حتى اتصف بصفة محبة الله له ولهذا كانت محبة علامة الايمان وبغضه علامة النفاق كما أخرجه مسلم من حديث علي نفسه قال والذي فلق الحبة وبرأ النسمة انه لعهد النبي ﷺ أن لا يحبك الا مؤمن ولا يبغضك الا منافق وله شاهد من حديث ام سلمة عند احمد . ثالثا حديث سهل بن سعد ايضا (قوله وقال عمر بن نوفل رسول الله ﷺ وهو عنه راض) تقدم ذلك في الحديث الذي قبله موصولا

(٨ - فتح الباري) (السابح)

تحقيق رستاق

الكامل في

فوائد

للامام العلامة المؤرخين أبي الحسن علي بن أبي الكرم
محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد
الشيباني المعروف بابن الاثير
الجزري الملقب بعماد الدين
المتوفى سنة ٦٣٠ هـ

الجزء الثالث

(عُنت بنشره لأول مرة سنة ١٣٥٦ هـ)

إدارة الطباعة المنيرية

إشرافاً وديراً هاشمياً

صحح أصوله وكساه ملاحظات مفيدة المؤرخ الكبير فضيلة الاستاذ

الشيخ عبد الوهاب النجار المدرس بقسم التخصص في الازهر

حققت الطبعة محفوظة الى ادارة الطباعة المنيرية بدرب الاتراك رقم ١ بمصر

تحقيق واستاذ

ذکر خروج ابی لیلی واستعمال المغيرة بن شعبة على الكوفة وولاية بسر على البصرة ٢٠٧

ومع المسلمين بالشام وسأردهما فرددھا فوجھ الیہ المغيرة جابراً البجلي فقاتله فقتل أبو مریم وأصحابه بیادوریا *

(ذکر خروج ابی لیلی)

وكان أبو لیلی رجلاً أسود دليلاً فاخذ بعضا دق باب المسجد بالكوفة وفيه عدة من الأشراف وحكم بصوت عال فلم يمرض له أحد فخرج وتبعه ثلاثون رجلاً من الموالي فبعث فيه المغيرة معقل بن قيس الرياحي فقتله بسواد الكوفة ستة اثنين وأربعين *

(ذكر استعمال المغيرة بن شعبة على الكوفة)

وفيها استعمل معاوية عبد الله بن عمرو بن العاص على الكوفة فأباه المغيرة بن شعبة فقال له : استعملت عبد الله على الكوفة وإياه على مصر فتكون أميراً بين نابی الأسد فعزله عنها واستعمل المغيرة على الكوفة ، وبلغ عمراً ما قال المغيرة فدخل على معاوية فقال : استعملت المغيرة على الخراج فينال المال ولا تستطيع أن تأخذه منه استعمل على الخراج رجلاً يخافك ويتقيك فعزله عن الخراج واستعمله على الصلاة (١) ، ولما ولي المغيرة الكوفة استعمل كثير من شهاب على الرى ، وكان يكثر سب على منير الرى وبقي عليها إلى أن ولي زياد الكوفة فأقره عليهم ، وغزاهم معه عبد الله بن الحجاج التغابي وتل دليلاً وأخذ سابعاً فاخذه منه كثير فناداه الله في رده عليه فلم يفعل فاخفى له وضربه على وجهه بالسيف أو بعضاً شتم وجهه فقال :

من مبلغ أبناء خندف انى أدركت طائفتي من ابن شهاب
أدركته ليلاً بمقورة داره فضربه قدماً على الأنياب
هلا خشيت وأنت عاد ظلم بقصور أهر أسرتي وعقابي

(ذكر ولاية بسر على البصرة)

في هذه السنة ولي بسر بن أبي أرطاة البصرة ، وكان السبب في ذلك أن الحسن لما صالح معاوية أول سنة إحدى وأربعين وثب حمران بن أبيان على البصرة فأخذها وغلب عليها فبعث إليه معاوية بسر بن أبي أرطاة وأمره بقتل بني زياد بن أبيه ، وكان زياد على فارس قد أرسله إليها على بن أبي طالب ، فلما قدم بسر البصرة خطب على منيرها وشتم عليها ثم قال : أشدت الله رجلاً يعلم أنى صادق الاصدقنى أو كاذب الاكذبى فقال أبو بكر : اللهم انا لا نملك الا كاذباً قال : فامر به فخنق فقام أبو لؤلؤة الضبي فرمى بنفسه عليه فمعه ، وأقطع أبو بكر : [بعد ذلك] مائة جريب ، وقيل : لأبي بكر : ما حلك على ذلك فقال : ينشدنا بالله شملنا صدقه ، وأرسل معاوية إلى زياد إن في يدك مالا من مال الله فاد ما عندك منه فيكتب اليه زياد انه لم يبق عندي شيء [من المال] ولقد صرفت ما كان عندي في وجهه واستودعت بعضه لنزلة ان نزلت . وحملت ما فضل إلى أمير المؤمنين رحة الله عليه ، فكتب اليه معاوية أن أقبل [إلى] أنظر فيما وليت فان استقام بيننا أمر [فهو ذلك] والارجعت إلى مأمناك فامتنع فاخذ بسر أولاد زياد الأكابر . منهم عبد الرحمن . وعبيد الله . وعباد ، وكتب إلى زياد (١) في الطبرى . فلقى المغيرة عمراً فقال : أنت المشير على أمير المؤمنين بما أشرت به في عبد الله ؟ قال : نعم

قال : هذه تلك *



حضرت علی رضی اللہ عنہ

تاریخ اور سیاست کی روشنی میں

مصر کے مشہور نقاد اور نامور محقق

ڈاکٹر طہ حسین

کے قلم سے

اردو ترجمہ

علامہ عبد الحمید نعمانی

نفیس اکیس ازمہ بازار، کراچی

تحقیقی دستاویز

بارے گئے، میں کی ایک طویل داستان ہے۔ غالب گمان ہے کہ اسی طرح حضرت حسنؓ بھی امیر معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ کے درمیان زہر دے کر مارے گئے، جس سے اہل کے بیٹے کے لئے خلافت کا راستہ صاف ہو گیا۔ یہاں حسینؓ ابن علیؓ کا تذکرہ ضروری نہیں، اس لئے کہ انھوں نے نہ اپنے کو بیعت کے لئے مقرر کیا نہ وہ مسلمانوں کے امام تھے اور نہ معاویہؓ نے ان سے کوئی صلح کی تھی، نہ وعدہ نہ شرط، مگر کچھ بھی امیر معاویہؓ نے چاہا کہ حضرت حسینؓ کو ان کی جگہ سے دور بٹھا دیں تاکہ فاطمہؓ کے دونوں بیٹوں نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں سے فرصت مل جائے۔ چنانچہ ایک دن عبداللہ بن عباسؓ سے مذاق کے رنگ میں حقیقت پیش نظر رکھتے ہوئے کہا، تو حسینؓ کے بعد اپنی قوم کے سرور آپ ہی ہیں؟ لیکن عبداللہؓ فریب میں نہیں آئے اور دلوں کو جواب دیا کہ جب تک ابو عبداللہؓ زندہ ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

اس کے باوجود معاویہؓ نے بلائیں دیتی جیسا کہ آپ آگے لڑیں گے، اپنے بیٹے یزیدؓ کے لئے ولید بنی کی بیعت لینی شروع کر دی۔ اور حضرت حسینؓ کو اور دوسرے مہاجر و انصاروں کو مجبور کیا کہ اسی بیعت کے بارے میں خاموشی اختیار کریں جس کو وہ اپنے دل سے بڑی مذموم حرکت خیال کرتے ہیں۔

بالآخر شہیوں کی سرپرستی بنائی کی وفات کے بعد حسینؓ ابن علیؓ تک پہنچے۔ اللہ ان پر اپنی رحمت کی بارش برسانے۔



الحسن والحسين

تصنيف: محمد رضا مصری

ترجمہ: محمد وجیہ الشاہ عرفانی

مکتبہ پاکستان، چوک انارکلی لاہور

تحقیقی دستاویز



باتی نہیں رہا۔

حضرت حسنؑ نے حضرت معاویہ سے جو کچھ طلب کیا وہ یہ تھا کہ (۱) جو کچھ کوفہ کے بیت المال میں ہمسیرہ مجھے دیدیا جائے۔ یہ رقم اس وقت پچاس لاکھ درہم تھی۔ (۲) فارس کے علاوہ دارابگرد کا خراج مجھے دے دیا جائے (۳) یہ کہ حضرت علیؑ کو گالی نہ دی جائے۔

حضرت علیؑ کو گالی دینے سے روکنے کی بات معاویہؓ نے قبول ہی نہ کی۔ اس کے بعد آپؓ نے یہ مطالبہ کیا کہ ان کے سامنے حضرت علیؑ کو برا بھلا نہ کہا جائے معاویہؓ نے یہ بات قبول تو کر لی۔ لیکن اس پر کبھی قائم نہ رہے۔

یہ حیرت ہے کہ معاویہؓ نے حضرت علیؑ کو گالی دینا کیسے جائز سمجھ لیا۔ بالخصوص ان کے شہید ہو جانے کے بعد تو گالی دینے کا کوئی جواز ہی نہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؑ نے ان کے ساتھ جنگ کی کیونکہ انہوں نے بیعت سے انکار کیا تھا اور حضرت عثمانؓ کے قتل کا بدلہ لینے کا بہانہ بنا کر ایک لشکر منظم کر کے حضرت علیؑ کے مقابل ہوئے تھے لیکن حضرت علیؑ اپنے آپ کو معاویہؓ کی نسبت خلافت کے لئے زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ ان تمام باتوں کے باوجود معاویہؓ کا حضرت امیر المومنین علیؑ کو گالی دینا کسی طرح جائز نہ تھا۔ معاویہؓ کے لئے یہ بات بھی ہرگز شایان نہ تھی کہ وہ ایک ایسی شخصیت کو گالی دینا جائز سمجھتے جو باعزت تھے اور بچپن میں ہی اسلام لے آئے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائی۔ اسلام کی سر بلندی کے لئے زبردست جہاد کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں اپنی تمام بیٹیوں سے پیاری بیٹی نکاح کر لئے تھے۔

معاویہؓ نے حضرت علیؑ کو گالی دینا



فیر معادیہ کی سمجھ یا دوسرے اوصاف سے خوب واقف ہوتے ہوئے بھی بیشتر
موقوف پر حضرت علیؑ کی شرح اور تعریف کی۔

معدوی نے لکھا ہے کہ اہل شام نے اس بات میں معادیہ کی اطاعت
و پیروی کی اور بہت آگے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر
حضرت علیؑ کے لئے برائی کے الفاظ تھے۔ اور گایاں تھیں۔ بتایا گیا ہے
کہ ایک مرتبہ ایک شخص بہت سیانے اور باغی و سرکش کے پاس گیا اور اس سے
کہا کہ اہم منبر پر بیٹھ کر ابوزراب کو گالی دیتا ہے۔ یہ ابوزراب ہے کون؟ اس
نے جواب دیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ کوئی خود اچکا ہوگا (اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے
کہ ان لوگوں سے دلواری جاتی تھیں لیکن ان میں سے بہت کم کو یہ بتایا گیا
تھا کہ یہی شخصیت کو گالی دلاتے ہیں)

یہ وہاں اب جو دسے خراج کا مسئلہ تھا اہل بصرہ نے حضرت حسنؑ کو اس
سے روک دیا اور کہا کہ یہ ہمارے لئے غنیمت کا مال ہے ہم کسی کو بھی
نہیں دیں گے۔ اس کے علاوہ معادیہ نے بھی انہیں حکم دیا تھا کہ یہ رقم حضرت حسنؑ
کو نہ دیں گے۔ اسی سال ربیع الاول کے پانچ دن باقی تھے کہ معاویہ خلافت
پر فیر کیے پسر دیکھا گیا۔ اس موقع پر حضرت حسنؑ نے لوگوں سے خطاب
کیا کہ: لوگو! یقیناً ہم تمہارے حاکم اور مہمان ہیں۔ ہم تمہارے پیغمبر
ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر ناپاکی کو دور کیا اور ہر طرح پاکیزہ
تخلیفات سے یہ بات بار بار کہی جاتی کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کے آنسو
پڑتے ہیں ہمارا کر رونے لگے۔

امیر معادیہ کی اطاعت میں ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر حضرت علیؑ کے لئے گالی تھیں

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

تاریخ الخلفاء

تالیف

علاء الدین سیوطی رحمہ اللہ

کاتب جمعی

میان الامرا

مترجم

مورانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری

مکمل پیشنگ کمپنی ۴۰- اردو بازار * لاہور



کون نے حضرت امام حسن اور ان کے والد کی توہین کی

بردار صاحب و فلاح اور سکینہ صاحبہ شہمت اور اعلیٰ درجہ کے سخی تھے۔ فتنوں اور طرہوں کو نہایت بُرا سمجھتے تھے۔ شادیوں آپ زیادہ کرتے تھے آپ کی سخاوت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ آپ ایک ایک شخص کو لاکھ لاکھ درہم عطا فرماتے تھے۔

حاکم عبداللہ بن علی بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے پاپیادہ سالانہ آپ کے ساتھ اونٹ چلا کرتے تھے پچیس حج کئے۔

ابن سعد بن عمر بن اسحق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایسی شیرینی کسی کے کلام میں نہیں بانی جیسی کہ حضرت حسنؑ کے کلام میں تھی۔ جب آپ بات کرتے تھے تو یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کلام ختم نہ کریں میں نے آپ کی زبان سے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا۔ ایک مرتبہ آپ کی اور عمرو بن عثمان کی کچھ زمین کے متعلق ان بن ہو گئی۔ آپ نے عمرو بن عثمان کو کچھ فیصلہ کن بات فرمائی مگر عمرو بن عثمان نے نہ قبول کی۔ اس پر حضرت حسنؑ نے فرمایا کہ وہ اگر اس کو نہیں مانتے تو ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ان کی ناک خاک آلود کی جائے۔

ابن سعد نے عمر بن اسحق سے روایت کی ہے کہ جب مروان بن الحکم تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا اور حضرت حسنؑ بیٹھے سنا کرتے تھے اور کبھی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک دن اس کمبخت نے آپ سے کہا کہ بیٹھی کہ علیؑ علیؑ ویسا۔ علیؑ کی ایسی نیسی۔ اور تو ایسا تو ویسا تیری ایسی تیری میرے نزدیک تیری منال۔ حضرت حسنؑ نے فرمایا کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تیرا باپ کون تھا تو اس سے کہہ دے کہ واللہ میں تجھ کو گالیاں دیکر تیرے گناہ کم نہ کروں گا۔ لیکن ایک دفعہ ہم دونوں کو خداوند تعالیٰ کے سامنے بھی حاضر ہونا ہے اگر تو نے سچ بولا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھے سچ بولنے کی جزاء خیر دیں اور اگر تو جھوٹا ہے تو وہ قادر مطلق سب سے زیادہ انتقام لینے والے ہیں۔

ابن سعد نے زریق بن سواد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے حضرت

تحقیقی دستاویز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ : ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص میرے اصحاب کو
 برا کہے اس پر اللہ لعنہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (طبرانی)

توضیحات

توضیحات

مصنفہ

عَلَامَہ ابن حَجَر مکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۹۵ھ

مترجم

عَلَامَہ محمد عبد الشکور فاروقی لکھنوی

المتوفی ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۷۷ء



ایک اور روایت جس کی سند میں عطاء بن سائب ہیں اور ان کی عقل میں نور گناہ تھا مروی ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مروان نے گالیاں دیں جتنے کہ یہ بھی کیا کہ خدا کی قسم تم بیشک ملعون گھرانے کے ہو اس پر حضرت حسین کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو یہ کہتا ہے تو ہم سے بھی سن لے! خدا کی قسم خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی تجھے لعنت فرمائی ہے حالانکہ تو اس وقت اپنے باپ کی پشت میں بٹھاپس مروان جیب ہو گیا۔

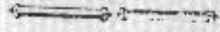
اور ایک روایت میں جس کے راوی ثقہ ہیں مروی ہے کہ مروان جب حاکم مدینہ ہوا تو بہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی مرتضیٰ کو برا کہنے لگا پھر اس کے بعد سیدہ بن عاص دالی مدینہ ہوئے تو وہ کچھ نہ بولتے پھر مروان دالی ہوا تو بدستور سابق خرافات کہنے لگا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس سے دفع تھے خاموش رہتے تھے اور مسجد میں تکبیر ہی کے وقت تشریف لاتے تھے مگر مروان حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر بھی راضی نہ ہوا اور آپ کے گھر میں آپ کو اور آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ کو بہت کچھ برا بھلا کہتا تھا پھر اُس کی خرافات کے ایک جملہ یہ بھی تھا کہ تمھاری مثل فجر کی سی ہے کہ اُس سے پوچھو کہ تیرا باپ کون ہے تو کہے گا کہ گھوڑا حضرت حسن نے قہقہہ سے فرمایا کہ کوٹ جا اور مروان سے کہہ دے کہ تم مجھے گالیاں دے کر جو کچھ تو نے کیا ہے اُسکو مٹانا میری باتیں میری اور میری پیشی خدا کے سامنے ہوگی اگر تو مجھ کو نکلا تو خدا سخت انتقام لینے والا ہے بیشک مروان نے میرے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعظیم کی کہ میری مثال اسے مثل بن کر کرنا ہے فاصد جب وہاں سے چلا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بہن بھائیوں نے دھمکانے پر مروان کا مقولہ اُس نے انہیں سنایا حضرت امام حسین نے فرمایا مروان کیسے کہ تمہیں اپنے باپ اور قوم کی خبر ہے اور میرے تیرے درمیان میں ملاصقت ہے کہ میں اللہ علیہ وسلم کی لعنت تیرے دونوں شانوں کے درمیان میں چٹ گئی ہے۔ حضرت حسن مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم ہوگی جب اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو بھلا ان کے میلہ اور غشی اور مختار ہوں گے میلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر ہوا۔ آپ کی حیات شریف میں تھا اور بدترین عرب کے نبی تھے۔ حضرت شعیبؑ ہیں۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بطریق صحیح جس کی نسبت حاکم علی

امام حسن کی مثل فجر کی مثل عین کی مکی (العیاذ باللہ)



دراسات اللیب

فی الاسیۃ الحسنۃ باخیب



للعلامة البارع الماکلم الأديب المنظر محمد الملقب بالمعین ابن

محمد الملقب بالأدین السندی المتوفی ۱۱۶۱ھ

انتقامہ و تحقیق

محمد عبدالرشید النعمانی



قامت بشرحها وطبعها

جنتہ إحياء الأدب السندی بکر التشی

THE SINDHI ADABI BOARD

Karachi

تحقیقی و استاذی

482



امام حسنؑ ایک چنگارہ تھے جس کو اللہ نے خاموش کر دیا

۹۹

علمت أن الحسن بن علي رضي الله تعالى عنها توفي فترجع المقدم
رضي الله تعالى عنه فقال له يا فلان أتعدها مصيبة فقال له ولم
لا أراها مصيبة وقد وضعه رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجره
قال هذا مني وحسين من علي رضي الله تعالى عنها قال فقال
الأسدي جمره أطفأها الله تعالى قال فقال المقدم رضي الله تعالى عنه
تأنا فلا أبرح اليوم حتى أغيبك وأسمعك ماتكركه ثم قال
بطلوبة إن صدقت فضدقني وإن كذبت فكذبني قال افعل قال
فأشك بالله هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن
الرجل أن يمشي في حذاءه قال نعم قال فأشك بالله هل تعلم أن رسول الله صلى
الله عليه وسلم نهى عن لبس جلود السباع والركوب عليها
قال نعم قال فوالله لقد رأيت هذا كله في بيتك يا معاوية فقال
معاوية قد علمت أني لن أنجو منك يا مقدم قال خالد فأمر له معاوية
بأن يترك صاحبه وفرض لابنه في المائتين فترقى المقدم على أصحابه
فحدث الأسدي أحدا شيئا مما أخذ فباع ذلك معاوية فقال أما
تقدم فوالله كرم لبيط يده وأما الأسدي فرجل حسن الإسلام

اللہ لے کر نظر من تصفح احوال الصحابة رضي الله عنهم أنه
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاع مجرد
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يتركون ما سمعوا
عن الرسول صلى الله عليه وسلم والرواية منه على السماع عن غيره صلى الله

تحقیقی دستاویز

فان ربي محمد عبد الله الطاهر المكي الشريف

معاویہ کی خوشامد کے لئے امام حسن کی توہین کی گئی

[illegible]



جاء الحق وزهق الباطل . ان الباطل كان زهوقا

البيان الانطهر

كشف

مكة المنظر



تجاء عن

زينب الباري

سید شایخی

مدنی مسجد لائق علی چوک . واه کینٹ



۱۹۷

راقم آٹھم نے تو دعویٰ کیا ہے کہ عہدِ معاویہ میں ناہبیت کو فردِ غا حاصل ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بر ملا سب و شتم کیا جانے لگا۔ اور اس دعویٰ کو کتب سیر و احادیث کے حوالہ جات اور اکابر امت کی تحریرات سے مزین کیا ہے۔

قاضی صاحب کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ تقی صاحب نے پانچ روایات ہی سلسلہ میں پیش کر رکھے ہیں۔ مولانا لعل شاہ نے ایک کا جواب دیا۔ چار روایات کا جواب نہیں دیا۔

حضرت جی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ بندہ نے کتب احادیث سے سات روایات پیش کی ہیں۔ کیا آپ نے ان کا جواب دیا ہے؟ شرم ٹکڑے ٹکڑے نہیں آتی۔ کچھ کہہ دوایات سے آپ مطمئن نہیں ہوئے تو مزید سینے۔

صحاح کی دستاویزیں حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی لکھوائی تھی۔ علامہ ربیع علی رضی اللہ عنہ دھولیم کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رب نہ کیا جائے۔ اس حال میں وہ بے ہوں۔

عہدِ معاویہ و النہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۸ فقہ ذہبی ابن مبارک جلد ۲ صفحہ ۳۲۱

معاویہ نے قتلِ مزین رب و شتم ہوتا تھا۔ پھر کیا اس معاہدہ کا ایسا ہوا۔

تسلیمیت میں ہے کہ مردان ابن الحکم حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کے سامنے

تسلیم کر دیا۔ اس لیے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ اختتامِ خطبہ کے وقت

فرمایا: ہاں ہوں۔

تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵ تطہر الجنان صفحہ ۴۲

معاویہ نے قتلِ مزین رب و شتم ہوتا تھا۔ پھر کیا اس معاہدہ کا ایسا ہوا۔

تسلیمیت میں ہے کہ مردان ابن الحکم حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کے سامنے

تسلیم کر دیا۔ اس لیے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ اختتامِ خطبہ کے وقت

فرمایا: ہاں ہوں۔

تحقیقی دستاویز

عہدِ معاویہ میں ناہبیت کو فردِ غا حاصل ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بر ملا سب و شتم کیا جانے لگا

یقال لہما من ابوک فتقول التریا سے کہا جاتا ہے۔ تیرا باپ کون ہے؟
وہ کہتی میری ماں گھوڑی ہے۔

تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵

تطبیح الجنان ص ۴۲

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی کا ایک واقعہ بحوالہ صحیح مسلم، اختلاف زیر
ص ۲۲۵/۲۲۶ ساتویں روایت کے عنوان سے درج کیا جا چکا ہے۔ حضرت
سعد رضی کا ایک دوسرا۔ نہ بحوالہ البدایہ والنہایہ سماعت فرمائیں۔
حافظ ابن کثیر نے ایک باسند روایت پیش کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی
اپنی خلافت کے زمانہ میں جب حج پر تشریف لائے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص
بھی حج کیلئے مکہ مکرمہ پہنچے پورے تھے۔ ملاقات ہو گئی۔ حضرت معاویہ رضی نے
حضرت سعد رضی کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ہم جنگوں میں مشغول تھے اور حج نہیں
نہیں کر سکے۔ اور بعض سنن مناسک بھی فراموش ہو گئے۔ چلئے آپ طواف
کریں۔ میں بھی آپ کے ساتھ طواف کرتا ہوں۔ جب طواف سے فارغ ہوئے۔
تو معاویہ رضی انہیں دارالندوہ میں اپنے ساتھ لے گئے۔ اور اپنے ساتھ چار پائی
پر بٹھایا (تم ذکر علیاً فوقہ فیہ) پھر حضرت علی رضی کا ذکر کیا۔ اور انکی برائی بیان
کی۔ پس حضرت سعد رضی نے ناراض ہو کر کہا (ادخلتہ دارک واجلستہ علی
سریرک ثم دقت فی علی تشتمہ) کہ تو نے مجھے اپنے گھر میں داخل کر کے اپنی
چار پائی پر بٹھایا۔ اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی کی برائی کرنے لگ گیا اور اے
گایاں دینی شروع کر دیں۔

اللہ کی قسم وہ بڑی منقبت کے مالک ہیں۔ پھر حضرت علی رضی کے
منائب بیان فرمائے اور پھر فرمایا (لا ادخل علیک داراً لبدنک فیوم
ثم نفصم وادہ تم خدج) میں تجھ پر آج کے بعد کسی دار میں داخل نہیں



افادات و ملفوظات

حضرت مولانا عبد اللہ سندھی رح

مرتبہ

محمد شورش سابق اساتذہ جامعہ اسلامیہ دہلی

سندھ ساگر اکادمی

۲۰۰۰ بی بی گن روڈ لاہور

تحقیقی دستاویز



امام حسینؑ نے خروج کرنے میں بہت بڑی غلطی کی (العیاذ باللہ)

۴۷۷

ہوئیں۔ بلطف یہ ہے کہ بنو امیہ کی ان فتوحات کو تو اسلام کے کارناموں میں سے سمجھا جاتا ہے اور مخالفین کے سامنے انہیں اسلام کی حقانیت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے لیکن بنو امیہ کو گالیاں دی جاتی ہیں تاخیر یہ کیا تماشا ہے۔ خدا کے بندو! اس فتنے سے باز آؤ دنیا کو کب تک دھوکا دو گئے۔

مولانا نے فرمایا کہ امام حسین کی عظمت سے مجھے انکار نہیں لیکن ان کی ناکامی یقینی تھی۔ ان کے فرستادہ مسلم بن عقیل کو ذرا جانتے ہیں اور کوفہ کے سردار یحییٰ بن عروہ کے ہاں جا کر ٹھہرتے ہیں، مسلم کو کہا جاتا ہے کہ کوفہ کے اموی والی کو مزدول کرنے کے دارالامارت پر قبضہ کرو لیکن وہ اس میں پس و پیش کرتے ہیں اس دوران میں وہاں یزید کا حشر کر رہا تھا وہاں عبید اللہ بن زیار پہنچا ہے۔ جاتے ہی مخالفین کے خلاف سخت کاروائی کرتا ہے اور امام حسین کے حامی ڈر جاتے ہیں اب کوئی مسلم بن عقیل سے پیچھے کہ تم جو یزید کی حکومت میں آکر اس کے خلاف اہل کوفہ کو بغاوت پر آمادہ کر رہے ہو تو یہ کس قانون کی رو سے جائز ہے تم غریباں اپنی حکومت بنانے آئے ہو تو اپنی مخالف حکومت کے اہل کاروں کو کیوں چھوڑتے ہو۔ آخر مسلم بن عقیل اور ان کے ساتھ یحییٰ بن عروہ امام حسین کو اس غلطی کا غیازہ بھگتنا پڑا۔

مولانا 'رازم الحروت' کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابو مسلم و خراسانی کو جانتے ہو یا نہیں نے بڑے جلال میں آکر پوچھا جاتے ہو اس نے کیا کیا۔ کیا اس نے ہزاروں کو قتل نہیں کیا، کیا اس کی تلوار ہر اس شخص کی گردن پر نہیں پڑی جو اس کی راہ میں حائل تھا۔ یہ سفاکی، یہ قتل اور اس طرح کا اقدام انقلاب کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ ایک زمانے میں میں نے سوچا تھا کہ اپنی کیفیت ابو مسلم رکھوں لیکن مصلحت کے تحت اس خیال کو چھوڑ دیا اس کے بجائے اپنے نام کے ساتھ منتی اضع العمامۃ لقرضی بنی ہاشم جب عمارتوں کا تو تم مجھے پہچان لو گئے۔

لے کوفہ میں منتشر رہا تھا اور لوگ بغاوت کی تیاریاں کر رہے تھے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان



الصواعق المحرقة

في
الرد على أهل البدع والزندقية

وبابه كتاب

نظمه الجليلي واللسان
عن المنظور والنفوس بطلب سيرة مقدرة به أبي شفيان

كلاما تالفا

المحدث أحمد بن حجر الهيتمي المكي

٨٩٩ - ٩٧٤ هـ

خرج أحاديثه وعلق حواشيه وقدم له

عبد الوهاب عبد اللطيف

الاستاذ المساعد بكلية أصول الدين بجامعة الأزهر

حق الطبع محفوظ للناس

مكتبة القاهرة

لصاحبها، على يوسف سليمان
شارع الصناديق، ببيت الزهر بمصر

شركة الطباعة الفنية المتحدة

تحقيق واستاذ





عمرو فقلت لسعيد بن المسيب ، أي الوليد هو ، قال ان استخلف الوليد بن يزيد فهو هو وإلا فالوليد بن عبد الملك وبسند فيه راو لم يسم عن أبي هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ليرضن علي منبري هذا جبار من جبارة بن أمية فيسيل رعاؤه ، فحدثني من رأى عمرو بن سعيد بن العاص رصف على منبر رسول الله ﷺ حتى سال رعاؤه على درج المنبر وبسند فيه عطاء بن السائب وقد تغير أي اختلط ، أن مروان سب الحسين بن علي رضي الله عنهما وكرم الله وجههما سبا فبيحا حتى قال والله انكم أهل بيت ملعونون ، فغضب الحسين وقال لئن قلت هذا فوالله لقد لعنتك الله على لسان نبيه ﷺ وأنت في صلب أهلك ، فسكت مروان . وبسند رجاله رجال الصحيح عن ابن الزبير رضي الله عنهما أنه قال : ورب هذه الكعبة لقد لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلانا وما ولد من صلبه . وفي رواية للبخاري لقد لعن الله الحكم وما ولد على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم . وبسند رجاله ثقات أن مروان لما ولي المدينة كان يسب عليا على المنبر كل جمعة ثم ولي بعده سعيد بن العاص فكان لا يسب ثم أعيد مروان فعاد للسب وكان الحسن يعلم فسكت ولا يدخل المسجد إلا عند الإقامة ، فلم يرض بذلك مروان حتى أرسل للحسن في بيته بالسب بالبغية لا يبه ولم ، منه ما وجدته مثلك إلا مثل البغلة يقال لها من أبوك فتقول أبي القرس ، فقال للرسول ارجع نبيه فقل له والله لا أبحر عنك شيئا عما قلت بأبي أسبلت ولكن موحدى وموعدك الله فان كنت كاذبا فالله أشد نقمة ، قد أكرم جدى أن يكون مثلى مثل البغلة ، فخرج الرسول فأتى الحسين فأخبر بذلك السب بعد مريرد تمنع وتهديد من الحسين إن لم يرض . وقال بل !! أو يتأمل بأبيك وفومك وآية ما بيني وبينك أن تمسك منكبيك من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم . وفي رواية أنه اشتد جدا على مروان قول الحسين أن تمسك منكبيك الخ . وجاء بسند حسن أنه صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون رجلا منهم مسيلة ، أي تنسب دعوته النبوة إلى دعوته ، وهذا إنما كان بعد وفاته صلى الله عليه وسلم لافي حياته والعنسى والختار ، وشتر العرب بنو أمية وبنو حنيفة وثقيف . وصح قال الحاكم على شرط الشيخين عن أبي برزة رضي الله عنه قال : كان أبغض الأحياء أو الناس إلى رسول الله ﷺ بنو أمية . وبسند رجاله رجال الصحيح إلا واحدا فقيه ضعيف أنه صلى الله عليه وسلم قال . إذا بلغ بنو فلان وفي رواية عند البخاري إذا بلغ بنو أبي العاص ثلاثين رجلا كان دين الله دخلا ومال الله دولا وعباد الله خوفا . وبسند رجاله رجال الصحيح عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه أنه صلى الله عليه وسلم قال : ليدخلن الساعة عليكم رجال لعين ، فوالله ما زلت أتشوف داخلا وخارجا حتى دخل فلان يعني الحكم كما صرح به رواية أحمد . وبسند قال الحافظ الهيثمي فيه من لم أعرفه ، أن الحكم مر على النبي ﷺ بالحجر فقال ويل لأمي بما في صلب هذا . وبسند حسن أن مروان قال لعبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنهما ، أنت الذي نزل فيك والذي قال لوالديه أف لكما الآية ، فقال لعبد الرحمن كذبت ولكن رسول الله ﷺ لعن

مروان نے امام حسین کی توہین اور اللہ کی رسول کو لعین کہا



الفصل الثالث

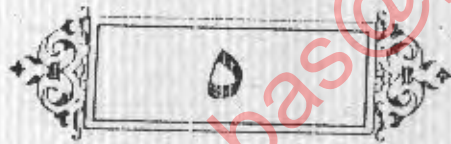
في بعض مآثره

كان رضى الله عنه سيدا كريما جليلا زاهدا ذا سكينه ووقار وحشمة ، جوادا عودحا
 حياى لسط شىء من ذلك (أخرج) أبو نعيم في الحلية أنه قال : إني لاستحي من ربي أن
 أقام ولم أمش إلى بيته فثنى عشرين حجة (وأخرج) الحاكم عن عبد الله بن عمر قال : لقد
 سمع الحسن خمسا وعشرين حجة ما شيا وإن التجائب لتقاد بين يديه (وأخرج) أبو نعيم أنه
 خرج من ماله مرتين وقام الله تعالى ماله ثلاث مرات حتى إنه كان ليعطى نعلا ويمسك نعلا
 ويحل حذاء يسك حذاء ، وسمع رجلا يسأل ربه عز وجل عشرة آلاف درهم فيعطي بها إليه
 ويحل رجل يشكر عليه حياته وفقره وقلة ذات يده بعد أن كان مثرى . فقال ما هذا حتى سؤالك
 بطرف لى معرفتى بما يجب لك ويكبر على ويدى تعجز عن بلاك ما أنت أهله والكثير في
 ذات الله قليل وما فى ملكي وفاء لشكرك فإن قلت الميسور ورفعت عني مؤنة الاحتفال
 بالأحرام لما أتكفاه فقلت فقال : يا ابن بنت رسول الله أقل القليل وأشكر العطية وأعذر
 من تقع حاضر الحسن وكيله وحاسبه وقال : مات الفاضل . فأحضر حسين ألف درهم وقال
 بعت في الحسنة دينار التي معك فقال : هي عندي ، قال أحضرها ، فأحضرها . فدفعها والحسين
 فقال الرجل واعتذر . وأضافته هو والحسين وعبد الله بن جعفر عجزوا فأعطاهم آله
 بغير كلف شاة وأعطاها الحسين مثل ذلك وأعطاها عبد الله بن جعفر مثلها أنى شاء
 حتى قيل (وأخرج) البراء وغيره عنه أنه لما استخلف . بدينا هو يصلي إذ وثب عليه
 رجل من حجر وهو ساجد ، ثم خطب الناس . فقال يا أهل العراق اتقوا الله فينا فإننا
 نعلم خطبكم ونحن أهل البيت الذين قال الله فيهم : إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس
 أجمعين ويطهركم تطهيرا ، فما زال يقولها حتى ما بق أحد في المسجد إلا وهو يبكي (وأخرج)
 ابن سعد عن عمر بن إسحاق أنه لم يسمع منه كلمة فحش إلا مرة كان بينه وبين عمرو بن
 العاص حين حصوة في أرض فقال : ليس له عندنا إلا ما أرغم أنفسه قال . فهذه أشد كلمة
 من حصاة . وأرسل إليه مروان يسه وكان ماملا على المدينة ويسب عليا كل جمعة على
 منبأ من المنبر لرجوله : أرجع إليه فقل له : إني والله لا أحمق عنك شيئا مما قلت بأن أسبك
 حصاة بوجهك وهو عندك الله فإن كنت صادقا فيجزاك الله خيرا بصدقك وإن كنت كاذبا فأنت
 كاذب . وأخط عليه مروان مرة وهو ساكت ثم امتخط بيته فقال له الحسن : ويحك
 ما كنت أن أدين للوجه والشمال للفرج ؟ أف لك . فسكت مروان . وكان رضى الله عنه مطلقا
 قسما وكان لا يشارق امرأة إلا وهي تحبه وأحسن تسعين امرأة (وأخرج) ابن سعد عن
 علي أنه قال : يا أهل الكوفة لا تزوجوا الحسن ، فإنه رجل مطلق ، فقال رجل من همدان .



تفسیر المیزان

بإذن الله تعالى والتمني بحسن التوفيق
القائمتي الممتون ١٢٢٥ هـ



طبع على النفقة ٨٠ شيخ نياز محمد كواستي وعبد الرحمن بن زكي

يطلب من

بلوچستان بابر

مسجد رود ٥ كوتہ

[illegible]

آل محمد پر ہر ستر منبر لعنت کی جاتی تھی



تفسیر ابن کثیر

آٹھویں صدی ہجری کے عظیم مفسر امام ابو الفداء عماد الدین ایل ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ
کی بلند پایہ عربی تفسیر کا بہترین اردو ترجمہ

جلد چہارم

پارہ ۱۹ تا ۲۴

ابن کثیر اکادمی

اُردو بازار ○ لاہور

یہ کہہ کر وہ اپنے ذہنی کو ترک کر کے دین بدل دیا اور اسی کا
 نئے لئے تیار ہوا۔ حق مجھے تو کسی کو نہیں پایا وغیرہ۔ وہوں
 کے یہ سب سن لیا اور جواب دیا کہ تم کہاں سے ساتھ جاؤ گے
 یہ سن کر وہ دین بدل دیا۔ ساتھ کہا راند سب کہاں سے
 کہتا ہے۔ اپنی جھلٹی دیکھو اسے قبول کر لیا۔ یہ بھی
 وہ دھڑلے کے ہمارے غلاموں کا تھا و اللہ اعلم۔ یہ بھی کہا
 کہ مجھے بے سن میں اتری ہیں۔ حضرت زہری سے عرض فرمادے
 کہ یہ کہہ کر وہ تیار ہو گیا تو اپنے غلام یا اس کو اپنے
 ساتھ لے کر آیا ہوں کہ یہ آیتیں سنائی اور اوروں کے صحابہ
 سے سنائی تری ہیں۔ ابوہریرہؓ مائدہ کی آیتیں فرمادیں
 کہ اللہ و رسول اللہ و رسول اللہ کے آیتیں ہمیں

حبیب و لیکن اللہ یحییٰ من یشاء

فَسَمِعَ وَقَالَ إِنَّ تِلْكَ الْهَدَايَا مَعَلَّاتُ خُفِّ

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

وَأَمَّا الْفِرْعَوْنُ فَأَنزَلْنَاهُ سُلَاطِنًا فِي الْأَرْضِ فَكَاذِبٌ
فَنُفِثْنَا فِي أُمَمٍ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَخْفَيْنَا أَصْوَاتَهُمْ
ثُمَّ جَعَلْنَا لَهَا رُكُودًا فَانْقَلَبْنَا الْفِرْعَوْنَ فِي جَهَنَّمَ
أَحَدًا مِّنَ الْمَكْرُورِينَ

مات کلامک خدا ہے ۵۰

وہی ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔

وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ طَرَفًا خَوْفًا مِّنْ بَشَرٍ لَّنْ بَيْنَ يَدَيْهِ عَرْشٌ مُّجِيدٌ

اور تحقیقات کو ان سے

...میتواند در تمام این موارد به شما کمک کند.

تحقیقی و استواری



شرح

ملا علي القاري

المتوفى سنة ١٠١٤ هـ

على

الفقيه الأكبر

للإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي

(٨٠ - ١٥٠ هـ)

تمتاز هذه الطبعة بوضع الفقه الأكبر بأعلى الصفحات مضبوطاً بالشكل



الناشر

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

تحقیق و ستاؤ

498



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ عَلَى الْإِيمَانِ ، وَأَبُو طَالِبٍ عَنْهُ
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَاتَ كَافِرًا

فكرة الكلف وفي جبهه على المخالفة . قال : ومن فروعها أيضا وهو أن الله يلام الخلق
 وتخصيهم من غير جرم سابق ولا ثواب لاحق خلافا للمعتزلة حيث لم يجوزوا ذلك إلا بعوض
 أو جرم ، وإلا لكان جرما غير لائق بالحكمة ، ولذا أوجبوا أن يقتصر لبعض الخيرات
 من جنس انتهى . وقد سبق أن الظلم في حقه تعالى محال ، وأنه سبحانه لا يجب عليه شيء
 محال ، فقلعه إما عدل وإما فضل ، وفي نسخة : زيد قوله (ورسول الله صلى الله تعالى
 عليه وسلم مات على الإيمان) وليس هذا في أصل شارح تصدّر لهذا الميدان لكونه ظاهرا
 لا محض البيان ، ولا يحتاج إلى ذكره لعلوه صلى الله تعالى عليه وسلم في هذا الشأن ، ولعل
 سبب الإلمام على تقدير نحة ورود هذا الكلام أنه صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم من حيث
 كونه نيا من الأنبياء عليهم السلام وهم كلهم معصومون عن الكفر في الابتداء والانتها
 بعد أن مات على الإيمان . وأما غيره من الأولياء والعلماء والأصفياء بالأعيان فلا نجرم
 عليهم على الإيمان وإن ظهر منهم خوارق العادات وكال الحالات وجمال أنواع الطاعات ،
 فليس شرفه على العيان ، وهو مستور عن أفراد الإنسان ، ولهذا كانت العشرة المبشرة
 بآلهم خاتمين من انقلاب أحوالهم وسوء آمالهم في ما لهم . واعلم أن للسلف رحمهم الله
 الشهادة بالحجة ثلاثة أقوال : أحدها : أن لا يشهد لأحد إلا للأنبياء عليهم السلام ، وهذا
 من عند من الحنفية والأوزاعي وهذا أمر مقطوع لا نزاع فيه . والثاني : أن يشهد لكل
 من جاء في حقه ، وهذا قول كثير من العلماء لكنه حكم ظني . والثالث : أن يشهد
 لمن شهد له المؤمنون كما في الصحيحين ، أنه عليه الصلاة والسلام من يمتازة فائتوا عليها
 غير عتق النبي صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم : وجبت ، ومر بأخرى فأنبياء عليها بشر ،
 عليه الصلاة والسلام : وجبت فقال عمر رضي الله تعالى عنه : يا رسول الله ما وجبت ؟
 فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم : هذا أثبتتم عليه خيرا وجبت له (الحجة ،
 بعد أنتم عليه شرا وجبت له النار ، أنتم شهداء الله في الأرض ، وهذا أمر ظاهري غالي ،
 فليس نعم بالصواب (وأبو طالب عمه) أي عم النبي (صلى الله تعالى عليه وعلى آله
 وسلم) رضي الله عنه مات كافرا) ولم يؤمن به ، فقد ورد أنه لما حضر أبا طالب
 فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم فوجد عنده أبا جهل وأضرابه ،
 فقال صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم يا عم قل كلمة أحاج لك بها عند الله ، فقال أبو جهل
 يا أبا طالب ما لك عبد المطلب ؟ وتكرر هذا الكلام في ذلك المقام ، حتى قال أبو طالب
 يا أبا طالب : أنا على ملة أبي عبد المطلب ، وأبى أن يقول : لا إله إلا الله ، فقال صلى الله
 تعالى عليه وسلم : والله لأستغفرن لك ما لم أنه عنك ، فأنزل الله تعالى : ما كان

مطالب

تحقيق واستاير



تَبَرَّكَ الَّذِي لَا لَفْظَ قَوْلٍ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
مُصَنَّفٌ فِي تَفْسِيرِ بَرَقِ الْمُحَرَّمِينَ عَمَّةِ أَشْكَالٍ فِي فَا ضِلَّ أَجَلِ حَضْرَتِ
مَوْلَانَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَقَّانِي الدِّلَوِي رحمة الله تعالى،

تفسير فتح البان

المشهور

تفسير حقاني

اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو گونے میں بند کیا ہے
اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تاکہ ہر خاص عام
استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکات فراہم کرے
فیض یاب ہو

ناشر میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب اسلام آباد کراچی



امین خلق

توبہ ص ۲۹۸

تفہیم قرآن

شَيْءٌ رَزَقْنَا مِنْ لَدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾

تھے ہیں جو ہماری طرف سے روزی ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر
 نہیں جانتے۔ اور ہم نے بہت سی ایسی چیزیں ملاں

قَرِيبَةً بَطَرَتْ مَعِيشَتَهُمْ فَتِلْكَ

قریب والیں کہ جو معیشت میں مدد سے بڑھ کر ان کی معیشت میں اضافہ ہو گئی

فَسَاكَنَهُمْ لَمْ تَسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ

یہ گھر ہیں کہ جو رہتے رہتے ہیں، کہ جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد

إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكَتَّانُحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿۵۶﴾

ہوئے ہیں اور آخر کو ہم ہی ان کے وارث بنے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ

اور آپ کہ رب ایسا بھی نہ تھا کہ قریوں کو بغیر اس کے کہ ان کی

حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي إِمَامٍ أَوْ سَوْ لَا يَتْلُوا

بڑی سستی میں سول بھیجے جو ان کو ہماری آیتیں سنائے اور ان کی

عَلَيْهِمْ أَيْتَاءُ ۖ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي

ان کے لئے کچھ دے اور ہم سستیوں کو بغیر ان کے

الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلًا ظَالِمُونَ ﴿۵۷﴾

کہ وہ ان کے لئے کچھ دے اور ان کے لئے ظالم ہیں ان کے لئے

مَا أَوْتَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَمَتَّعَ الْحَيَاةَ

تو کہ جو چیزیں دی گئیں تھیں وہ ان کے لئے

ہیں اور ہمارے اعمال ہمارے لیے۔ ہم تم سے زیادہ نیکو
 کرتے ہیں چاہتے۔ یہ چوتھا وصف ہے۔ فرماتا ہے کہ یہ
 کوئی تعجب کی بات نہیں کہ دور کے ان انجیبوں کو کیوں
 ہدایت ہو گئی اور ان لوگوں کو کیوں نہ ہوئی کہ جن کی ہدایت
 کی تھی بڑی کوشش ہے کہ یہ کہ انکے لئے ہدایت
 میں اجابت ملا ہدایت تیرے قبضہ میں نہیں اللہ جس کو

ہدایت دیتا ہے۔
 یہاں کہتے ہیں تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ یہ آیت
 اللہ کے بارے میں ہے۔ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ہدایت فرماتا کہ ایمان لائیں پر وہ ایمان نہ لائے۔ اس
 آیت میں اس آیت میں کچھ منافات نہیں واکہ لہدی
 کہ جو کچھ کیوں کہ نفی جو ہے تو ایمان الی المقصود کی
 ہدایت جو ہے تو ارادہ لفظ کا یعنی آپ رستہ
 ہدایت میں مگر اس پر چلنا اور مقصد تک پہنچنا اللہ کے بس

لَإِنْ تَتَّبِعِ الْهَدَايَةَ تَتَّخِذْ

اگر تم اپنی ہدایت پر نہیں تو اپنے ملک

مِنْ ضَلَالٍ أَوْ لَوْ كُنْتُمْ لَهُمْ

میں سے تھے تو ان کو عزم میں دین سے

مِنْ جَنَّةٍ أَوْ لَوْ كُنْتُمْ لَهُمْ

میں سے تھے تو ان کو عزم میں دین سے

مِنْ جَنَّةٍ أَوْ لَوْ كُنْتُمْ لَهُمْ

میں سے تھے تو ان کو عزم میں دین سے

مِنْ جَنَّةٍ أَوْ لَوْ كُنْتُمْ لَهُمْ

میں سے تھے تو ان کو عزم میں دین سے

حضرت ابو طالب کفری موت سے پہلے

تحقیق و استاذ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ آيَاتِنَا تُقْرَأُ وَكَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَالْكِتَابِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

حقائق و معارف کلام اللہ اور علوم قرآن کا جامع ذخیرہ

تفسیر

معارف القرآن

وز
شیخ التفسیر والحديث حضرت مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلوی
نور اللہ مرقدہ و قدس سرہ

جلد پنجم

تفسیر سورہ الحج تا سورۃ الصافات

شائع کردہ

مکتبہ عثمانیہ
بیروت
جامعہ اسلامیہ
لاہور



ہم جاہلوں سے واسطہ رکھنا نہیں چاہتے۔ اس جگہ سلام سے سلام تحیت مراد نہیں بلکہ سلام منارکت اور سلام
 حقیقت مراد ہے تم ہماری طرف سے امن اور سلامتی میں ہو اور ہم تمہاری طرف سے امن اور سلامتی میں ہیں۔
 ان سے کہیں چاہتے اور تمہارے لغو کا لغو سے مقابلہ نہیں کرتے جاہلوں سے مقابلہ بے سود ہے خاص کر جو جبل
 سے جہالت خاویں مقلد ہو اس کی ہدایت اور اصلاح تو نہایت دشوار ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ تحقیق اسے
 اللہ نے آپ کو ہادی عالم اور رحمت مجتہد بنا کر بھیجا ہے مگر ہدایت اور توفیق آپ کے قبضہ قدرت
 میں ہے۔ ہدایت دے دیں دیکھیں اللہ ہی اس بات پر قادر ہے کہ اس کو چاہے راہ دکھا دے اور راہ پر چلا دے
 اور یہ بھی دے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پائے والوں کو۔ اللہ ہی کو معلوم کہ کون ہدایت پائے گا۔ غیب کی کنجیاں
 اللہ ہی کے ہوتے ہیں اور تمام خزانے اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ زحمان کہتے ہیں کہ یہ آیت باجماع مفسرین
 علیہ السلام نقل ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب
 سے فرشتے کی کوہرے وقت ایک مرتبہ علم پڑھنے کے گواہی قبول نہ کیا اس پر یہ آیت اتری (مؤمن القرآن)
 اسے توفیق عطا ہوا کہ یہ بتلا دے کہ حق کی راہ یہ ہے باقی حق کا دہلیز میں تار دینا یہ اللہ کا کام ہے۔ آنحضرت
 پر مامور تھے مگر ہدایت دینے پر قادر نہ تھے۔

اللہ کو ہدایت نہ دے سکے اور نہ اپنے پیغمبر کو ہدایت نہ دے سکے اور ابوطالب یوں ہی کو ہدایت نہ دے سکے۔
 حضرت عیسیٰ اور ہدایت بیان تو آپ کی قدرت میں ہے۔ مگر ہدایت توفیق آپ کی قدرت میں نہیں

۶۵

خلاصہ کلام

یہ حجت کے بدل کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی مقصود ہے کہ آپ رنجیدہ اور غمگین نہ ہوں ہدایت
 اللہ ہی کے ہوتے ہیں اور اسی کو معلوم ہے کہ کس میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد ہے اور کس
 میں استعداد مناجبت۔ یہ قدرت اور اختیار کی انہی کی گئی ہدایت کسی کے قدرت اور اختیار میں نہیں
 ہے۔ ہدایت علم کی انہی کی گئی کہ کسی کو اس کا علم بھی نہیں کہ کون راہ یاب ہو گا۔

اتمام حجت و قطع معذرت (یعنی)

تکلمت کے بارے میں کافروں کے ایک حیلہ اور بہانہ کا ذکر اور اس کا جواب

اللہ تعالیٰ انک لا تہدی من اجبت وقال تعالیٰ فی آیہ آخری وانک تہدی الی صراط مستقیم
 اللہ تعالیٰ نے بتلایا انک لا تہدی من اجبت والدی نفی عنہ ہدایۃ التوفیق وشرح الصدر
 اللہ تعالیٰ کا قال تعالیٰ اور من کان میتا فاحیوہ وجعلناہ نزیما ہمیشہ یہ فی الناس۔ تفسیر کبیر ۴/۴۵



خَيْرُ الْفَتَاوَى

جلد اول

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
و دیگر مفتیان خیر الدار کتب خانہ و تحقیقی فتاویٰ کا منتخب مجموعہ

مترجم

مفتی محمد انور

بانتھام

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ

بہتم جامعہ خیر المدارس ملتان
پاکستان

تحقیقی دستاویز

504

فمن كان بالمدينة كان نجد بادية
 شرقا وجنوبا في مشرق أهلها قيل أهل الشرق كانوا حينئذ
 من كثر وظهر الخوارج في أرض نجد والعراق (هو شيخنا رحمه الله)
 فقط والله أعلم - بنده عبد الستار عفا الله عنه ١٢١٢ هـ ١٣٩٩ م -

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد ماجد حضرت ابو طالب نے اسلام قبول کر لیا تھا، حدیث صحیح سے ثابت ہے؛ بعض یہ کہتے ہیں کہ قبرستانِ ابراہیم میں آپ کو قبرست زندہ کر کے ایمان قبول کرایا تھا۔ بعض نے کہا کہ جمہور کا مسک نہ ہو سکتا تھا۔ نیز جو ایمان کے قائل ہیں وہ ابھرتے ہیں یا رافضی؟

مولانا عبید اللہ صاحب

مست و بجا علت کا متفقہ عقیدہ یہی ہے کہ ابو طالب کفر پر مائل ہے۔ جیسا کہ آیات و حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ حافظہ تورپشتی لکھتے ہیں کہ ابو طالب کا کفر حد تو اتنا کہ پہنچ گیا کہ وہ اپنے بیٹے کو بھی مسلک ہے۔ مسند احمد، بخاری، مسلم اور نسائی میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئے۔ ابو جہل، عبد اللہ بن امیہ نے فرمایا کہ اے چچا تم ایک مرتبہ "لا الہ الا اللہ" کہہ لو تاکہ خدا کے سامنے تم کو بخش دے۔ مجھے کو ایک حجت اور دلیل مل جاتے۔ ابو جہل، عبد اللہ بن امیہ کی یہ حدیث عبد المطلب کی علت کو چھوڑتے ہو؟ ابو طالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے پہلے کہ زبان سے نکلا وہ یہ تھا کہ علی ملة عبد المطلب یعنی عبد اللہ بن عبد المطلب تو یہ کہہ کر مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں برابر ابو طالب کے ساتھ ہوں۔ جب کہ خدا کی طرف سے منع نہ کیا جاؤں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

استقروا للمشركين ولو كانوا الى
البحر المحيطة (سورة قمر)

الایۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب

الذی طلب کفری (۱-۲) (معا: لایله)



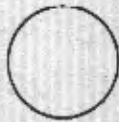
مَعَارِفُ الْقُرْآنِ عَكْسِي

جلد ہفتم

سورۃ مریعہ ○ سورۃ ظہر ○ سورۃ انبیاء ○ سورۃ حجہ
سورۃ مؤمنون ○ سورۃ نور ○ سورۃ فرقان ○ سورۃ شعراء
سورۃ نمل ○ سورۃ قصص ○ سورۃ عنکبوت ○ سورۃ روم

از تصانیف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ



ناشر

الحاکمۃ المعرفۃ لکراچی نمبر ۱۲

کسی جاہل دین سے فتوے بات سننے ہیں تو اس کا جواب دینے کے بجائے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا اسلام
لوہم جاہل لوگوں سے اچھا ہے نہ نہیں کرتے۔ امام بداس نے فرمایا کہ اسلام کی دو قسمیں ہیں، ایک
سلام تحیہ، دوسرا سلام باہم ایک دوسرے کو کرتے ہیں، دوسرا سلام۔ اہل ملت و متارکت یعنی اپنے عزیز
کو یہ کہہ کر سلام تحیہ کرتے ہیں، اہل غلو کو سلام باہم کرتے ہیں، یہی دو قسمیں ہیں۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَسْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا لَهُ هَدًى يَنْزِلُ

اور وہ نہیں لاتا جس کو چاہے۔ بلکہ اللہ راہ پر لائے جس کو

يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا لَهُ هَدًى يَنْزِلُ (۵۶)

چاہے اور وہ ہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آتا ہے۔

خلاصہ تفسیر

کچھ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے (اور ہدایت
اللہ کی قدرت تو کسی کو کیا ہوتی اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم تک ہی نہیں کہ کون کون ہدایت
کے لئے ہدایت پائے والوں کا علم اسی کو ہے)

معارف و مسائل

اس آیت کی معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے، ایک معنی صرف راستہ دکھانے کے ہیں،
دوسرے معنی ہیں کہ جس کو راستہ دکھایا گیا وہ منزل مقصود پر پہنچے اور کیا نئی ہدایت کے یہ
معنی کسی کو منزل مقصود پر پہنچا دیا جائے۔ پہلے معنی کے اعتبار سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہدایت کا بادی ہونا اور یہ ہدایت ان کے اختیار میں ہونا ظاہر ہے کیونکہ یہ ہدایت
اللہ کی ہدایت ہے اگر اس کی ان کو قدرت نہ ہو تو فریضہ رسالت و نبوت کیسے ادا کریں، اس
کو ہدایت پر قادر نہ ہونا بیان فرمایا ہے اس سے مراد دوسرے معنی کی ہدایت ہے،
چھوڑ دینا۔ ابوظالب، یہ ہے کہ اپنی تبلیغ و تعلیم کے ذریعہ آپ ہی کے دل میں ایمان
پیدا کریں یہ آپ کا کام نہیں یہ تو براہ راست حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے ہدایت
اللہ کی ہدایت کی تحقیق سورہ بقرہ کے شروع میں گزر چکی ہے۔

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوظالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے
یہ ہے کہ کسی طرح ایمان قبول کر لیں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا گیا

ابوظالب دین اسلام قبول کے بغیر رہا ہے رخصت ہو گئے



حضرت علیؑ کے والد ابوطالبؑ گمراہ اور بے ایمان ہو کر مرے (العیاذ باللہ)

اسلام انس

۲۳۳

ابواب صلوة الجنازہ

باب ما یفعل المسلم إذا مات له قریب کافر

عن: علیؑ قال: لما مات ابوطالب أتیت رسول الله ﷺ فقلت: "یا رسول الله! إن عمک الشیخ الضال قد مات". قال: "إذهب، فواره". قال علیؑ: فلما واریته جنت إلیه، فقال لی: "اغسل". رواه ابن حبان فی صحیحہ، کذا فی السیرۃ الحلبیة (۱-۳۸۱). وفی سنن أبی داؤد (۳-۲۰۶): حدثنا مسددنا یحیی عن سفیان حدثنی أبی إسحاق عن فاجیة بن کعب عن علیؑ: فذكر نحوه، وسکت عنه هو، والمنذری، وفی سنن النسائی (۱-۲۸۳): أخبرنا عیسیٰ بن سعید قال: حدثنا یحیی فذكره.

وقال الحافظ ابن حجر نور الله تعالى مرقده فی التلخیص الحییر (۱-۱۵۷ و ۱۵۸): یرواه أحمد، و أبو داؤد، والنسائی، وابن أبی عائشة، و أبو یعلی، والبزار، و البیهقی، و مدار، کلهم یبقی علی أنه ضعیف، ولا یتبین وجه ضعفه.

قلت: رفع عند ابن أبی شیبہ فی مصنفه باللفظ: فقلت: "إن عمک الشیخ الکافر قد مات". فما تری فیہ؟ قال: "أری أن تغسله وتجنه (تسننه) ۵۱، والزیلعی (۱-۳۵۴) یروی الحدیث إلی أبی داؤد، والنسائی، ثم قال: وروی ابن أبی شیبہ فی مصنفه بسند السیئ، فکثر یحفظ التلخیص عن ابن أبی شیبہ.

باب ما یفعل المسلم إذا مات له قریب کافر

مرثیہ: "عن علیؑ الخ، دلالتہ علی ما فیہ ظاہرہ.

فائدة: روى الحاكم، والطبرانی، والبيهقي عن أبي رافع ربه "من غسل ميتا غفر له أربعون كبيرة". الحديث إسناده قوى، كذا في الدراية. وفي الترغيب بالحسنة: روى الطبرانی في الكبير، ورواه عتج بهم في الصحيح ۵۱.

قال بعض الناس: وفيه دليل على غفران الكبيرة بغير التوبة خلافاً لأكثر أهل السنة، فالحق أن قولهم "إن الكبيرة لا تسويها إلا التوبة" مقصور على المواضع التي لم يرد فيها الصريح بغفران الكبيرة بغير التوبة من الحسنات.

قلت: وهذا إذا ثبت انقطاع الكبيرة في الحديث، ولم يكن فيه تصحيف، فإني رأيت في نسخة الحاكم في موضعين ۱- ۳۵۴ و ۳۶۲ وفيه "غفر له أربعين مرة".

الحمد لله
كتاب مستطاب مسمی ب

تعلیق بر ایضاح
فی المصابیح
الجزء الثاني

لاحقر عباد الله ابی عبد الشید المرحوم شمس الدین بن الشیخ محمّد الشید المرحوم

اداره اشاعت التوحید و السنۃ جامعہ صغیہ یقیہ حجاز النوالہ (بکستان)
بجانب لپورہ

رضی اللہ عنہما ولہم البیضا حدیث عمرو بن شعیب عن اسیہ عن جده قال قال بنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر سبع
 فی الاولی و خمس فی الاخرۃ والقراۃ بعدہما کلّیہا رواہ ابو داؤد وصحّہ ۱ و اجاب عنہ الطحاوی ص ۳۹۹ بانہ یدور
 علی رکعتین بن عبد الرحمن و لیس عنہم بالذی یصحّ بروایتہ ثم ہو البیضا عن عمرو بن شعیب عن اسیہ عن جده و ذلک عندہم البیضا
 لیس بایضا فیکفّ یحییٰ علی ختمہم بما لو احبّ بہ علیہم لم یسوغوہ ذلک قلت و البیضا عمرو بن شعیب یفطر فیہ قرۃ
 یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر سبع الحدیث فیجعلہ قولیا و مرۃ یقول ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یفطر فی الفطر فی الاولی سبعا الحدیث فیجعلہ فعلیا و لہم البیضا حدیث ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
 قال فی تکبیر العیدین فی الرکعتہ الاولی سبعا و فی الثانیۃ خمس تجکیرات و اجاب عنہ الطحاوی ص ۳۹۹ بانہ یدور
 علی رکعتین عامرہ و ہونہ عنہم عنہم و انما اسئل ہذا الحدیث عن ابن عمر فہو (اے موقوف علیہ لیس برفوع الماحضۃ
 یحییٰ شام قال حدیثنا ابو الاسود النضری عن عبد الجبار قال حدیثی عبد الرحمن بن العاصم عن نافع بن ابی نعیم عن نافع عن
 عبد الرحمن بن عوف عنہم کہ یفطر فیہما سبعا و قلت فاذا کان ہذا حال روایات الباب فالأخذ بالماثل المیقن بہا
 اذا جمعت علیہ الصحاح و فی زمن عمر رضی اللہ عنہ -

قوله ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اباجور و عمر کہ و فی العیدین انہ قلت نعم و لكن لا بد لاجتماعہم علی الاربع
 و فی قرۃ من مزج سن لہم قولہ یحییٰ اربعاً تجکیر علی الحاکم فیہما یفطرنا معشر الاحناف فی تجکیرات العید و انما
 یفطر فیہما قولہ لے اوتی قولہ فخطب علیہ لے فخطب منکما علیہ قولہ یفطر علی عنترۃ یفطر النون عصا لہ نزح
 فی مسجد کعذر المظرد الا فالفضل البجانیہ قولہ ان یحییٰ الاربع و اخر الفطر لیفرغوا التفضیۃ یوم الاضحی
 و یوم الصلوۃ و یوم و اصدۃ الفطر علی سبیلہ یوم الفطر فانہ قبل الصلوۃ قولہ و اذا اصبحوا ان یفروا الی مصلائہم
 و بعد الزوال حیث خرج وقت الصلوۃ یوم لے قولہ فلم یزل کذلک لے علم یزل الامر کذلک و یوم و الصلوۃ
 فی العید و الخطبۃ بلا منبر قائما علی الارض قولہ خنی کان مروان کان بذہ تامۃ قولہ فخاص امر و ان لے آخذ ابیدہ بحیث
 یصل علی خاصرہ و یدہ علی خاصرۃ قولہ قد بنا منبراً بعد ما لم یکن فی المصلیٰ فینعی ان لا یتخذ المصلیٰ ما عرفت من
 انہ یفطر فیہما فخطب قبل الصلوۃ علی خلاف السنۃ المستمرۃ قولہ و اباجورہ نحو الصلوۃ لیصلیٰ قبل الخطبۃ کما ہو
 السنۃ و قد ترک العلم کان بنو امیہ یسبون فی خطباتہم اهل البیت فکان الناس لا یجسسون خطباتہم فخطبوا قبل
 الصلوۃ - قولہ ثم انصرف ابو سعید و لم یشہد کما عرفت او ثم انصرف مروان نحو المنبر لیخطب قبل الصلوۃ کما ہو و اباجور و لم
 یفطر فیہما سبعا فی الصلوۃ علی الخطبۃ -

باب فی الاضحیۃ

حدیثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ لعلہ ذبح احدیہما عن نفسہ و ابانہما عن امۃ و اللہ اعلم قولہ ملحقین الاضحیٰ ہوالذی
 یذبح فی الاضحیٰ الاقرن مالہ قرآن قولہ علی اصفا جہما لے علی جنوبہما قولہ یطہر لے سواد لے کانت قوائمہ

حکمران بنی امیہ معلوم و غیرہ خطبوں میں اہل بیت رسول کو گالیاں دینے کے



محاضرات
ناتج الإسلاميين

تأليف المرحوم
الشيخ محمد الحضري بك المفسر بوزارة المعارف
ومدرس التاريخ الإسلامي بالجامعة المصرية

المجلد الثاني

الطبعة الثامنة : سنة ١٣٨٢ هجرية

(حقوق الطبع محفوظة)

يطلب من
المكتبة التجارية الكبرى
بمصر ص.ب ٥٧٨



اللہ حسین بن علیؑ کی تائید میں ہے کہ حسین بن علیؑ کا خلیفہ بننے کا حقیقی مطلب یہ تھا کہ

تم بقول ائمہ ثلاثہ العزیزہ و عرضوا علیہ أن ینزل علی حکم ابن زیاد ومثل هذا الطلب لا یقبلہ الحسن مہما یکن من الامر فلم یکن إلا القتال وفي عاشور المحرم سنة ۶۱ انتشب القتال بین ہاتین الفئتين جيش العراق الذي لم یکن فیہ أحد من أهل الشام وهذه الفئۃ القلیبۃ من معہ ، وهم لا یزیدون عن ۸۰ رجلاً ولم یکن إلا قلیل وقت حتی قتل الحسن وسائر من معہ ، وعدۃ من قتل اثنان وسبعون رجلاً وقتل من أصحاب ابن سعد ۸۸ رجلاً ثم أخذوا رأس الحسن وجعلوها إلى ابن زیاد ومعہ بنات الحسن وإخوته وسبہ علی بن الحسن صغیر صبیض فأمر ابن زیاد بحمل الرأس ومعہ النساء والصبیان إلى قریۃ قلیا بلقوی الشام أخبر یزید بالظہر دمعت عیناه وقال کنت أرضی من طاعتکم بكون قتل الحسن لعن الله ابن عمیة أما والله لو أني صاحبہ لعفوت عنه ، ثم قال ان هذا أشد من أن یأتی هذا قال ابن خیر من أبیہ ، وأبی خیر من أمہ وجدی رجلاً خیر من جدہ ، وأنا خیر منه ، وأحق بهذا الأمر ، فأما قوله أبوہ خیر من أمی فقد تراجأتی وأبوہ إلى الله وعلم الناس انہما حکم لہ ، وأما قوله أمہ خیر من امی فصری فاطمة بنت رسول الله خیر من امی ، وأما قوله جدہ خیر من جدی فلمصری لما حدث من بانه والیوم الآخر ، یری رسول الله فینا عدلاً ولا ندا ، ولكنه إنما أتى من قبل فقہہ ولم یقرأ (قل اللهم مالک الملیک تؤتی الملیک من تشاء) ثم أمر بالنساء فجلس دور یزید فلم تبق امرأة من آل یزید إلا انتہن وأقمن المیثم وسألهن عما أخذ من فاضلہن ، ثم قرب إلیہ علی بن الحسن وجہہ من بعد ذلك إلى المدینة وقال علی بنی اکثرتی بكل حاجة أکون لک .

بذلك الشكل الحزن انتہت هذه الحادثة التي أثارها عدم الأناة والتبصر في العواقب الحسين بن علیؑ یری بقول مشیریدہ جمیعاً عرض الخائن وخن بأهل العراق خیرا ومع أصحاب أبیہ فقد کان أبوہ خیراً عنه وأكثر عند الناس وجاہة وكانت له بیعة فی الشیخوخة کل ذلك لم ینفذہ حتی تم فی آخر حیاته الخلاص منهم ، أما الحسن فلم یکن یعتقد کان فی العراق عمالہ وأمرأۃ فاعتز به بعض کتب کتبہا دعاة الفتن وصری لیسر لعل أهل وأولادہ وسار إلى قوم ایس لهم عهد وانظروا کیف تألف الصبر التي حاربہ هل کان إلا من أهل العراق وحدهم الذين یرفعون عقیرتهم بأنہم مستحقون لطلب ، وعلى الجملة فإن الحسن أخطأ خطأ عظیماً فی خروجه هذا الذي (۹ - محاضرات - ۲)



وَيُؤَيِّدُ اللَّهُ أَنْ يُجَيِّدَ الْحَقَّ بِكَافَّةٍ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكُفْرِ بَيْنَ
 اور اللہ کی تائید کہ حق کو اپنی بالکل سب سے ثابت کر دے اور کافر داری بڑکات دے
 لِيُجَيِّدَ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ سَكَّرَ الْجَاهِلُونَ
 تاکہ حق ثابت کر دے اور باطل کو مٹا دے اور اگر داس سے گنہگار ناخوش ہوں +

۴۰۵

کتاب شہادت

اس کتاب میں اسلام کے اُن عظیم الشان اقداس پر جن پر پردہ پڑا ہوا تھا پوری
 روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح جنگ صفین و جل ایکس
 سے بنیاد اذیانہ اور بعد کی گھڑتیں اسی طرح امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا
 واقعہ بالکل غلط اور مفسد ہے بنیاد پر
 مصنف

مرزا حیرت بھوی

کرنل پریس ملی

۱۰۰ جلائی ۱۳۹۱ھ سے یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی



حضرت علیؑ کی خدمت میں جو مقام پر پیدا ہوئے (العیاذ باللہ)

حضرت علی

۱۸۶

کتاب شہادت

خاندان کعبہ میں پیدا ہوئے اس وقت حضور اللہ کی عمر ۴۰ برس کی تھی آپ کی والدہ بنت اسد کو جب بچپن میں شروع ہوئے اور مدد کی زیادہ شدت ہو گئی تو ابوطالب بعض اس خیال سے کہ بت ماننے میں یحیٰی کے کسی بت سے اتجا کی جائے کہ ان کی بیوی کی یہ تکلیف رفع ہو جائے جس طرح ہوا انہیں اس بت ماننے میں سے گئے جو کعبہ کے اندر بنا ہوا تھا جہاں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے اور لوگ ان بتوں سے اپنی منتیں اور مرادیں مانگتے تھے۔ ہر وقت موجود رہتے تھے اسی طرح ابوطالب بھی اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو ایک خاص بت کے آگے گئے چونکہ مدد کی بچپن ہیبت شدت پر پہنچ گئی تھی اور سرگھر سے اس بت ماننے میں پہنچنے تک پہنچ کر حضرت سے زیادہ حرکت ہوئی تو ابوی فاطمہ بنت اسد بت کے آگے کھڑی ہی ہوئی تھیں کہ خدا انہیں شدت کے درد لگے اور ان کے دل کچھ پیدا ہو گیا جس کا نام ابوطالب نے علی رکھا اس طرح بت ماننے میں پیدا ہونا بعض لوگوں نے حضرت علیؑ کے لئے باعث فخر کیا ہے مگر یہ کچھ فخر کی بات نہیں ہے خاندان کعبہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے میں بتوں کا گھون راجا تھا وہ خدا کا نکر نہیں تھا اس کے ایک غرض سے بعد جب وہ بتوں کی نگاہ سے پاک کیا گیا تو اس پر چوکھڑے لگے کہ خاندان کعبہ کا شرف حاصل ہوا لہذا ایسے نبی مقام پر جہاں ۳۶۰ بت موجود ہوں اور بجائے خداوند تعالیٰ کے شریکین عرب ان بتوں کی پرستش کرتے ہیں وہاں کسی شخص کا اتفاقہ پیدا ہو جانا باعث فخر کسی صورت سے نہیں بن سکتا۔

حضرت علیؑ کی پرورش

آپ نے چند سال تک اپنے والدین کے بغیر نبی محبت میں پرورش پائی مگر چند سال کے بعد ابوطالب کی پرستش سے ایک نوکر میں منت قلم پڑا اور مبر سے ان کی



فتاویٰ اسلامیہ کے مکمل مجموعہ
کامل

فتاویٰ رشیدیہ

محبوب عالمی

از افاضات رشیدیہ

حضرت مولانا الحاج اکحافہ رشید احمد صاحب گنج گوئی

ناشران

محمد علی کارخانہ سیدامی کتب و کان

اردو بازار کراچی



محرم میں ذکر شہادت حسینؑ کرنا حرام ہے

قادی رشتہ

۱۳۰

کسی

ایصالِ ثواب و صدقات کرنا اور تعینِ آب و طعام بھی مش شریت ہے یا کچھ طاب ہے اور برغنی اور فقیر کو اس کا لینا اور تبرک جانا اور برغنی یا سید اس کو نہ لیوے تو مطلقاً کریں اور برہانیں اور فی الجملہ برہانیاں کو اس میں بہت دخل ہوتا ہے قرآنی صورت میں امیدِ ثواب کی ہر سکتی ہے یا نہیں اور یہ کل امور بدعت و معصیت ہیں یا نہیں۔

جواب: ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بہت روافض کے منع ہے اور ماتم نوہ کرنا حرام ہے۔ فی الحدیث بنی عن الراقی الحدیث سے اور غلات روایات بیان کرنا سب الواب میں حرام ہیں تعین صدقات تخصیص ان ایام کرنا اگر یہ جانتے ہیں کہ آج ہی زیادہ ثواب ہے تو بدعت ضلالت ہے علی مذا تخصیص کسی طعام کی کسی یوم کے ساتھ کرنا لغو ہے اور صدقہ کا طعام غنی کو مکروہ اور سید کو حرام ہے اس پر عمل کرنا فسق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیران پیر کی گیسار ہوئی

سوال ۱۔ تبارک اور رحیمی اور گیارہویں پر ان کی سیر کی کرنا درست ہے یا نہیں۔

جواب: تبارک و رحیمی بدعت ہیں ان کی کوئی اصل شرع میں نہیں اور ایصالِ ثواب بروج حضرت ندس سرور درست ہے اور تعین تاریخ کو پیش و پیش نہ کر کے بدعت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایام محرم میں کتب شہادت کا پڑھنا

سوال ۲۔ کتاب ترجمہ سر الشہادۃین یا دیگر کتب شہادت خاص شہادت کی رات کو پڑھنا کیسا ہے حسب خواہش نازیباں مسجد یا کسی کے مکان پر۔

جواب: ایام محرم میں سر الشہادۃین کا پڑھنا منع ہے حسب مشاہیت مجالس روانس کے۔

محرم میں سبیل لگانا دودھ کا شربت پلانا

سوال ۳۔ محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بزرگیت صحیح یا بعض ضعیف بھی دینا سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ پھونک کر پانا درست ہے یا نہیں۔

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسینؑ علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ و سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشہیر و افتخار کو جو محرم میں منع ہے حدیث میں ہے کہ آپ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے

تحقیقی دستاویز

517



الحسن والحسين

تصنيف: محمد رضا مصري

ترجمہ: محمد وجیہ الشاہ عرفانی

مکتبہ پاکستان • چوک انارکلی لاہور

تحقیقی دستاویز



فقہ انگیزی کا الزام لگایا اور بہت سی برائیاں بیان کیں۔ اور کہا اسے بنی عبدالمطلب
یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ تم تو خفا کو قتل کرو جو خون بہانا تم پر حرام تھا وہ تم پہلے سے
ملک گیری کی بوس پوری کرنے کی سعی کرو۔ اور جو جو باتیں تمہارے لئے جائز نہ
تھیں وہ سب کرتے رہو۔ اور اس سب کچھ کے باوجود ہمیں ملک و حکومت مل جائیں
پھر اسے حسن تر نے اپنے دل میں یہ سوچنا شروع کر دیا کہ خلافت کا منصب مجھے
ملنے والا ہے حالانکہ تیرے پاس نہ عقل ہے۔ اور نہ شعور۔ پھر تو کیسے پاتا ہے
اللہ تعالیٰ کہ اس نے تیری عقل کو سلب کیا اور مجھے قریش کا احق آدمی بنا کر
چھوڑا۔ ہر جگہ تیرا مذاق اڑایا جاتا ہے اور تیری بے عزتی کی جاتی ہے۔ سب کچھ
تیرے بڑے اعمال کی وجہ سے ہے۔ اور ہم نے مجھے اس لئے بلوایا ہے کہ ہم تیری
اور تیرے باپ کی برائی بیان کریں۔ جہاں تک تیرے باپ کا تعلق ہے سو اللہ تعالیٰ
نے اس کو تنہا کر دیا۔ اور ہمیں اس کی حکومت اور اختیار سے بچا لیا۔ اور تو تو ہمارے
ہاتھوں میں ہے اگر ہم مجھے قتل کر ڈالیں تو ہم پر نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ گناہ
ہے نہ لوگ ہی اسے معیوب سمجھیں گے۔ کیا مجھے بہت ہے کہ تو ہماری باتوں کو غلط
کہہ سکے؟ اگر تیرے نزدیک ہم نے جھوٹ کہا ہے تو جو باتیں ہم نے کہی ہیں ان کا
جواب دے۔ ورنہ جان لے کہ تو اذیتیرا باپ دو لوگوں کا ظلم ہو۔

اس کے بعد ولید بن عتیبہ بن ابومعیط بولا۔ اُس نے کہا: اے یزید باشم باقم
عثمان کے نہ خیال رکھتے۔ وہ بتا رہا بڑا اچھا بیٹا تھا۔ اُس نے تمہارے حق کو چھپانا پھر
تم اُس کے سسرال بنے۔ تو وہ تمہارا بہترین داماد تھا۔ تمہاری عزت کرتا تھا پھر
تمہاری نے اس کے ساتھ پہلے پہل حسد کیا اور تیرے باپ نے اس کو ظلم سے قتل کیا۔

حضرت امام حسن حضرت علیؑ دلوں کا عالم ہیں



جس کے لئے نہ کوئی جواز مانا نہ کوئی وجہ تیار سے پاس تھی
اب تم نے اللہ تعالیٰ کو کیسا پایا کہ اس نے اس کا خون طلب کیا اور تمہیں اپنے
ٹھکانے پر پہنچا دیا۔ قسم خدا کی بنو ہاشم نے بنو امیہ کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے
لیکن بنو امیہ بنو ہاشم کے حق میں ہمیشہ اچھے رہے ہیں۔ اور یہ کہ معاویہؓ تیرے
لئے تیری اپنی جان سے بھی بہتر ہے۔

پھر عقبہ بن ابی سفیان بولا: "اے حسنؓ تیرا باپ قریش میں سے تھا لیکن قریش
میں سے بڑا تھا کیونکہ اُس نے قریش کا خون بہایا اور اُن سے تعلقات منقطع
کئے۔ اس کی تلوار اور زبان دونوں تیز تھیں۔ زندہ کو قتل کرتا اور میت کی نعیت لے رہا
تھا۔ اور تو ان لوگوں سے ہے جنہوں نے عثمانؓ کو قتل کیا اور ہم اسی وجہ سے تجھے
قتل کر دیں گے۔ نہ تیرا خلافت کی امید رکھنا سہجھے اس میں سے ایک۔ بال
برابر بھی کچھ نہ ملے گا۔ اور اے بنی ہاشم! تمہی نے عثمانؓ کو قتل کیا ہے اب حق یہ
ہے کہ ہم تجھے اور تیرے بھائی کو اس کے بدلہ میں قتل کر دیں تیرا باپ سوا اللہ تعالیٰ
نے اُس کے اختیار حکومت سے نہیں بچایا اور تو ہے قسم خدا کی اگر ہم تجھے عثمانؓ
کے بدلے قتل کر ڈالیں تو ہم پر نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ملامت۔"

اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ بولا۔ اس نے حضرت علیؓ کو گالی دی اور کہا قسم
خدا کی میں نہ یہ کہتا ہوں کہ اس نے فلاں معاملے میں خیانت کی جسے ذیہ کہتا ہوں
کہ اس نے فلاں حکم میں کسی کی طرف داری کی ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس نے
عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔"

اسا کہہ کر سب خاموش ہو گئے۔ اب حضرت حسنؓ کی باری آئی انہوں نے

مغیرہ بن شعبہ نے حضرت علیؓ کو گالی دیں اور قتل عثمانؓ کا الزام لگایا

ازواجِ نبیؐ کی توہین

باب

پانچواں



الدر المنثور

في

النفساء بالماء

للأمام جلال الدين السهوي
رحمه الله تعالى.

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنهما

الجزء الأول
دار المعرفة

للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

تحقيق رستاق

294

طلحہ بن عبید اللہؓ نے ام المومنین عائشہؓ سے شادی کی خواہش کی



الجزء السادس من مفاتيح الغيب المشتهر بالتفسير
الكبير للإمام فخر الدين محمد الرازي
ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري
نفع الله به المسلمين
آمين

٢
هـ (وبهامشه تفسير العلامة أبي السعود)



لامانع في بيت عائشة من بيوت النبي عليه السلام من تكشف او حضور غير محرم عندها او علم خلوه الدار من الاهل او هي محتاجة الى اطفاء حريق فيها او غير ذلك جاز الدخول (المسئلة الرابعة) قوله تعالى فاذا طعمتم فانثشروا كان بعض الصحابة اطال المكث يوم وليلة النبي عليه السلام في عرس زينب والنبي عليه السلام لم يقل له شيأ فوردت الآية جامعة لا آداب (منها) المنع من اطالة المكث في بيوت الناس وفي معنى البيت موضع مباح اختصاره شخص لعبادته او اشتغاله بشغل فيأتيه احد ويطيل المكث عنده وقوله تعالى ولا مستأنسين لحديث قال الزمخشري هو عطف على غير ناظرين مجرور ويعمل ان يكون منصوبا عطفا على المعنى فان معنى قوله تعالى لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يؤذن لكم لا تدخلوها حاجين فعطف عليه ولا مستأنسين ثم ان الله تعالى بين كون ذلك ادبا وكون النبي حليما بقوله ان ذلكم كان يؤذي النبي فيستحيي منكم والله لا يستحيي من الحق اشارة الى انه لا حق وادب وقوله تعالى كان اشارة الى تحمل النبي عليه السلام ثم ذكر الله ادبا آخر وهو قوله تعالى واذا سألتوهن مناساما فاسألهن من وراء حجاب لان الله تعالى الناس من دخول بيوت النبي عليه السلام وكان في ذلك تعذر الوصول الى المسأله بين ان ذلك غير ممنوع منه فليسأل وليطلب من وراء حجاب وقوله تعالى ذلكم اطهر لقلوبكم وقلوبهن يعني العين روزنة القلب فاذا لم تر العين لا يشتهي القلب اما ان رأت العين فقد يشتهي القلب وقد لا يشتهي فالقلب عند عدم الرؤية اطهر وتحميل الفتنه حينئذ اظهر ثم ان الله تعالى لما علم المؤمنين الادب اكده بما يحملهم على محافظته فقال تعالى وما كان لکم ان تؤذوا رسول الله وکل ما منعتم عنه مؤذ فامتنعوا عنه وقوله تعالى ولا ان تکفوا ازواجه من بعده أبدا قيل سبب نزوله ان بعض الناس قيل هو طلحة ابن عبید الله قال لئن عشت بعد محمد لانکمن عائشة وقد ذکرنا ان اللفظ العام لا یغیر معناه سبب النزول فان المراد ان ابداء الرسول حرام والتعرض لفساده في حياته ابداء فلا یعوز ثم قال لا بل ذلك غیر جائز مطلقا ثم اکده بقوله تعالى ان ذلكم کان عند الله عظیما ای ابداء الرسول ثم قال تعالى (ان تبدوا شیأ او تخفوه فان الله کان بکل شیء علیما) یعنی ان کنتم لاتؤذونه فی الحال وتعرضون علی ابدائه ونکاح ازواجه بعده فالله علیم بذات الصدور ثم ان الله تعالى لما انزل الحجاب استثنى المحارم بقوله (لا جناح علیهن فی آبائهن ولا آبائهن ولا اخواتهن ولا أبناء اخواتهن ولا نسائهن ولا مملکت ايمانهن) وفي الآية مسائل (المسئلة الاولى) فی الحجاب اوجب السؤال من وراء الحجاب علی الرجال فلم یستثن الرجال عن الجناح ولم یقل لا جناح علی آبائهن فقول قوله تعالى فاسألهن من وراء حجاب امر بسدل الستر علیهن وذلك لا یكون الا بكونهن مستورات

حضرت طہر بن عبد اللہ نے بعد از غیر حضرت عائشہ سے شادی کرنے کی خواہش کی



فتح القسطنطينية

الجامع بين فني الرواية والديانة من علم التفسير

للقاضي المظان السابق المحدث المفسر محمد بن علي بن محمد
الشوكاني اليمني الشافعي صاحب (نيل الأوطار وغيره) المتوفى
بمدينة صنعاء في جمادى الآخرة سنة ١٢٥٠ هـ عن ست وسبعين
سنة وسبعة أشهر رحمه الله تعالى وإيانا والمؤمنين آمين

الطبعة الأولى

على النسخة الوحيدة بقلم المؤلف الامام الشوكاني رحمه الله تعالى
أول كتابه تاريخ هجرة النبوة بحضرة صاحب الفتاوى العلامة السيد
محمد بن محمد بن محمد الحسيني الشافعي أحد عظماء رجل الدولة الإسلامية الحزبية
الشوكانية أدام نصرها ورب البرية آمين

نشره — لا يجوز لأحد أن يبيع كتابه نفع القدير للشوكاني * من هذه
الطبعة وكل من يبيعها يكون مكافأ بأمر الله تعالى بفتح مكة
والأول يكون مسئولاً عن التعويض قانوناً

الجزء الرابع

طبع في المطبعة

مُصَطَفَى البَاقِي الحَسَنِي وَأَوْلَادُهُ بِمُصَنَّفِهِ

وبانشر طبعه - محمد أمين عمران

رمضان ١٣٥٠ هجرية رقم ٤٤٦